جلوۂ داغ

یعنی

بلبلِ ہندوستان جہان اُستاد ناظم یار جنگ دبیر الدولہ عالیجناب

نواب فصیح الملک بہادر نواب مرزا خان صاحب حضرت داغ

دہلوی مدظلہ العالی کی با تصویر سوانح عمری

مولفۂ

خاکسار سید علی احسن احسن مارہروی احقر التلامذہ حضرت موصوف

بالقابہ مدظلہ العالی

سنہ ۱۹۰۲ء

در مطبع شمسی حیدرآباد دکن باہتمام محمد عبدالرحیم ابن ابراہیم خان اکبرآبادی طبع شد

فہرست مضامین



بنی نوع انسان کو تمام موجوداتِ عالم مین اشرف المخلوقات مانا گیا ہے اور اس مانے ہوئے شرف کا یقین کر لینا ایسا ہی آسان ہے جیسا دن کو دن اور رات کو رات سمجھہ لینا۔ لیکن درحقیقت وہ انسان اس شرف کے پانے کا مستحق نہین ہے جسنے اپنے دل و دماغ اپنے آنکھہ کان اپنے ہاتھہ پاؤن اور دوسرے اعضا سے جانورون کی طرح بے سوچے سمجھے کام لیا ہے۔ ایسی خلقت کا وجود جو اپنے فرایضِ منصبی کو ادا نہ کر سکے عدم کے برابر ہے اور اسی کے مقابل مین اُس مخلوق کا عدم جسنے اپنے کامون کو قانونِ قدرت کے مطابق انجام دیا ہے عین وجود سمجھنا چاہیے۔

ابتدائے آفرینش سے آجتک جس جس شخص نے اشرف المخلوقات کا موزون خطاب پایا ہے اُس کا نام اُس کا حال اور اُسکے تمام فضائل ہمارے پیش نظر ہین اور یہی اُسکے دایمی وجود کا ادنی ثبوت ہے، باوجودیکہ اُسکو دنیا سے گزرے ہوئے صدیان گزر گئین لیکن ؎

زندہ است نام نیکو نوشیروان بعدل		اگرچہ بسے گزشت کہ نوشیروان نماند

اس معمولی تمہید سے میرا منشا یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات اُسیوقت ہوسکتا ہے جبکہ اپنی زندگی مین اپنے تمام فرایض کو عمدہ طریقے سے ادا کرے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو اُسکے بعد اُسکی آنے والی نسلین ہمیشہ اُسکی یادگار باتون سے اچھا سبق لینگی۔ بیشک یہ ہمارا فرض ہے کہ جہانتک ہم سے ہوسکے اپنے موجودہ یا گزشتہ زمانے کے برگزیدہ انفاس کی یادگار باتون کا عکس اپنے لوح دل سے صفحۂ کاغذ پر اُتار جائین تاکہ جسطرح ہم اسوقت اسلاف کے واقعات و ملفوظات دیکھ دیکھکر اور سن سنکر بہت سے فائدے حاصل کرتے ہین۔ آیندہ بھی یہ سلسلہ یونہین جاری رہے ؎

نام نیک رفتگان ضایع مکن		تا بماند نام نیکت برقرار

مشکل سے مشکل کام کا خیال دل مین سے لے آنا معمولی اور سہل بات ہے۔

لیکن اُسکی عملی کارروائی ایک ایسی اہم اور غیر معمولی محنت سے جو انسان کے چھکے چھُڑا دیتی ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہم جیسے خیالی پلاؤ پکانیوالے ہمیشہ ادھر مین لٹکے رہتے ہین مین نے جس کام کے لیے قلم اُٹھایا ہے وہ بہت ہی دشوار گزار منزل ہے اور مجھ سے شخص سے اس کام کا سرانجام ہوجانا عجب اتفاق ہے عموماً تاریخ کا میدان طے کرنا بڑی پامردی کا کام ہے خصوصاً کسی نامی شخص کی سوانح عمری قلمبند کرنی ایسی سنگلاخ اور دشوار گزار راہ ہے جسکا طے کرنا کوئی آسان نہین اگرچہ اگلے زمانے سے کہین زیادہ اسوقت خاص اردو زبان مین شاعری کا چرچا پایا جاتا ہے۔ جس شہر مین جس قصبے مین دیکھیے بیسیون شاعر موجود ہین مگر اس بہتات سے کیا ہوتا ہے ہر زمانے اور ہر صدی اور ہر دور مین شاعری اُنہین چند انفاس کے قدمون سے لگی رہی ہے جنکے سر عام مقبولیت کا سہرا بندھا ہے اور جنھون نے اپنی قادر الکلامی سے اپنے آپکو استاد منوا دیا ہے۔

ہندوستان مین عموماً دلّی اور اُسکے بعد لکھنو کے لوگ اہل زبان مانے جاتے ہین اور انھین دو شہرون مین ایسے ایسے اساتذہ گزر گئے ہین جنکے سکّے تمام ملک کے دلون پر بیٹھے ہوئے ہین مگر افسوس ہے کہ اب صفحہ

عالم پر اُنکی مثالیں کہیں نہیں پائی جاتی اور جو دو ایک نفوس جنکو اسلاف کا
فخر کہنا چاہیے باقی رہ گئے ہیں اُنھیں کے دم کا یہ سب دمامہ ہے انکے بعد
چارون طرف سناٹا ہی سناٹا نظر آئیگا۔

خدا غریقِ رحمت کرے جناب مکرمی منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی مرحوم کو جو
آخری دور میں لکھنؤ کا نام روشن کر گئے مگر اب اُن کا نام مشہور کرنے والا بجز
اُنکے کلام کے کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

لکھنؤ سے زیادہ دلّی کے لیے رونا ہے اب سے سیکڑون برس پہلے
یہی وہ سرزمین ہے جس میں زبان اُردو نے نشو و نما پا کر بڑے بڑے
اساتذہ اور قابل لوگون کی توجہ سے دن دونی رات چوگنی ترقی حاصل کی اور آہ
اب وہی دلّی ہے جس میں سوائے ایک ذات کے آگے خدا کا نام ہے
کیا صحیح ارشاد ہوا ہے ؎

غنیمت ہے جہان میں دم ہمارا	پھر اتنا بھی نہیں اے داغ کوئی

یہ بھی دلّی کی بلکہ تمام ملک کی خوش قسمتی ہے کہ اس آخری دور میں جہان اُستاد
نواب فصیح الملک بہادر حضرت داغ مدظلہ سے باکمال شاعر نے اسلاف
کا نام روشن کیا یہی وہ باکمال شاعر ہے کہ باوجود ایشیائی شاعر ہونیکے

اب نیچرل شاعری مین بھی ہر طرح صدر انجمن بننے کا مستحق ہے یہی وہ نامور
اُستاد ہے جسنے اپنی زندگی مین کیا بلحاظ شہرت کیا بحیثیت عزت ابتدا سے
اب تک تمام شاعرون مین صدر نشینی کا مرتبہ پایا یہی وہ قابلِ فخر سخن ور ہے
جسنے اردو زبان کو باوجود اُسکی ابتری اور بے قدری کے جو ابنائے زمانہ کی
ہاتہون ہوئی حدِ کمال تک پہنچایا - اور اب یہ بات وہم وگمان مین بھی نہین
آتی کہ اس سے زیادہ بھی اردو زبان کی صفائی ممکن ہے - یہ دعوے بے دلیل
نہین ہین - بلکہ اسکے ثبوت مین حضرتِ موصوف کا تمام کلام شاہد ہے -
یون تو ہندوستان مین اردو زبان کے بہت سے شعرا اور اساتذہ ہوگے
آئے ہین اور ہوتے چلے جائینگے - مگر جسطرح بقول مولوی حالی صاحب
پانی پتی کے فارسی کی شاعری کا حضرت غالب مغفور پر خاتمہ ہوگیا ہے اسیطرح
حضرت داغ کے نام پر اُردو شاعری کا اختتام ہے یہ تو ناممکن تہا کہ ایسے
باکمال اور نامور شخص کی لائف تمام ملک مین کوئی شخص نہ لکہتا مگر یہ یقینی بات ہے
کہ جسطرح یہ مختصر سوانح تحقیق سے جمع کیے گئے ہین ایسا ذریعہ اورون کو مشکل
سے ملسکتا تہا - جبسے پیسہ اخبار لاہور مین مشاہیرِ عالم کے مرقعات اور سوانح عمریان
چھپنی شروع ہوئین اُسوقت سے مجھکو خیال تہا کہ شاید اسکے لائق اور قابل اڈیٹر

حضرت جہان اُستاد کے حالات موجودہ اور مطبوعہ تذکرون سے زیادہ درج اخبار کرینگے۔ مگر نومبر ۱۹۰۱ء کا پیسہ اخبار دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اُنکو کوئی معتبر ذریعہ حالات دریافت کرنیکا نملا بلکہ مجبور ہوکر اُسی اخبار مین حضرت کے تلامذہ وغیرہ سے آپ کے حالات قلمبند کرنے کی استدعا کی ہے۔ منشی محمد الدین صاحب فوق جو ایک مستعد اور لایق شخص ہین اور جنکو حضرت اُستادی سے شاگرد ہونے کا فخر حاصل ہے ایک عرصے سے حضرتِ موصوف کی سوانح لکھنے کا ارادہ کر رہے تھے بلکہ برادر مذکور نے بارہا اسکے متعلق حضرتِ اُستاذی کی خدمت مین عریضے بھیجے چونکہ اُسی زمانے مین اس کام کو مین انجام دے رہا تہا اسلیے یہ حالات اُن تک نہ پہنچ سکے۔ اسی طرح اور بھی چند احباب کے خیالات سوانحِ عمری لکھنے کے متعلق ہوئے مگر کیا کیا جائے خُدا کو یہی منظور تہا کہ فصیح اللغات کے ساتھ ساتھ اسکی بہی اشاعت ہو۔ اس مختصر سوانح عمری مین۔ تاریخ ولادت۔ زائچہ۔ نسب نامہ۔ بچپن کا زمانہ۔ تعلیم۔ شوقِ شاعری۔ دلّی کے مشاعرے۔ قلعے کی صحبتین بہادر شاہ بادشاہ کے مشاعرون مین شرکت۔ عام احباب کی صحبت۔ استاد کی اصلاح۔ غدر کے متعلق حالات۔ اُستاد کے سامنے اور اُنکے بعد مشاعرون مین معرکے۔ اساتذۂ زمانہ کی دادِ سخن۔ رامپور

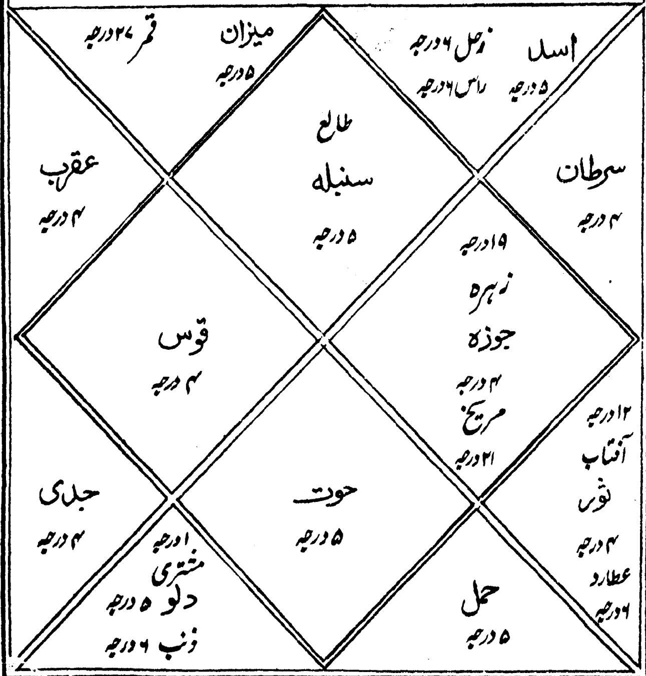
کا سفر - وہان کی ملازمت نواب خلد آشیان کی قدردانی - اہلِ لکھنؤ کی صحبت
رامپور کے مشاعرون کی کیفیت - خلد آشیان کی وفات - رامپور سے قطع تعلق
مختلف مشاعرے - مختلف سفر - دکن آنیکا خیال - دکن مین آنا - اُمیدواری کا
زمانہ - دربار حضور مین باریابی - خدمتِ اُستادی کا پانا اور خطاب حاصل کرنا
اور انکے سوا وہ سب باتین جو سوانح عمری سے متعلق ہین بطور اختصار قلمبند
کی ہین - اس مختصر سوانح کے بعد اگر مستقل طور پر کامل سوانح عمری لکھنے کا خیال
ہوگا تو سوائے اُن زاید باتون کے جو مورخ اپنی راے سے کتاب کو ضخیم کرنے
کے لیے لکھا کرتے ہین - تمام ضروری باتین اس مین ملینگی خدا سے امید ہے
کہ ملک میری اس بکارآمد خدمت کی ضرور قدر کرے گا - اب یہان سے سوانح عمری
کے متعلق فرداً فرداً ہر ایک ضروری واقعہ بیان کیا جاتا ہے -

نواب مرزا خان المتخلص بہ داغ المخاطب بہ بلبل ہندوستان جہان
اُستاد ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بہادر بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ ۱۲۴۶ھ مطابق
۲۵ مئی ۱۸۳۱ء موافق ۱۴ - بیساکھ سمت ۱۸۸۸ بکرمی روز چہارشنبہ دو بجے دن کے
بعد بمقام شاہجہان آباد دہلی محلہ چاندنی چوک مین پیدا ہوئے مشہور و لایق
پنڈتون اور جوتشیون نے جو آپکا زائچہ بنایا ہے اُسکی نقل علحدہ کاغذ پر

کر کے ہدیۂ ناظرین ہے۔ مرزا صاحب کے خاندان اور حسب و نسب کے
حالات جو کہ اجمالاً اُنکے بعض خاندانی اعزا سے معلوم ہوئے اور جن کی
تفصیل و تصدیق خود جناب موصوف نے فرمائی یہ ہین کہ مرزا صاحب کے والد
ماجد کا نام نواب شمس الدین احمد خان تھا اور آپ کے آبائی خاندان کا سلسلہ
محمد بن حنیفہ سے ملتا ہے۔ مشہور بزرگ حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ
آپکے اجداد بزرگوار مین تھے۔ چنانچہ ریاض الدولہ محمد مرزا خان دہلوی صاحب
اشرف الاخبار نے جو اپنا خاندانی شجرہ مرتب کیا ہے اور جسکی ایک نقل بجنسہ
زائچہ کے ساتھ منسلک ہے اُسکے حاشیے پر خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ
کی نسبت یہ عبارت تحریر کرتے ہین کہ "از اولاد خواجہ احمد یسوی کہ ہمہ خود را بخواجہ
موصوف منسوب میکنند خواجہ محمد امین دریاکند صاحب سجادہ بودند و درحقیقت
خواجہ احمد یسوی سواے دختر اولاد نداشتہ بودند۔ یا برادرزادہ خود دختر
خود منسوب فرمودند و ازانہا کہ اولاد شد ہمہ خود را از اولاد خواجہ احمد یسوی
شمار میکنند و حال خواجہ موصوف در تمامی کتب تواریخ اولیاے کرام مرقوم
است۔ بہرحال جسطرح کہ ہزارون قبائل عرب اپنے اپنے گھربار چھوڑ چھوڑ کر
عراق و عجم وغیرہ مین جا جا کر جا بسے اسی طرح مرزا صاحب کے آبا و اجداد

تاریخ ولادت

۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۲۵ مئی سنہ ۱۸۳۱ء موافق ۴ ابیساکھ
سنہ ۱۸۸۸ بکرمی روز چہار شنبہ ۲۱ گھڑی دو پل یعنی دو بجے دن کے



خواجہ محمد امین

خواجہ رحمت اللہ

خواجہ عبدالرحمن

عارف خان

نواب قاسم جان

نواب قدرت اللہ بیگ خان

حسن خان سعید الدین

محمد حسنین خان

بھی متفرق و منتشر ہو کر سمرقند و بلخ مین متوطن ہوئے۔ مرزا صاحب کے
پردادا نواب عارف خان اور اُنکے بھائی نواب قاسم خان اپنی قوم کے
بہت سے ہمراہیون کے ساتھ عالمگیر ثانی کے عہد مین وارد ہندوستان
ہوئے۔ اور جبکہ شاہ عالم بادشاہ صوبۂ بنگال کی مہم پر تھے۔ ان دونون بھائیون
نے شریک جنگ ہو کر بادشاہ کو مدد دی یہ اور ایسی بہت سی باتون نے نواب
قاسم خان اور اُنکے بھائی کی وقعت بادشاہ کی نگاہ مین بڑھا دی چنانچہ پیشگاہ
سلطانی سے نواب شرف الدولہ سہراب جنگ کا خطاب عطا ہوا۔ اسکے
بعد نواب عارف خانصاحب امیر الامرا نواب نجف خان بہادر کی مصاحبت
مین رہے۔ مرزا صاحب کے دادا نواب احمد بخش خان مرحوم برٹش گورنمنٹ
کے بڑے خیر خواہ اور جان نثار تھے۔ بھرتپور کی مشہور مہم اُنھین کے ہاتھون
سر ہوئی اور ہمیشہ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا دم بھرتے رہے۔ کچھ دنون
ریاست الور مین بھی اُن کا تعلق رہا ہے۔ جنرل لیک صاحب بہادر کے
زمانے مین اور اُنکے توسط سے نواب موصوف کو اُن کی خیر خواہیون کے
صلہ مین برٹش گورنمنٹ نے فخر الدولہ رستم جنگ کا خطاب عطا فرمایا اور اسی صلے
مین ریاست فیروز پور جو احاطۂ پنجاب میوات واقع ہے عطا کی۔ غرضکہ مرزا

صاحب کے آبا و اجداد ہندوستان مین آکر ہمیشہ معزز و ممتاز رہے اور
اب تک نواب فخرالدولہ رستم جنگ کا خاندان مشہور خاندان ہے
ریاست لوہارو اسی خاندان مین بفضلہ تعالیٰ موجود ہے۔ فخرالدولہ رستم جنگ
نواب احمد بخش خان بہادر کے چار بیٹے تھے جیسا کہ شجرۂ منسلکہ سے
ظاہر ہے۔ ۱۲۵۲ھ مین جبکہ آپکے والد کا انتقال ہوا تو اُس زمانے مین
مرزا صاحب اتنے خورد سال تھے کہ آپکو اسکے متعلق اُسوقت کی کوئی
بات بھی یاد نہین۔ بہرحال اُس پریشانی کے زمانے مین مرزا صاحب کی والدۂ
ماجدہ نے صاحب عالم مرزا محمد سلطان فتح الملک بہادر ولیعہد شاہ دہلی
کے دامنِ عاطفت مین امان لی اور اپنی زندگی کا بہت بڑا حصّہ محلِ شاہی
مین گزارا اور نواب شوکت محل بیگم صاحبہ خطاب پایا۔ مرزا صاحب بھی اپنی
والدہ کے ساتھ قلعۂ شاہی مین پہنچے۔ اور گویا وہین آپ کی تعلیم کی بسم اللہ
ہوئی۔ اگرچہ تعلیم کا سلسلہ اس سے پہلے شروع ہو چکا تھا۔ اور رامپور مین
مولوی غیاث الدین صاحب غیاث اللغات سے فارسی کی درسی کتابین
پڑھی تھین مگر پھر قلعہ مین آکر مستقل طور سے مولوی سید احمد حسین صاحب
ولد میر غلام حسین صاحب المتخلص بہ شکیبا۔ جو میر تقی میر کے شاگرد تھے

آپکے معلم مقرر ہوئے فارسی کی درسی کتابین مرزا صاحب نے انھین بزرگ
سے تمام کین۔ کتاب کا سبق لینے کے بعد خط کی مشق بھی ہوتی تھی چنانچہ
پہلے مشہور خوشنویس سید امیر صاحب پنجہ کش دہلوی کے شاگرد ہوئے
اور پھر معمولی اوقات مین مرزا عباد اللہ بیگ صاحب سے جو امیر صاحب کے
شاگرد رشید تھے اصلاح لیا کیے۔ پرانے زمانے کی تعلیم مین جہان اور بہت
سی عمدہ باتین تھین منجملہ اُنکے ایک بات سب سے اچھی اور قابلِ قدر یہ تھی
کہ ہر شخص اپنی اولاد کو اپنی حالت اور زمانے کی ضرورت کے لایق مختلف
علوم و فنون مین تعلیم دلوانا چاہتا تھا تاکہ اُسکو اپنی ضرورتون مین دوسرونکا
محتاج اور دست نگر نہ بننا پڑے۔ اگر شمار کیا جائے تو اگلے زمانے کا کوئی
لکھا پڑھا آدمی ایسا نہ ملیگا۔ جو علاوہ درسی تعلیم کے مختلف فنون مثل ہکیتی بکیتی
یہ جو زنگ لگانا سپاہ گری۔ بانگ۔ بنوٹ۔ وغیرہ وغیرہ سے واقف و آگاہ نہو
بخلاف اسکے اگر اس زمانے مین کسی تعلیم یافتہ گریجویٹ کو تلاش کیا جائے
تو شاید فی ہزار ایک شخص بھی ایسا نہ ملے جو ان فنون کے نامون سے
بھی گوش آشنا ہو پھر جاننا تو بڑی بات ہے۔ کم سے کم اس پرانی طرز تعلیم
کا یہ نتیجہ ضرور ہوتا تھا کہ تعلیم پانیوالا اگر سب علوم و فنون مین کاملیت کے درجے

پر نہ پہنچتا تہا تو بھی اُسکو ایک ایسی عام واقفیت یقینی ہو جاتی تہی جسکی وجہ سے
بہت کچھ اُس کا ملکہ بڑہجاتا تہا اور وہ ہر ایک موقع پر اور ہر ایک محفل مین
اپنے آپکو کسی مقابل سے کم ثابت نہ ہونے دیتا تہا۔

مرزا صاحب نے بھی ضرورتِ زمانہ کے موافق بہت سی باتین حاصل
کین قلعۂ شاہی کے متوسل ہونے سے جو خصوصیت اور جو آسانیان تعلیم
مین آپکو میسر ہوئین اور جو ذی کمال اُستاد آپکو ملے وہ عام طور سے اور لوگون
کو نصیب نہین ہو سکتے تہے۔ اجمالاً فنِ سپاہ گری کے کل اصول اور تمام
باتین قلعے مین رہ کر آپ نے سیکہی ہین۔ چنانچہ عند التذکرہ ایک مرتبہ فرماتے
تھے کہ مرزا عباد اللہ بیگ صاحب جن سے مین نے لکہنے کی مشق کی
تھی اُنھین سے بانک بھی سیکہی اور مرزا سنگی بیگ سے جو خاندان میر حامد علی
مین مشہور پھکیتی باز تہے۔ پھکیتی علی مدکی سیکہی اور گہوڑے کی سواری کا طریقہ
سجن خان اور بندو خان چابک سوارانِ شاہی سے حاصل کیا اور بندوق
لگانی اور تیر لگانا اور چو رنگ لگانا اور سینا کاٹنا صاحب عالم مرزا فتح الملک
بہادر سے سیکہا۔ اسی طرح اور متفرق فنون مختلف لوگون سے حاصل کیے
یہ قاعدے کی بات ہے کہ انسان بُری بھلی جس صحبت اور جس [illegible] مین
ماحول

ابتدائے شاعری

رہتا ہے۔ اُسکی تاثیر اور اُس کی تعلیم نقش کالحجر کی طرح ایسی دلنشین ہوجاتی ہے جو مٹائے نہین مٹ سکتی قلعے مین پہنچکر ابتدائے شعور سے جہان اور بہت سی باتون کا چرچا دیکھا وہان سب سے زیادہ شاعری کی گرم بازاری بھی پائی آپکی خداداد اور ہونہار طبیعت کا رجحان اسیطرف زیادہ رہا اور اس آتشِ شوق کی بھڑکانے والے سامان بہت کچھ جمع ہوگئے۔ خاقانیِ ہند سلطان الشعرا جناب شیخ محمد ابراہیم حضرتِ ذوق علیہ الرحمۃ کا زمانہ تھا اور یہ بادشاہ اور ولیعہد کے اُستاد ہونے کی وجہ سے اکثر قلعے مین تشریف لایا ہی کرتے تھے۔

شاگردی

مرزا صاحب کی ذہانتِ خداداد اور تیزیِ طبع دیکھکر صاحب عالم مرزا ولیعہد بہادر نے آپکو حضرتِ ذوق کا شاگرد کیا جب آپکو خاقانی ہند کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا اُسوقت آپکا سن گیارہ بارہ برس سے زیادہ نہ تھا۔ اُس زمانے مین علاوہ قلعے کے اکثر شہر مین مختلف مقامات پر مشاعرے ہوا کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے پہلے پہل نواب مصطفے خان مرحوم المتخلص بہ شیفتہ کے مشاعرے مین غزل پڑہی جسکی طرح مین پہلا مطلع یہ فرمایا تھا ؎

شرر و برق نہین شعلہ و سیماب نہین　　کس لیے پھر یہ ٹھہرتا دلِ بیتاب نہین

اگرچہ اب یہ مطلع دیوانون مین نہین رکھا گیا ہے مگر اہلِ نظر اس مطلع کو

دیکھہ کر بارہ تیرہ برس کے لڑکے کی جودتِ طبع کا اندازہ کر سکتے ہین بظاہر اس شعر مین دو ایک بندشین پرانی طرز کی ہین۔ مگر ایک ایک حرف ایک ایک لفظ سے آمد ٹپکی پڑتی ہے بھرتی کا نام نہین یہی وہ باتین ہین جو شاعر کو اکتساب سے نہین آسکتین بلکہ ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست		تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس مشاعرے مین غزل پڑہنے کے بعد پھر تو یہ حالت ہو گئی کہ جہان کسی معزز مشاعرے کا ذکر سُنا اور پہُنچے۔ بات یہ تھی کہ سوائے فارغ البالی اور اطمینان اور ابتدائی زمانے کے اُس وقت کے لوگ اور اُس زمانے کی طبیعتین ایسی انصاف پسند اور منصف مزاج تھین کہ اگر کسی مشاعرے مین کوئی معمولی بچہ بہی غزل پڑہتا تو اسکو اسقدر دادِ سخن دیجاتی تہی کہ خواہ مخواہ ہر مشاعرے مین جانے کو اُس کا جی چاہتا تھا اور ایسا ہونا کوئی عجیب بات نہین کیونکہ انسانی طبیعت فطرتاً تعریف پسند واقع ہوئی ہے۔ مرزا صاحب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ محلہ زینت باڑی مین مشاعرہ ہوا۔ گیسو اپنا۔ جادو اپنا اسی ردیف و قافیہ مین مصرعِ طرح دیا گیا۔ مولوی امام بخش صہبائی کا زمانہ تھا مین بہی غزل کہہ کر لے گیا جب مین نے یہ مقطع پڑہا کہ ؎

غزلیات

لگ گئی جیب تجھے اے داغِ حزین کیون ایسی	مجھکو کچھ حال تو کمبخت بتا تو اپنا

اسکو سنتے ہی آفرین صد آفرین کہتے ہوئے حضرت صہبائی اُٹھے اور
مجھے گلے سے لگایا۔ اسوقت جناب اُستادی موصوف بالقابہ ومدظلہ العالی
کا بھی یہی حال ہے جب کبھی میرے سامنے مشاعرے مین تشریف
لیگئے دیکھا گیا کہ بمقابلہ پرانے کہنے والون کے نومشقون کی زیادہ تعریف
فرمائی بلکہ ایک مرتبہ نصیحتانہ فرمایا بھی تھا کہ "بھائی جب تک ان نومشقون کو
دادِ سخن نہ دیجائے گی تو آگے کہنے کے لیے اور پڑہنے کو جرءت کیا ہوگی
اور دل کیا بڑہے گا۔"

ایک مرتبہ نجم الدولہ حضرتِ غالب مرحوم نے قلم نکلے۔ دم نکلے۔ ہم نکلے۔
اس ردیف وقافیہ مین بڑے زور کی غزل کہی اتفاقاً یہی طرح قلعے کے مشاعرے
دیگئی مرزا صاحب فرماتے تھے کہ "مین نے اس زمین مین غزل کہی مگر چونکہ میرے
پاس مصرعِ طرح اُسی شب کو پہنچا۔ جس شب کو مشاعرہ تھا اس لیے اتنی مہلت
نہ ملی کہ دو ایک روز پیشتر اُستاد کے پاس لیجا کر اصلاح لیتا۔ مشاعرے کا
وقت قریب تھا اور ابھی بادشاہ برآمد نہ ہوئے تھے کہ مین نے دیوان خاص
مین وہ غزل اُستاد مرحوم کو سنائی انہون نے غزل کو سنکر فرمایا کہ خاصے

شعر ہین - استنے مین بادشاہ تشریف لے آئے اور مشاعرہ شروع ہوگیا مین نے بہی اپنے نمبر سے غزل شروع کی جب یہ شعر پڑہا کہ ؎

کسیکا اسطرح یارب نہ دنیا مین بھرم نکلی	ہوئے مغرور وہ جب آہ میری بے اثر دیکہی

یہ شعر سنکر بادشاہ نے اپنے پاس بلایا اور پیشانی پر بوسہ دیا - غرضکہ اُس زمانے مین دلّی کے بہت کم ایسے مشاعرے ہونگے جن مین مرزا صاحب نہ شریک ہوئے ہون - بادشاہ کی موجودگی تک برابر دیوانِ عام کے مشاعرون مین شرکت رہی - نواب اصغر علی خان المتخلص بہ نسیم شاگرد رشید حضرت مومن دہلوی کے ہان دہوم دہام سے مشاعرے ہوتے تہے - وہان بھی اکثر جاتے رہتے تہے - شہزادہ مرزا صابر صاحب مرحوم نے دلّی مین اکثر مشاعرے کیے اُن مین بھی بالالتزام شریک رہے - ہر مشاعرے مین سامعین آپکی غزل کو غور اور شوق سے سنا کرتے تہے - یون تو عموماً تمام مشاعرے سے آپ دادِ سخن لیتے تہے مگر مولوی امام بخش صاحب صہبائی اور مفتی صدر الدین خان صدر الصدور اور مرزا اسد اللہ خان غالب جیسے باکمال اساتذہ خصوصاً مرزا صاحب کے کلام اور طبیعت کے معترف و مداح رہتے تہے - ابتدائے عمر سے آپکی طبیعت نہایت تیز اور ذہین تہی اکثر ناواقف آپکی کمعمری اور

نومشقی کو دیکھہ کر رائے زنی کیا کرتے تھے کہ انکی غزل اُستاد ذوق کہدیا کرتے ہین ورنہ اس عمر مین ایسی طبیعت نہین ہوسکتی۔ بعد انتقال حضرت ذوق مرحوم کے جب بڑے بڑے معرکۃ الآرا اور امتحانی مشاعرون مین کلام پڑہکر اہل مشاعرہ سے بیحد دادِ سخن لی اُسوقت لوگون کی آنکہین کہلین اور اسی زمانے سے زمانے مین آپکی شہرت ہوتی گئی چنانچہ ایک غزل کے مقطع مین فرماتے ہین

بعد اُستاد ذوق کے کیا کیا		شہرت افزا کلام داغ ہوا

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ نواب اصغر علی خان نسیم کے ان مشاعرے مین حضرت ذوق و حضرتِ غالب و حضرتِ مومن وغیرہ اساتذہ شریک تھے اور (آسمان کے لیے) اس ردیف و قافیہ مین مصرع طرح دیا گیا تھا۔ مرزا صاحب نے اس زمین مین سرسری فکر کی تہی بلکہ اُستاد سے اصلاح بھی نہین لی تھی کہ مشاعرے کا دن آگیا اتفاق سے اسی دن مشاعرے مین مرزا صاحب کو اُستاد ذوق اور حضرت مومن کے درمیان مین بیٹھنے کو جگہ ملی۔ یہ قاعدہ تھا کہ جس مشاعرے مین خاقانی ہند سلطان الشعرا حضرت ذوق شریک ہوتے تھے اُس مشاعرے مین سب کے بعد اُنھین کا نمبر ہوتا تھا۔ جب سارا مشاعرہ غزلین پڑہ چکا اور مرزا صاحب کا نمبر آیا تو اُستاد ذوق نے اِن سے غزل پڑہنے کے لیے

ارشاد کیا مرزا صاحب فرماتے تہے کہ مین اچھی اچھی غزلین سن چکا تھا۔ اُن غزلون سے کے بعد میری غزل کا رنگ جمتا ہوا نہین معلوم ہوتا تہا۔ اسلیے مصلحتاً مین نے وہ طرح کی غزل چھپالی اور اُستاد سے کہا کہ طرح مین تو کچھ فکر کی نہین ہے اگر ارشاد ہو تو غیر طرح عرض کرون اُستاد نے پڑہنے کی اجازت دی۔ مین نے یہ مطلع پڑہا ؎

عجب اپنا حال ہوتا جو وصال یار ہوتا	کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا

یہ مطلع سنتے ہی تمام مشاعرے مین ایک خاص کیفیت پیدا ہو گئی اور ہر طرف سے آفرین و مرحبا کی صدائین آنے لگین۔ اس غزل کے پڑہنے سے پیشتر بہت دیر سے مشاعرے مین سکوت تہا اب جبکہ اوّل سے آخر تک مرزا صاحب کی غزل کی واہ واہ ہوئی تو اُستاد ذوق کو اپنی غزل کے رنگ نہ جمنے کا خیال پیدا ہوا چونکہ مرزا صاحب اُنکے برابر ہی بیٹھے ہوئے تھے اُنکی ہر ایک ادا کو دیکھ رہے تہے۔ اُستاد ذوق علیہ الرحمۃ چپکے چپکے بار بار یہ فرماتے جاتے تھے کہ لاحول ولا قوۃ کیا فرو گزاشت ہوئی ہے کیا فرو گزاشت ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مین نے انکو غیر طرح پڑہنے کی کیون اجازت دیدی۔

بدو شعور سے ایامِ غدر تک مرزا صاحب کا زمانہ بالکل اطمینانی زمانہ تھا کوئی

تردد کسی قسم کے افکار پاس نہ پھٹکنے پاتے تھے اس عالمگیر بے اطمینانی نے
جہان سیکڑون خاندانون کو اور ہزارہا بندگان خدا کو تباہ و پریشان کیا وہان آپکو
بھی متردد و متفکر بنا دیا۔ ہنگامۂ غدر سے کچھ دنون پیشتر آپکے مربی آقاے نامدار
صاحب عالم مرزا فتح الملک ولیعہد بہادر نے بمقتضاے آلہی یکایک دباے
ہیضہ مین انتقال کیا اس صدمۂ جانکاہ سے اُسوقت جسقدر آپکو پریشانی اور رنج
ہوا ہو تھوڑا ہے۔ واقعی آپکا یہ فرمانا بجا ہے کہ "مین نے اپنی عمر مین چند ایسے
روح فرسا و جانگزا صدمے اُٹھاے ہین جنکے بیان سے کلیجہ شق ہوتا ہے
اور اُن صدمون مین سب سے بڑا صدمہ ولیعہد بہادر ممدوح کے انتقال کا
ہے" اس سانحۂ ہوشربا کی جو تاریخ آپ نے فرمائی ہے وہ بطور یادداشت
یہان لکھی جاتی ہے ؎

غم فتح ملک سلطان چہ بلاے جان و دل شد	دہش مقام جنت ز کرم کریم غفار
چو ز داغ سال رحلت دل دردمند پرسید	بکشید آہ حسرت دو صد و دوازدہ بار

دو سو بارہ (۲۱۲) مین اگر لفظ آہ کے عدد یعنی ۶ سے ضرب دیجاے تو حاصل ضرب
۱۲۷۲ ہوگا اور یہی سنہ مقصود ہے۔ ابھی اس صدمۂ عظیم کی یاد دل غمگین سے
نہ جانے پائی تھی کہ دس مہینے کے بعد غدر کا ہنگامہ شروع ہوگیا یہ ہنگامہ ۱۸۵۷ء

مین واقع ہوا اور اسکے کم و بیش اکثر حالات ہر شخص کو معلوم ہین - یہان اُن کی تفصیل فضول ہے - غرضکہ جب تک یہ ہنگامہ فرو ہوا طرح طرح کی پریشانیان اور تکلیفین عام مخلوق کو پہنچتی رہین - اس انقلابِ زمانہ کے بعد مرزا صاحب ریاست رامپور کو تشریف لے گئے اور فردوس مکان نواب یوسف علیخان بہادر کے سایۂ عاطفت مین پناہ گزین ہوئے نواب موصوف اپنی حیات تک ہمیشہ بطور مہمان نوازی کے سلوک کرتے رہے نواب فردوس مکان کے بعد خلد آشیان نواب کلب علی خان بہادر نے اپنی قدردانی اور لطفِ خسروانی سے مرزا صاحب کو ریاست مین باقاعدہ ملازم فرما کر اپنی مصاحبت مین رکھا اور بطور معتمد خاص کارخانہ جات اصطبل - و گاڑی خانہ - و فراش خانہ و کنول خانہ - و شترخانہ - سپرد کیا مرزا صاحب نے ۲۴ برس تک مصاحبت کے ساتھ ساتھ ان سب کامون کو نہایت خوبی اور عمدگی و دیانت سے سرانجام دیا اور بڑے نیکنام اور بے لوث رہے نواب خلد آشیان کو آپ پر بہت بڑا بھروسا اور اطمینان تہا اور بہت زیادہ آپکی عزت اور قدر فرماتے تھے ہمیشہ کلام کرتے وقت بھائی نواب مرزا خان کہکر خطاب کیا کرتے - اکثر اپنے ہمعصر رؤسا و راجگان سے آپکی تعریف کیا کرتے تھے اور یہی کہتے کہ ہم

رامپور جانا

والی رامپور کی قدر افزائی

میرے بھائی ہین۔ جب کبھی کسی ریاست سے کوئی نواب یا راجہ یا ولایت سے
کوئی لارڈ یا لفٹنٹ گورنر وغیرہ آتے تو اکثر اُنکی فرودگاہ اور اُنکے استقبال
کے انتظام واہتمام کے لیئے نواب صاحب مرزا صاحب کو بھی منتخب
کرکے بھیجا کرتے۔ نواب صاحب اپنی عادت کے موافق مراسم خسروانہ سے
ہمیشہ علاوہ ماہوار جیب خاص سے بہت کچھہ سلوک کیا کرتے تھے۔ اِن باتونکو
وہی لوگ خوب جانتے ہین جو نواب خلدآشیان کی خدمت مین رہ چکے ہین۔
اس قدردانی کا ادنیٰ ثبوت یہ تھا کہ نواب خلدآشیان کے زمانے مین ریاست
رامپور کیا بلحاظ ظاہری ثروت کیا بلحاظ عزت کیا بلحاظ شہرت اور کیا بلحاظ مجمع
اہل کمال ہر طرح سے موجودہ ریاستون مین زیادہ نامور تہی۔

جسقدر نواب خلدآشیان کو مرزا صاحب سے محبت تھی اُسی قدر آپ
بھی اُنپر فریفتہ تھے۔ واقعات اور حالات معلوم ہونے کے بعد یہ کہنا
ذرا بھی مبالغہ نہین ہے کہ دونون طرف گویا ایک تعشق تہا۔ ہز اکسیلنسی لارڈ
لارنس صاحب بہادر ویسرائے ہند کے زمانے مین نواب خلدآشیان
کلکتے تشریف لے گئے تھے۔ اور کسی کونسل کے ممبر مقرر ہوئے تھے
یہ وہ زمانہ ہے جبکہ کلکتے مین نہ ہگلی کا پل بنا تھا اور نہ واٹر ورکس کا وجود تہا۔

نواب صاحب بہادر نے اپنے قیام کے لیے کئی کوٹھیان کرایہ پر لی تھین حسب قاعدہ ایک کوٹھی اپنے لیے تجویز کی اور دوسری کوٹھی مین دیگر معزز رؤسا و اعزا کو رہنے کی اجازت دی مگر مرزا صاحب کو خاص اپنے پاس رکھا اور فرمایا کہ میرا محافظ سوا تمہارے کون ہے۔ اس قسم کے بہت سے واقعات ہین جن کا بیان کرنا اگرچہ بے موقع نہین ہے مگر طول کے خیال سی قلم انداز کیے جاتے ہین یہی قدردانیان تھین اور ایسے ہی تعلقات تھے جنھون نے مرزا صاحب کے دلی جذبات کو تصدیق باللسان کرکے دکھایا چنانچہ ایک غزل کے مقطع مین فرماتے ہین ؎

ہرچند رامپور مین گھبرا رہا ہے داغ	کسطرح جائے کلب علیخان کو چھوڑ کر

اب تک حضرت موصوف مدظلہ العالی کا یہ حال ہے کہ جب کبھی اپنے گھر مین اپنے بزرگون اور عزیزون کی فاتحہ دلواتے ہین تو اُس نیاز کے ثواب پانیوالون مین نواب خلد آشیان کا نام بھی ضرور ہوتا ہے۔ خود مین نے کئی مرتبہ فاتحہ دیتے وقت اُن کا نام بھی لیا ہے بظاہر یہ ایک معمولی بات معلوم ہوتی ہے لیکن چشمِ حقیقت سے دیکھا جائے تو اس قسم کے التزام سے سچی محبت اور وفاداری کی بو آتی ہے۔

گو نواب فردوس مکان کے زمانے ہی سے رامپور مین شعر و سخن کی گرم بازاری شروع ہو گئی تھی مگر نواب خلد آشیان کے عہد مین جہان اور بہت سی باتون کو فروغ ہوا وہان شاعری کا چرچا بھی حدِ کمال کو پہنچ گیا تھا۔ خود نواب صاحب کو مذاقِ شاعری سے ایک خاص ذوق تھا۔ منشی مظفر علی صاحب اسیر بحر۔ قلق۔ منشی امیر احمد امیر مینائی۔ حکیم سید ضامن علی جلال۔ منشی اسمعیل حسین منیر منشی احمد حسن خان عروج۔ منشی امیر اللہ تسلیم وغیرہ وغیرہ جیسے بڑے بڑے نامی شعرائے روزگار ریاست مین موجود تھے۔ ان سب لکھنؤ کے سر برآوردہ شاعرون کے مجمع مین دلی کے نامور شعرا مین صرف مرزا صاحب ہی کا دم تھا۔ رامپور کے رؤسا و امرا مین اکثر مشاعرے ہوا کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے غدر کے بعد پہلے پہل صاحبزادہ محمد رضا خان صاحب کے ہان کے مشاعرے مین غزل پڑھی تھی جسکا یہ مشہور مطلع ہے ؎

بھولے بھٹکے جو ترے گھر مین چلے آتے ہین		اپنی تقدیر کے چکر مین چلے آتے ہین

کبھی کبھی خاص نواب صاحب بہادر کی طرف سے بھی مشاعرہ ہوا کرتا تھا گو نواب صاحب بذاتِ خود اُسمین شریک نہین ہوتے تھے مگر وہ مشاعرہ ریاست ہی سے نامزد تھا۔ ایسے مشاعرے کا اہتمام و انتظام مرزا صاحب کے سپرد

شعر عام کی انصاف پسندی

ہوتا تھا۔ ہر ایک مشاعرے مین مرزا صاحب کی غزل پر لوگون کی نگاہین ہوتی تھین اور زیادہ تر آپ کے شعر چمکتے تھے۔ اکثر آپکی غزلین سن لینے کے بعد آدھے سے زیادہ مشاعرہ اُٹھجاتا تھا۔ منشی مظفر علی اسیر کا یہ مقولہ سنا گیا ہے کہ وہ کلام پسندیدہ ہے جو مشاعرے سے باہر جائے۔ اکثر حضرت اسیر یہ کیا کرتے تھے کہ مجلسِ مشاعرہ برخاست ہونے سے پہلے خود باہر آڑ مین کھڑے ہو جاتے تھے اور جانے والون مین دیکھا کرتے کہ لوگون کی زبانون پر کس کا شعر ہے۔ اُنہین کا قول تھا کہ مین نے اکثر مرزا داغ ہی کا شعر باہر نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔ بعض ناواقفون کے ایسے خیالات فاسد بھی سنے ہین کہ مرزا صاحب نے رامپور مین رہ کر اور شعرائے لکھنو کی صحبت پاکر اپنے اسلاف اور اپنے شہر کی طرز چھوڑدی ہے اور بالکل اہلِ لکھنو کے مقلد ہو کر وہین کی بندشین وہین کے جو چلے وہین کے استعارے غرضکہ وہین کی روش اختیار کر لی ہے۔ حیرت ہے کہ ایسی اُلٹی گنگا بہانے والے بھی ابھی تک دنیا مین موجود رہینا۔ اس خیال کے موید اگرچہ اب بہت کم نظر آتے ہین اور جو ہین وہ کبھی کبھی دبی زبان سے اسطرح کہہ جاتے ہین جس سے اُن کا مطلب صاف ظاہر نہین ہوتا۔ مگر ہم اس موقع پر مجبور ہین اور جو کچھ جواب ہماری رائے ناقص مین

مرزا صاحب کی زبان پر [illegible]

تقلید زبان لکھنو

ان لچر اور پوچ خیالات کی بابت آیا ہے اُسکو بغیر ظاہر کیے نہین رہ سکتے۔

خیال کرنے کی بات ہے کہ جس اہلِ زبان اور زبان دان نے ابتدائے عمر سے ۳۰-۳۲ برس تک اپنی جگہ پر مشقِ سخن کی ہو وہ دوسری جگہ جا کر یکایک اپنی مادری زبان سے ایسا نا آشنا ہو جائے کہ اپنے مقلدون کی تقلید کرنے لگے۔ بفرضِ محال اگر یہ دعوی مان بھی لیا جائے تو یہ بات دکھانی چاہیے کہ مرزا صاحب نے اہلِ لکھنو کی کیا پیروی کی ہے اور کس قسم کی تقلید فرمائی ہے کیا رامپور جانے سے پہلے جس طرز مین مرزا صاحب فرماتے تھے اُسکے خلاف طرز اختیار کی یا لکھنو کے مخترعات و تصرفات اپنے کلام مین داخل کر لیے کیا دم جھانسے کو دم دہاگا باندھا کیا موتی بیندہنے (بیائے معروف) کو موتی بیدہا (بیائے مجہول) کہا کیا تم جیسے کو تم ایسے فرمایا کیا ماشا اللہ کو ماشا اللہ سے کہا۔ آخر وہ کیا تقلید کی ہے ہمارے خیال مین تو کچھ نہین آتی ہم تو ابتدا سے مرزا صاحب کے کلام مین جو لطافت جو جدت جو صفائی جو دلچسپی اور جو رنگ دیکھتے ہین وہی آجتک موجود ہے اگر ہان ہمسے پوچھیے تو ہم مرزا صاحب کے کل معاصرین شعرا کو (کیا وہ لوگ جو رامپور مین تھے اور کیا وہ حضرات جو اب جابجا موجود ہین) دکھا سکتے

ہین کہ اُن سب نے کیا کیا تقلید کی ہے اور کتنا اتباع کیا ہے اور کر رہے ہین۔ ہمارے اس دعوے کی دلیل یہ ہے کہ دیکھنے والے معاصرین مرزا صاحب کے ابتدائی کلام کو پہلے بہ نظرِ غور دیکھین پھر اُسکے بعد کا کلام بچشمِ انصاف ملاحظہ کرین جو کچھ فرق ہوگا ظاہر ہو جائے گا۔ اور پھر یہ بات بھی بآسانی سمجھہ مین آجاے گی کہ موجودہ طرز کا کون موجد ہے۔ کوئی صاحب ہمکو یہ بات بھی بتائین کہ مرزا صاحب سے پہلے لکھنؤ مین وہ کتنے اساتذہ تھے جنھون نے اس رنگ مین اور موجودہ طرز مین کچھہ کہا ہے۔ اگر کسی ایک کا بھی نام لیا جاے تو ممکن ہے ہمکو یہ خیال ہو کہ شاید ان کی ہی تقلید مرزا صاحب نے فرمائی ہے۔ چونکہ یہ کتاب کوئی مکالمے کی کتاب نہین ہے اس لیے اس بحث کو طول دینا نامناسب سمجھکر اس کے متعلق اور چند ضروری باتین لکھکر دوسری طرف توجہ کی جائیگی۔ سب سے پہلے ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اہلِ زبان کے کلام مین چند ایسی مابہ الامتیاز باتین پائی جاتی ہین۔ جو غیر اہلِ زبان کو میسر نہین ہو سکتین اور وہ باتین ایسی ہین جیسے محاورے بندی۔ روزمرہ کی پابندی۔ فصاحت و بلاغت کے ساتھہ الفاظ کی گھلاوٹ و بیان مین صفائی کلام سنتے ہی سمجھہ مین آجانا اور اُسکا اثر ہوتا اور اسی طرح بہت سی باتین ہین جو کلام

کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہین۔

راقم نہ دلی کا رہنے والا ہے نہ الحمد للہ لکھنؤ کا البتہ اہلِ زبان کا مقلد ہے میر سودا سے لیکر مرزا صاحب تک تمام اساتذہ دہلی کے کلام کا وقتاً فوقتاً مطالعہ کیا ہے وہ باتین جو بیان کیگئین ان سب کے کلامون مین پائی گئین دلی اور لکھنؤ کی زبانون مین جو فرق بتایا گیا ہے وہ حضرت ناسخ مرحوم کے وقت سے ہوا ہے گویا اسی زمانے سے لکھنو کی زبان دلی کی زبان سے علیحدہ تصور کی گئی ہے۔ یہان اساتذہ کرام کے کلام پر نہ کوئی ریمارک کیا جاتا ہے نہ ریویو۔ نہ اس کا موقع ہان یہ بات دکھائی جاتی ہے کہ حضرت ناسخ سے اسوقت تک (جسکو تقریباً کم و بیش سو برس کا زمانہ فرض کر لیجئے۔) اگر سب شعراے لکھنو کے کلام سے محاورہ بندی روزمرہ کی پابندی۔ صفائی بیان مین اثر وغیرہ یہ سب باتین تلاش کیجائین تو شاید اہلِ دہلی کے کسی ایک شاعر کے برابر ہون۔ مگر یہ کوئی تعجب انگیز بات نہین ہے ناسخ مغفور نہ دلی کے نہ لکھنو کے وہ بیچارے ایک دوسری جگہ سے آئے اپنے شوق سے فنِ شاعری مین کمال حاصل کیا اور اپنی خوشی سے ایک خاص طرز پسند کی جسکو وہ نباہ گئے اس سے کسیکو انکار نہین ہوسکتا کہ اہلِ لکھنو مین وہی پہلے شخص ہین جنہون نے پرانی تحریین

اور پرانے الفاظ اپنے کلام مین استعمال نہین کیے۔ البتہ یہ کہنا غلطی ہے
کہ اُن کی دیکھا دیکھی یا بقول مخالفین کے صاف لفظون مین کیون نہ کہا جاے
اُنکی تقلید سے اہلِ دہلی نے وہ الفاظ متروک کر دیے۔ یہان ایک نکتہ
سمجھنے کے لایق ہے۔ مثلاً ایک وہ شخص جسکو ایک خاص کام کرنے کی کبھی
عادت نہ ہو اور اُس کام کے مقررہ اصول بھی قابلِ ترمیم ہون اتفاق سے
اُس اجنبی کو ایسے ہی وقت مین وہ کام انجام دینا پڑے جبکہ اُس کام کے
اصولون مین ترمیم ہو کر آسانیان شروع ہو گئین ہون تو ایسی حالت مین
اُس ناواقف کو کیا معلوم ہوگا کہ اسکے پہلے اصول کیا تھے وہ تو انہین
ترمیم شدہ اصولون پر کام کرے گا جو اُسنے پاے۔ اب اسکے برخلاف
ایک وہ شخص جسکے ہان پُشتہاپُشت سے وہی کام ہوتا چلا آتا ہے اور اب وہ اس
کام کے پرانے اصول کی ترمیم پر متوجہ ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ بمقابلہ اُس
اجنبی کے اس کو از حد دقتین اُٹھانی پڑینگی کیونکہ اُس نے تو ایک وقت
مین موجودہ اصول معلوم کر کے اپنا خوالی ہم کام شروع کر دیا اس بیچارے کو اپنی
ساتھہ تمام متعلقین کو اس ترمیم کی طرف متوجہ کرنا پڑے گا اور یہ ناممکن ہے کہ
برسون کی عادت پڑی ہوئی دنون مین چھوٹ جاے البتہ جو اس کام سے

محض نا آشنا ہو اُسکو جو بات بتا دی جاسے یا جو بات وہ پسند کرے اُس کو بغیر کسی کی مخالفت اور دقت کے انجام دیتا رہیگا۔ اب یہان اس اجمال کی تفصیل کیجاتی ہے۔ اہلِ لکھنو کا یہ کہنا کہ زبان کی صفائی اور اُسکی ترمیم ہمارے سوا کسی نے نہین کی اُسوقت تک ہرگز قابلِ تسلیم نہین جب تک اسکا ثبوت نہ دیا جائے یعنی یہ بتایا جائے کہ دہلی مین پہلے صرف فلان محاورہ یا لفظ بولاجاتا تھا پھر ہمنے اوسکو یون درست کیا اور اہلِ دہلی نے اُسکو مان لیا اور اُسی طرح بولنے لگے۔

ہمارا دعوی یہ ہے کہ دلی مین جو محاورات مستعمل ہین عام اس سے کہ وہ پرانے ہون یا نئے سب اہلِ دہلی کے تجویز کیے ہوے ہین باہر والون کو اُس مین دخل نہین چونکہ عام طور سے ہر کہ دمہ پر کسی کا یہ جبر ہو نہین سکتا کہ ہر شخص یکسان بات چیت کرنے پر اور ترمیم شدہ محاورات کے استعمال پر مجبور کیا جائے اسلیے یہ یقینی بات ہے کہ تمام اہلِ دہلی اپنی اپنی جگہ قدیم وجدید سب محاورے استعمال مین لاتے رہے ثقات شعرا مین اس کا زیادہ لحاظ رہا اور وہی وقتاً فوقتاً ترمیم اور متروک کرتے رہے۔ یہ کہنا کہ آئے ہے جاے ہے کی جگہ آتا ہے۔ جاتا ہے یا سون کی جگہ سے۔ تئین کی جگہ کو۔ ادھر کی

جگہ اُدھر یا اور اسی قسم کی ترمیمین اہلِ لکھنؤ نے کی ہین۔ ہم اُسوقت مان سکتے ہین۔ جبکہ ہمکو یہ ترمیم شدہ الفاظ اہلِ لکھنؤ کے وجود سے پہلے یا حضرت ناسخ کے معاصرین کے زمانے مین اہلِ دہلی کے ہان نہ ملین۔ جب میر تقی میر اور سودا سے ذوق تک ہمکو دونون طرح کے الفاظ ملتے ہین۔ پھر کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ اہلِ لکھنؤ کو موجد مانا جائے۔ ہمکو دکھایا جائے کہ نجم الدولہ حضرت غالب سے پہلے کس نے اہلِ لکھنؤ مین اس موجودہ صاف نثر لکھنے کے ابتدا کی اور آج لکھنؤ مین وہ کون شخص ہے جو اس طرز کی تقلید نہین کرتا۔ ساتھ ہی اسکے یہ بات بھی بتائی جائے کہ اہلِ لکھنؤ کے مخترعات و تصرفات دلی مین کس زبان دان نے اپنے کلام مین استعمال کیے ہین۔ یہان بمعنی گھر کے جسطرح دلی مین کہتے ہین کہ ہم آپکے ہان گئے تھے۔ ایسے موقع پر لکھنؤ مین آپکے یہان گیے تھے کہا جاتا ہے یا اندھڑ بمعنی آندھی کے۔ بیر تانا اینٹھنے کی جگہ بالائی۔ ملائی کی جگہ بجائے تکیہ کلام کے سخن تکیہ۔ اس قسم کے الفاظ کی وقعت اہلِ زبان کی نگاہون مین اُسی قدر ہے جسقدر دکن کی نکو۔ اور بنگال کی مہرارو اور گجرات کی اپن کی قدر ہے اس قسم کے اختراعات کی اہلِ دہلی نے ہمیشہ مخالفت کی ہے۔ چنانچہ اس کی تائید مین ہمارے ایک

مہربان بھائی نے سخن تکیہ کے متعلق مرزا غالب مرحوم کا ایک شعر سنایا تھا جو یہاں لکھا جاتا ہے ؎

روا رکھو نہ رکھو سے جو لفظ تکیہ کلام		اب اُسکو کہتے ہیں اہلِ سخن سخن تکیہ

مثال کے طور پر یہاں چند شعر اساتذۂ سلف کے لکھے جاتے ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوگی کہ موجودہ الفاظ جنکو اہلِ لکھنؤ حضرت ناسخ وغیرہ کے ایجاد بتاتے ہیں اُس زمانے میں بھی مستعمل تھے (میر) ؎

مر بوطہ ہیں تجھ سے بھی ہی ناکسِ ونا اہل		اس باغ میں ہمنے گُل بے خار نپایا

ستی کی جگہ سے کہا گیا ہے (میر) ؎

دل سے آنکھوں میں لہو آتا ہی شاید آنکھ		کشمکش میں بیقراری کی یہ پھوڑا اچھل گیا

آئے ہے کی جگہ آتا ہے موجود ہے (میر) ؎

کیونکر تمہاری بات کرے کوئی اعتبار		ظاہر میں کیا کہو ہو سخن زیرِ لب سے کیا

بجائے "کیونکہ" کے کیونکر بھی کہا گیا ہے۔ (سودا)

نہ جانے حال کس ساقی کو یاد آتا ہے شیشے کا
کہ لے ہچکیاں جیوڑا اُنکل جاتا ہے شیشے کا

آئے ہے۔ جائے ہے کی جگہ آتا ہے جاتا ہے بھی موجود ہے ؎

سودا کہے تہا یار سے یکو نہین غرض | ادو ھر کھلی جو زلف ادہر دل بکھر گیا

ایدھر کی جگہ ادھر کہا گیا ہے (درد)

جگ مین آکر ادہر اُدہر دیکھا | تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا

ایدھر - اودھر - جیدھر کی جگہ ادھر اُدہر جدھر موجود ہے (درد)

ذکر میرا ہی وہ کرتا تہا صریحاً لیکن | مین نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

کرے تہا کی جگہ کرتا تہا - مین پوچھا کے محل پر مین نے پوچھا کہا ہی (درد)

مزاجی ہے جبتک تری جستجو ہے | زبان تب تلک ہے یہی گفتگو ہے

اُس زمانے مین تک بھی کہا جاتا تہا - (سوز)

عارضی حسن پر نہ ہو مغرور | میرے پیارے یہ گو ہے یہ میدان

پیارے بروزن فعلن بھی موجود ہے ۵

خدا کے لیے میرے ای ہمنشینو | وہ مانگا جو جاتا ہے اُسکو بلا لو

خدا کی سون کی جگہ خدا کے لیے اور جاوے ہے کی جگہ جاتا ہے انہون نے بھی کہا ہے - غرض اسی طرح سے اکثر وہ الفاظ جو حضرت ناسخ کے ایجاد کیے ہوئے بتائے جاتے ہین سب اگلون نے کہے ہین اور جو اُن سے رہ گئے وہ حضرت ذوق و غالب و مومن نے صاف کیے اور اُنکے بعد

تو اب حضرت جہان اُستاد فصیح الملک بہادر نے جو کیا وہ موجود ہے۔ اصل بات صرف اتنی ہی ہے کہ ثقہ محاورات جو دلّی سے لکھنؤ مین گئے اُنہین کو ناسخ نے استعمال کیا پرانے الفاظ نہ عام طور سے اُنہون نے سُنے نہ اُنسے کوئی غرض رکھی۔ اس قسم کا دعوی کہ جناب ناسخ نے اُردو زبان مین صرف و نحو کے قاعدون سے صفائی کی بالکل بے اصل ہے اس کا کوئی ثبوت نہین اُن کی صفائی اور اُن کی بندشون اور ترکیبون کی جو عام طور سے پرانے لوگ تعریف کرتے ہین اُسکی وجہ یہی ہے کہ جسطرح اساتذہ سلف نے پرانے سب الفاظ ایک ساتھہ ایک جگہ اپنے کلام مین استعمال کر جاتے تھے اسطرح اُنہون نے نہین کیا محض وہی الفاظ استعمال کیے جو اُن کے مقابل مین فصیح تھے مولفِ تذکرہ آبحیات شیخ ناسخ کے حالات لکھتے لکھتے ایک جگہ یون لکھتے ہین کہ "اُس عہد تک شعرائے لکھنؤ اُن اُستادون کی شاگرد تھے جن کا دریائے کمال دلّی کے سرچشمہ سے نکلا تھا۔ اور فصحائے لکھنؤ بھی ہر محاورے کے لیے دلّی ہی کو فخر سمجھتے تھے کیونکہ وہ اکثر اُنہین بزرگون کے فرزند تھے جنہین زمانے گردش نے اُڑا کر وہان پھینکدیا تھا۔ پس شیخصاحب اور خواجہ صاحب حیدر علی آتش کے کمال نے لکھنؤ کو دلّی

کی قیدِ پابندی سے آزاد کرکے استقلال کی سند دی اور وہی مستند ہوئے
اب جو چاہین کہین ہم نہین روک سکتے چنانچہ شیخ صاحب فرماتے ہین۔ ؎

اے خطا اُسکے گورے گالون پر یہ تونے کیا کیا
چاندنی راتین یکایک ہوگئین اندہیاریان

اگرچہ دلّی مین بچے سے بوڑھے تک اندہیری رات کہتے ہین مگر لکھنؤ
والے کے لڑکنے کا مُنہ نہین۔ کیونکہ جس خاک سے ایسے ایسے صاحب
کمال اُٹھین وہان کی زبان خودسند ہے بکاولی مین نسیم کہتے ہین۔ ع
گھوما مانندِ نرد گھر گھر ۔ دلّی والون کی زبان سے گھومنا ممکن نہین۔
ہان تو اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ حضرت جہان اُستاد نواب
فصیح الملک بہادر داغ دہلوی نے جو کچھ فرمایا وہ اپنی ہی زبان سے ہے اور جو
جو الفاظ اور محاورے متروک فرمائے وہ اپنے ہی اجتہاد سے نہ باہر والون
کی تقلید سے اور اگر ایسا وہ نکرتے تو کون کرتا ؎

غیرونکا اختراع و تصرف غلط ہی داغ	اردو ہی وہ نہین جو ہماری زبان نہین

ریاست رامپور مین مرزا صاحب کا قیام چالیس پینتالیس سال تک رہا
اور مختلف اوقات مین بارہا سفر کا اتفاق ہوا جن مین اکثر بکارِ سرکار جانا پڑا

اور کبھی کبھی اپنی ضرورتون سے بھی سفر کیا۔ سب کی تفصیل نہ یاد ہے نہ لکھنے کی ضرورت۔ ایک مرتبہ بضرورت خاص رامپور سے دلی اور لکھنو وغیرہ مقامات مین ہوتے ہوئے کلکتے تشریف لیگئے تھے اور وہان کم و بیش تین مہینے قیام کیا تھا۔ اثنائے سفر مین آٹھ روز پٹنے عظیم آباد مین بھی مقیم رہے اور وہان ایک مشاعرے مین بھی شرکت فرمائی تھی جس روز آپ وہان پہنچے تھے اُسی دن کسی رئیسِ شہر کے ہان مشاعرہ تہا آپکی خبر تشریف آوری سنکر وہان کے عمائد و رؤسا آپکی قیام گاہ پر آئے اور مشاعرے مین چلنے کے لیے اتنا اصرار کیا کہ باوجود تکان اور زحمتِ سفر مجبور ہوگئے اور مجلسِ مشاعرہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے عزت بخشی۔ مشاعرہ بہت بڑا تھا شہر ہونے کی وجہ سے مجمع بھی مشاعرے مین خاصا تھا۔ جب سب اپنی اپنی غزلین پڑھ چکے تو آپ سے غزل پڑھنے کے لیے استدعا کیگئی۔ جسوقت آپکے بلانے کو صاحبِ مشاعرہ گئے تھے اُنکے سامنے اُسیوقت آپنے بیس پچیس شعر فرمائے تھے اور دس پانچ مشاعرے مین آتے آتے کہہ لیے تھے۔ بہرحال وہ غزل آپ نے پڑھی جسکا ایک مطلع و مقطع یہ ہے ؎

اس کعبۂ دلکو کبھی ویران نہین دیکھا	اُس بت کو کب اللہ کا مہمان نہین دیکھا

حاشیہ: [illegible]

کیون پوچھتے ہو کون ہی یہ کسکی ہی شہرت	کیا تمنے کبھی داغ کا دیوان نہین دیکھا

آپکی غزل پڑہنے سے پہلے ہی مشاعرے کو بہت طول ہوگیا تھا مگر جب اپنے غزل شروع کی ہے اُسوقت سبکی اُچٹی ہوئی طبیعتین ٹھہر گئین سب کے اُکھڑے ہوے دل جمگئے آپکی غزل سننے کے بعد بھی سخنورون کا اُٹھنے کو جی نہین چاہتا تہا۔ باقاعدہ مشاعرہ ہوجانے کے بعد بہت سے فدائے سخن بیٹھے رہے اور دیر تک یہ خاص مجلس بھی گرم رہی انہین خاص لوگون مین ایک صاحب نے اپنا کلام سنانا شروع کیا اور ایک ہی غزل کے اتنے شعر سنائے کہ پھر سب لوگ اُکتا گئے آخر جب وہ اپنا کلام ختم کر چکے تو مرزا صاحب نے اُنہین کی غزل کے ہمطرح ایک شعر پڑہا جو وقت کے وقت وہین موزون فرمایا تھا ؎

جسمین لاکھون برس کی حورین ہون	ایسی جنت کو کیا کرے کوئی

جاننے والے جان سکتے ہین کہ اس شعر کا اثر مشاعرے مین کیا ہوا ہوگا اور اس ایک شعر نے کتنی غزلون اور کتنے دیوانون کے برابر داد سخن لی ہوگی ایک معمولی اور سچا اثر تو یہی تھا کہ مشاعرے مین اور مشاعرے سے باہر ہر ایک سننے والے کی زبان پر یہی شعر تھا۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے۔

ع قبولِ خاطر لطفِ سخن خداداد است ۔ لقد درّ قائلہ ۔

کلکتے مین ناخدا کی مسجد کے سامنے آپ ٹھہرے تھے اور جب تک
وہان رہے برابر مشاعرے ہوتے رہے ایک مشاعرہ تو لوگون نے آپ
ہی کے مکان پر کیا تھا جس مین مٹیا برج کا خاندانِ شاہی اور بہت سے
ملازمان و عمائدین خاندانِ شاہی محض آپکی خاطر سے شریک ہوئے اور اسیطرح
اکثر مختلف مقاماتِ شہر مین مشاعرے ہوا کیے ۔ برابر آپکے قیام تک
وہان یہی کیفیت رہی کہ روزانہ صبح شام بیسیون اور سیکڑون نئے نئے
مشتاق روسا و عمائدین آپ سے ملنے کے لیے آتے تھے اُن مین بعض
مشتاق ایسے بھی ہوتے تھے جنکو اپنے کامون سے ذرا مہلت نہ ملتی
تھی مگر آپ سے ملنا ایسا ضروری خیال کرتے تھے کہ اپنا کام ہرج کرکے
آتے اور صرف آپکے دیدار سے مشرف ہو کر چلے جاتے اُنکے چلے
جانے کے بعد معلوم ہوتا کہ فلان رئیس آئے تھے اور اسیطرح چلے گئے
ایک مرتبہ کا ذکر مرزا صاحب فرماتے تھے کہ مین ایک صاحب مشاعرہ کی فرمائش
سے اُنہین کے سامنے غزل کہہ رہا تھا اور اُسوقت ایسا مصروف و منہمک
تھا کہ کسی آنے جانے والے پاؤن کی آہٹ یا باتون کی آواز قطعًا نہین

سنائی دیتی تھی ایسی حالت مین دو شخص بزرگ صورت سفید ریش جو
صورتون سے معزز حکام معلوم ہوتے تھے اور جنکی موجودہ حالت سے یہ بات
بھی ظاہر ہوتی تھی کہ یا تو یہ کہین سے سفر کیے ہوئے آرہے ہین یا کہین
جانے کو تیار ہین بہر حال وہ دونون صاحب مکان مین آئے اور جہان مین
بیٹھا ہوا فکرِ سخن کر رہا تھا مقابل مین آکر خاموش کھڑے ہوگئے اور اسی طرح
اُنکو دس بارہ منٹ گزر گئے اتفاق سے دو ایک آدمی اور صاحب مشاعرہ
عبدالرزاق صاحب جو میرے ہمصحبت تھے میرے انتشار طبیعت کی وجہ
سے کوئی بات بھی اُن سے نہ کر سکے۔ تھوڑی دیر مین جب مین نے سر
اُٹھایا تو اپنے سامنے دو اجنبی شکلین دیکھین۔ ایسی حالت مین اکثر دیکھا گیا
ہے کہ آدمی گھبرا جاتا ہے اور چونکہ وہ ایک دوسرے ہی عالم مین ہوتا ہے
اس لیے ایسی بے اختیاری مین اُسکے مُنہ سے ایسے کلمات نکل جاتے
ہین جو بالکل بے موقع ہوتے ہین۔ مرزا صاحب فرماتے تھے کہ مین نے
اُن پیرمرد اجنبیون کو دیکھ کر بیساختہ یہ کہا کہ "ہین ابھی سے یہ منکر نکیر کہان
آگئے" مین ابھی زندہ ہون اسکے بعد دو ایک منٹ تک وہ دونون اُسی
طرح کھڑے رہے اور بغیر کچھ کلام کیے فوراً بزم مشاعرہ مین واپس چلے گئے

اُنکے جاتے ہی یہان ہمصحبتون نے قہقہہ لگایا اور اُن لوگون کے
اتنے عرصے سے آنکی اور کھڑے رہنے کی سب کیفیت بیان کی پھر
تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک صاحب ضلع پٹنہ کے منصف
یا صدر الصدور تھے اور دوسرے بھی اسی طرح کہین کے حاکم تھے مشاعرے
کی خبر سنکر صرف میرے دیکھنے کو اتنی دور سے ابھی آئے ہین اور بعد
مشاعرہ فوراً ریل پر واپس جائینگے۔ ہمارے نزدیک یہ بات ذرا بھی
قابلِ استعجاب نہین ہے کیونکہ قدرشناس اور صاحبِ نظر وہی لوگ ہین
جو اپنے ہمعصر کملائے روزگار اور افتخارِ اسلاف کے وجود کو مغتنم سمجھکر کم سے
کم اُنکی زیارت کو بھی اپنا فخر سمجھتے ہین اگر ہم پرانی تاریخین اور ملفوظات
دیکھین تو ہمکو ایسی ہزارون مثالین ملینگی۔ اسی مہینے کا ذکر ہے کہ ایک دن
مین حسب معمول حضرت قبلہ مدظلہ العالی کی خدمت مین حاضر تھا کہ دو صاحب
جو بالکل اجنبی اور نو وارد تھے تشریف لائے۔ بعد سلام و مصافحہ جب
اُن کا نام اور آنے کا سبب پوچھا گیا تو ایک صاحب نے اپنا نام سید
اسد اللہ اور دوسرے صاحب نے حاجی عبدالسبحان بتایا اور غرض
یہ بیان کی کہ درگا پوجا کی تعطیل مین فرصت پاکر محض آپکی زیارت کے لیے

کلکتے سے حیدرآباد کل شبکو آئے ہین جسوقت وہ دونون صاحب آئے تھے دن کے دس بجے کا وقت تہا حضرت اُستادی وملاذی نے اپنے اخلاقِ حسنہ کے موافق اُنکو مدعو کیا اور آدمی کو حکم دیا کہ اُن کا اسباب قیام گاہ سے لے آئے جسکے جواب مین اُن صاحبون نے یہ کہا کہ ہملوگ محض آپکی زیارت کے لیے اتنا وقت پاکر چلے آئے ہین۔ اب اتنی فرصت نہین ہے کہ ہم ایک دن بہی یہان ٹہر سکین جو ہماری آرزو تہی وہ پوری ہوگئی اب ہمین اجازت دیجیے کہ ہمارا مقدمہ وہان پیشی مین ہے۔ اسی وقت گیارہ بجے کی ٹرین مین چلے جائینگے ہرچند اُن سے اصرار کیا گیا حتیٰ کہ دوپہر کے کہانے کے لیے کہا گیا مگر اُن صاحبون نے ایک نہ مانی اور نہایت سچے عذرات اور اپنا خلوص ظاہر کرکے اُسیوقت واپس تشریف لیگئے۔ واقعی یہ ہے کہ اہلِ کلکتہ نے مرزا صاحب کے زمانۂ قیام مین آپکی قدر و منزلت آپکے لایق کی تھی یہان ہم بطورِ نمونہ ایک اشتیاق نامہ کی نقل کرتے ہین۔ یہ خط مرزا آسمان جاہ بہادر ابن السلطان محمد واجد علی شاہ اودھ نے اُسوقت آپکی خدمت مین بہیجا تھا جبکہ آپ ۱۳۱۷ھ مین اعلیحضرت بندگانِ عالی متعالی دام اقبالہم وملکہم کے ہمراہ

کلکتے تشریف لیگئے تھے۔ اس اشتیاق نامے کے دیکھنے سے یہ بات معلوم
ہوتی ہے کہ آپکے دوبارہ کلکتے سے چلے آنے کے بعد وہان کے
قدر شناس عائد ورؤسا کو آپ سے ملنے کا کسقدر اشتیاق تھا اور آپکے
کمال نے اُنکو کسقدر گرویدہ بنا لیا تھا خط مذکور کی نقل بحرفہ یہ ہے۔

"سخن سنج نکتہ دان نازک خیال جادو بیان فصیح الملک نواب مرزا خان بہادر
زید اللہ منزلتہ۔ بعد ماوجب کے مدعا نگار ہون۔ پرسون گورنمنٹ ہاوس
مین جو مجھ سے آپ سے ملاقات ہوئی تھی وہ ایسی نہ تھی جس سے سیری
اور سرور کامل ہوتا۔ چونکہ فی زماننا آپ شاعرون مین میرے نزدیک واقعی
بلبلِ ہندوستان اور سحر بیان ہین جیسا لطف کہ مجھکو آپکے کلام مین آتا
ہے ایسا مزا شاعرانِ حال کے کلام سے نہین ملتا اور اسوقت کلکتے مین
آنا بھی آپکا حسن اتفاق سے ہوا کیا خوب ہوتا کہ آپ سے ایسی صورت
ملاقات کی ہوتی کہ آپکی زبان سے آپکا کلام سننے مین آتا اور دل لطف اُٹھاتا
دنیا مین کوئی صاحب کمال ایسا نہین گزرا جسکے دس دوست اور پچاس
دشمن نہ ہوئے ہون اور واقعی جب تک ایسا نہ ہو اُسوقت تک اس نیرنگِ
زمانہ مین اہلِ ہنر کی شناخت نہین ہوسکتی۔ مگر وہ مخالف بھی بڑا خوش قسمت

اور قابلِ قدر ہے جو اپنی مخالفت کے زمانے مین اچھی طرح صاحبِ جوہر
کو جانچ کر اور آزما کر اپنے افعال سے منفعل ہو اور پھر دل سے اُس کا
معتقد ہو جائے ۔ جس زمانے مین مرزا صاحب کے قیام کی وجہ سے
کلکتے مین مشاعرے ہو رہے تھے اُسی زمانے مین وہین کے کوئی
صاحب آپکے سخت مخالف تھے اُنکے حسد کی حالت یہ تھی کہ جہان کہین
آپکا کلام سُنتے وہان سے اُٹھہ جاتے اتفاق سے ایک مشاعرے مین
وہ صاحب بھی شریک ہوئے جس مین مرزا صاحب بھی تشریف رکھتے
تھے حسبِ قاعدہ جب تمام اہلِ مشاعرہ نے غزلین پڑہلین ۔ اور مرزا صاحب
اپنی غزل پڑہنے کے لیے تیار ہوئے تو وہ بزرگ اپنی عادت کے
موافق اُس جگہ سے اُٹھکر ایسے مقام پر جا بیٹھے جہان اُنکے خیال مین
آواز نہ آسکتی تھی جسوقت آپ نے اپنی مرصع غزل کا یہ مطلع پڑہا کہ ؎

سو شوب پڑین جب بھی یہ رنگت نہین جاتی		شبنم سے شبِ ہجر کی ظلمت نہین جاتی

اسکے پڑہتے ہی تمام مشاعرے مین ہر طرف سے شورِ تحسین و آفرین بلند
ہوا وہ حضرتِ مخالف جو ایک کونے مین بیٹھے ہوئے تھے ایسی دادِ سخن
پر بہت متعجب ہوئے اور لوگون سے پوچھا کہ وہ کیا شعر ہے جسکی اتنی تعریف

ہو رہی ہے کسی نے یہی مطلع پھر انکو سنایا۔ اس سچے اور با اثر کلام سے
انکی ایسی قلب ماہیت ہوئی کہ سنتے ہی بیچین ہو گئے اور اپنی جگہ سے
اٹھکر مرحبا و صد مرحبا کہتے ہوئے حضرت موصوف کے پاس آبیٹھے پھر اپنی
بیجا مخالفت کی معافی چاہکر ہمہ تن آپکا کلام فصاحت التیام سننے لگے۔ واقعی
جس طبیعت مین خداداد انصاف پسندی کا مادہ ودیعت ہوتا ہے وہ کبھی
ہمیشہ کسی بیجا مخالفت پر قایم نہین رہ سکتا۔ غرضنکہ اسی طرح آپ کی وجہ سے
کئی مشاعرے کلکتے مین ہوئے۔ ایک مشاعرے کی طرح مین آپ کی
غزل کا یہ مشہور شعر ہے ؎

اک چشمۂ حیوان ہی تو اک چشمۂ کوثر	دو قطرے ہین آب دم شمشیر سے باہر

کلکتے کے ایک مشاعرے مین جو غزل آپ نے پڑھی تھی اُس کا مقطع
یہہ ہے ؎

حسین یہ مہ جبین یہ شہر ایسی طرح بھر	داغ کلکتے سے لاکھون داغ دلپر لیچلا

چونکہ آپ ریاست رامپور کے ملازم تھے اور ملازم بھی ایسے کہ نواب
خلد آشیان ایک دم بھی آپکا جدا رہنا پسند نہین کرتے تھے جب رخصت
کے دن ختم ہو گئے تو آپ کلکتے سے رامپور تشریف لے آئے اور

نواب خلد آشیان مرحوم کی حیات تک یہین بسر کی نواب موصوف کی رحلت کے بعد ریاست مین جو بدنظمیان اور جو خرابیان واقع ہوئین وہ جاننے والون پر پوشیدہ نہین۔ ایسی حالت مین ایسا شخص کیون کر رہ سکتا تھا اور سچ ہے۔ ؎

وہ سارے لطف تھی خلد آشیان تک		رہے کیا مصطفےٰ آباد مین داغ

بالآخر آپ نے لاکھون رُپے کا حساب کتاب اور تحویل دو چار مہینون مین سمجھا بجھا کر رامپور کو خیرباد کیا ؎

وہی دم تھا غنیمت وہ نہین ہے		گئی محفل کی رونق داغ کے ساتھ

۱۸۸۷ء مطابق ۱۳۰۵ھ مین آپ رامپور سے بالکل قطع تعلق کر کے دلی تشریف لے آئے اور حیدر آباد دکن مین تشریف لانے تک مختلف مقامات کی سیر فرماتے رہے۔ لاہور۔ امرتسر۔ ریاست کشن کوٹ۔ اجمیر شریف آگرہ۔ بنگلور۔ علیگڑھ۔ متھرا۔ جےپور۔ ریاست منگرول ان شہرون مین اسپنے تلامذہ اور مشتاقون کو جلوہ دیدار سے مشرف کیا گویا ان مقامات مین تشریف لا کر تاریخی دنیا مین ایک قابلِ قدر یادگار چھوڑی۔ ؎

قدم باہر نکالا جب مکان سے		جہان آباد ہر منزل ہے اے داغ

اور شہرون کے مقابلے مین آگرے کو آپکے قیام سے زیادہ شرف
حاصل ہوا یہان آپنے دو ایک مشاعرہ مین بھی شرکت کی تھی۔ نواب
خلد آشیان کے زمانے تک نہ آپکو کسی دوسری جگہ جانیکا خیال ہوا اور نہ آپ
جاسکتے تھے مگر اُنکے بعد آپکو فکر ہوئی اور مختلف خیالات دل مین آنے
لگے ریاست حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن فتن الزمن ہندوستان مین سب
سے بڑی ریاست ہے اور ہمیشہ سے یہان مجمع خلایق ہے یہان ہرایک فن اور ہرایک
ہنر کی کماحقہ قدر کیجاتی ہے۔ جہان اور بہت سی امتیازی باتین شانِ
ریاست کے لیے ہونی چاہئین وہان ایک بات یہ بھی ہے کہ قدیم زمانے
سے ہرایک فن کا کوئی نہ کوئی اُستادِ کامل ریاست کی طرف سے مامور رہتا چلا
آیا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ نصیر وغیرہ منجملہ اور اُستادون کے شاہی اساتذہ
مین شامل تھے۔ مرزا صاحب کو حیدرآباد آنے مین کچھ دنون تک پس و
پیش رہا مگر تقدیر الٰہی کہہ رہی تھی کہ ؎

حیدرآباد مین آنا

ہند سے تابہ دکن داغ ہے شہرت تیری ۔۔۔ اب تو کچھ اور ترا بخت رسا کہتا ہے

آخر یہی ہوا کہ ۱۳۰۵ھ مین آپ حیدرآباد تشریف لائے اور پہلے
پہل محلہ بازار شیدی عنبر مین مولوی سیف الحق صاحب دہلوی مترجم اخبارات

سرکاری کے مکان سے متصل ایک دوسرے مکان مین مقیم ہوئے آپکی
شہرت وناموری نے آپکی تشریف آوری سے پہلے ہی حیدرآباد کے
قدرشناسون کے دلون مین گھر کرلیا تھا۔ اور وہ کون سا سخن دوست
شخص ہوگا جسکی محروم آنکھین آپکے جلوے کی مشتاق نہون اور وہ کس کا
سخن شنو کان ہوگا جو آپکے قدوم میمنت لزوم کی آہٹ نہ لیتا ہو۔ تمام شہر
مین آپکے آنے کی دہوم مچی ہوئی تھی اور ہر ایک شوق بھرا دل آپکا مشتاق
تھا۔ شدہ شدہ بندگانِ عالی متعالی قدر قدرت آیۂ رحمت اعلیحضرت
حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ واقبالہ کو بھی اطلاع ہوئی اور اسی درمیان مین
مرزا صاحب نے اپنی پہلی عرضی راجہ گردہاری پرشاد صاحب بہادر عرف
بنسی راجہ المتخلص بہ باقی کی معرفت پیشگاہِ سلطانی مین بہیجی جسکے بعد آپکو
باریابی کا حکم ہوا اور آپ حاضرِ دربار ہوئے اور ایک قصیدہ سنایا جسکا پہلا مطلع
یہہ ہے ؎

سرمۂ چشم غزالان ہوئی گردِ دامن		مین ہوا بادیہ پیما طرفِ ملکِ دکن

اس شرف یابی کی تاریخ آپنے یہ فرمائی ہے ؎

بڑے شوق سے اور ارمان سے		قدمبوس حضرت کا حاصل ہوا

حضوری کی تاریخ پوچھین اگر		یہ کہدو تے ملے داغ سلطان سے ۱۳۰۵ھ

اول مرتبہ جب آپ حیدر آباد تشریف لائے تھے اُسوقت آپ نے یہان
کے مصارف کا پورا اندازہ نہین کیا تھا اور نہ یہان کے اخراجات کی حالت
معلوم تھی اسلیئے آپکو حیدر آباد آکر پھر ایک مرتبہ مصارفِ ذاتی کے انتظام
کو دلّی جانا پڑا اور دس مہینے تک مختلف مقامات مین رہے اس مرتبہ جب
آپ حیدر آباد سے دلّی کو گئے ہین تو اسی اثنا مین بنگلور اور بمبئی بھی تشریف
لے گئے تھے۔ آپکی اس غیر حاضری کے زمانے مین بندگانِ اعلیحضرت
نے آپکو یاد فرمایا چنانچہ نواب داور الدولہ دوار الملک بہادر کے ذریعے
سے آپکو اطلاع ہوئی اور طلب کیے گئے۔ دس ماہ کے بعد مرزا صاحب
پھر حیدر آباد مین تشریف لے آئے اور مستقل قیام کیا۔ جسوقت مین آپ
مولوی سیف الحق صاحب کے قریب مکان مین قیام پذیر تھے آپکے
دوست مولوی ظہور علی صاحب ساکن اٹاوہ وکیل ریاست حیدر آباد آپکو
اپنے مکان مین لے آئے تھے اور یہین تا صدورِ فرمانِ ملازمت
مقیم رہے۔ غرۂ خورداد ماہ الٰہی مروجہ ریاست حیدر آباد دکن ۱۲۹۷ف
مطابق ۷ اپریل ۱۸۸۸ء کو آپ حیدر آباد مین تشریف لائے اور ساڑھے

نصف ماہ ۱۳۰۵ھ

۱۲ اپریل ۱۸۸۸ء

امیدواری کا زمانہ

تین سال کامل اُمیدواری کی۔ حیدرآباد کی اُمیدواری کا زمانہ اور اُسکے مصارف وہی لوگ خوب جان سکتے ہین جنہون نے ہماری طرح یہان رہکر امیدوارونکو دیکھا ہے اور خود بھی مزا چکھا ہے۔ بڑے بڑے مستقل مزاجون کو دیکھا ہے کہ ایسی امید و بیم کی حالت مین اپنی طبیعت کے انتشار سے ہمت ہار بیٹھے ہین۔ مگر مرزا صاحب ابتدا ہی سے شاہی دربار کی خو بو سے واقف تھے اور وہان کے کل معاملات کو اچھی طرح سمجھتے تھے آپ کے پائے استقلال کو ذرا بھی لغزش نہوئی اور ع

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست۔ پر عمل رہا۔ چنانچہ دیر آید درست آید کے موافق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ روز یکشنبہ ۹ بجے شب کو مولوی ظہور علی صاحب کے مکان پر فرمانِ رحمت نشان یعنی بندگانِ عالی متعالی اعلیٰحضرت آصفِ سادس ادام اللہ ملکہ واقبالہ کی غزل ایک مہر شدہ لفافے مین چند چوبدار لیکر حاضر ہوئے اور زبانی یہ کہا کہ صبح آٹھ بجے حاضرِ دربار ہونیکو ارشاد ہوا ہے۔ آپ نے اُسیوقت اُس غزل کو دیکھکر واپس کیا اور علی الصباح حسب الطلب حاضر ہوکر نذر دی اس تاریخ سے یہ سلسلہ اصلاح شروع ہوگیا اور روزانہ مراحم خسروانہ بڑھتے گئے۔ اس تقرر سے نو مہینے

حضور کی غزل کا آنا

اسکے بعد ۲۰ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۶ آذر ۱۳۰۱ف کو ایک مراسلہ
نشان (۵۷) علاقہ پولٹیکل فینانس سے اس مضمون کا صادر ہوا کہ سرکار نے
آپکے نام چار سو پچاس رُپے سکۂ حالی ماہوار کا وظیفہ ابتداے ورود سے
منظور فرمایا ہے۔ تین برس تک یہی وظیفہ ملتا رہا اسکے بعد ۶ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ
بحکم سلطانی آپکا وظیفہ ایک ہزار رُوپیہ ماہوار مقرر ہوا اور جبسے آپ وارد حیدرآباد
ہوئے اُس تاریخ سے تا صدور حکم مذکور ایک ہزار رُپیہ ماہوار کے حساب
سے رقم خزانۂ شاہی سے عطا کی گئی اس اضافے کی تاریخ آپ نے یہہ
فرمائی ہے ؎

ہو گیا میرا اضافہ آج دونے سے سوا	یہ کرم اللہ کا ہے یہ عنایت شاہ کی
اس ترقی کی کہو اے داغ یہ تاریخ تم	ابتدا سے اپنی ساڑھے پانسو نقدی بڑھ گئی

اب تک آپکو محلاتِ شاہی کی کچہری سے جو صرف خاص سے متعلق ہے سنہ ۱۳۱۲ھ
ایکہزار رُپے سکۂ حالی ماہواراتِ خاص کی مدمین ملتے رہتے ہین۔ علاوہ
اس تنخواہ کے وقتاً فوقتاً پیشگاہِ سلطانی سے مختلف عطیات بھی پاتے
ہین ایک گاؤن کا مزرعہ جسکو حیدرآباد مین مقطعہ بھی کہتے ہین معہ ایک باغ
بندگانِ عالی متعالی دام اقبالہم نے خرید فرما کر آپکو عطا کیا۔ ایک مرتبہ ہنگلندمی

اضافہ

عطیاتِ شاہی

کی شکارگاہ میں اعلیحضرت نے ایک مرصع گھڑی عطا فرمائی فی البدیہہ آپنے یہ تاریخی قطعہ کہکر پیش کیا ۵

شجاعت سخاوت ہمیشہ سے توام — وہ آصف میں پائی وہ آصف میں دیکھی

ادہر شیر مارے ادھر توڑے بخشے — خدا نے یہ جرأت یہ ہمت عطا کی

عنان جب اٹھائی تو پھر کون روکی — نہ ندی نہ نالا نہ جنگل نہ جھاڑی

ہوا یہ کسے شوق صید افگنی کا — نہ برسات مانے نہ گرمی نہ سردی

بہت سے مرے سامنے شیر مارے — لگی شیر کے سر میں یہ دل پہ گولی

دل و دست جب تک نہ قبضے میں ہونگے — لگے گی نہ ہر بار بندوق ایسی

اڑائے روپے پھینک کر آسمان پر — لگی ہر روپے کے نشانے پہ گولی

جو لی بائیں شانے پہ بندوق شہ نے — تو حیرت ہوئی چشم مردم پہ طاری

خصوصاً مجھے تھا تحیر کا عالم — کہ حضرت لگاتے ہیں بندوق یوں بھی

اڑائے بہت اسطرح بھی نشانے — کسی میں سنی تھی نہ یہ بات دیکھی

کوئی کیوں پریشان ہو جب پڑے پر — ترحم تلطف تسلی تشفی

تو جوہر اک پر خبر گیر سب کے — پھر اسپہ خیالات مالی و ملکی

فراست میں رشک فلاطون و لقمان — طبیعت میں کان سخن جان معنی

مرے حال پر جو عنایت ہے اب تک — وہ مشہورِ عالم ہوئی ہے کہانی

سراسر کرم ہے یہ شاہِ دکن کا — بھلا کیا ہون مین اور کیا میری ہستی

سلاطینِ عالم سے کیا مجھکو مطلب — کسی سے غرض کچھ نہ پروا کسی کی

نہین ہفت اقلیم سے کچھ تمنا — کہ اپنے لیے ہے یہ سرکارِ عالی

ہوئی ابتدا سے وطن ہی مین حاصل — نمکخواریِ شاہِ جمجاہ دہلی

پسِ عذر تھا رامپور اپنا مسکن — مری قدر کی سب نے لیکن نہ ایسی

یہان مجھکو بختِ رسا کیون نہ لاتا — اب وجد ہوئے سب رئیس و سپاہی

ملا بادشہ قدردانِ ہنرور — بگڑ کر بنی ہے یہ قسمت کی خوبی

سعادت کا ہوا اپنے طالع کو مژدہ — مبارک ہو بختِ رسا کو ترقی

یہی آرزو ہے یہی ہے تمنا — کوئی کام انجام ہو حسبِ مرضی

ادا ہو نہ حق نمک جب بھی ہرگز — تصدق ہو سو جان سے گر یہ فدوی

کرم پر کرم ہے عطا پر عطا ہے — یہین یا الٰہی رہے لطفِ شاہی

نمکخوار کی پرورش ہر طرح ہے — زہے دلنوازی زہے سرفرازی

گھڑی جب ملی مجھکو مین نے یہ جانا — مرے بخت کی ساعتِ نیک آئی

ستارون سے روشن وہ ہیری جڑی ہین — کہ خورشید کی آنکھ بھی جن سے جھپکی

لکھواس گھڑی داغ تاریخ زیبا	مرصع سنور گھڑی شاہ نے دی
	سنہ ۱۳۱۱ھ

اسی طرح ایک مرتبہ گھڑی کا طلائی توڑا مرحمت ہوا اپنے فوراً یہ قطعہ تاریخ پیش کیا ؎

عطیات پیہم کا کیا شکر ہو	کہ فدوی کو کیا کیا عنایت ہوا
بدیہہ کہو داغ تاریخ تم	یہ سونے کا توڑا عنایت ہوا
	سنہ ۱۳۱۲ھ

ایک بار دو تلوارین عطا ہوئین یہ برجستہ قطعۂ تاریخی فرمایا ؎

تیز ہین تیز نگاہون سے بھی انکی دہارین	یہ وہ تلوارین ہین زخمون کا نہین جنکی علاج
گھاٹ دونون کی خوش اسلوب ہین دونون یکتا	جوہر و آب کی یہ شکل کہ بحر مواج
مغربی اور جنوبی ہین یہ دونون بیمثل	سر بسر ہین سپر بدخواہ انہین کی محتاج
تیرے قبضے مین ہی تاریخ عطائے شاہی	لکھدے ای داغ عنایت ہوئین تلوارین آج
	سنہ ۱۳۱۲ھ

علم صنایع مین تاریخ کا میدان جسقدر تنگ اور مشکل ہے اُسکو جاننے والے جانتے ہین اس صنعت کی تعریف یہی ہے کہ جو واقعہ بیان کیا جائے اُس کا تمام و کمال پتا مادہ تاریخ ہی سے ملجائے اگرکسی کے انتقال کی تاریخ کہی جائے تو اُس مین کم سے کم یہ بات ضرور ہونی چاہیے کہ مادہ پڑھنے سے واقعہ معلوم ہو جائے یہ نہین کہ مرنے کی تاریخ افسوس رفتے سے نکالی

جائے یہ صحیح ہے کہ افسوس رفت مین سنہ مقصود نکلتے ہین مگر یہ نہین معلوم ہوتا کہ کون گیا کہان گیا اور کیا گیا۔ اصلی اور عمدہ مادۂ تاریخ وہی ہے جو مصرعون کا محتاج نہو مذکورۂ بالا تاریخین اگرچہ بہت عجلت مین فی البدیہہ کہی گئی ہین مگر ان مین کوئی مادہ ایسا نہین جو مصرعون کا محتاج ہو اور یہی تاریخ کی اعلےٰ صفت ہے۔ مرزا صاحب نے اور بھی سیکڑون تاریخین کہی ہین جو آپکے دیوانون مین موجود ہین حضرت بندگانِ عالی متعالی دام اقبالہم کی شکارگاہ مین تو یہ کیفیت تھی کہ ادھر شیرون پر گولیان چلتی تھین اُدھر تاریخون کی بھرمار ہوتی تھی سب تاریخین بغیر تعمیہ داخلی وخارجی کے بہت صاف اور اپنے اپنے مطالب پر حاوی ہین۔ مرزا صاحب سے پہلے بھی اس ریاست مین اسی عہدے پر اور شعرا رہچکے ہین مگر جسقدر عزت وتوقیر آپکی ہوئی وہ اورونکو نصیب نہین۔ آپ اُستاذ السلطان ہونے کے سوا خاص بندگانِ عالی متعالی دام اقبالہم کے اسٹاف مین بھی داخل ہین۔ ہر ایک باقاعدہ دربارِ شاہی مین مثل اور امرائے عظام کے آپ بھی طلب فرمائے جاتے ہین۔ ہر باقاعدہ دربار مین آپ ایک خاص یونی فارم ڈریس پہنکر جاتے ہین جس مین سیاہ ترکی کوٹ جسکے کنارون پر کارچوبی کام ہوتا ہے

اور اُسی کے ساتھ پتلون ہوتی ہے اور بجائے عمامہ وغیرہ کے منصب داری پگڑی پہنی جاتی ہے جو خاص حیدرآباد کی ایجاد شدہ ہے۔ دربار وغیرہ مین جانے کے لیے ہمیشہ آپ کے لیے اصطبل شاہی سے جوڑی کی گاڑی آتی ہے۔ جب کبھی حیدرآباد سے باہر اعلیحضرت ولی نعمت تشریف لے جاتے ہین تو آپ بھی اسٹاف کے ساتھ ہوتے ہین خود بندگانِ حضور آپکی بہت عزت و قدر فرماتے ہین۔ دربار مین کسی رئیس و امیر کو سوا چند امرا کے بیٹھنے کی اجازت نہین اُن بیٹھنے والون مین مرزا صاحب بھی ہین ایک مرتبہ آپ نے یہ رباعی کہکر اعلیحضرت مین پیش کی ؎

اچھے برے ملجاتے ہین بازاری آم	اب تو نظر آتے ہین بدشواری آم
مرغوب و دلپسند و الفت اے داغ	سنتا ہون کہ باغون مین ہین سرکاری آم

اس رباعی کے جواب مین دربار عالی سے بہت سی کشتیان سرکاری باغون کے آمون کی آپ کے لیے بھیجی گئین جنکی تعریف مین آپنے یہ قطعہ موزون فرمایا ؎

شاہ نے دین آم بھری کشتیان	بحرِ عطا کیا ہی ہوا موجزن
کشتیون مین آم جو ہین رنگ رنگ	داغ کا گھر آج ہے رشکِ چمن

سرخ ہین ہی لالہ رخون کی بہار — سبز ہین ہے سبز خطون کی پھبن

زرد ہین ہے رنگ گل زعفران — کیسری پوشون کی ہے اک انجمن

آم کے منہ پر ہے سیاہی کہ ہے — مردمک چشم بت سیمتن

الفن و مرغوبہ الذّا الثمر — ذائقے مین غیرت شہد عدن

ایسے کہان پریون کے پر سبز سبز — ایسے کہان حورون کے سیب ذقن

طوطا پری لال دیا دلپسند — کہتے ہین نامی اسے اہل دکن

آم ہرا جام زمرد کی شکل — لال دیا صورت لعل یمن

سونگھ کے ہوجائے معطر دماغ — منہ پہ مگر اُنکے ہے مشک ختن

رنگ ہے وہ شوخ کہ جیسے پری — اور وہ خوشبو کہ معطر دلہن

گر کبھی ان آمون کا رس چوس لین — ہونٹ ہی چاٹا کرین شیرین دہن

انبۂ شیرین جو اُسے ہو نصیب — نام بھی شیرین کا نہ لے کوہکن

یہ ہی تو ہین جنت دنیا کے آم — انکا ہی مصلح ہے بہشتی لبن

ایسے رسیلے ہین وہ نازک ہین پوست — جیسے کہ ہون دلبر نازک بدن

سیکڑون قسمین اسی میوے کی ہین — پھر ہے یہ افراط کہ لاکھون ہی من

واقعی ان آمون کی تعریف مین — کم ہے جہان تک کہین اہل سخن

قاش بنے اسکی جواپنی زبان
دیکھیے شیرینیِ گفتار پھر
نام تو ہے گرچہ یہ معنی نہون
مجھکو یہ مصرع بہت آیا پسند
پھولے پھلے شاہ کا باغِ مراد
فیض رسان داغ کو یارب رہے

قند کا کوزہ بنے اپنا دہن
نطق بھی چپکے دمِ عرضِ سخن
شرکتِ اسمی سے ہے شیرین دہن
انبتہ اللہ نبیاتاً حسن
اور ثمریاب ہون اہلِ زمن
خسرو محبوب نظام دکن

مرزا صاحب کا اور شعرا سے مقابلہ

اسوقت اگر مورخانہ حیثیت سے دیکھا جائے تو تاریخی دنیا مین جہان
اُستاد نواب فصیح الملک بہادر حضرت داغ دہلوی سے زیادہ مشہور اور معزز
شاعر کم سے کم ہندوستان مین کوئی اور نہ ملیگا۔ اسمین شک نہین کہ حضرت
امیر خسرو سے اب تک شعراے اُردو مین اکثر اور بھی اساتذہ مشہور ہین مثلاً
فیضی۔ بیدل۔ فقیر آزاد۔ میر سودا۔ غالب۔ ذوق۔ مومن۔ میر حسن۔ ناسخ۔
آتش انیس۔ دبیر۔ امیر وغیرہ مگر ان لوگون کا ذکر اکثر خاص طبقون مین
کیا جاتا ہے بعام طور سے بہت کم لوگ اُنکو جانتے ہین اور ایک امتیازی
فرق مرزا صاحب کی ناموری اور ان اساتذہ کی شہرت مین یہ ہے کہ جسقدر
شہرت و ناموری آپکو اپنی زندگی مین حاصل ہوئی ہے اسقدر شاید ہی کسیکو

نصیب ہوئی ہو۔ فارسی شعرا مین بُلبلِ شیراز حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کی شہرت محتاج بیان نہین بلادِ عجم کا حال معلوم نہین ہندوستان مین تو مکتب کا بچہ بچہ بلبلِ شیراز کے نام سے واقف ہے ہم کہہ سکتے ہین کہ اسوقت یورپ مین کوئی علم دوست سوسائٹی اور ہندوستان مین کوئی شہر کوئی قصبہ اور کوئی لکھا پڑہا آدمی ایسا نہ ملیگا جو بلبلِ ہندوستان حضرت جہان اُستاد کو نجانتا ہو یا کہین آپکا ذکر نہ ہوتا ہو مشہور ہے کہ انگلینڈ اور جرمن و فرانس وغیرہ مقامات مین آپکے دواوین پہنچ گئے اور جا بجا اردو کورس کے لیے آپ ہی کا کلام فصاحت التیام منتخب کیا گیا۔ اس کا ذکر دو چار برس پیشتر انگریزی اور اُردو متعدد اخبارون مین ہو چکا ہے۔ آپ کے دلپسند کلام کی طرف بالطبع رجحان اور عام مقبولیت کا اندازہ اس لطیفے سے ہو سکتا ہے ایک مرتبہ ہمارے ایک دوست نے ایک خاص جلسے مین اپنا کوئی معمولی شعر پڑہا اتفاق سے سننے والون مین کچھ لوگ دوسری طرف متوجہ تھے اُنھون نے اچھی طرح نہ وہ شعر سنا نہ دادِ سخن دی ہمارے دوست کو یہ بے توجہی پسند نہ آئی۔ اور پھر اُن لوگون مخاطب کر کے کہا کیون حضرات آپنے اس شعر کو نہ سُنا اس تقاضے پہ وہ لوگ مخاطب ہوئے اور مکرر وہ شعر پڑہوایا اسی اثنا مین ایک

صاحب سے نے پوچھا کہ یہ شعر کسکا ہے ہمارے دوست نے مذاقاً کہا کہ حضرت داغ کا شعر ہے۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ ہمزبان ہوکر کہنے لگے کہ" اگر اُنکا شعر ہے تو سبحان اللہ پھر سُنائیے "۔

دوایک مرتبہ تفریحاً یہ امتحان ہمنے خود کیا ہے کہ مختلف مقامات پر محض عوام سے اور شعراوا ساتذہ کو پوچھا گیا کہ تم فلان صاحب کو جانتے ہو تو اُنھون نے اپنی ناواقفیت ظاہر کی مگر جب مرزا صاحب کا نام لیا تو اُن لوگون نے بھی کہا کہ ہان صاحب ایک شاعر کا نام تو سُنا ہے جنکی غزلین بہت گائی جاتی ہین۔ بعض کوتاہ نظر ناواقف مرزا صاحب کے کلام پر حاسدانہ الزام لگاتے ہین کہ آپکی شاعری عوام پسند ہے حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ وہی کلام پسندیدہ ہے جسکا مطلب خاص و عام سبکے فہم مین یکسان طور پر آجائے اور اُسی کلام کی قدر کیجاتی ہے جو قائل کے مُنہ سے نکلتے ہی سننے والے کی سمجھ مین آجائے یہ نہین کہ سننے والے کا بھیجا کھا جائین اور برا خفش کی طرح سامع کو کچھ احساس نہ ہو ایسے سر پھرانے سے کیا حاصل اور اگر اس بیجا الزام کا مطلب یہ ہے کہ عمدہ کلام وہی ہوتا ہے جو صرف خاص لوگون کی سمجھ مین آئے اور عام اُس سے محض ناواقف رہین تو عیاذاً

مرزا صاحب کے کلام پر عامیانہ پن کا الزام اور اسکا ازالہ

باللہ بلاتشبیہ ہم کہہ سکتے ہین کہ قرآنِ پاک عامہ خلایق کی ہدایت کے لیے
نہین اترا ہے بلکہ وہ ایک خاص گروہ کے لیے مخصوص ہے اور قرآنًا عَرَبِيًّا
غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ مین ضمیر ہم۔ اُسی گروہ کی طرف ہے۔ خاص جلسون
مین اور عام لوگون مین گائے جانے ہی سے اگر کلام معمولی سمجھا جاتا ہے تو
کیا مرزا صاحب سے پہلے یہ عام جلسے اور قوالی مسدود تھی اور کیا اُن جلسون مین
اساتذہ کی غزلین نہین گائی جاتی ہین یا کیا وہ گانے والے علم موسیقی کے
علاوہ صدرہ اور شمس بازغہ بھی پڑھے ہوئے ہوتے تھے۔ اگر حضرت امیر
خسرو اور حافظ شیرازی وغیرہ کی غزلین قوالون اور طائفون کے گانے سے
معمولی کلام مین داخل کیجاتی ہین تو ہم بھی اُن لوگون کے ہمزبان ہو کر کہہ
سکتے ہین کہ مرزا صاحب کا کلام بھی ایسا ہی ہے حیرت ہے کہ ایسے صاف
اور فصیح کلام کو عوام کا کلام کہا جاتا ہے جس مین وہی بول چال وہی محاورے
اور وہی الفاظ استعمال کیے گئے ہین جو ثقہ لوگ روزمرہ بولتے ہین۔ اگر آپ کے
کلام مین کوئی مبتذل اور ذلیل محاورہ مستعمل ہوا ہے تو ہمکو بتایا جاے۔ مصحفی و
انشا کی طرح اگر کہین پھکڑ بازی کی گئی ہو تو دکھائی جاے یا کسی کی ہجو کی گئی
ہو تو بتائی جاے۔ جب یہ نہین ہے تو پھر کس بناپر عوام کا کلام کہا جاتا ہے

اور کسطرح کوئی صاحب فہم ایسے ذلیل دعوون کو مان سکتا ہے۔ نمونے کے طور پر ہم یہان مرزا صاحب کے کلام سے مختلف مطالب و مضامین کے اشعار لکھتے ہین جن کے مطالعے سے ناظرین سخن فہم اندازہ کر سکتے ہین کہ یہ سہل الممتنع کلام کیا درجہ رکھتا ہے۔

اللہ رے مرتبہ مرے عجز و نیاز کا
گویا جواب ہے یہ ترے کبر و ناز کا

محشر مین بھی کسی کے اُٹھائین گی ناز ہم
ایسے نیاز مند ہین اسے بے نیاز ہم

ایمان کی کہین گے ایمان ہے ہمارا
احمد رسول تیرا مصحف کلام تیرا

دیکھیگا یہ مزا حشر مین جو جائے گا
آپ جو حکم کرین گے وہی ہو جائیگا

کہان باغِ جنت کہان باغِ یثرب
کہان بوے گل اور بوئے محمدؐ

ادھر دوست خوش ہین اُدھر غیر راضی
خوشا خلق و خوئے نکوئے محمدؐ

نہین دستِ مژگان مرے پاؤن یارب
کرون طے ان آنکھون سے کوئے محمدؐ

ان آنکھون نے کیا کیا تماشا نہ دیکھا
حقیقت مین جو دیکھنا تھا نہ دیکھا

نہ ہمت نہ قسمت نہ دل ہے نہ آنکھین
نہ ڈھونڈا نہ پایا نہ سمجھا نہ دیکھا

تری یاد ہے یا ہے تیرا تصور
کبھی داغ کو ہمنے تنہا نہ دیکھا

رگِ جان سے نزدیک ہے مری جان تو
مگر پھر جو دیکھا کہان ہین کہان تو

حقیقت مین ہے ماسوا چیز ہی کیا ‏ ‏ ادھر تو ادھر تو یہان تو وہان تو

نہ تو مجھکو چھوڑے نہ مین تجھکو چھوڑون ‏ ‏ وہین تو جہان مین وہین مین جہان تو

دلبر سے جدا ہونا یا دلکو جدا کرنا ‏ ‏ اس فکر مین بیٹھا ہون آخر مجھے کیا کرنا

یہ کام نہین آسان انسان کو مشکل ہے ‏ ‏ دنیا مین بھلا ہونا دنیا کا بھلا کرنا

وہ دور بھی ہین جب بھی تصور مین قرین ہین ‏ ‏ ہم بیخود و وارفتہ جو ہین بھی تو نہین ہین

روز مرتا ہون روز جیتا ہون ‏ ‏ زندگی کا کوئی حساب نہین

اپنے دل کا مکان اور ہی ہے ‏ ‏ اس مین اک میہمان اور ہی ہے

ملک الموت اسکو کیا لیگا ‏ ‏ دل مین عاشق کے جان اور ہی ہے

عشق کے ہین جدا نشیب و فراز ‏ ‏ یہ زمین آسمان اور ہی ہے

سیر جس کی ہمین ہے مد نظر ‏ ‏ تیسرا وہ جہان اور ہی ہے

گرچہ ہے وہ کریم بندہ نواز ‏ ‏ بے نیازی کی شان اور ہی ہے

تو مٹائے گی اے قیامت کیا ‏ ‏ مرمٹون کا نشان اور ہی ہے

اے فلک تیری مہربانی کیا ‏ ‏ داغ کا مہربان اور ہی ہے

سبق اچھا پڑہا دیا تو نے ‏ ‏ دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے

ہم سے نکمے ہوئے زمانے کے ‏ ‏ کام ایسا سکھا دیا تو نے

کچھ تعلق رہا نہ دنیا سے
شغل ایسا بتا دیا تو نے

کس خوشی کی خبر سنا کے مجھے
غم کا پتلا بنا دیا تو نے

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
دلِ بے مدعا دیا تو نے

کیا بتاؤں کہ کیا لیا میں نے
کیا کہوں میں کہ کیا دیا تو نے

سب بے طلب جو ملا مجھکو
سب بے غرض جو دیا دیا تو نے

تھا مرا منہ نہ قابلِ لبیک
کعبہ مجھکو دکھا دیا تو نے

جس قدر میں نے تجھسے خواہش کی
اس سے مجھکو سوا دیا تو نے

رہبرِ خضر و ہادیِ الیاس
مجھکو وہ رہنما دیا تو نے

مٹ گئے دل سے نقشِ باطل سب
نقشہ اپنا جما دیا تو نے

ہے یہی راہِ منزلِ مقصود
خوب رستے لگا دیا تو نے

مجھ گنہگار کو جو بخشدیا
تو جہنم کو کیا دیا تو نے

داغ کو کون دینے والا تھا
جو دیا اے خدا دیا تو نے

دلکو جب دیکھا عجب نیرنگِ قدرت اسمیں ہے
ایک آئینہ ہے لیکن سبکی صورت اسمیں ہے

لینے والے کی تو کوئی حد بھی ہے
دینے والیکو بہت سا چاہیے

تیرے جلوے کا تو کیا کہنا مگر
دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

کسکی طاقت ہے کرے کوئی برائی آپکی
ساری دنیا آپکی ساری خدائی آپکی

بھر دین عجب ادائین اُس شوخِ سیمتن مین
اک ٹیڑہ سادگی مین اک سیدہ بانکپن مین

ہر ادا مستانہ سر سے پاؤن تک چھائی ہوئی
اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

بیمثل کیا اُس بتِ کافر کو خدا نے
مجھے کہ نہ سمجھے کوئی مانے کہ نہ مانے

تمکو چاہا تو خطا کیا ہے بتا دو مجھکو
دوسرا کوئی تو اپنا سا دکھا دو مجھکو

دل مین عاشق کے تصور سے کھٹک رہتی ہے
ان حسینون کی غضب نوک پلک ہوتی ہے

کہتے ہین وہ یہہ وصفِ گلِ نوبہار پر
طرہ ہے اپنی ایک جوانی ہزار پر

پری جمال بھی انسان ضرور ہوتا ہے
پھر اوس پر آنکھ ہوا چھی تو حور ہوتا ہی

اداے خاص ہی معشوق کیلیے نخوت
بُری بھی شکل ہو جب بھی غرور ہوتا ہے

انسان خوبرو ہون تو حورون سے کم نہین
یہ اِس چمن کی پھول ہین وہ اُس چمن کی پھول

تم شہرتِ جمال سے کس جا کہان نہین
مین اضطرابِ دل سے جہان ہون وہان نہین

اب شرم سے نظرین تری ملتی نہین ہین
یہ خانہ نشین گوشہ نشین پردہ نشین ہین

ایک بھی بات کا پورا نہین دیکھا معشوق
دل شکن سیکڑون ہین عہد شکن لاکھون ہین

جنت مین جائین ہم کہ جہنم مین جائین ہم
ملجائے تو کہین نہ کہین تجھکو پائین ہم

غم سے کہین نجات ملے چین پائین ہم
دل خون مین نہائے تو گنگا نہائین ہم

[illegible] مضامین

فلک نے کینہ لیا تو نے ظلم مین نے وفا | ازل مین وہ ہی ملا جسکو جو پسند ہوا

داغ کے دل کا تو کچھ بھید نپایا ہمنے | ایک حسرت سی برستی ہے مگر آنکھون پہ

حسرتین لیچلے اس بزم سے چلنیوالے | ہاتھ ملتے ہی اٹھے عطر کے ملنے والے

جو دل دکھا رہا ہے مزا ہر گھڑی مجھے | آنکھون سے سو برس بھی دکھایا نہ جائیگا

معشوق جائے حور ملے مے بجای آب | محشر مین دو سوال کرینگے خدا سے ہم

پاس اپنے دلگے رہنے دیجیے میرا بھی دل | اک خوشی کو چاہیے اک غم اٹھانے کیلیے

خلق کے اعمالنامے چھین لونگا حشر مین | گم ہوا ہے ہاتھ سے قاصد کے دلبر کا جواب

خط کو کمر سے باندھا آخر تو بوجھ اٹھایا | میری زبان بھی رکھہ لے ای نامہ بر دہن مین

تم سے بچکر اک وفا حصے مین اپنے آگئی | تمنے خوبی کونسی چھوڑی زمانیکے لیے

آرام کے لیے ہے تمہین آرزوی مرگ | اے داغ اور چین نپایا فنا کے بعد

لطف مے تجھسے کیا کہون زاہد | ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہین

تم سے کیا شکوہ ہے گلہ اس سے | جس نے رسم وفا نکالی ہے

دل کو اس عاجزی سے دیتا ہون | کوئی جانے سوال کرتا ہے

آئین گے بیشمار فرشتے عذاب کے | میدان حشر غیر کی تربت مین چاہیے

تمہین نے داغ نزا سے ستم اٹھائے نہین | سلفت سی یونہین مرے یار ہوئی آتی تھی

عجب اپنا حال ہوتا جو وصالِ یار ہوتا
کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا

موت آتی ہے قیامت کو یہان تک آتی
پیچھے پیچھے کسی دامن کی لگی رہتی ہے

ترے وعدے پر ستمگر ابھی اور صبر کرتے
اگر اپنی زندگی کا ہمین اعتبار ہوتا

یار کا پاسِ نزاکت دلِ ناشاد رہے
نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے

مجھے مانتے سب ایسا کہ عدو بھی سجدہ کرتے
درِ یار کعبہ بنتا جو مرا مزار ہوتا

کیا نزاکت ہے کہ آئینے مین
عکس ساتھ کھنچا جاتا ہے

لاکھ آفتین آئین لاکھ حسرتین چھائین
اک ترے نہ ہونے سے بھر گیا مکان اپنا

کچھ تو پڑے دباؤ دلِ بیقرار پر
پارا بھرا ہوا مری تربت مین چاہیے

دوست اور ایسا دوست ایکدم مین مرجائے
دل غریقِ رحمت ہو تھا مزا جدا اپنا

وہ عید کو خود آئے ہین ملنے کے بہانے
یہ دن تو دکھایا شبِ فرقت کی دعا نے

یہ شیخ نے بوئے ہین یہان تخمِ ثواب آج
بکھرے ہین جو میخانے مین تسبیح کے دانے

جسدن سے ملا یا تو نے معشوق نہ ہم کو
اُس روز سے رکھا نہین تکیہ بھی سرہانے

مرجاؤن اگر مین تو ستم کون اٹھائے
زندہ مجھے رکھا ہے رقیبون کی دعا نے

قصوروار رہون مجھسے قصور ہوتا ہے
مگر جبھی کہ یہ دل ناصبور ہوتا ہے

ہمیشہ عذر بھی کرتے ہوئے نہین بنتی
وہان سوال یہی کیون قصور ہوتا ہے

جو مے پیون تو گنہگار کیا کرون واعظ
مجھے تو نام لیے سے سرور ہوتا ہے

اثر پزیر ہے دل گرم و سرد عالم سے
گھڑی مین نار گھڑی مین یہ نور ہوتا ہی

زہے نصیب طبیعت مین ہو جو آزادی
بہت بلاؤن سے انسان دور رہتا ہے

اُنھین نفرت ہوئی سارے جہان سے
نئی دنیا کوئی لائے کہان سے

وہ کوہ طور تھا موسیٰ کا حصہ
الٰہی مین تجھے دیکھون کہان سے

گیا ہون پہلی منزل تک تو مر کر
اب آگے جاؤنگا کیون کر وہان سے

اُنھین جس بات سے تھی سخت نفرت
وہی بیساختہ نکلی زبان سے

آپڑی سے ہے بحث میرے قطرہای اشک سر
آج بوندین گن رہا ہون ابر گوہر بار کی

یا الٰہی کوئی محشر مین نہو میرا رقیب
ورنہ لٹجائیگی دولت سب ترے دیدار کی

موت بھی سو بار آئی اور الٹی پھر گئی
شکل پہچانی نہین جاتی ترے بیمار کی

جس وقت مین نے توبہ کا سامان کر لیا
کچھ بادل آسمان پہ آکر برس گئے

قیامت آئی یہ خط کا جواب آیا ہے
ہائے بس مین ہون لیجائے کوئی آکر مجھے

کہانتک چھپے رہو گے کبتک تنی رہیگی
کسکی بنی رہی ہے کسکی بنی رہے گی

مگر تو اُنسے دیکھین آیندہ جو مقدر
یا دوستی رہیگی یا دشمنی رہیگی

تیرہ بختی نگئی اپنی تو جانا ہمنے
کہ کبھی رنگ زمانے کا بدلتا ہی نہین

یون دفن میرے ساتھ دلِ بیقرار ہو
چھوٹا سا اک مزار کے اندر مزار ہو

مری آہین رقیبون کی دعائین
یہ فوجین لڑ رہی ہین آسمان سے

وہی کہتا ہون مین سنتا ہون جو کچھ
ملی ہے یون زبان اُنکی زبان سے

عرصہ حشر مین اللہ کرے گم مجھکو
اور پھر ڈھونڈتے گھبرائے ہوئے تم مجھکو

ترکِ عادت سے مجھے نیند نہین آئیگی
کہین نیچا نہو اے گور سرانا تیرا

نکالون کسطرح خارِ تمنا سخت مشکل ہے
وہ اس ڈر سے نہین چھوڑتے کہ یہ کانٹون بھرا دل ہی

جب اُنکا امتحان کبھی تو مٹھی مین نیا دل ہی
الٰہی کیا حسینون کو بھی دستِ غیب حاصل ہی

بھلا دیکھین تو بازی کون لیجائے محبت مین
تم اپنے نام کے دلبر یہ اپنی نام کا دل ہی

بڑھا رہتا ہے کیا کیا طالبِ دیدار ہوکر
مرے پائے نگہ پر بھی گمانِ دستِ سائل ہی

خدا سے بھی دعا مانگو تو یہ کہتا ہے وہ کافر
ذرا غیرت نہین کیا یہ مسیحا بے صبر سائل ہی

جھڑکتے ہو مجھے کیون دور ہی سی پاس آنے دو
بڑھا کر ہاتھ دل دیتا ہون تم سمجھے ہو سائل ہے

ستم دیکھو وہ تسکین باندھتے ہین اپنی بسمل کی
کہ اپنا دم چرانا بھی وہان چوری مین داخل ہے

زہر بنکر دوا نہین آتی
مر رہا ہون قضا نہین آتی

ہم نہین سونگھتے کبھی وہ پھول
جس مین بوئے وفا نہین آتی

کوئی تو محبت مین مجھے صبر ذرا دے
تیری تو شکل وہ ہے نہ مین دون نہ خدا دے

خدا شرم رکھ لے مری عاشقی کی — وہاں امتحانِ وفا ہو رہا ہے

وفا پر مجھے بد دعا مل رہی ہے — خطا کیا تھی جسکی سزا مل رہی ہے

بدلتا نہین حال بیمارِ غم کا — بدل کر دوا پر دوا مل رہی ہے

چبانے لگے ہونٹ وہ بوسہ دیکر — یہ جھوٹے کو اچھی سزا مل رہی ہے

سنی ہے جو ظالم نے تاثیر اُلٹی — ہماری دعا کو دعا مل رہی ہے

موت زندہ چھوڑنے والی نہین — اس بلا سے کوئی گھر خالی نہین

اشارہ اُس نگہ کا روح افزا ہو نہین سکتا — کہ جادوگر سے اعجازِ مسیحا ہو نہین سکتا

شکایت دوست کرسکتے ہین تیری کر نہین سکتے — کہین ایسا بھی ہوسکتا ہے ایسا ہو نہین سکتا

ہو گئی دیکھیے کیسی مری میت ہلکی — دل سے نکلے ہین دمِ مرگ جو ارمان دو چار

کیا لطفِ ستم یون اُنہین حاصل نہین ہوتا — غنچے کو وہ ملتے ہین اگر دل نہین ہوتا

کیا تاک مین دم سے دلِ دشوار طلب ہے — وہ کام بگڑتا ہے جو مشکل نہین ہوتا

یہ داد ملی اُنسے مجھے کاوشِ دل کی — جس کام کی عادت ہو وہ مشکل نہین ہوتا

انکارِ میکشی نے مجھے کیا مزا دیا — سینے پہ چڑھ کے اُسنے خمِ مے پلا دیا

ہر اک کو مستعار دلِ مبتلا دیا — یون ہمنے اک زمانے کو عاشق بنا دیا

کوئی بھی طولِ روزِ جزا سے غرض نہ تھی — میری شبِ فراق کی ضد نے بڑھا دیا

گیا ہے عرشِ معلی پہ شور نالون کا
خدا بھلا کرے آزار دینے والونکا

کوئی خوبی نظر آتی نہین تجھہ مین ظالم
ای فلک پیری و صد عیب بجا کہتے ہین

لایا ہے مجھکو بختِ رسا بزم عیش مین
مجھسے ڈرو کہ دوست مرا آسمان ہی اب

عالم یاس مین گھبرائے نہ انسان بہت
دل سلامت ہے تو حسرت بہت ارمان بہت

ہو گئی فقط شریکِ دعا ایک بیکسی
میت پر اپنی آپ پڑہینگے نماز ہم

بیکسی صدمۂ ہجران کی مجھے تاب نہین
کاش دشمن ہی چلے آئین جو احباب نہین

دوڑ کر دستِ دعا ساتھ دعا کے جاتی
ہائے پیدا نہ ہوئی پاؤن مری ہاتھون مین

باتاثیر سے ہون دست گریبان کیسطرح
دستِ جنون کی مشق تو دستِ دعا نہین

بوجھ ڈالی نہ بہت دستِ دعا پر تاثیر
مجھکو ڈر ہے کہ مرا ہاتھ نہ اُتر جائے گا

آنکھین تری تلوؤ سے ملین کس طرح شبِ وصل
دو پھول ہے نرگس کے بنے ہین کفِ پا مین

تو دوست ہے کسطرح نہ لین تیری بلائین
ہم کو دیا کرتے ہین یہ دشمن کی بلائین

مرادین مان رہا ہون قضا کے آنیکی
بُری گھڑی تھی دلِ مبتلا کے آنیکی

شگافِ چرخ سے ای آہ کیا ہوا حاصل
کہ اور راہ کھلی ہر بلا کے آنے کی

نباہ ہو نہین نفسِ واپسین نقاہت سے
نہ آکے جانیکی طاقت نہ جا کے آنیکی

دنیا مین کوئی لطف کرے یا جفا کرے
جب مین نہین بلا سے مری کچھ ہوا کرے

فرقت کی شب یہ کام لیا دل کے داغ سے
ڈھونڈھا اجل کو تا بہ سحر اس چراغ سے

کھاتے ہین داغ دوست مری دلکے داغ سی
سچ ہے چراغ ہوتا ہے روشن چراغ سی

جو ہو سکتا ہے اس سی وہ کسی سی ہو نہین سکتا
مگر دیکھو تو پھر کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا

نہ رونا ہی طریقے کا نہ ہنسنا ہی سلیقے کا
پریشانی مین کوئی کام جی سی ہو نہین سکتا

غضب کیا ترے وعدے پہ اعتبار کیا
تمام رات قیامت کا انتظار کیا

کسیکے عشقِ نہان مین یہ بدگمانی تھی
کہ ڈرتے ڈرتے خدا پر بھی آشکار کیا

امتحان نالۂ دل کا تو دکھا دون لیکن
یہ تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑیگا کس پر

کیا کیا فریب دلکو دیے اضطراب مین
انکی طرف سے آپ لکھے خط جواب مین

ساقی کا دل نہ توڑینگے ترکِ شراب سے
حاصل کسیطرح ہو غرض ہے ثواب سے

بیتابِ درد ہون تو دلِ رازدار ہون
لبریزِ شکوہ ہون تو زبانِ بریدہ ہون

افتادگی پہ بھی نہ گئی اسکی جستجو
گویا زمین پہ سایۂ مرغِ پریدہ ہون

آرزو بنکے رہا ہون کہ نکالے نہ فلک
اس گلی مین ہمہ تن آج تمنا ہون مین

میرے مرنے کی خبر سنکر کہا
واقعی کچھ بھی نہین انسان مین

رہیگا کوئی تو تیغِ ستم کے یادگارون مین
مری لاشے کی ٹکڑے دفن کرنا سو مزارون مین

اجل کا نام لین تقدیر کو روئین مجھی کو سین
مری قاتل کا چرچا کیون ہو میری سوگوارون مین

چاک ہو پردۂ وحشت سبھے منظور نہین — ورنہ یہ ہاتھ گریبان سے کچھ دور نہین

جفا کرتا ہے تو بدلے وفا کے — خدا کو مان اے بندے خدا کے

نہ خوش ہو اے بتو ہمکو ستا کر — ڈُروسو کارخانے ہین خدا کے

اب وہ یہ کہہ رہے ہین مری مان جائیے — اللہ تیری شان کے قربان جائیے

دنیا مجھے کہتی ہے بُرا حاضر و غائب — سمجھو تو سبب کیا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

تذکرہ نویسون کا قاعدہ ہے کہ جب کسی مشہور شخص کا کلام انتخاب کرکے ملک مین پیش کرتے ہین تو اُسکے ساتھ ساتھ مقابلتہً اور معاصرین شعرا کا ہمطرح کلام بھی لکھتے ہین۔ اور یہ اس لیے کہ دیکھنے والون کو مقابلہ کرتے وقت اپنی راے قایم کرنے کا کافی موقع ملے۔ مگر ہمنے مخصوص ایسا نہین کیا کیونکہ ایسا مقابلہ کرنے والے اور ایسی راے دینے والے وہی لوگ ہوسکتے ہین جنکو مبدءِ فیاض نے طبع سلیم اور راے مستقیم عطا کی ہے۔ ناممکن ہے کہ ایسے لوگون کی نظر وسیع نہو۔ اسلیے فضول تھا کہ ایسے دیکھنے والون کے سامنے اُنکا دیکھا ہوا کلام پھر پیش کیا جاتا۔ جو صاحب انصاف کی نظر رکھتے ہین وہ مرزا صاحب کے ان چند اشعار کو دیکھکر محاکمہ کرسکتے ہین۔ چونکہ کسی ہمعصر اساتذہ کا کلام مقابلتہً انتخاب نہین کیا گیا اسلیے حضرت اُستاذی کے اشعار

سرسری طور پر جو یاد تھے اور جو ذہن مین آئے لکھدیے گئے۔ نہ انتخاب
مین کوئی خاص اہتمام کیا گیا نہ کسی کے مقابلے مین شعر منتخب کیے گئے
غزلون کے بعد قصائد و مثنوی کا انتخاب بھی ضروری تھا کیونکہ اصنافِ سخن مین
انکا نمبر بھی بڑھا ہوا ہے گو مرزا صاحب نے غزلون کی طرح قصیدون کیطرف
زیادہ توجہ نہین کی تاہم جو دو چار قصیدے کہے ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے
کہ آپکی قادر الکلامی اور ذکاوتِ طبع نے ہر ایک میدانِ سخن ہین اپنے توسنِ
فکر کی جولانی سے جھنڈے گاڑ دیے ہین۔ ان چند قصیدون کے سوا ایک
مثنوی بھی مرزا صاحب نے کہی ہے اُسکی عمدگی اور خوبی اہلِ ملک پر پوشیدہ
نہین۔ فصاحت و بلاغت۔ لطف بیان۔ سوز و گداز۔ اثر۔ تسلسل غرض جو
باتین مثنوی مین ہونی چاہئین اُنکے علاوہ یہ خوبی تمام مثنویون سے زیادہ
اُس مین ہے کہ سچا واقعہ اور آپ بیتی ہے اس خصوصیت نے جو رتبہ
اس مثنوی کو دیا ہے وہ کیسکو نصیب نہین۔ اب ہم اسجگہ قصائد و مثنوی کا مختصر
انتخاب کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

قصائد

مین ہوا بادیہ پیمان طرفِ ملکِ دکن		سرمۂ چشم غزالان ہوئی گردِ دامن

نازنینون کی کمر بید کی شاخِ لرزان
موجۂ ریگِ روان زلفِ پریشان کی شکن

بسترِ قاقم وسنجاب بنا سبزۂ دشت
تکیۂ مخمل وکمخواب ہر اک خشتِ کہن

قطرۂ شبنمِ ہر خار سے گوہر بے آب
زرد رو لالۂ کہسار سے ہر لعلِ یمن

شاخِ آہو پہ گمان پیچ وخمِ کاکل کا
سبزۂ دشت مین ہے سبزۂ نوخط کی پھبن

ذرّے ذرّے سے نمودار فروغِ انجم
جادے سے عیان کاہکشان کا جوبن

دیکھئے کوسون سے مسافر کہ یہ آئی منزل
صبحِ صادق کی طرح شامِ غریبی روشن

خاک اس دشت مین اڑتی ہی کہ اڑتا ہی عبیر
آ گئے اس خاک سے مٹی اثرِ مشکِ ختن

قوتِ نامیہ اس جوش پر اللہ اللہ
دانہ موتی کا جو بوئین تو ہو خرمن خرمن

چوکڑی بھولے جو اس دشت کی سونگھے خوشبو
کہ یہان آہوئے تاتار کا ہو نشہ ہرن

خارِ صحرا اُسے انگلی کے اشارے سے بتائے
راہ بھولے جو مسافر کوئی آوارہ وطن

دیدۂ غولِ بیابان نے جلائی مشعل
ہر بگولے سے عیان رقصِ بتِ نسرین تن

زندہ رہتا ہے تنِ عابدِ مرتاض کی شکل
خشک ہو کر بھی بیابان مین یہان نخلِ کہن

شجرِ طور کی مانند منور ہر نخل
ملگیا کیا کہین اس دشت سے وادیِ ایمن

آسمان سبز قدم ہوکے بنا سبز اختر
عکس افگن جو ہوا سبزۂ کہسار و دمن

ندیان کوہ کی ہین رشک دہِ جوئے شیر
جن سے پھیکی پڑے فردوس کی بھی نہرِ لبن

موجین کرتی ہوئی پھرتی ہی صبا مثل نسیم
لہلہاتے ہوئے سبزی کا نرالا جوبن

حورین پانی بھرین پنگھٹ کا جو دیکھین جمگھٹ
ہی اس انداز کا ہر ایک بتِ سیمین تن

ایسے جھرمٹ کیے باہم ہین ثریا تمثال
کہ زمین پر نظر آنے لگے پروین و پرن

اشہبِ خامۂ چالاک کی پھرتی ہی عنان
صفتِ دشت و جبل سے طرفِ شہر و چمن

قوتِ باصرہ و شامۃ ہمکو ہو نوید
باغ کی مدح مین گل کھلتے ہین گلشن گلشن

مطلع ثانی

وہ طراوت کا اثر ہے کہ دمِ سیرِ چمن
پانی دینے لگے یوسف کا یہان چاہِ ذقن

برگ برگِ گل و گلزار یہان تک پھیلا
جس سے کوتاہ ہے گلچین کا سراسر دامن

لالہ و گل نے جو بھی ہے قبائے رنگین
دیتی ہے خلعتِ نوروزِ بہارِ گلشن

قلقلِ شیشہ کی آواز ہے بستان بستان
نوبہ مے پہ تقاضا ہے کہ بشکن بشکن

نوعروسانِ چمن مست ہوئے ہین کیا کیا

کھینچتی ہے کمر سرو کو بھی شاخِ سمن
وہ رطوبت کا اثر ہے کہ چمن مین خورشید
گوہرِ شبنم شاداب سے بھر لے دامن
بوئیے تخمِ محبت کو تو پیدا ہو وفا
ڈالیے پرتوِ رُخ کو تو اُگے سیبِ ذقن
لائے گر فصلِ خزان کو فلکِ نیلی رنگ
نیلی پیلی ہو غضب دیکھ کے اُسکو سوسن
پرِ پروانہ سے جھلے پہولون کا پنکھا ایسا
کہ مٹے شمع کی بھی دل کی لگن دل کی جلن
کیا عجب پہنچے وہان تک اثرِ فیضِ بہار
فلسِ ماہی بھی کہیلین صورتِ گلہائے چمن
گر یونہین فصلِ بہاری کا رہا جوشِ عروج
شاخِ طوبیٰ مین عجب کیا ہے کہلے نسترون
کس طرح دستِ حنائی نکرے نخلِ چنار
تیغِ اردی سے بہا پھرتا ہے خونِ بہمن

شہر اس شہر کا ہے نام یہی بلدہ ہے
فخر کلکتہ و مدراس نظیر لندن
ثانیٔ خلد و ارم بانیٔ تزئین و حشم
رو کش چین و ختن غیرت بغداد و عدن
چھپ گئی سقف فلک یون ترا ایوان بلند
تشتری ڈہانکدے جسطرح کوئی زیر لگن
روشنی ایسی جواہر کی دکانون مین عیان
جنکے نظارے سے ہو چشم تمنا روشن
ایسے عشرتکدے مین کیون نہ ہو خلقت دلشاد
ایسے مامن مین نہ کیونکر ہو زمانہ ایمن ❊
شحنۂ عدل کا وہ خوف ہے بازارون مین
نہین ممکن کہ جو برتن سے بھی کھڑکے برتن
ہاتھہ باندھے ہوئے پھرتے ہین یہان دست دراز
لب سیے رہتے ہین بیہودہ سرا و قت سخن
ذی خرد اتنے ہین ذی فہم ہین اتنے کہ یہان

کیا قباحت ہے اگر ماکی جگہ بولیے من

ناظم و ناثر و فرزانہ و دانا و ادیب

عالم و عاقل و علامہ ہر اک ماہر فن

حیدرآباد کا بجتا ہے جہان مین ڈنکا

نوبتین کیون نہ بجین دھوم سے باون باون

طفل مکتب بھی پڑھاتا ہے فلاطون کو سبق

خلق ہوتا نہین اس شہر مین کوئی کودن

حیدرآباد سے کیون جاے کہین عیش ابد

خوشتر از ملک سلیمان نہو کیون حب وطن

دشت و کوہ و چمن و شہر کی مداحی سے

ایسی تشبیب کو زیبا ہے کہین چار چمن

چمن آرائے دکن خسرو فیاض و جواد

جسنے شاداب کیا آب کرم سے یہ چمن

مدح مین اسکے پڑھون مطلع رنگین ایسا

جس سے اے داغ ہو شرمندہ بہار گلشن

مطلع ثالث

خسروِ تیر فگن تیغ فگن شیر فگن — سیرِ محبوب علیخان مَلِکِ مُلکِ دکن

داد گر داد دہ و داد رس و داد رسان — فخرِ دین فخرِ نگین فخرِ زمان فخرِ زمن

پاک دل پاک نفس پاک نظر پاک نہاد — نیک خو نیک سیر نیک روش نیک چلن

قدر دان قدر کن و قدر فزا قدر شناس — حاکمِ علم و عمل بادشہِ فہم و فِطَن

آفتابِ شرف و اوج مہ عز و علا — شمع کاشانۂ دین اخترِ بختِ روشن

قاطعِ بغض و حسد قامعِ بیداد و ستم — بانئِ عیش و طرب ماحیِ آلام و حُزن

مجمعِ جود و سخا مصدرِ الطاف و عطا — معدنِ حلم و حیا مخزنِ اوصافِ حسن

صاحبِ جاہ و حشم وارثِ دیہیم و سریر — مالکِ سیف و اقلیم ظلِّ قدیرِ ذوالمن

تیرے انوار کا پرتو ہے کہ ہے پرتوِ مہر — تیرے اخلاق کی خوشبو ہے کہ خوشبوئے چمن

مات ڈالا ہے محالات میں بخشش نے تری — کہہ سکے کون عطا کو ترے مہا مکن

وہ گہر بار ترا دستِ کرم ہے شاہا — آگے اس فیض کے پانی بھرے بھادوں کی بھرن

ان برستی ہے دکن میں یہ مثل ہے مشہور — تو نے برسائے گہر فیض سے معدن معدن

فیض سے ہے کوہ بیابان کو بھی ہنگامِ نثار — لیتے ہیں لعل و گہر دونوں بچھا کر دامن

کوئی سختی کرے اس عہد میں کیا ممکن ہے — موم سے بڑھ کے ہوا نرم مزاجِ آہن

عہد مین تیرے جو معدوم ہی کیا ہی یہ ہے — کاوش و کینہ و آزار و غم و رنج و الم
جو وسلطان سی وہ ممنوع ہوئی طرز سوال — زخم پہیلائے جو دامن تو بنے تر دامن
وہ بھی چھپ چھپ کے یہان دیکھتا ہی اپنی ہوس — زخم مین ٹانکے ہین یا درد کے در پر چلمن
حکمت آموز فلاطون سے ہے تری عقل سلیم — بات پختہ ہے تری راے تری مستحسن
ریشۂ سیخ ز قوم اسکو بناتی ہے زرین — تیرے اعدا کا نہ بیکار گیا تار کفن
آتش قہر سے رستم کا بھی ہو زہرہ آب — شمع کی طرح سے گھلیاے تری تیغ مین تن
تیرے مداح ہین سب اہل نظر اہل کمال — آنکھ مین گھر ہے ترا تو ہے زبان پر مسکن
سوز با ہین گل صد برگ سمجھے لے قرض ہزار — تو کرے لاکھ طرح سے وہ تری مدح سخن
ہین ترے عہد عدالت مین شکستہ احوال — دل شکن عہد شکن توبہ شکن روزہ شکن
بتکدون مین ہے یہ ماتم تری دینداری سی — بانگ ناقوس یہ ہوتا ہے یقین شیون

دیگر

آج وہ روز مبارک ہے وہ ہی یوم سعید — کہ گلے ملتی ہے خود شاہ کی اقبال سی عید
دہوم سی دہوم خوشی سی ہی خوشی چار طرف — تشنگان مے گلگون کی بر آئی امید
آج میخانے پہ رندون کی چڑہائی دیکھو — توڑ ڈالین نہ کہین میکدے کی سینہ سپر
آج ہین قفل در میکدہ وا ہوتا ہے — دست زاہد مین عوض پیر مغان کی ہی کلید

آج وہ دن ہے کہ پیتے ہیں اُسی مے کو مدام — کی ہو دو چار برس پہلے جو ساقی نے کشید

ہاں پیو بادہ کشو دیکھیں تو کتنا دم ہے — خود ہی ساقی کی طرف سے یہی تاکیدِ اکید

تلخیِ بادہ ہے وہ آج کے دن لذت بخش — ہونٹ چاٹا کرے اک گھونٹ جو پی لے جمشید

زاہدِ خشک کے بھی مُنہ میں بھر آئے پانی — دستِ ساقی میں بھرا دیکھے اگر جامِ نبید

حسن میں تلتے رہیں یوں ڈالکے جھولا مہوش — جسطرح برج میں میزان کی فلک پر ناہید

اعتدال آب و ہوا کا ہے عجب روح فزا — زہر بھولے سے کوئی کھائی تو وہ بھی ہو مفید

ذہن کیا کند ہو ہوتے نہیں ہتیار بھی کند — مثلِ یونان نہیں بلدے میں کوئی شخص بلید

خبثِ نفس اہلِ دکن میں نہ رہا نام کو بھی — نہ ملے بہرِ دوا ڈھونڈھے سے گر خبثِ حدید

نبضِ خورشید میں پائے جو حرارت تو فلک — تخم سے قطرۂ شبنم کے بنا دے تبرید

دیدنی ہے یہ بہارِ چمنِ بوقلمون — دیدۂ دل سے کرے غور جو ہو فرصتِ دید

چمنِ دہر میں سو بار خزاں آئے تو کیا — نہ ہو پژمردہ و افسردہ گلِ وصفِ حمید

جو ہے بیگانہ تعلق سے یگانہ ہے وہی — کہ عجب شے ہے زمانے میں تفرد تفرید

نیک و بد کا ہو ہر اک بات میں انکو خیال — دوست سے وعدہ وافق ہو تو دشمن سے وعید

وہی شہ زور رہا جس نے دبایا اسکو — نفسِ سرکش کو سمجھے کہ یہی دیو مرید

بس خبردار ہوا ای داغ ذرا ہوش میں آ — پندِ عطار کی اس مدح میں کیسی تقلید

دیدۂ دل سے اُٹھا پردۂ غفلت غافل
دیکھ سامانِ شہانہ کہ یہ ہے قابلِ دید

آج دربارِ گہربارِ شہِ والا ہے
چھائی ہے کیا درودیوار پہ دربار عید

ہوش آتے ہی یہ مطلع مرے لب پر آیا
کی فرشتون نے بھی مضمون کی جسکی تائید

مطلعِ ثانی

جشنِ آراستۂ شاہ کی مدت ہے مدید
کیا عجب دیکھے اگر جیکے دوبارہ جمشید

شاہ وہ شاہ سلیمان حشم و آصف جاہ
شاہ وہ شاہ فریدون فر و ضحاک عبید

صاحب بخت خوش و فرخ و فیروز و سعید
میر محبوب علیخان شہ یکتا و وحید

غصہ و قہر ہے کم سہو و خطا اُس سے بھی کم
رحم و الطاف فزون داد و دہش اُس سے مزید

گم ہوا عہدِ عدالت مین تشدّد ایسا
نہ لکھین رسمِ کتابت مین بھی کاتب تشدید

وقتِ انصاف کرے تھوڑی خطا پر بھی نظر

وقتِ الطاف و کرم عفو کرے جرمِ شدید
سیدھے ہو جاتے ہین اس عہد مین بانکی ترچھے
کہین مٹجاے نہ ابروے حسینان کی کشید
شمعِ اقبال سے یون چہرۂ زیبا روشن
جیسے والشمس کی تفسیر سے قرآنِ مجید
تیرہ باطن نظر آے نہ کوئی کور سواد
دلکی قندیل مین روشن ہے چراغِ امید
حیدرآباد رہے شاہ کے دم سے آباد
جس سے ہر صورتِ اسلام نمودار و پدید
مسجدون مین ہے یہان شورِ اذان و تکبیر
خانقاہون مین یہان سلسلۂ حمدِ حمید
کہین تعلیم و تعلم ہے بدرس و تدریس
کہین قرآن کی تلاوت ہے بحسنِ تجوید
ہے کہین تذکرۂ عینیتِ ذات و صفات
ہے کہین مشغلۂ ذکرِ شہود و توحید

کیون نہو محکم و مضبوط بنائے اسلام

شاہِ دیندار کو ہر دم ہے لحاظِ تشئید

مدح حاضر مین پڑھون مطلعِ روشن ایسا

کہ چمک جائے مرا بخت بھی مثلِ خورشید

مطلع ثالث

یون سلاطینِ دکن مین ہے ترا دورِ سعید

جسطرح سارے مہینون مین مبارک عید

چار آنکھین ہین زمانے کی زمانے مین ترے

چشمِ لطف ایک بڑھی ایک بڑی چشمِ اُمید

مان جاتے ہین تری راے جہان آرا کو

اہلِ تفہیم مین ہوتی ہے جہان گفت و شنید

یون تری راے کے پیرو ہین تمام اہلِ خرو

جسطرح اہلِ تسنن مین سب اہلِ تقلید

دس سے دس لاکھ جو بنجائین عقولِ عشرہ

کرسکین وہ نہ تری راے کی ہرگز تردید

ہو گیا تیرے زمانے مین فلک کم آزار

درد ہوتا نہین عشاق کے دل مین بھی شدید

چرخ کانپ اُٹھے لرز جائے زمین دہشت سے

الامان وقتِ سیاست جو کرے تو تہدید

رسیان باندھ کے رکھے جو عدو اپنی عمر

تو بھی ہرگز نہ بنے حبلِ متین حبلِ ورید

تو وہ ممدوح معرّف ترے شاہانِ زمن

مین وہ مداح کہ قایل مرے سحبان ولبید

تجھسے آسایشِ مخلوق خدا کا ایجاد

مجھسے آرایشِ اندازِ سخن کی تجدید

ہین سپہدار ہزارون ترے منقاد و مطیع

سیکڑون اہلِ سخن سحر بیان میرے مرید

اسطرح حکم مین تیرے نہین ہوتا اجمال

جسطرح شعر مین میرے نہین ہوتی تعقید

تجھکو شایان ہے مری رتبہ فزائی کے امور

مجھکو زیبا ہے تری مدح و ثنا کی تمہید
نہین جچتے ہین مجھے اشراق و مشائین کچھ
تھے فلاطون و ارسطو مرے شاگرد رشید
ہے وہ ٹکسال سے باہر جو کسوٹی نہ چڑھے
نقرۂ ماہ نہ لون مین نہ طلاے خورشید
شاہ سے مرتبہ و منصب و خلعت کی عطا
داغ سے مرحمت نعمت شاہی کی رسید

دیگر

کیا جوان بخت و جوان سال ہوا ہے عالم
فلک پیر بھی کھاتا ہے جوانی کی قسم
ہو گئی فصل بہاری مین بھی اب کے برسات +
جوش سے ابر بہاران کے ہوا یہ عالم
چرخ پر چھائی ہین اسطرح گھٹائین کالی
جسطرح ہون رخ معشوق پہ زلفین برہم
ہے سیہ ابر مین اس روپ سے بگلون کی قطار

انجمِ کاہکشان کی ہو لڑی جیسے مبہم
گردِ افلاس کو بھی ابرِ کرم دہوتا ہے
تارِ بارش مین ہے موتی کی لڑی کا عالم
جوشِ پر رحمتِ باری سے ہے تعجب کیا ہے
چاہِ بابل کا دھوان بھی جو بنے ابرِ کرم
کہین بادل کی گرج ہے کہین بجلی کی کڑک
کہین بوندونکی پھوارین کہین برسے چھم چھم
نعرۂ مست کا بادل کی گرج مین انداز +
نگہِ شوخ کا بجلی کی تڑپ مین عالم +
ابرِ نیسان سے ہوئی ایسی تری خشکی مین
گائین دیپک تو اُٹھے شعلہ کی جا موجۂ یم
آبِ شمشیر مین جوہر ہے بشکلِ ماہی +
آبِ آئینہ مین غواص ہے عکسِ آدم
پسلیان اب نہین دریا کی دکھائی دیتین
خوب تن تن کے روان ہونے لگے موجۂ یم

کشتیون مین کہین جلسے ہین چڑھے دریا کے
ہو رہی ہین کہین تیراکون مین شرطین باہم
قوتِ نامیہ ایسی ہے تو کچھ دور نہین
دوڑین اُٹھ اُٹھ کے زمین پر سے اگر نقشِ قدم
خاک مین جان ہے ایسی کہ نہین اس کا عجب
زندہ ہو جائین اگر زیرِ زمین اہلِ عدم
نارِ دوزخ بھی بنے آج گلستانِ خلیل +
اخگرِ سوختہ بھی ہون گلِ گلزارِ ارم +
بات کی شاخ مین بھی آج وہ ہے استحکام
توڑنا چاہین تو ٹوٹین نہ کبھی قول و قسم
اثرِ بادِ بہاری سے تعجب کیا ہے +
گلفشان صورتِ گلزار ہو نخلِ ماتم
ارض کو فوق سما پر ہے اسی موسم مین
کہ زمین لوحِ زمرد ہے فلک ہے نیلم
وقتِ انشا اثرِ تازگیِ مضمون سے +

شاخِ سرسبز بنے ہات مین کاتب کے قلم
خطِ گلزار ہو قرطاس پہ کھینچین جو لکیر
ہو برنگِ رگِ گل ریشۂ سوراخِ قلم
ہے وہ بالیدگیِ سبزۂ سرراہ گہر
زور سے جسکے اکھڑ جاتے ہین رہرو کے قدم
شوخیِ رنگ سے مہندی کے ہے فق رنگِ شفق
لالۂ باغ پہ ہے لال پری کا عالم
کہین طاوسِ چمن کی ہے نواے دلکش
کہین آتی ہین پپیہون کی صدائین پیہم
ہے کہین گل کی مہک تو کہین بلبل کی چہک
کوک کوئل کی ہے ارگن سے بھی خوشتر ہر دم
نکہتِ گل کا اثر ہو نفسِ مطرب مین
گائین اس فصل مین گر رام کلی اہلِ نغم
بھینی بھینی ہے وہ خوشبو کہ معطر ہو دماغ
ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوائین ہین کہ دل ہو خرم

بوسے لیتا ہے شگوفے کے شگوفہ کھلکر
شلخ سے شاخ گلے ملتی ہے کیا کیا باہم
روز ہر باغ مین ہین گلبدنون کے جلسے
چندریان ساڑیان سُرخ اُسپہ ترشح کم کم
یہ ہے موجود وہ معدوم یہ تازہ وہ کہن
باغِ محبوب کہان اور کہان باغِ ارم
بزمِ عشرت کا عجب رنگ ہے اس موسم مین
گاتے ہین گونڈ ملار اہلِ طرب اہلِ نغم
سبعہ سیارہ کو بھی یمن و شرف حاصل ہے
معتدل آج کے دن چارون عناصر باہم
نہ ہے گرمی نہ کہین حد سے زیادہ سردی
حیدرآباد مین ہے فصل کا ایسا عالم
روز نوروز ہے وہ فرخ و مسعود و سعید
کہ زحل کی بھی سعادت نہین برجیس سے کم
عکس بھی اسکا کرے بیضۂ فولاد کو چور

بیضۂ بازیِ نوروز ہے وہ مستحکم

آج وہ قدر ہے اُنکے جو مقابل کیجے

تاجِ پرویز کے موتی نہ خریدے عالم

بیضۂ مرغ کو گر بیضۂ گردون سے لڑائین

خطِ محوُر سے لکیر اُسمین ہو ثابت ہر دم

شور ہے قلقلِ مینا کا چلو آؤ پیو

مغبچون نے بھی مچا رکھی ہے کیا کیا اودہم

لائے میخانہ پہ کیا آج قدم ہی پھسلے

پھسلے مومن کا جو ایمان تو ہندو کا دھرم

محو و بیخود بھی کوئی آپ سے اُٹھ سکتا ہے

محفلِ عیش ہے جم جائے یہان بیٹھ کے جم

جشنِ نوروز ہے دربارِ شہِ والا ہے

اہلِ دربار ہزارون ہین یہان کم سے کم +

منصب و خلعت و جاگیر و خطاب خدمت

خیر خواہون کو عطا آج ہوئے ہین پیہم

عکس بھی نذر گزارون کا ہوا نذر گزار

جابجا آئینے ایوان مین ہین قدِ آدم

شاہ کے نام سے ہوتی ہے محبت پیدا

کیون نہ محبوبِ دلِ خلق ہو اسمِ اعظم

نام لیجے اگر اسکا تو آسیدم کھلجاے

عقدۂ کار ہو کیسا ہی جو دشوار واہم

خسروِ نامور و بادشہِ نام آور *

شان مین جسکی کیا داغ نے مطلع یہ رقم

مطلع ثانی

صاحبِ طبل و علم مالکِ شمشیر و قلم

میر محبوب علیخان شہ فرخندہ شیم

مالکِ مملکت و مال و منال و مکنت

صاحبِ دبدبہ و طنطنہ و جاہ و حشم

کوکبِ ملک دکن ماہِ منیرِ دولت *

مہرِ اقبال و حشم چشم و چراغِ عالم

بخت و اقبال و دماغ و نگہہ و دل روشن

فہم و ادراک و ذکا و عمل و علم علم

جسکے جلوے سے چمک مہرِ جہانتاب کی ماند

جسکے چہرے سے دمک ماہِ فلک کی مدّ ہم

بذل میں عدل میں ہے حاتم و کسریٰ کی مثال

رزم میں بزم میں ہے ثانیِ اسکندر و جم

ایسی سطوت ہے کہ تھراتے ہیں اہلِ آزار

موت بھی ڈھونڈھتی ہے اپنے لیے راہِ عدم

شاہ کا حرفِ سیاست جو ہوا ہے مشہور

خوف سے دانت نکالے ہوے ہیں سینِ ستم

ہیبتِ شاہ سے کہسار ہے پانی پانی

اگر آزر بھی تراشے کبھی تر شے نہ صنم

بازوے باز میں ہو پرورشِ بچۂ قاز

اور بزغالے کو آغوش میں پالے ضیغم

گنجِ سلطان کی اگر دیکھ لے کثرت قارون

تو وہین ساتھہ دوالے کے نکلجاے بھرم

اے زہے جود کہ ہے خوانِ عطا خوانِ خلیل

اے زہے فیض کہ ہے دستِ سخا ابرِ کرم

قدر ایسی ہے سپاہی کی جو پاتا یہ دور

چھوڑ کر خدمتِ کاؤس کو آتا رستم

نیکیان شاہ کی لکھی ہین ازل ہین جو بہت

کچھ تعجب نہین فرسودہ ہون گر لوح و قلم

مدحِ حاضر ہین لکھہ اے داغ وہ مطلع بیمثل

سُنکے احسنت کہے جسکو زبانِ عالم *

مطلع ثالث

کیا عجب ناموری سے تری اے بحرِ کرم

فلس ماہی پہ ترا سکہ ہو مانندِ درم *

جمع ہین ایک تری ذات مین کتنے اوصاف

بذل و انصاف و ہنر پروری و لطف و کرم

نورِ ایمان سے وہ روشن ہے دلِ پاک ترا

دیکھے یہ جلوہ تو پروانہ بنے شمعِ حرم

اور بھی دوسری پیدا ہو برابر کی اجل

ملک الموت بھرے گر تری تلوار کا دم

تو جو چاہے نہ رہے دہر مین کھٹکا باقی

ماہیِ بحر کا بھی خار سے خالی ہو شکم

گر کسی رُخ پہ ٹھہرے تری جنسِ حسنات

تو فرشتون کو یہ لالچ ہو کرین بیع سلم *

ہے دمِ معرکہ حاصل تجھے وہ استقلال

قطب تارے کی طرح سے نہ ہٹے تیرا قدم

کعبۂ مقصدِ آفاق ہے تیرا دیدار

مُردُمِ دیدہ ہون قربان صفتِ طوفِ حرم

تیرے ہی دستِ سخاوت کی کرامت کہیے

یون جو بے پاؤن کے چلتا ہے زمانے مین درم

تیر حکمی ہے ترا حکم کہ ٹلتا ہی نہین

قدر انداز ہے تو مثلِ قضائے مبرم

تیرے بدخواہ کو ہر طرح سے غمگین پایا
اُسنے اُلٹا بھی الم کو تو ملا وہ ہی الم
حشر تک قبر سے ہو یہ ندا اُٹھن آئین
ہائے غم وائے الم ہائے غضب وائی ستم
یون ہے مردود عدو بارگہِ عالی سے
جسطرح رکھہ نہ سکے خرچ پہ ابلیس قدم
سامری فن بھی عدو ہو تو نہوا اُسکا گزر
چوب دربان مین ہے موسیٰ کے عصا کا عالم
ہے ازل سے یہ ترے در کا سلامی شاہا
پشت سے پیرِ فلک کی اسی تسلیم سے خم
دخل کیا ہو جو ترے عہد مین کوئی برباد
کہ پر کاہ کو رکھتی ہے بھگو کر شبنم
حیدر آباد سے جنت کے سواد ادرالامن ہو
کہا کے گندم نہ یہان سے کبھی نکلے آدم

دیگر

جود و سخا نظام کی ہمت کے ساتھ ہے
وابستہ خلق و امن و دولت کے ساتھ ہی

دنیا مین نام آپکا شہرت کے ساتھ ہے
شہرت بھی ہی اگر تو حکومت کے ساتھ ہی

دل مین جو حوصلہ ہی تو جرأت کی ساتھ ہی
آنکھون مین ہی حیا تو مروت کے ساتھ ہے

آصف کو الفت ایسی رعیت کی ساتھ ہے
جیسے رسولِ پاک کو امت کے ساتھ ہے

چونتیسوین ہے سالگرہ اب حضور کی
ساعت یہ نیک ہے وہ سعادت کی ساتھ ہے

کیونکر خطاب مین نہ فلاطونِ عصر ہو
جو بات ہے وہ فہم و فراست کے ساتھ ہی

جو ہے خدا کا حکم وہی بادشاہ کا
طاعت کا لطف ہمکو اطاعت کے ساتھ ہے

کیا اتباع حکمِ شریعت ہے رات دن
کیا اعتقاد اہلِ طریقت کے ساتھ ہے

بدخواہ کا نظر سے کلیجا نکل پڑے
وہ دبدبہ حضور کا سطوت کے ساتھ ہی

اولاد سے زیادہ ہی منظور پرورش
کیسی رعایت اپنی رعیت کے ساتھ ہے

جو کام مقتضی ہے ریاست کی واسطے
سطوت کے ساتھ ہی وہ سیاست کے ساتھ ہی

کیونکر ہرا بھرا نہ رعیت کا باغ ہو
مثمر یہ بادشاہ کی نیت کے ساتھ ہے

مسکین نواز بھی ہے مسافر نواز بھی
کیا پرورش اہالی غربت کے ساتھ ہی

دنیا کی ہے زبان پہ شاہ دکن کا لطف
چرچا یہی تو حرف حکایت کے ساتھ ہی

جرم و خطا کے واسطے تفتیش ہی بدیر — عفوِ خطا اگر ہے تو عجلت کے ساتھ ہے

یہ اتحاد چاہیے انسان کے لیے — سیرت کا حسن خوبیِ صورت کے ساتھ ہی

نوکر کی آبرو سے ہی آقا کی آبرو — کیا پرورش ہر ایک کی عزت کے ساتھ ہی

آصف دلیر و شیر فگن وہ ہے جسکی دھاک — سارے بہادرون مین شجاعت کے ساتھ ہے

آصف ہی وہ خلیق کہ باغِ جہان مین آج — خوشبوے خُلق جسکی لطافت کے ساتھ ہے

آصف کا وہ ہی طالعِ فیروز و ارجمند — جسکا عروج شوکت و حشمت کے ساتھ ہی

آصف کا حق تھا حق نے جو شاہِ دکن کیا — جو کام ہے خدا کا وہ حکمت کے ساتھ ہی

کیا منصفی ہی طبع مین بد شعور سے — کیا راستی مزاج مین خلقت کے ساتھ ہی

اہلِ زمین کو فخر نکیون ہو کہ واسطہ — اک آسمانِ جاہ و جلالت کے ساتھ ہی

دستِ نظام مین رہے یارب عنانِ دین — اسلام جب تک اسمِ شریعت کے ساتھ ہے

آصف رہے ہزار برس جسکی سلطنت — شان و شکوہ و شوکت و عظمت کے ساتھ ہے

یارب دعا ہو داغِ دعاگو کی مستجاب
اسکی دعا اُمیدِ اجابت کے ساتھ ہے

مثنوی

ساقیا مین اگر دعا مانگون — تو بجز مے کے اور کیا مانگون

یہ دعا اور کامیاب ہو — یہ دعا اور مستجاب نہو

یہ دعائین قبول ہو جائین — پارسائی کے پھول ہو جائین

منہ سے نالے اگر نکالون مین — خمِ گردون کو چھید ڈالون مین

دردِ مے سطحِ خاک یکسر ہو — کرۂ نار آتشِ تر ہو

موجزن ہو وہ بادۂ گلگون — بطِ مے کی طرح پھرے گردون

خمِ گردون سے آسے چھن کے شراب — ساقیِ مے ہو چادرِ مہتاب

خمِ مے آسمان ہو جائے — میکدہ ہر مکان ہو جائے

نمکِ شور قند کا ہو جواب — سر کے پر ہو یقینِ بادۂ ناب

کاسۂ مے حباب ہو جائے — آبِ قلزم شراب ہو جائے

مہِ انور بسانِ ساغر ہو — ہالۂ مہ دہانِ ساغر ہو

ساغرِ بادہ اخترِ تابان — بیل انگور کی ہے کاہکشان

گل مین ہو رنگ ساغرِ مل کا — شورِ قلقل ہو نالہ بلبل کا

گریۂ شمع بھی ہو مستانہ — گرے مستون کی طرح پروانہ

محتسب شوق سے ہو مے آشام — لبِ قاضی پہ واشربوا ہو مدام

رات دن شغلِ مے پرستی ہو — ساری دنیا ہو اور مستی او

مردمِ دیدہ منکِ شرابی ہو
آنکھہ پیدا ہو تو گلابی ہو

خوف کیسا کہان کی بے ادبی
انتہا کی ہے مجھکو تشنہ لبی

کسکو اندیشۂ گنہگاری
اور ہی شے ہے رحمتِ باری

مۓ گلفام کے مزے لوٹین
ساغر و جام کے مزے لوٹین

اس پری کی ہے حور کی صورت
ہے یہی نار نور کی صورت

بیانِ حالتِ فراق

اے فلک داد خواہ ہون تجھسے
طالبِ رشکِ ماہ ہون تجھسے

یہ ستم دیکھ اور مجھکو دیکھ
یہ الم دیکھ اور مجھکو دیکھ

وہ نکیلی ادائین دہیان مین ہین
وہ سُریلی صدائین دہیان مین ہین

گر نہین وصل یار جانی کا
لطف کیا ایسی زندگانی کا

ہجر باعث ہے خستہ جانی کا
ہجر دشمن ہے زندگانی کا

ہجر سے زخمِ جانستان بہتر
ہجر سے مرگِ ناگہان بہتر

ہجر دنیا سے لیکے جاتا ہے
عاقبت خاک مین ملاتا ہے

دم پہ بنتی ہے ہجر کے غم سے
اس کو پوچھو جنابِ آدم سے

تیرگی ہے جو یہ شبِ غم مین
ہے سیہ پوش ہجر ماتم مین

ہوے سر طول کر شبِ ہجران
اشکِ شبنم سے صبح تک گریان

اس سیاہی مین کیا سحر ہو نمود
گھر گیا دودِ آتشِ نمرود

دیکھ کر آہِ آتشین کے شرر
دانت پیسا کیے بہت اختر

داستان گو ہے نالۂ شبگیر
خوب سوتی ہے چین سے تقدیر

کیون فلک انتہائے جور بھی کچھ
ظلم باقی رہا ہے اور بھی کچھ

یون کسیکو ہلاک کرتے ہین
یون جلاتے ہین خاک کرتے ہین

ہمہ تن یاس کر دیا تو نے
ستیاناس کر دیا تو نے

دل ستانے سے درگزر ہی نہین
آہِ مظلوم سے حذر ہی نہین

ہو گئے خاک منچلے لاکھون
مر گئے کاٹ کر گلے لاکھون

مین ہی کیا ہون تری جفا کے لیے
رحم کر رحم کر خدا کے لیے

کسی کروٹ سے کل نہین آتی
نہین آتی اجل نہین آتی

جی بہلتا نہین کسی صورت
دم نکلتا نہین کسی صورت

ضعف سے دونون ہل گئے پہلو
چینِ بستر سے چھل گئے پہلو

چشم نمناک ہے تو دل غمناک
سینہ صدپارہ و جگر صدچاک

تپِ دوری نچوڑتی ہے مجھے
دمبدم روح چھوڑتی ہے مجھے

ضعف سے قلب تھرتھراتا ہے | درد بھی اُٹھکے بیٹھ جاتا ہے
چشمِ پرخون سے ندیان جاری | ریشِ ناخن سے تن پہ گلکاری
چبھتی ہے کوئی شے کلیجے مین | ہوک سی اُٹھتی ہے کلیجے مین
دل کی حالت بُری ہے سینے مین | سانس چلتی چھری ہے سینے مین
لگ گئی کس کی بد دعا مجھکو | میرے اللہ کیا ہوا مجھکو
دل سے پہرون کلام کرتا ہون | زندگی کو سلام کرتا ہون
غمِ جانکاہ میہمان دل کا | اشکِ غماز رازدان دل کا
جب فلک پر نگاہ جاتی ہے | عرشِ اعلیٰ تک آہ جاتی ہے
پہنچی ہے آسمان تک فریاد | نہ گئی اُن کے کان تک فریاد
دودِ دل سائبان ہے گویا | دوسرا آسمان ہے گویا
راتدن مجمع پریشانی | خانہ آباد خانہ ویرانی
دل مین ہر آن کاہشِ دوری | لب پہ ہر وقت ہائے مہجوری
دل ہے بیتاب تو جگر بےچین | ہے مصیبت مین گھر کا گھر بےچین
دل مین ہر وقت ایک تازہ ملال | انقلابِ زمانہ شاملِ حال
نامرادی مراد پاتی ہے | تلخ کامی مزے چکھاتی ہے

نامور ہے وہ میری گمنامی — پر اثر ہے وہ میری ناکامی

یہ جو لکھے قلم زبان نہ رہے — لوح محفوظ تک نشان نہ رہے

بیکسی میری غمگسارون مین — نا اُمیدی امید وارون مین

لطف ملتا ہے جان کھونے سے — شاد ہون راتدن کے رونے سے

چشمِ تر پر ہے گوشہ دامان کا — چاک ہنسنے لگا گریبان کا

لحدِ تنگ کنجِ تنہائی ہے — جیتے جی مُنہ پہ مردنی چھائی

چارہ گر سے دوا نہین ہوتی — نہین ہوتی شفا نہین ہوتی

دردِ دل کا علاج مشکل ہے — بچگئے کل تو آج مشکل ہے

کل جو اُمید تھی وہ آج نہین — مرضِ موت کا علاج نہین

جان جاتی ہے دل کے آنیسے — موت آتی ہے اس بہانے سے

گرد بیٹھے طبیب روتے ہین — مجھکو میرے نصیب روتے ہین

نبضین چھوٹی ہوئی طبیبون کی — پیش چلتی نہین غریبون کی

ہر کوئی اپنی اپنی کہتا ہے — رائے مین اختلاف رہتا ہے

جو اطبائے وحشتِ دل ہین — اُنکو کپڑے چھڑانے مشکل ہین

جو عیادت کو میری آتا ہے — دیکھکر دور ہی سے جاتا ہے

میری باتون سے وہم آتے ہین | سننے والون کے ہوش جاتے ہین

بات کی بات مین پلٹ نہ پڑے | یہ سڑی ہے کہین لپٹ نہ پڑے

مژدۂ وصل کب سناتے ہین | لوگ یٰسین پڑھنے آتے ہین

دشمنِ نام و ننگ کون کہ مین | اپنے جینے سے تنگ کون کہ مین

بسملِ اضطراب کون کہ مین | مبتلاے عذاب کون کہ مین

تیرِ غم کا نشانہ کون کہ مین | پائمالِ زمانہ کون کہ مین

عاشقِ بے وقار کون کہ مین | سب مین بے اعتبار کون کہ مین

مضطر و ناشکیب کون کہ مین | صیدِ دامِ فریب کون کہ مین

چشم برراہِ یار کون کہ مین | ہمہ تن انتظار کون کہ مین

تیغِ حسرت اُتر گئی دل مین | بیقراری ٹھہر گئی دل مین

اشک امڈے برس گئین آنکھین | دیکھنے کو ترس گئین آنکھین

شوق کہتا ہے میرے ساتھ آؤ | ضعف کہتا ہے بیٹھ بھی جاؤ

چین ملتا نہین کہین مجھکو | آسمان ہو گئی زمین مجھکو

موت آے یقین نہین آتا | نفسِ واپسین نہین آتا

اب کہان وہ صفائیان منھہ پر | چھٹ رہی ہین ہوائیان منھہ پر

رنج کھاتا ہون اشک پیتا ہون
یہی کھاپی کے روز جیتا ہون

جتنے ارمان ہین مرے دلمین
سب وہ پیکان ہین مرے دلمین

کھیل کوئی نہ عمر بھر کھیلے
ہم جو کھیلے تو جان پر کھیلے

پھوٹ کر روے پاؤن کی چھالے
بہ گئے جن سے ندیان نالے

گر ہون روکش یہ دیدۂ پرنم
پانی پانی ہو گریۂ آدم

رنج کھانے سے کام ہے مجھکو
دانہ پانی حرام ہے مجھکو

فکر افشاے راز سے خاموش
کبھی کچھ ہوش مین کبھی بیہوش

الفراق الفراق وردِ زبان
الامان الامان یہ شورِ فغان

جو فرشتے ہین آسمانون پر
ہاتھ رکھے ہوے ہین کانون پر

غمِ دوری سے جان بیکل ہے
آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے

کوئی مہمان جو میرے گھر آیا
مین نے جانا پیامبر آیا

لین بلائین ہزار ہا مین نے
دین دعائین ہزار ہا مین نے

اسکو باتون مین کھولتا تھا مین
خط کمر مین ٹٹولتا تھا مین

کبھی پیتا تھا پاؤن دھو دھو کر
کبھی ہنستا تھا خوب رو رو کر

کبھی قدمون پر اسکے گرتا تھا
کبھی مین اسکے گرد پھرتا تھا

خبرِ یار پوچھتا تھا مین	حالِ اغیار پوچھتا تھا مین
رنگ کیا ہے امیدوارون کا	ڈھنگ کیا ہے صلاح کارون کا
کون سے شخص پر عنایت ہے	راتدن کس سے گرم صحبت ہے
سنتے ہین داستانِ غم کہ نہین	یاد آتے ہین اُنکو ہم کہ نہین
کس سے ہر وقت ہمکلامی ہے	کون سرکار کا سلامی ہے
بزم آرائیون کا شوق بھی ہے	اب وہ شعر و سخن کا ذوق بھی ہے
ہین طبیعت مین ولولے کیا کیا	راتدن کے ہین مشغلے کیا کیا
میہمان سنکے یہ میری تقریر	تھا تحیر مین صورتِ تصویر
اُسکو حیرت یہ ماجرا کیا ہے	میزبان کو جنون ہے سودا ہے
میری حالت پر اُسکو سکتا تھا	شکلِ آئینہ مُنہ کو تکتا تھا
نظر آئی جو اُس کی حیرانی	سخت مجھکو ہوئی پشیمانی
کون مہمان ہو کے آئے گا	یون تلاشی جو دیکھے جائیگا
ہوش آیا تو شرمسار ہوا	پھر وہی جوشِ انتظار ہوا

گفتگوے معشوق با تصویر عاشق

یہ سنا ہے کہ وہ پری پیکر	یاد کرتا ہے مجھکو یون اکثر

میری تصویر رکھکے پیش نظر — کوسنا چھیڑنا یہ کھ کھ کر

اس ڈھٹائی سے تو ادھر دیکھے — آنکھین پھوٹین ہمین اگر دیکھے

کسطرح گھورتا ہے ببلیے شریر — جی مین آتا ہے پھونکدون تصویر

توسہی راتدن رُلاؤن تجھے — دیکھنے کا مزا چکھاؤن تجھے

ایسی صورت پہ یہ دماغ ترا — خوب رکھا ہے نام داغ ترا

حسن ہوتا ہے حاصلِ تصویر — روسیہ تو ہے قابلِ تصویر

شکل منحوس کیون نظر آئے — مول لیکر بھی ہمتو پچتائے

ایسی تصویر کسکو بھاتی ہے — پر بلا ہے ہنسی تو آتی ہے

تجھسے رونق نہین ہے گھر کیلیے — رکھ لیا ہے نظر گزر کے لیے

نہو کچھ اس سے رونقِ تعمیر — اور وہتا لگائے یہ تصویر

تو ہے رنج و ملال مین کس کے — چپ لگی ہے خیال مین کس کے

کیون ہے خاموش لب تو کھول ذرا — وہ بڑے بول اب تو بول ذرا

لنترانی کہان گئی تیری — خوش بیانی کہان گئی تیری

آرزوے وصال کہہ تو سہی — کیا ہوا تیرا حال- کہہ تو سہی

جھوٹ سچ ہمکو آزمانا ہے — عشق ہے یا فقط بہانا ہے

تیرے منہ مین زبان ہے کہ نہین — تجھ مین کمبخت جان ہے کہ نہین

کون ساتھا وہ آئینہ رخسار — تجھکو سکتے کا دیگیا آزار

آئینہ تیرے منہ پہ رہتا ہے — اُس سے کیا اپنا حال کہتا ہے

دام دیکر تجھے خریدا ہے — تجھپہ ہر طرح اپنا دعویٰ ہے

ہان زلیخا مجھے نہ ٹھیرانا — بنکے یوسف کہین نہ اترانا

بال باندہا مرا غلام ہے تو — اسی باعث سے نیکنام ہی تو

طائرِ رنگ اڑ کے چل نہ سکے — تیری حسرت کبھی نکل نہ سکے

بھاگ کر بیوفا نہو جانا — محض ناآشنا نہ ہوجانا

نہ کہین گے کہ صورت اچھی ہے — ہان مگر کچھ طبیعت اچھی ہے

تیری تصویر کا بہانا ہے — تیرا خاکا بہت اڑانا ہے

پہلے تو اسکو چاک چاک کرون — اور پھر مین جلا کے خاک کرون

کیا یہ تصویر لاجواب نہین — سو سُنے ایک کا جواب نہین

اُنکو تصویر پر نظر ہر دم — مجھکو تقدیر پر نظر ہر دم

جواب نامۂ معشوق از عاشق

یا خدا وہ فرشتہ بھجوا دے — کہ مرا نامہ اُسکو پہنچا دے

کاش سر ہی کاتبِ اعمال ‏ اُسکو جاکر سنائے حالِ ملال

کوئی جائے جو گرد باد اُدھر ‏ جاؤن مین اُسکے ساتھ اُڑ اُڑ کر

اے فغان اپنے زور مین لیچل ‏ پہنچون مکتوبِ شوق سے اوّل

اے مہ و مہر گردشِ ایام ‏ تمہین پہنچادو چلتے پھرتے پیام

ہے کدھر قاصدِ سلیمانی ‏ کہے اُس سے مری پریشانی

اے ہوا بازوؤن مین تو بھر کے ‏ کھولدے پر مرے کبوتر کے

ابرِ تر اشکِ تر کو تو لیجا ‏ برق ، سوزِ جگر کو تو لیجا

یون ہمارا سلام پہنچانا ‏ یون ہمارا پیام پہنچانا

اے میری جان جان سے بہتر ‏ جان سے کیا جہان سے بہتر

اے مہِ آسمانِ زیبائی ‏ جانِ خوبی جہانِ زیبائی

اے بتِ لاجواب مین صدقے ‏ اے سراپا حجاب مین صدقے

شوخ رو شوخ چشم شوخ کلام ‏ خوش ادا خوشخرام خوش اندام

مجھکو تیرے رخِ نکو کی قسم ‏ اپنے ارمان آرزو کی قسم

تیرے اقرار دمبدم کی قسم ‏ عہد کی قول کی قسم کی قسم

اپنے آزار و رنج و غم کی قسم ‏ داغ کے درد کی الم کی قسم

تیرے قدمون کی تیرے سر کی قسم
مصحف بروسے پرمنیا کی قسم
سامنے دوسرا نہین آتا
بھول کر تجھکو میری یاد آئی
نہین کہتا ہون مین خوشامد سے
اسقدر دہیان کون کرتا ہے
یہی اکدن تری قسم ہوگا
تجھسے انصاف چاہتا ہون مین
آفتین جتنی ہین خدائی مین
زندگانی سے یاس ہے مجھکو
گو زمانہ ہوچا ہنے والا
تم بلاؤ نہ آؤن کیا ممکن
میری عزت کو تم بھی جانتے ہو
سب سے ہے تیری آرزو بڑھکر
رشک اُٹھاکر مجھے نہ مرنا ہو

اپنے دل کی قسم جگر کی قسم
جھوٹ کہتا نہین خدا کی قسم
آئنہ دیکھنا نہین آتا
دل ناشاد کی مراد آئی
تیرے احسان بڑھکے ہین حد سے
ایسے احسان کون کرتا ہے
کہ مرا سر ترا قدم ہوگا
چشم الطاف چاہتا ہون مین
مین نے جھیلین تری جدائی مین
تیرے ملنے کی آس ہے مجھکو
نہین مجھسا نباہنے والا
ہے سراسر یہ بات ناممکن
میری غیرت کو تم بھی جانتے ہو
آرزو سے ہے آبرو بڑھکر
زھر کھاکر مجھے نہ مرنا ہو

یہ نگاہین کہین نہ پھر جائین | ہم نظر سے تری نہ گر جائین
بات کب ناگوار اُٹھتی ہے | داغ سے کسکی عار اُٹھتی ہے
داغ کھاؤن خدا وہ دن نہ کرے | رشک اُٹھاؤن خدا وہ دن نکرے
خونِ دل عاقبت نہو جائے | سفرِ آخرت نہو جائے
آدمی آبرو نہ کھو کے رہے | کیا رہے گر حقیر ہو کے رہے
داغ درِ عدن سے بہتر ہو | یہ مسافر وطن سے بہتر ہو
مین اُٹھاؤن وہ اس سفر کے مزے | بھول جاؤن تمام گھر کے مزے
نیک و بد سب جتا دیا تم کو | حال اپنا بتا دیا تم کو
مین نہ لکھتا کبھی مگر لکھا | قدردان تم کو جان کر لکھا
یہ دعا ہے کہ برقرار رہو | میرے حق مین وفا شعار رہو
تم کو اللہ شادمان رکھے | عمر بھر مجھپہ مہربان رکھے

جی تو چاہتا ہے کہ مسطورۂ بالا اشعار کا مطلب فرداً فرداً نثر مین بھی بیان کیا جائے تاکہ ناظرین کو دونا لطف حاصل ہو مگر کتاب کے طول ہو جانے کے سوا یہ بات سمجھ مین نہین آتی کہ اب کن لفظون مین مطلب لکھا جائے کیونکہ وہ نظم ہی ایسی ہے جسمین نثر سے زیادہ مزا آتا ہے اور جو الفاظ نثر مین

لکھے جائینگے وہی سب اُس مین موجود ہین۔ اسلیے اِسکا لطف ناظرین کتاب ہی کے مذاق پر چھوڑا جاتا ہے وہ خود اپنی اپنی جگہ پڑھ پڑھکر محظوظ ہونگے۔

ہمنے مرزا صاحب کے دواوین مین سے اشعار کا شمار تو کیا نہین جو یہ بات بتائی جائے کہ آپنے تعداد مین کسقدر شعر کہے ہین مگر ہان اسکا اندازہ یون ہوسکتا ہے کہ ابتدائے مشق سے حضرت اُستاد ذوق مرحوم کی حیات تک آپکا اتنا کلام جمع ہوگیا تھا جو ساٹھ جزو مین لکھا گیا اور جس مین غزل۔ قصیدہ۔ قطعہ۔ واسوخت۔ رباعی۔ مخمس۔ مسدس۔ خطوط۔ نظم عرایض وغیرہ ہر صنف کا کلام موجود تھا۔ مگر افسوس ہے کہ وہ دیوان کا دیوان ہنگامۂ غدر مین ایسا تباہ و برباد ہوا کہ پھر اُس کا پتا نچلا۔ ایک ایک دو دو شعر جو یاد آتے گئے وہ لکھ لیے اور پھر اُن مین کچھ اور شعر بڑھا کر اسطرح چند پُرانی غزلین پوری کرلی گئین۔ اس مبسوط دیوان کے ضایع ہوجانے کے بعد رامپور کے زمانۂ قیام مین آفتاب داغ اور گلزار داغ اور مثنوی فریاد داغ کی اشاعت ہوئی۔ پھر حیدرآباد مین مہتاب داغ چھپوایا گیا۔ اور اسکی اشاعت کے بعد آپکے کلام کا مسودہ جس مین قریب قریب پورے

دیوان کا مصالحہ جمع تھا کسی مفسد حریف نے اسطرح اُڑا یا کہ باوجود تلاش کے اب تک اُسکا پتا نہین- بلکہ اس مسودے کے کھو جانے پر انعامی اشتہار بھی دیا گیا تھا- مگر اُس کا پتا نہ چلا- اس گم شدہ کلام کی بھی وہی حالت ہے کہ جب کوئی شعر یاد آجاتا ہے لکھ لیا جاتا ہے- بعض بعض تلامذہ و احباب کے پاس جو دو ایک غزلین اتفاقیہ اُس دیوان کی پہنچ گئی تھین وہ کبھی کبھی کسیکی معرفت ملی ہین- یہی وجہ ہے کہ مہتاب داغ کے بعد ابتک چوتھا دیوان شایع نہین ہوا ورنہ آپکے نزدیک ابتک حیدر آباد کے قیام مین دو تین دیوانون کا شایع ہو جانا کوئی بڑی بات نہ تھی کیونکہ جسطرح آپکا کلام زود فہم اور سہل الممتنع ہوتا ہے اسی طرح آپ شعر بھی بہت جلد فرماتے ہین اور شعر کہنے کا وہ عجیب اور مشکل طریقہ ہے جسکی نظیر دوسری جگہہ یقینی نہین ملسکتی- یعنی آپ عام شعرا کی طرح علیحدہ کسی گوشے مین بیٹھکر کبھی شعر نہین فرماتے بلکہ یہ کہنا ذرا بھی مبالغہ نہین ہے کہ آپ سے تنہائی مین شعر ہی نہین ہوتا- جب کہا تو مجمع مین جب فکر کی تو سب کے سامنے- ہم سب خادم اور نیز دوسرے احباب پاس بیٹھے رہتے ہین اور آپسمین مختلف قسم کی باتین کرتے رہتے ہین جنکو خود آپ بھی سنتے رہتے ہین اور فکر سخن بھی ہوتی رہتی ہے- جو شعر آپ فرماتے

ہین وہ ایک دوسرا آدمی لکھتا جاتا ہے۔ فکر کرنے کے لیے کوئی خاص وقت
بھی مقرر نہین ہے۔ صبح شام۔ رات۔ دوپہر۔ اُٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے
جس وقت کہیے شعر موجود ہے۔ اور پھر یہ نہین کہ جو شعر کہا جائے اُسکو دوبارہ
سہ بارہ دیکھنے کی ضرورت ہو۔ گویا وہ نقش کالحجر ہے جو ٹس سے مس نہین ہوتا

سمجھو پتھر کی تم لکیر اُسے ‖ جو ہماری زبان سے نکلا

یہ جتنا آپکا کلام جو اسوقت تمام دنیا مین پھیلا ہوا ہے اسیطرح کہا گیا ہے۔
اب جو دیوان کہ زیر تصنیف ہے قریب نصف کے زیادہ میرے سامنے
کہا گیا ہے اور میرے ہاتھون جمع ہوا ہے۔ اسمین جتنی غزلین ہین سب
فی البدیہہ اور وقت کے وقت کہی گئی ہین۔ ایکمرتبہ کئی احباب نے ملکر ایک
ہی وقت مین مختلف زمینون مین چار مصرع طرح دیے اور فرمایش کی کہ اسیوقت
ایک ساتھ سب مین غزلین کہی جائین۔ یہ کیفیت دیکھی گئی کہ آپ باری باری
سے ہر ایک شخص کو اُن مختلف الاوزان زمینون مین شعر لکھ لکھکر سناتے
جاتے تھے اور آخر اسی طرح وہ غزلین پوری ہوگئین۔ اس زمانے مین بوجہ
متعدد امراض اور بسبب مختلف موانعات کے پیمانۂ فکر اُس وسعت پر
نہین ہے جیسا کہ پچھلے زمانے مین تھا۔ رامپور کے اکثر مشاعرون مین یہ

کیفیت تھی کہ سرکاری مشاعرون کا کل اہتمام آپکے سپرد ہوتا تھا۔اس انتظام
و اہتمام مین آپکو اپنی غزل کہنے کی ذرا بھی فرصت نہ ملتی تھی جب مشاعرہ شروع
ہوجاتا اُسوقت آپ مجلسِ مشاعرہ کے قریب ہی دوسرے کمرے مین فکر
کرتے ایک صاحب قلمدان و کاغذ لیے بیٹھے رہتے اور آپ ٹہلتے ٹہلتے
پوری غزل کہہ لیتے اور اُسیوقت مشاعرے مین پڑھ دیتے۔زود گوئی کا ادنیٰ
ثبوت یہ ہے کہ فریاد داغ جیسی بےمثل مثنوی صرف دو دنکی معمولی فکر کا نتیجہ ہے
اکثر ایسے جلسے بھی ہوئے ہین کہ بعض بےتکلف احباب کے اصرار سے
تفریحاً زود گوئی کا امتحان کیا گیا ہے اور آپنے ۱۰۔ ۱۵۔منٹ اور آدھ آدھ
گھنٹے مین بڑی بڑی سیر غزلین کہہ ڈالی ہین۔ اکثر شعرا کی کیفیت یہ دیکھی اور
سنی گئی ہے کہ وہ پہلے مصرع آخر کہہ لیتے ہین اور پھر دوسری فکر مین اونکے
پہلے مصرع لگاتے ہین اور آپکی کیفیت یہ ہے کہ جب زبان سے شعر نکلتا
ہے تو پورا۔بلکہ بارہا خود ہم نے ایسا دیکھا ہے کہ مصرعِ اول پیچھے کہا اور
دوسرا مصرع بعد کو فرمایا۔زود گوئی اکثر اساتذہ کی مشہور ہے لیکن اکثر دیکھا گیا
کہ زود گوئی کے سبب اونکے کلام مین کوئی عمدگی نہین پیدا ہوتی۔بخلاف آپکے
کہ زود گوئی مین بھی وہی رنگ ہے جو زیادہ غور و فکر مین ہونا چاہیے۔یہ کوئی کرامت

یا خرقِ عادت نہین ہے جو ناواقف اس بیان کو تعجب سے پڑھتے ہین۔ بلکہ یہ ایک خاص ملکہ ہے جو مشقِ سخن سے حاصل ہوسکتا ہے۔ الا ماشاءاللہ۔ جسقدر جلد آپ اپنا کلام فرماتے ہین اُسی قدر بلکہ اُس سے زیادہ کم وقت مین تلامذہ کے کلام کی حک و اصلاح ہوتی ہے۔ عموماً اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ ایک شخص شعر پڑھتا جاتا ہے اور آپ درست فرماتے جاتے ہین۔ اکثر اساتذہ کا یہ طریقہ سنا گیا ہے کہ بجز چند خاص شاگردون کے باقی عام تلامذہ کا کلام کسی نہ کسی سربرآوردہ شاگرد سے متعلق ہوتا ہے اور وہی اپنی راے سے اُسکو درست کرتا ہے اور ایسا ہونا کوئی عجیب یا بُری بات نہین کیونکہ کسی غیر معمولی کام کے لیے جب تک کوئی خاص وقت اور قاعدہ مقرر نہ کیا جاے اُسوقت تک معمولاً اُسکا سرانجام نہین ہوتا۔ اور جبکہ روز بروز شاگردون کی تعداد بڑھتی رہیگی تو کیونکر ایک شخص کو اتنی مہلت ملسکتی ہے کہ تمام اپنی ضرورتون اور ذاتی کامون سے فارغ ہوکر روزانہ بالالتزام شاگردون کا کلام دیکھا کرے اور اگر بہت اسطرف توجہ کیجائیگی تو یقینی اپنے اور کامون سے دست بردار ہونا پڑیگا۔ مگر باینہمہ بخلاف اور لوگون کے مرزا صاحب بہ نفسِ نفیس ہر کہ ومہ شاگرد کا کلام درست فرماتے ہین۔ اصلاح بھی اپنے کلام کہنے کی طرح سب کے

شاگردون کی اصلاح

اصلاح دینے کا طریقہ

سامنے ہوتی ہے جو شاگرد حاضر خدمت ہوتے ہین وہ کسی کسی موقع پر اپنی
رائے بھی ظاہر کرتے ہین اور اسکے لیے عام اجازت ہے اگر کسی کی رائے
آپکو پسند آگئی تو آپکے ارشاد کے موافق لکھدی جاتی ہے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا
ہے کہ ایک شاگرد نے کچھ کہا دوسرے نے کچھ کہا ایسی حالت مین اچھی
طرح بحث کیجاتی ہے اور مابہ النزاع لفظ کے ہر پہلو پر پورا لحاظ کیا جاتا ہے۔
آخر مین آپکی رائے پر اُسکا تصفیہ ہوجاتا ہے۔ اسطرح کی اصلاح مین ایک
شاگرد کی بدولت اور حاضرین کو بھی بہت کچھ فوائد روزانہ معلوم ہوتے رہتے
ہین۔ جب سے راقم خدمتِ بابرکت مین حاضر ہوا ہے اُسوقت سے اکثر
اس قسم کی خدمتون کا شرف خاکسار ہی کو حاصل ہوتا ہے بیرونی تلامذہ کا کلام
برابر راقم ہی سنا کر اصلاح لیتا ہے۔ چونکہ اس عمر مین اکثر مزاج مبارک
ناساز رہتا ہے اور مختلف امراض حارج ہوتے ہین اسلیے ایسے زمانے
مین اصلاح کا کوئی اندازہ نہین ہوسکتا۔ البتہ اطمینان اور صحت کے زمانے
مین بہت سی تاریخین ایسی گزری ہین کہ بیس بیس پچیس پچیس غزلین گھنٹے دو
گھنٹے مین درست ہوکر روانہ ہوگئی ہین۔ اگرچہ بعض وقت سرکاری کام کی وجہ
سے بھی یہ التزام نہین رہتا ہے تاہم روزانہ چار پانچ اور ماہوار سو غزلون کی

حضور نظام کے کلام کی اصلاح

اصلاح ضرور ہو جاتی ہے۔ علاوہ بندگان عالی متعالی دام اقبالہ کی غزلون کے ہر شخص کا کلام ایک دوسرا آدمی سناتا ہے اور اصلاح لیتا ہے۔ بندگان اعلحضرت کا کلام ایک سربمہر لفافے مین چوبدار سرکاری کی معرفت آتا ہے اور اُسکے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہین ہے جسوقت وصول ہوا اُسیوقت سب کام چھوڑ کر ہمہ تن اُسی طرف مصروف ہو جاتے ہین اور بعد اصلاح دوسرے سربمہر لفافے مین بند کرکے اسی طرح چوبدار کے ہاتھ واپس بھیجدیا جاتا ہے۔ اعلیحضرت کے کلام کی اصلاح مین کوئی دوسرا شخص شریک نہین ہوتا خود پڑھتے ہین اور خود ہی لکھتے ہین۔ ناظرین ضرور مشتاق ہونگے کہ جو اصلاح اعلحضرت کے کلام مین ہوتی ہے اُسمین سے دو ایک کا نمونۃً یہان ذکر کیا جائے گا۔ مگر ہم خود اسکے مشتاق ہین۔ اگر کوئی ذریعہ ہوتا تو ضرور ایسا کرتے۔ البتہ اسموقع پر اور تلامذہ کی اصلاحون کے نمونے دکھائے جاتی ہین اور اُنکو دیکھکر اندازہ کر لینا چاہیئے کہ بلا امتیاز سبکے کلام مین کم و بیش اسیطرح حک و اصلاح کیجاتی ہے۔

جسطرح اُستاد بنجانا کوئی آسان اور اپنا اختیاری امر نہین ہے اسیطرح کسی دوسرے کے کلام کو درست کرنا معمولی بات نہین اور نہ یہ ہر شخص سے

ہوسکتا ہے۔ خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلاح چند قسم کی دیجاتی ہے۔
منجملہ اُنکے ایک تو یہ کہ قایل کے اصلی کلام کو کاٹکر اُسکی جگہ دوسرا شعر خواہ
اُسی مضمون کا یا دوسرے مطلب کا اپنے الفاظ مین موزون کردیا جائے
اور ایک یہ کہ قایل کے تمام الفاظ و مطالب اپنی جگہ قایم رہین اور صرف
نقاط و حروف و الفاظ کے تغیر و تبدل یا کمی و بیشی ہوجانے سے پست مضمون
اعلی اور مہمل شعر معنی دار ہوجائے۔ ظاہر ہے کہ بہ نسبت پہلی ترکیب اصلاح کے
یہ طریقۂ اصلاح کسقدر مشکل اور دشوار ہے اور یہی وہ طریقہ ہے کہ جسکو یہ نہین آتا
وہ اصلاح نہین دیسکتا۔ مرزا صاحب اپنے تلامذہ کے کلام مین اکثر ایسی ہی
اصلاح فرماتے ہین جس مین صرف حرفی یا ایک آدھ لفظ کا تغیر و تبدل ہوتا
ہے اور اگر کوئی مصرع بھی بنایا جاتا ہے تو اُنہین الفاظ و مضمون مین جو اصل
قایل کا ہوتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہین ہے کہ اگر کوئی غلط محاورہ یا ناموزون
لفظ ہو تو وہ بھی اپنی اصلی حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ہمین افسوس ہے کہ
اپنی بدقسمتی سے وہ تمام اصلاحین جمع نہین کرسکے جو پچاس ساٹھ برس سے
تلامذہ کے کلام مین ہورہی ہین اگر ملجاتین تو ضرور ایک جداگانہ کتاب مین
وہ سب باتین لکھی جاتین جن سے سخن فہم بیشمار فوائد حاصل کرتے۔ اس دوتین

سال کے عرصہ مین وقتاً فوقتاً جسقدر ہمکو باتین ملی ہین - وہ بھی تمامہ یہان نہین لکھ سکتے کیونکہ اگر صرف اصلاحون کا ذکر کیا جائے تو ایک دوسری ضخیم کتاب ہوجائیگی تاہم بطورِ نمونہ کچھ اصلاحین نقل کیجاتی ہین جو فائدے سے خالی نہین - راقم کا ایک شعر تہا ؎

دیکھنے کے لیے آیا ہے زمانہ اُسکو	اک تماشا ہے مسافر بھی سفر سے پہلے

اس شعر مین صرف یہ اصلاح فرمائی گئی کہ آیا ہی کی جگہ آتا ہے بنا دیا - ان دو نقطون کے تلے اوپر ہوجانے سے جو لطف شعر مین آگیا ہے اُسکو جاننے والے ہی جان سکتے ہین - "آیا ہے" نے آنے والون کی آمد کو ختم کردیا تھا جس سے اگرچہ شعر کا مطلب پورا حاصل ہوتا ہے مگر کوئی خاص لطف نہ تھا - "اور آتا ہے" مین آنے والون کی کوئی حد مقرر نہین ہوسکتی اور وہی تماشا عمدہ ہوتا ہے جسکے مشتاق بڑہتے چلے جائین - اسی طرح ایک شعر تھا ؎

نہین اُٹھتین نہین ملتین نہین کھلتین آنکھین	شرم ہے نشہ ہے یا نیند تمھین آئی ہے

اسکو یون درست فرمایا ؎

نہین کھلتین نہین اُٹھتین نہین ملتین آنکھین الخ

جسوقت اس شعر مین یہ اصلاح ہوئی تھی اُسوقت راقم اس باریک اور بلیغ بات

کو بالکل نہین سمجھا تھا۔ مگر پھر دوسرے وقت اپنی جگہ پر خیال کیا تو پھڑک گیا کیونکہ اصلی شعر مین اصلاح سے پہلے تینون باتون مین وہ لطف نہ تھا جو کھلتے کے مقدم ہو جانے سے اب حاصل ہوا یعنی صرف کھلنے سے وہ دونون باتین بھی حاصل ہوگئین۔ جب آنکھ کھلگی تو اُسکے لیے اُٹھنا بھی لازمی ہے اور جب اُٹھی تو ملنا بھی ضروری ہے۔ فافہم وتدبر۔ اسیطرح ؎

کسیدن بیخودی مین جا پڑے تھی آنکھ سینے پر		بس اتنی سی خطا پر ہاتھ کھلے میری بیتہر سے

اس شعر مین کھلے کی جگہ کھلا اور جا پڑے تھے کی جگہ جا پڑا بنایا گیا جس سے حالتِ بیخودی پوری طور سے ثابت ہوگئی ورنہ حالتِ بیخودی مین دونون ہاتھونکا جا پڑنا عین ہوشیاری سمجھی جائیگی۔ منشی ذوالفقار علی خانصاحب گوہر کا ایک مطلع تھا ؎

بزمِ عدو مین کیا ہوا اور کیا ہوا		کہتا ہے صاف آپکا سرمہ بہا ہوا

اسمین بجاے بزم کے گھر کا لفظ بنایا گیا جس سے اُس خاص فعل کو ثابت کر دکھایا جس کی وجہ سے سرمے کے بہنے نہ بہنے مین اشتباہ تھا۔ نواب عزیز یار جنگ بہادر متخلص بہ عزیز کا ایک شعر تھا ؎

کیا جانین آبِ تیغ کی لذت جنابِ خضر		نازان ہین وہ تو اپنی ہی آبِ حیات پر

اس شعر کا دوسرا مصرع یون بنایا گیا ع مرتے ہین وہ تو چشمۂ آبِ حیات پر۔
گویا اس مرنے کے لفظ نے شعر مین جان ڈالدی۔ غرضکہ یہ ایک دریا ہے ناپیدا
کنار ہے جس سے ہزارون تشنہ کامانِ سخن سیراب ہوتے چلے جاتے ہین اور
یہ وہ باتین ہین جن کے وجدانی اثر کو زبانِ قلم ادا نہین کرسکتی۔ ہر ایک سخن فہم
کے اندازہ کرنے کو اتنی ہی مثالین کافی ہین۔ خدا اس مبدءِ فیض کو کم سے کم
اتنے ہی دنون اور جاری رکھے جتنا زمانہ اب گزر چکا ہے تاکہ ہم نئی پود کے
لوگ بھی وہی بہارین دیکھ لین جو ہم سے پہلے ہمارے بھائیون نے لطف
اُٹھائے ہین۔

مرزا صاحب کی زندگی مین انتقال کی اُڑائی

پُرانے لوگون سے سنا گیا ہے کہ اگر کسی کے مرنے کی جھوٹی خبر مشہور کیجاتی
ہے تو خداے تعالیٰ اس افواہ کے برعکس اُس شخص کے انفاس مین برکت
دیتا ہے۔ بہرحال اس خیال کی خواہ کوئی اصلیت ہو یا نہو مگر ہمین اپنے دل کی
ڈھارس کے لیے خدا کی درگاہ سے ایسی ہی اُمید رکھنی چاہیے۔ مرزا صاحب
جس زمانے مین رامپور تشریف رکھتے تھے وہان ایک مرتبہ برسات کے موسم
مین طغیانی کا بہت زور شور ہوا اور تمام گرد و نواح کی ندیان اُبل پڑین یہان تک
کہ شہر کے اندر بھی پانی چلا آیا۔ اور مراد آباد سے رامپور تک ایک پاٹ ہوگیا

اس طوفانِ بے ہنگام مین سیکڑون جانین تلف ہوئین بہت سے گھر برباد ہوئے
ہر شخص اپنی جان و مال کی حفاظت مین مصروف تھا کہ مفسدانِ فتنہ پرداز نے
دوبارہ حال آپکے انتقال کی خبر مشہور کردی پھر اسپر یارون نے تصدیق
کے لیے اپنی طرف سے بہت کچھ حاشیے چڑہاے چنانچہ یہ خبر فوراً رام پور سے
دلّی اور دلّی سے تمام ملک مین پھیلنی شروع ہو گئی یہان تک کہ مختلف اور معتبر
اخبارون مین بھی اس افواہ کی اشاعت ہونے لگی۔ اکثرون نے اس واقعے
کی تاریخین بھی کہکہکر چھپوانی شروع کردین۔ منجملہ اور مورخون کے ہمارے ایک
معزز اُستاد بھائی نے بھی مرثیہ لکھا اور طرہ یہ کہ اس خبر کی تکذیب ہوجانے
کے بعد وہ مرثیہ آپکے پاس اصلاح کے لیے بھیجا اور آپنے بھی اصلاح دیکر واپس
فرمایا۔ اسی طرح ۱۸۹۵ء مین بفضیبِ دشمنان حیدرآباد کے اثناے قیام مین آپ
علیل ہو گئے اور پھر دوبارہ وہی پرانی خبر تازہ ہو کر اخبارون مین شایع ہوئی جس کی
تکذیب خود آپنے ایک اخبار مین اسطرح فرمائی وہ عبارت یہ ہے "دشمنون
نے میری بد خبر اُڑا دی ہے۔ اور حال یہ ہے کہ فضلِ الٰہی سے مین بخوبی صحیح
و تندرست ہون۔ بیماری جاتی رہی مین باقی رہگیا دشمن داغ کا دل جلانا چاہتے ہین
اُنکو داغِ دل نصیب ہو۔"

اسی زمانے مین اس افواہ کے متعلق ایک عجیب و غریب پر لطف واقعہ ہے جو خاص ہمپر گزرا ہے۔ ایک دن ہم چند احباب اپنے مکان مین بیٹھے ہوے تھے کہ دو شخص نووارد تشریف لائے۔ بعد معمولی مراسم اسلامی کے آپس مین مختلف باتین ہونے لگین۔ چونکہ اُن دونون صاحبون نے اپنے آپکو دلّی کا رہنے والا بتایا تھا ہمنے اُن سے یُونہین تذکرۃً پوچھا کہ کیسے آپلوگ ہمارے اُستاد مرزا داغ صاحب کو بھی جانتے ہین جسکے جواب مین اُن دونون نے کہا کہ ہان ہم خوب جانتے ہین مگر افسوس ہے کہ اسی ہفتے مین اُن بیچارے کا انتقال ہو گیا۔ ہمکو یہ بات سنکر بہت تعجب ہوا کہ یہ لوگ اپنے آپکو دلی کا رہنے والا بتاتے ہین اور اپنے ہی شہر کی ایسی لغوبات کہتے ہین۔ ہمنے اُن کی تکذیب کی مگر اُن لوگون نے پھر کہا کہ نہین صاحب وہی نواب مرزا خان صاحب داغ جنکا مکان چاندنی چوک مین ہے اُنھین کا انتقال اسی ہفتے مین ہوا ہے اور مزید برآن یہ کہا کہ ہم اُنکے دفن مین بھی شریک تھے۔ جب اُن لوگون نے یہ کہا تو اب ہمکو اُنکے کاذب ہونے مین ذرا بھی شک نہ رہا کیونکہ مرزا صاحب اُسوقت حیدرآباد مین تھے اور اتفاق سے اُسی روز راقم کے پاس آپکا ایک نوازش نامہ بھی آیا تھا۔ جب وہ لوگ کسی طرح قائل نہ ہوئے تو وہ خط دکھایا

گیا کہ دیکھیے وہ توحید رآباد مین بفضلہ تعالیٰ حی وقائم موجود ہین۔ غرضکہ اس خط کو دیکھکر وہ لوگ بہت سٹ پٹائے اور خوب بنائے گئے۔ اسیطرح ایک روز حسب معمول قریب زمانے مین راقم خدمتِ سامی مین حاضر تھا کہ خط رسان نے آپکے خطوط لاکر دیے آپ اُنکو دیکھ رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے فرمایا لو بھائی مبارک ہو آج ہماری سالگرہ ہوگئی۔ ہم سب حاضرین متعجب ہوئے کہ یہ کیا جملہ آپنے فرمایا۔ جب اس معمے کو پوچھا تو آپنے فرمایا کہ زمانے مین ہزاروں آدمیون کی سالگرہین ہوتی ہین مگر سب کی سالگرہ ایک طرح کی ہوا کرتی ہے میری سالگرہ دنیا سے نرالی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر سال میرے مرنے کی خبر مشہور ہوتی ہے۔ یہ کہکر وہ خط دیکھنے کو دیا۔ دیکھا تو واقعی ایک صاحب نے یہی لکھا تھا کہ یہان آپکے انتقال کی خبر مشہور ہو رہی ہے۔ طرفہ تر یہ کہ آپ ہی کے نام خط بھیجکر آپ ہی سے تصدیق چاہتے ہین۔ برین عقل و دانش بباید گریست

حاسدین

یہ تو ظاہر ہے کہ ہر زمانے مین ہر ایک اہلِ کمال کے تھوڑے بہت ضرور حاسد ہوئے ہین مگر ایسے حاسدین شاید ہی کسی اہلِ کمال کے وقت مین جمع ہوئے ہون جیسے مرزا صاحب کے زمانے مین دیکھے جاتے ہین کوئی سبب حسد کا خیال مین نہین آتا ا بجز اسکے کیا کہا جائے کہ ہر مفسد کو

آپکے ساتھ بلا سبب بغض ہے - باینہمہ آپکے کمال کی قدردانی دنیا مین اسقدر
ہوئی اور ہورہی ہے کہ آپکے سچے عقیدتمندون اور ہنرشناسون کے
سامنے مخالفین کی فتنہ پردازیان ہمیشہ بیکار ثابت ہوئین ماشا اللہ چشم بددور

تعداد تلامذہ

اسوقت صرف آپکے تلامذہ کی تعداد اسقدر ہے جنکا نمبر سیکڑون سے ہزار
تک پہنچا ہوا ہے - جن مین بیسیون ایسے ہین جو محض اپنے فخر اور شہرت
کے لیے آپکا نام لیتے ہین - باوجود اسکے کہ آپ بہت سی درخواستین نامنظور
فرماتے ہین جب بھی مہینے مین کم سے کم دس بارہ نئے نام شریک ہوجاتے
ہین - ابتداے زمانہ سے ابتک کی کل تعداد تلامذہ معلوم نہین البتہ جب سے
آپ حیدرآباد مین تشریف لاے اُسوقت سے ایک رجسٹر اس یادداشت کے
لیے بنایا گیا ہے جس مین ہر شاگرد کا نام ونشان لکھا جاتا ہے - اس فہرست
مین اس وقت تک نمبر تعداد ۸ سو سے متجاوز ہین - شاگرد ہونے کے لیے

شاگرد ہونیکا طریقہ

کوئی خاص طریقہ مثل عام اُستادون کے یہان مقرر نہین ہے کہ پہلے کچھ نذرانہ
لیا جاتا ہو اُسکے بعد کلام سنا جاتا ہو - ہان یہ ہوتا ہے کہ ہر نئے شاگرد کو یہ ہدایت
کردی جاتی ہے کہ تم حسب توفیق حضرت علی کرم اللہ وجہہ - حضرت نظامی گنجوی
حضرت شیخ سعدی حضرت خواجہ حافظ شیراز - حضرت امیر خسرو دہلوی - حضرت

خواجہ میر درد دہلوی ۔ حضرت شاہ نصیر دہلوی ۔ خاقانیِ ہند حضرت اُستاد ذوق رحمہم اللہ علیہم کی فاتحہ دلوا دینا ۔ غالباً اس موقع پر نامناسب نہ ہوگا ۔ اگر ہم اپنے چندان اُستاد بھائیون کے نام لکھدین جو بحیثیت اپنے کلام کے ممتاز ہین اور جنکے کلام کو وقتاً فوقتاً ہمنے بھی دیکھا ہے ۔ اور جو تھوڑی بہت شہرت کے قابل ہین ۔ جسطرح اپنے اُستاد بھائیون کا ذکر یہان مناسب ہے اسی طرح اُس ذکر مین سب سے پہلے اعلیحضرت بندگانِ عالی متعالی کیوان خدم دارا حشم نوشیروان معدلت سکندر شوکت رستم دوران افلاطون زمان فلک بارگاہ سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ ہز ہائینس نواب میر **محبوب علی خان** بہادر نظام الملک آصفجاہ المتخلص بہ آصف سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہٗ ۔ کے نام نامی کا لکھنا ضروری ولازمی ہے ۔ تلامذہ حضرتِ اُستاذی مدظلہ کو اپنے ساتھ ایسے اسم گرامی کے سننے سے جسقدر فخر ومباہات ہو کم ہے ۔ اسجگہ بندگانِ اعلیحضرت کا صرف نام لکھنا کافی نہ ہوگا جب تک کہ عام شائقین کو نام نامی کے ساتھ آپکے کلام فصاحت التئام کا نمونہ نہ دکھایا جائے ۔ بادشاہون کا کلام حقیقت مین کلامون کا بادشاہ ہوتا ہے ۔ اور عموماً تمام شاعرون کے کلام سے جو امتیازی فرق کلام الملوک مین پایا جاتا ہے اُسکا ماننا ایسا ہی ضروری ہے

جیسا کہ بادشاہ کو بادشاہ تسلیم کر لینا۔ بندگانِ حضور کا جو مختصر اور منتخب کلام
یہان لکھا جاتا ہے وہ سب حضرت جہان اُستاد کے زمانے کا کہا ہوا ہے
اس قلیل عرصے مین مضمون آفرینی اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ جسقدر
زبان کی صفائی مین ترقی کی ہے اُس مین نہ صرف اُستاد کے مشورے
کی تعریف ہے بلکہ خود بندگانِ اعلیحضرت کی توجہ اور قابلیت بھی قابلِ مدح ہے
کہ اسقدر جلد اُستاد کا رنگ بالکل اپنی طبیعت اور اپنے کلام مین پیدا کر لیا
چند منتخب شدہ غزلون کے اشعار آبدار یہ ہین جو غالباً ناظرین کتاب کے لیے
نیا تحفہ ہے۔

وہ حجاب انکو ہے کھچواتے نہین تصویر بھی
آنکھ ملجاتی تو لڑ جاتی مری تقدیر بھی

خاکساری مین ہماری چاہیے تاثیر بھی
گر نہ ہوتا تیر پھر تو خاک ہی اکسیر بھی

ہاتھ مین تیرے کمان ہے شست مین ہی تیر بھی
کیون یہ سفاکی ہے ظالم کچھ مری تقصیر بھی

حسن دلکش ہے ترا پھر شوخیِ تقریر بھی
اور ان سب پہ ہے طرہ نام کی تاثیر بھی

زیرِ زانو سر بھی ہو گردن تہِ شمشیر بھی
قاتل اپنے ساتھ یون کھچوا مری تصویر بھی

بال بیکا اُسکی زلفون کا نہو یارب کبھی
یہ وہ نالے ہین ہلا دین عرش کی زنجیر بھی

دیکھکر مجھکو نگاہِ شوخ سے کرتے ہو شرم
شست سے چھوٹا ہوا رُکتا ہے کوئی تیر بھی

حلقۂ گیسو مین تیرے دل رہا کس چین سے — عیش خانہ ہوگیا ہے خانۂ زنجیر بھی

زور سے سنہ زور لاکھون ہی دبائے خاک مین — سو جوانون کا جوان ہی آسمان پیر بھی

اسلیے وہ دیکھتے ہین دور سی میری شبیہ — وہم ہے بوسہ نہ لیلے پاس سی تصویر بھی

تمسے گر مین نے وفا کی یہ خطا کی بخشدو — ہو ہی جاتی ہے بشر سی کچھ نہ کچھ تقصیر بھی

سرخی رخسار دونی ایک بوسے مین ہوئی — دیکھیے تعریف کے قابل ہی یہ تقصیر بھی

حسن لیلی کا یقین انکو نہین کہتے ہین وہ — صورت اچھی ہو تو کھنچواے کوئی تصویر بھی

قہر بھی تھا وصل مین مجھپر تو آخر مہر بھی — وہ گریبان گیر بھی تھے اور دامن گیر بھی

اک زمانے کو کیا تسخیر آصف آپنے — آپکی تقدیر اچھی آپکی تدبیر بھی

ولہ

نہ کبھی جیب خجالت سے یہان سر نکلا — قیس دیوانہ تھا جامے سے جو باہر نکلا

ملگئین خاک مین کیا میری وفائین ظالم — حرف انکار زبان سے ترے کیونکر نکلا

یہ تو فرمایے پھر رشک بھی ہوگا کہ نہین — گر زمانے مین کوئی آپ سے بہتر نکلا

دیکھنا ضبط محبت کہ مرا ہر آنسو — آنکھون آنکھون مین پھرا اور نہ باہر نکلا

لیگا کس ہاتھ مین تو بھر کے نمکدان قاتل — ایک سے تیغ کھنچی ایک سے خنجر نکلا

ہمنے مانگی تھی دعا دی ہمین دل اور خدا — آبلہ دل کے عوض سینے کے اندر نکلا

اسکے اقبال سے کیا کیا ہوا دنیا مین — واہ آصف تو نصیبے کا سکندر نکلا

مژدہ قاصد کا روح افزا تھا
وہ فرشتہ خدا اسنے بھیجا تھا

مین نے پوچھا رقیب کیسا تھا
جلکے بولے ترا کلیجا تھا

حشر مین بھی کہین گے تجھسے ہم
تجھپہ دعویٰ ہے تجھپہ دعویٰ تھا

اختلافِ مزاج سے نہ بنہی
کوئی قصّہ نہ کوئی جھگڑا تھا

درِ جانان پہ جبہہ سائی کی
اپنی تقدیر کا یہ لکھا تھا

کہتے ہین وہ کہے سنے پہ نجاؤ
غیر کے پاس تمنے دیکھا تھا

جلوہ تیرا کسی زمانے مین
جسنے دیکھا تھا اُسنے دیکھا تھا

کہتے ہین قتل کرکے عاشق کو
اسنے کیا اپنے دل مین سمجھا تھا

اب زمانے کا رنج ہے **آصف**
کیا خوشی کا کبھی زمانا تھا

ولہ

سوالِ وصل پہ پہنچی نظر تھی کیا اُنکی
ہماری آنکھ مین پھرتی ہے وہ حیا اُنکی

مرے جو عشق مین عاشق وہ تھی قضا اُنکی
یہ آپ کہدین کرے مغفرت خدا اُنکی

یہ اُنکا قول ہے میری بلا ملے تجھسے
بلائین اُسکی بھی لون گر ملے بلا اُنکی

نہ اس کا مثل جہان مین کہین نہ اُسکا جواب
وفا وفا ہے ہماری جفا جفا اُنکی

ہزارون حسن کی شہرت سے ہوگئے برباد
بندھی ہوئی ہے زمانے مین کیا ہوا اُنکی

نیا ہو ناز ہر اک نازنین نزاکت ہو
ادا ادا سے ادا ہو ہر اک ادا اُسکی

ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے ۔ عجیب رنگ مین ہین پوچھتے ہو کیا انکی

ولہ

چشم و دل خالی ہین اشک و آہ سے ۔ چل بسے سب اپنی اپنی راہ سے
یون نمانا تھا طلسم حسن و عشق ۔ ورنہ یوسف کو علاقہ چاہ سے
جو تڑپتا چھوڑ کر مجھکو گیا ۔ وہ پلٹ آئے الٰہی راہ سے
جھوٹی قسمین کہا چکے توبہ کرو ۔ فائدہ وا للہ سے باللہ سے
رنگ فق گیسو پریشان ہونٹ خشک ۔ خیر ہے یون آئے خلوت گاہ سے
جان دیدینگے مگر ڈرتے نہین ۔ چاہنے والے تمہاری چاہ سے

ولہ

شکر کر آصف کہ وہ کہتے ہین آج ۔ خوش ہوئے ہم ملکے آصفجاہ سے
انصاف کریگا کوئی کیا اُسکے سوا اور ۔ میرا ہے خدا اور نہ تیرا ہے خدا اور
تحریر محبت نے کیا اُنکو خفا اور ۔ تدبیر تو کی اور تھی قسمت سے ہوا اور
بچنے کا نہین آپکا بیمار محبت ۔ دو چار دن اُسکے لیئے کرتے ہین دوا اور
گو بات کی طاقت نہین مجھہ مین شب فرقت ۔ کرتا ہون جگر تھامکے مین انکی دعا اور
دو طرح کے پہلو ہین سمجھہ مین نہین آتے ۔ کہتے ہین وہ ہر بات پہ کر ہم سے وفا اور
آصف تو کبھی قول سے اپنے نہ پھریگا ۔ یہ بات تمہاری ہے کہا اور کیا اور

ولہ

عشق معشوق سے کرتا اگر آسان ہوتا ۔ سر بکف دست بدل کوئی نہ انسان ہوتا

راز دل کیا لبِ خاموش سے پنہان ہوتا — میری حسرت کی نگاہون سے نمایان ہوتا

مین سنبھلتا نہ رہِ عشق مین کیا اے ناصح — تو نہ ہوتا مرا اللہ نگہبان ہوتا

دل کو برباد جو کرتے تو یہ گھر کسکا تھا — میرے نقصان کے ساتھ آپکا نقصان ہوتا

بے تمنا بھی کہین عشق مین ہوتی ہے بسر — ایک مٹتا تو مجھے دوسرا ارمان ہوتا

شوقِ دیدار ہی نے مجھکو بہت تڑپایا — کیا قیامت تھی اگر وصل کا خواہان ہوتا

تنگ ہون زیست سے مین شکر عیادت کیسا — زہر دیتے جو مجھے آپکا احسان ہوتا

ماہِ نو جب نظر آتا ہے تو مین کہتا ہون — جامہ زیبون کا یہ ای کاش گریبان ہوتا

موے کاکل کی طرح حرف بکھرتے جاتی — گر رقم اُنکو مرا حالِ پریشان ہوتا

یاس نے خاک کیا دل کو مرا جب ہتا — پھانس کی طرح کھٹکتا ہوا ارمان ہوتا

اپنا سر ہاتھ سے اپنے ہی قلم کرتے ہم — عشق مین تیرے اگر غیر کا احسان ہوتا

اے کماندار تجھے شست کی حاجت کیا تھی — مرغِ دل آپ ترے تیر پہ قربان ہوتا

تم نے آصف کی نہ کی قدر وہ ہی ایک ہی شخص — ایسی خوبی کا تو پیدا نہین انسان ہوتا

ولہ

تم مرے حالِ پریشان کو نہین جانتے کیا — اثرِ گردشِ دوران کو نہین جانتے کیا

گو وہ کمسن ہین مگر اتنے بھی نادان نہین — میری حسرت مرے ارمان کو نہین جانتے کیا

ہان کے معنی تو نہین رکھی ہین تو نہ ظالم — ہم تری روز کی ہانکو نہین جانتے کیا

ایسے بھولے ہو کہ باتین نہین آتین تمکو	قول کو عہد کو پیمان کو نہین جانتے کیا
غیر پر ہین وہ فدا میرے جلانیکے لیے	دل مین اچھے برے انسانکو نہین جانتے کیا
کچھ تو ہے بہید جو آنکھ چراتے ہین طبیب	مرض عشق کے درمان کو نہین جانتے کیا
لیچلو ساتھ تو چلتے ہین تمہارے گھر پر	ورنہ ہم آفت دربان کو نہین جانتے کیا
عاشق زار تمہارا تو وہی آصف ہے	میر محبوب علی خان کو نہین جانتے کیا

اعلیحضرت بندگان عالی کے بعد جو تلامذہ قابل الذکر ہین اُنکے نام یا تخلص بلا امتیاز نمبر یہان لکھے جاتے ہین - اہل دکن مین نواب عزیز یار جنگ بہادر المتخلص بہ عزیز - خاص حیدر آباد دکن کے رہنے والے ہین اور ہونہار طبیعت دار نوجوان ہین - مرزا مظفر حسین بیگ صاحب - بارق مولوی ابو الحمید صاحب آزاد وکیل ہائی کورٹ - حافظ محی الدین صاحب محفوظ - منشی سید عبد الصمد صاحب واصفی - منشی عبد الوارث خان صاحب وارث - نواب میر حسن علیخان صاحب امیر - متفرق مقامات مین - منشی وحید الدین صاحب بیخود دہلوی - شاہزادہ مرزا منیر الدین صاحب ضیا - مولوی عبد الحی صاحب بیخود بدایونی منشی سید شبیر حسین صاحب نسیم بھرتپوری - مولوی حسن رضا خانصاحب حسن بریلوی منشی حیات بخش صاحب رسا - منشی ذو الفقار علیخان صاحب گوہر رامپوری -

منشی احسان علی خانصاحب احسان رامپوری - منشی سید امیر حسن صاحب دلیر مارہروی آغا شاعر صاحب دہلوی مرزا مجاہد الدین صاحب شاہی - گورگانی اقبال احمد صاحب اقبال ایم - اے منشی امتیاز احمد صاحب فا مارہروی جناب جالب صاحب دہلوی - منشی نذیر احسن صاحب نسیم دہلوی - منشی ریاض حسن خانصاحب خیال - رامچند رصاحب عیش - محمد امراؤ مرزا صاحب نادان برادرزادہ حضرت اُستادی - مولوی سید محمد اسمعیل صاحب ذبیح وکیل فتحگڈھ - صاحبزادہ مشرف یار خانصاحب شرف - منشی یوسف حسن صاحب طیش مارہروی - منشی متین الدین احمد صاحب مچھلی شہری - محمد نوح صاحب نوح ناروی - محمد بشیر خان صاحب بشیر رامپوری - انکے سوا اور بھی اُستاد بھائی ہونگے جنکا نام یہان لکھا جاتا - مگر چونکہ ہمنے وقتاً فوقتاً انہین لوگون کا کلام اکثر دیکھا ہے اسلیے صرف انھین پر اکتفا کیا - یہ سب بھائی اپنی اپنی جگہ بہت اچھا کہتے ہین آخر الذکر یعنی بشیر رامپوری کا ذکر استاد کے تمامی تلامذہ مین ضرور قابل توجہ ہے - خانصاحب مذکور ضعیف العمر حضرت اُستادی کے قدیم شاگردون مین ہین - اور نوشت خواند سے بالکل معذور ہین مگر ایسا کہتے ہین کہ اُسکو سنکر کوئی شخص یہ نہین کہہ سکتا کہ یہ کسی ان پڑھ کا کلام ہے اور یہ سب فیضِ اُستاد کی برکت ہے اُنکا کلام سننے سے حیرت ہوتی ہے

بلا مبالغہ یہ بات کہی جاتی ہے کہ انکے کلام مین کوئی تقطیع کی یا اور اسی قسم کی غلطیان
جو ایسے کلام مین ضرور ہونی چاہئین ہمنے نہین دیکھین ۔ سچ ہے ؏
پروردگار جسکو یہ نعمت کرے عطا۔

مرزا صاحب کے ذاتی خصائص

مرزا صاحب کے ان مختصر سوانح مین جسقدر واقعات وحالات لکھے گئے ہین
وہ سب قابلِ غور ہین مگر سب سے زیادہ یہ بات خیال کرنے کے قابل ہے۔
کہ آپنے یہ شہرت یا یہ عزت یہ بات سب اپنی ہی کوشش اور محنت سے حاصل
کی ہے۔ حیدرآباد آنے سے پیشتر یہان کے روسائے عظام نے خطوط بھیج
بھیج کر آپکو طلب کیا مگر آپنے نواب خلد آشیان کے مقابلے مین اُن تحریرون
پر ذرا التفات نہین کیا۔ اور یہان آنے کے بعد بھی موجودہ امرا و روسا
نے مختلف پیرایون سے آپکی اُمیدواری کے زمانے مین بارہا کہا کہ آپ کیون
اسقدر ذاتی تکلیفین اُٹھاتے ہین ہمارے مکان موجود ہین۔ آیئے اور جب تک
جی چاہے بآرام وآسایش قیام فرمایئے۔ آپنے جواب مین سب سے
یہی کہا کہ مین آپکی مہربانیون اور قدردانیون کا ممنون ہون مگر یہان آپکے
پاس نہین آیا ہون۔ مین آپسے صرف اتنا ہی چاہتا ہون کہ اگر جی چاہے
اور کوئی حرج نہ ہو تو میرے لیے پیشگاہِ سلطانی مین کلمۃ الخیر فرمادیا کیجیے

اس قسم کی آن بان اور پاسِ وضع کے ساتھ یہ امر بھی قابل قدر ہے کہ باوجود موجودہ
عزت و قدر کے آپنے کبھی اپنے کسی مخالف کی بدخواہی نہین چاہی۔ معاندین
نے طرح طرح کے طریقے آپکے بدنام کرنے کو اختیار کیے ہجوین کہین اخبارون
مین مضامین چھپوائے مگر آپنے جب سُنا یہی فرمایا کہ مین نے اس معاملے
کو منتقم حقیقی کے سپرد کیا۔ بہر حال آپکی نیک نفسی اور پاک باطنی کے سامنے
ایسے بد سرشت و خبث باطن مخالفین و معاندین کبھی فروغ نہین پا سکتے۔
الحق یعلوا ولا یعلی۔

آپکی شہرت اور ناموری کچھ حیدر آباد کے آنے ہی پر منحصر نہین تھی بلکہ
آپنے ابتدا ہی سے وہ خداداد نام آوری پائی ہے جس سے سارے خدائی
واقف ہے۔ آپنے اوّل ہی اپنی معجز بیانی سے ملک کو خطاب دینے پر آمادہ
کر لیا تھا اور جسکی بنیاد شاہ جہان آباد کے دربار شاہی مین پڑی۔ یعنی وہین سے
پہلے پہل آپکو خانی کا موزون خطاب خلعت کے ساتھ ساتھ عطا ہوا۔ ریاست
حیدر آباد دکن مین خطاب پانیوالون کے لیے یہ قاعدہ مقرر ہے کہ خود خطاب
پانیوالا اپنے لیے خطابی الفاظ تجویز کر کے پیشگاہ سلطانی مین اپنی درخواست
کے ساتھ پیش کرتا ہے اور اُسکے مجوزہ خطاب کی منظوری سرکار سے ہوتی ہے

خطاب خانی

مرزا صاحب نے اپنے واسطے کوئی خطاب خود تجویز نہین کیا بلکہ آپکی معمولی درخواست پر اعلیحضرت پیشگاہِ سلطانی سے بتاریخ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۱۱ھ حسب ذیل خطابات تجویز فرما کر عطا فرمائے گئے۔ بلبل ہندوستان جہان اُستاد ناظم جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک مع خانی و بہادری ان مذکورہ خطابون مین پہلے ناظم جنگ ہی تجویز ہوا تھا مگر جب یہ معلوم ہوا کہ یہی خطاب کسی اور امیر کو بھی عطا ہوا ہے تو بجائے ناظم جنگ کے ناظم یار جنگ تجویز کیا گیا۔ سب خطابون مین زیادہ تر فصیح الملک کا موزون خطاب مشہور ہوا اور قریب قریب ہر شخص آپکو اسی خطاب سے پہچانتا ہے جو خاص سرکاری قلمی لفافے آتے ہین اُن مین بھی "فصیح الملک بہادر داغ صاحب دہلوی" لکھا ہوتا ہے اور آپ بھی اپنے دستخطون مین "فصیح الملک داغ دہلوی" تحریر فرمایا کرتے ہین۔

اہل کمال کی اکثر یہ شناخت کیگئی ہے کہ زمانے کی سچی قدر دانیون سے خواہ وہ کتنے ہی معزز و نامور ہو جائین مگر وہ خود اپنے آپ کو معمولی شخص ہی سمجھتے ہین۔ اور واقعی جو لوگ متکبرانہ حالت رکھتے ہین وہ ہرگز صاحب کمال نہین ہو سکتے۔ باوجود اس خداداد ترقی و ثروت و امارت کے مرزا صاحب کے مزاج مین نہایت عجز و انکسار ہے اور اس طریقے کی کامل پابندی کے

ساتھ قدر کرتے ہین - چنانچہ اس مضمون کو ایک غزل کے مقطع مین فرماتے ہین ؎

داغ ہر شخص سے جُھک کر ملیے   کچھ عجب چیز ملنساری ہے -

آپکے اخلاقِ حسنہ وسنیہ اور مراسمِ شفقت والطاف اسقدر وسیع ہین جنکو دیکھنے والے جانتے ہین۔ آپکے انکسار کا سچا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جب کبھی آپکے سامنے آپکی شہرت کا تذکرہ کیا گیا تو آپنے نہایت حیرت وتعجب سے فرمایا کہ کیا لوگ مجھکو جانتے ہین اور اگر جانتے ہین تو مجھمین وہ کیا بات ہے۔ مین تو کچھ بھی نہین جانتا۔

انصاف پسندی

مزاج مین انصاف پسندی اور راستی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اگر کسی مخالف سے مخالف شخص کا کوئی غلط شعر سنایا جائے تو بجائے اسکے کہ اُسپر خود کوئی اعتراض کرین۔ لوگون کے اعتراضات سنکر اپنی طرف سے اُس کلام کے معنی بتاتے ہین اور فرماتے ہین بہت اچھا شعر کہا ہے مثل اور شاعرون کے بھولے سے کبھی آپنے کسی کی ہجو مین ایک مصرع بھی موزون نہین کیا۔

ظرافتِ طبع

باوجود اس پیرانہ سالی اور متعدد امراضِ لاحقہ کے ہروقت آپ شگفتہ دل اور خندہ پیشانی رہتے ہین طبیعت مین شوخی اور بذلہ سنجی اسقدر ہے کہ اگر آپکے لطائف وظرائف جمع کیے جاتے یا اب کیے جائین تو ایک جداگانہ کتاب

جسطرح آپکے یہ کل ظاہری معاملات وحالات صاف وپاک ہین اسی طرح بلکہ
اس سے کہین زیادہ آپکا باطن بے ریا اور آئینے کی طرح روشن ہے۔ کینہ
اور حسد وفساد سے آپکی طبیعت کوسون دور ہے۔ اگر کسی شخص سے آپ ناراض
ہوتے ہین یا کسی کی مخالفت کا ذکر ہوتا ہے تو اُسیوقت تک جب تک اس کا ذکر
رہے دوسرے وقت کچھ نہین ہمنے بارہا دیکھا ہے کہ ایک مخالف کی
مخالفتین بین طور سے آپکو ثابت ہوگئین اور اُسکے بیجا منافقت کا کامل ثبوت
ملگیا مگر جب وہ آپکے سامنے آیا بجدا اُسی طرح اُسکی عزت اور قدر کیگئی جیسی
پہلے سے کیجاتی تھی۔ اور پھر اُسکے چلے جانے کے بعد بھی کوئی تذکرہ
اسکے متعلق نہین سنا گیا۔ جو لوگ آپسے ہر وقت اور روزانہ ملتے رہتے ہین
اُنکے حفظِ مراتب کا خیال اور اُنکے ساتھ ایسے اشفاق کا برتاؤ کیا جاتا ہے
جس سے ایک خاص لطفِ یگانگت حاصل ہوتا ہے۔ اپنے خدام اور تلامذۂ
مخصوص اور عام احباب کے ساتھ ایسی شفقتین فرمائی جاتی ہین کہ اپنی اپنی جگہ
ہر شخص آپکو اپنا سچا اور حقیقی مربی سمجھتا ہے۔ اگر انصاف سے دیکھا جاے
تو تمام فرائضِ انسانی مین حقوق العباد ایک اہم فرض ہے۔ اور جسکے لیے
ہمارے پاک مذہب مین بڑے بڑے تاکیدی احکام نافذ ہوئے ہین۔ اور واقعی

صاحبِ فہم کے نزدیک عباداتِ الٰہیہ مین اس سے بڑھکر کوئی عبادت مشکل نہین۔ کیونکہ اور جتنی عبادتین ہین سب اپنے لیے ہین اور یہ اورون کے واسطے جو شخص صرف اپنے قدم کی خیر مناتا رہتا ہے۔ جسکی مختلف صورتین ہین یعنی (خواہ معتکف بنکر یا برائے نام تارک الدنیا ہو کر یا اپنے آپکو محض زاہدِ خشک بناکر) وہ ہرگز اُن خدا ترس اور سچے ایماندار لوگون کے مقابلہ مین قابلِ قدر نہین ہے جو بفضلِ الٰہی ذوی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل کا لحاظ و پاس اس حکمِ ناطق کے موافق کرتے ہین لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔ اور ان شاء اللہ تعالےٰ یہی لوگ دنیا و دین مین نعماے الٰہی سے مستفیض ہونگے اور اُن لوگون کو خسر الدنیا والاخرۃ کے سوا کچھ حاصل نہین ہوگا۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی		کین رہ کہ تو میروی بترکستانست

منجملہ اپنے تمام فرائض کے مرزا صاحب عم فیضہ کو اپنے اعزہ و اقارب اور قدیم احباب و مستحقین کی پاسداری اور اُن کا خیال از حد رہتا ہے کسی شخص کو اپنی آنکھ سے تکلیف مین نہین دیکھ سکتے جسکا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ نصف سے زیادہ آپکی آمدنی تمامی اعزا و احبا وغیرہ کی خبرگیری مین صرف ہوتی ہے۔ خواہ اپنی تنخواہ ملنے مین دیر ہو جائے مگر کم سے کم اُن مقررہ مستحقین کو جسطرح

ممکن ہوتا ہے وقت پر پہنچایا جاتا ہے۔ اور ان مقررہ عطیات کے سوا مصرفِ
خیر کی مد ہر وقت جاری رہتی ہے۔ آپکے در سے کوئی سائل کبھی محروم نہین
جاتا جو اُسکی قسمت کا ہوتا ہے ملتا ہے۔ بہرحال جس اہلِ نظر نے آپکو دیکھا ہے
اور نہ صرف دیکھا ہے بلکہ آپکی فیضِ صحبت سے مشرف ہوا ہے وہ کہہ سکتا ہو
کہ مرزا صاحب۔ اخلاقِ سنیّہ۔ خصائلِ حسنہ۔ مروت۔ سیر چشمی۔ خداترسی۔ حق پوشی
وغیرہ وغیرہ مین فردِ کامل ہین۔

راقم آثم کے ساتھ جو بزرگانہ اشتاق اور جو مربیانہ الطاف ہین اُنکو یہ خاکسار ہی
جانتا ہے۔ اور یہ شفقت کچھ مجھی پر منحصر نہین جو آپکا خادم ہے وہ اس سے
محروم نہین۔ اور سب شفقتون کے علاوہ مخصوص اس کتاب کے لیے جو جو اشفاق
فرمائے ہین اُنکے بیان کو بھی ایک دفتر چاہیے باوجود سرکاری کام اور مختلف
مواقع اور چند در چند امراض کے ہر وقت میرے معروضات جو اس تالیف سے
متعلق ہوتے تھے فوراً منظور فرمائے گئے۔ فصیح اللغات مین سیکڑون محاورے
ایسے ہین جنکے لیے اُستاد کی ضرورت تھی اور جو موجودہ کلام مین نہ تھے مگر
میری ناچیز استدعا پر فوراً اشعار سندیہ فرمائے گئے۔ میری بعض فرمایشین ایسی
بھی ہوئی ہین جن کی تعمیل طبعِ مبارک کو پسندیدہ نہوئی تھی لیکن خاکسار کی خاطر

اس قسم کی تکلیفین بھی برداشت فرمائی گیین - ایک مرتبہ راقم نے یہ بات عرض کی کہ اس کتاب مین شاعری کے متعلق وہ چند الفاظ بھی بتانے ضروری ہین جنکی ضرورت اور تلاش روزانہ ہمسے ناواقفون کو رہتی ہے اور چونکہ اس کتاب مین کوئی لفظ کوئی لغت بغیر سند شعر نہین لکھا گیا اسلیے ان فواید کے بیان کرنے سے اُسوقت تک مجبوری ہے جب تک کہ اشعار سند یہ نہ ملجائین - اور وہ الفاظ مثل تشبیہ - استعارہ - مثل - ردیف - قافیہ ایطا وغیرہ کے تھے ظاہر ہے کہ اس قسم کے الفاظ غزل وقصائد مین تو آتے نہین یا نو اُنکے لیے کوئی قطعہ مخصوص کہا جاتا یا فرداً فرداً شعر موزون کیے جاتے - چنانچہ آپنے اپنی شفقت سے میری عرض کو قبول فرما کر ایک قطعہ بطور نصیحتنامہ فوراً منظوم فرما دیا اور جس مین مجھنا چیز کی فرمایش کا ذکر کرکے میری خاص عزت افزائی فرمائی - اگرچہ اُس قطعہ کے اشعار ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اپنے اپنے مقام پر اصل کتاب مین موجود ہین مگر ایک [illegible] چیز ہونے کی وجہ سے اور یکجائی کے خیال سے تاکہ کل تلامذہ اُس نصیحت نامے کو دیکھ لین اُسکی نقل یہان کیجاتی ہے جو یقینی بے موقع نہین -

قطعہ بطور ہدایت نامہ

اپنے شاگردونکی سے ہے مجھکو ہدایت منظور | کہ سمجھ لین یہ دل سے وہ بجا و بیجا
شعرگوئی مین رہین پیشِ نظر یہ باتین | کہ بغیر اسکے فصاحت نہین ہوتی پیدا
چست بندش ہو نہو سست یہی خوبی ہی | وہ فصاحت سے گرا شعر مین جو حرف دبا
عربی فارسی الفاظ جو اُردو مین کہین | حرفِ علت کا بُرا اُنکا ہی گرنا دبنا
الفِ وصل اگر آئے تو کچھ عیب نہین | لیکن الفاظ مین اُردو کے یہ گرنا ہی روا
جس مین گنجلک نہو تھوڑی بھی صراحت وہی | وہ کنایہ ہے جو تصریح سے بھی ہو اولیٰ
عیب و خوبی کا سمجھنا ہے اک امرِ نازک | پہلے کچھ اور تھا اب رنگِ زبان اور ہوا
یہی اُردو ہے جو پہلے سے چلی آتی ہے | اہلِ دہلی نے اسے اور سے اب اور کیا
مستند اہلِ زبان خاص ہین دلی والے | اسمین غیرون کا تصرف نہین مانا جاتا
جوہری نقدِ سخن کے ہین پرکھنے والے | ہے وہ ٹکسال سے باہر جو کسوٹی پہ چڑھا
بعض الفاظ جو دو آئے ہین اک معنی مین | ایک کو ترک کیا ایک کو قایم رکھا
ترک جو لفظ کیا اب وہ نہین مستعمل | اگلے لوگون کی زبان پر وہی دیتا تھا مزا
گرچہ تعقید بری ہے مگر اچھی ہو کہین | ہو جو بندش مین مناسب تو نہین عیب ذرا

شعر میں حشو و زوائد بھی بُرے ہوتے ہیں ایسی بھرتی کو سمجھتے ہیں نہیں شاعر اچھا

گر کسی شعر میں ایطاے جلی آتا ہے وہ بڑا عیب ہے کہتے ہیں اُسے بے معنی

استعارہ جو مزے کا ہو مزے کی تشبیہ اسمیں اک لطف ہے اس کہنے کا پھر کیا کہنا

اصطلاح اچھی مثل اچھی ہو بندش اچھی روزمرہ بھی رہے صاف فصاحت سے بھرا

ہے اضافت بھی ضروری مگر ایسی تو نہو ایک مصرع میں جو ہو چار جگہ بلکہ سوا

عطف کا بھی ہے یہی حال یہی صورت ہے وہ بھی آئے متوالی تو نہایت ہے بُرا

لف و نشر آئے مرتب وہ بہت اچھا ہے اور ہو غیر مرتب تو نہیں کچھ بیجا

شعر میں آئے جو ایہام کسی موقع پر کیفیت اُس میں بھی ہے وہ بھی نہایت اچھا

جو نہ مرغوب طبیعت ہو بُری ہے وہ ردیف شعر بے لطف ہے گر قافیہ ہو بے ڈھنگا

ایک مصرع میں ہو تم دوسرے مصرع میں تو یہ شتر گربہ ہوا میں نے اسے ترک کیا

چند بحریں متعارف ہیں فقط اردو میں فارسی میں عربی میں ہیں مگر ان سے سوا

شعر میں ہوتی ہے شاعر کو ضرورت اسکی گر عروض اُسنے پڑھا ہو وہ ہے سخنور دانا

مختصر یہ ہے کہ ہوتی ہے طبیعت اُستاد دین اللہ کی ہے جسکو یہ نعمت ہو عطا

بے اثر کے نہیں ہوتا کبھی مقبول کلام اور تاثیر وہ شے ہے جسے دیتا ہے خدا

گرچہ دنیا میں ہوئے اور ہیں لاکھوں شاعر کسب فن سے نہیں ہوتی ہے یہ خوبی پیدا

سید احسن جوہری دست بھی شاگرد بھی ہین	جنکو اللہ نے دی فکرِ رسا طبعِ رسا
شعر کے حُسن و قبایح جو انہون نے پوچھے	اُنکی درخواست سے اک قطعہ یہ برجستہ کہا

پند نامہ جو کہا داغ نے بیکار نہین
کام کا قطعہ ہے یہ وقت پہ کام آئے گا

مرزا صاحب محض شاعر نہین

گو اس زمانے کی تعلیم یافتہ لوگ آپکو دیکھکر مجموعی حیثیت سے آپ کے متعلق یہ رائے قائم کرین کہ مرزا صاحب ایک پرانی روش کے بزرگ ہین اور آپکے دماغ کو محض شاعری کے لیے مخصوص کیا گیا ہے مگر وہ شخص جسنے آپکی صحبت پائی ہے اور جس نے مختلف قسم کے معاملات مین آپکا تجربہ کیا ہے وہ ہرگز اس خیال کا موید نہین ہو سکتا ہے۔ اسموقع پر پہلے آپکے دو شعر لکھے جاتے ہین۔ اُسکے بعد سلسلۂ کلام شروع ہوگا ؎

دیکھا ہے دیکھنے کی طرح اک جہان کو	گزرا ہے اک زمانہ ہماری نگاہ سے

اس سچے مضمون کو پڑھنے کے بعد اس شعر کا مضمون مان لینے کے قابل ہے کہ ؎

جو کچھ بتائے داغ اُسے مان لیجیے	وہ آزمودہ کار تو ہے گو ولی نہین

بظاہر ابتدائے عمر سے آپکو شعر و سخن کا شوق رہا اور اگرچہ اب آپ حیدرآباد مین محض
اسی کام پر مامور ہین مگر یہان آنے سے قبل ریاست رامپور مین اور رامپور سے
پہلے قلعہ شاہی مین آپنے مختلف کامون مین اوقات بسر کی ہے اور گویا
اُس زمانے مین شاعری محض تفنن للطبع تھی ورنہ اصلی کام وہی تھا جو ایک پولٹیکل
دماغ کا آدمی کرسکتا ہے۔ معاملہ فہمی مردم شناسی اور مغز سخن کو پاجانا اور اسی قسم
کی وہ تمام باتین آپ مین موجود ہین جو ایک غیر شاعر اور مدبر شخص مین ہونی چاہئین

شاعری نے کردیا ای داغ سودائی تجھے		تیری دانائی کے قائل تھے سب افلاطون منش

آپکے دماغ اور آپکی طبیعت کی قابلیت وصلاحیت کا اندازہ کرکے زمانۂ سابق
مین چودہ پندرہ برس کی عمر مین آپکو ایک معزز یورپین حاکم نے تحصیلداری کے
لیے منتخب کیا تھا مگر خود آپنے ان جھگڑون مین پھنسنا منظور نہین فرمایا۔ اس
بیان کی تائید مین اور بہت سے واقعات وحالات ہمارے ذہن مین ہین مگر اور
وجہون کے سوا طوالت کتاب کے خیال سے وہ سب باتین قلم انداز کیجاتی
ہین۔ یہ قاعدے کی بات ہے کہ ہر ایک شخص کو اپنی طبیعت کی پسند کے موافق
کسی نہ کسی ایک خاص چیز یا چند چیزون کا شوق اور باتون سے زیادہ ہوتا ہے
اور اگرچہ بظاہر وہ اُسکی ضرورتون سے سوا ہوتی ہین مگر اسطرح جمع کیجاتی ہین۔

جسطرح اور ضروری چیزین فراہم کیجاتی ہین - مرزا صاحب کو ابتدا سے چند
چیزون کا ایک خاص شوق رہا اور اب تک ہے۔ سواریون مین گھوڑے کا
شوق ہے حالانکہ اب خود کبھی سوار نہین ہوتے مگر جب بھی چار۔ پانچ گھوڑے
اصطبل مین موجود رہتے ہین - دوسرا شوق ہتیارون مین تلوار کا ہے کہ عمدہ سی
عمدہ نایاب تلوارین آپکے پاس موجود ہین۔ تیسرے مکان اور مکان کی
آرایش کا شوق اور خیال ہے۔ یہان جس مکان مین اب آپ رہتے ہین
گو وہ آپکے رہنے کے لیے موزون نہین مگر ایسا درست کیا ہے اور سجایا
ہے جیسا کہ شوق کا مقتضی ہونا چاہیے اس آرایش نے مکان کی حیثیت
بنا دی ہے۔ سب چیزون سے بڑھکر جس کا آپکو شوق ہے وہ کتاب ہے۔
گو ابتدائی زمانے کی جمع کی ہوئی کتابین اور عمدہ عمدہ مرقع وغیرہ غدر مین
تلف ہوگئے تاہم اسوقت ماشاءاللہ چشم بد دور چار۔ پانچ الماریان ہزار کتابون
سے معمور ہین - اور روزانہ تعداد بڑھتی جاتی ہے - ہر مہینے مین کم سے کم پچاس
ساٹھ رُپیے کی نئی کتابین لکھنؤ - بمبئی وغیرہ مقامات سے آجاتی ہین کتابخانے
مین اگرچہ کم وبیش کل علوم وفنون کی کتابین موجود ہین مگر زیادہ تر شاعری سے
متعلق دوادین فارسی واُردو - تاریخ وسیر۔ طب رمل ونجوم کا ذخیرہ ہے موخرالذ

فن سے آپکو ایک خاص دلچسپی ہے کیونکہ خود رمل و نجوم مین کافی واقفیت رکھتے ہین۔ چنانچہ منجملہ اور ملازمین کے ایک پنڈت صاحب مقرر ہین جو اپنے وقت پر آکر بحث کیا کرتے ہین۔ آپکے روزانہ مشاغل مین کوئی خاص پابندیِ اوقات نہین ہے زیادہ تصنیف و اصلاح اور کتب بینی کا شغل رہتا ہے یا شبکو ایک آدھ گھنٹے چند ہمصحبت لوگون مین گانا سننے کا مشغلہ رہتا ہے اُستاد ذوق مرحوم بھی گانا سننے کے بہت شایق تھے۔ وہی حال آپکا ہے۔ اور یہ ایک ایسی دلچسپ تفریح ہے جو خلقتاً ہر شخص کو پسند ہے۔ کوئی شخص علمِ موسیقی کے اصولون کو بے قدری کی نگاہ سے نہین دیکھ سکتا یہ وہ موثر چیز ہے کہ آدمی تو آدمی جانور بھی اس سے مانوس ہوتے ہین۔ یہی اثر وہ جادو ہے جسکی وجہ سے بے اختیار خوش الحانی کی طرف دل کھچا جاتا ہے۔ سماع اور شاعری کا قریب قریب یکسان حال ہے جسطرح بغیر خوش آوازی کے سماع مین دلچسپی نہین ہو سکتی ہے اسیطرح بغیر اثر کے کلام مین لطف نہین آسکتا ؎

فرماتے ہین وہ سنتے ہین جب داغ کے اشعار		اللہ زبان دے تو زبان مین ہو اثر بھی

مرزا صاحب کی وضع اور لباس بالکل قدیم طریقے کا ہے۔ گو اس زمانے

کے موافق کچھ معمولی ترمیم ہوگئی ہے مثلاً انگرکھے کی جگہ شیروانی یا بجاے
قدیم ٹوپیون کے حیدرآباد کی منصب داری پگڑی یا ترکی ٹوپی مگر بحیثیت مجموعی
یہ وضع ایسی نہین جسپر نئی روشنی کا اطلاق ہوسکے۔

موجودہ قد و قامت اور صورت شکل کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ
شباب کے زمانے مین آپ خوشنرو اور خوشرنگ قوی جوان تھے اس کتاب
مین جو فوٹو دیا گیا ہے۔ وہ زمانہ حال ہی کا ہے۔

شادی

۱۵ برس کی عمر مین آپکی شادی ہوئی۔ حیدرآباد مین تشریف لائے ہوئے
آپکو چودہ پندرہ سال ہو چکے تھے کہ ۱۳۱۵ھ مین آپکی اہلیہ نے وفات
پائی اور سید یوسف شریف صاحب کی درگاہ مین مدفون ہوئین۔

حج

مرزا صاحب نے منجملہ اور سفرون کے نواب خلد آشیان کے ساتھ
سفر حجاز بھی کیا ہے اور زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے
مشرف ہوکر مناسک حج و زیارت بھی ادا فرماے ہین آپکا مذہب آپکے اس
مقطع سے معلوم کرنا چاہیے ؎

یہ داغ جان نثار ہے آل رسول کا		یہ داغ ہے صحابۂ عظام کا مطیع

آپ اپنے اخلاق سنیہ کی بدولت ہمیشہ مسکرات سے تائب رہے بلکہ

ان مشاغل سے قاطبۃً نفرت ہے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ آپ کبھی سخت علالت مین مبتلا ہوے ہین یا آپکے عوارضِ لاحقہ کو دیکھکر ڈاکٹرون نے اور اطبا نے راے دی ہے کہ آپکے لیے دواؤن سے زیادہ شراب مفید ہے اُسکا استعمال ضرور کرنا چاہیے آپنے ایسی رایون کو کبھی منظور نہین فرمایا۔ ڈاکٹری دوا اسی عام خیال کی وجہ سے نہین استعمال کرتے۔ یہ ایک عجیب بات ہی کہ باوصف اس احتیاط و اتقا کے آپکے بعض رندانہ کلام مین وہ اثر اور وہ کیفیت پائی جاتی ہے جو واقعی پینے والون کی باتون مین ہونی چاہیئے۔ اگر غور کیجاے تو یہین سے اس فن کا غیر اکتسابی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

مرزا صاحب کو اسوقت تک جن جن لوگون سے ایک خاص ربط اور اتحاد رہا ہے یہان اُن کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے منجملہ اور احباب کے آپ ہمیشہ جناب مولوی عبدالحق صاحب منطقی خیرآبادی مرحوم اور جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی مغفور کے مداح رہے اور ان رفیقون کے انتقال کا واقعی جو صدمہ آپکو ہوا ہے اُسکا اندازہ مشکل ہے۔ حالانکہ زمانہ ہم فنی ہونے کی وجہ سے یہ سمجھا ہے کہ امیر و داغ مین مخالفت تھی مگر باہمی ارتباط اور خط و کتابت کے دیکھنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ منشی صاحب مرحوم مین اور آپ مین

وہ روابط اور یکجہتی تھی جو حقیقی بھائیون مین ہونی چاہیئے۔ ہمنے جو خطوط منشی صاحب کے مرزا صاحب کے نام آئے ہوئے دیکھے ہین اُن سے اُن کی الفت کا اندازہ ہوتا ہے اور جو کیفیت آپکی منشی صاحب کے حیدر آباد کے آتے وقت ان آنکھون سے دیکھی ہے اُس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سچی محبت اسکا نام ہے۔ یون سمجھنے کے لیے زمانہ جو چاہے سمجھے شاعر کے جو خاص دلی جذبات ہوتے ہین اُن کا اظہار الفاظ مین مشکل ہی نہین بلکہ ناممکن ہے مگر نقادِ سخن اور گہری نظر ڈالنے والے نشست اور بندشِ الفاظ سے بعض وقت دلی جذبات کا کچھ کچھ اندازہ کرسکتے ہین۔ ہم یہان دو مشہور مقطع لکھتے ہین جن مین صرف ایک ایک لفظ ایسا ہے جس سے دلی آرزو اور تمنا ٹپکی پڑتی ہے۔ اور دونون شخصون کے دلی جذبات کا اندازہ ہوتا ہے ؎

کہان ہم اسے امیر اب اور کہان داغ	وہ جلسے ہوچکے خلد آشیان تک

اس شعر مین کہان کے لفظ کو اگر غور سے دیکھا جائے تو ٹھیک اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لفظ بے ساختہ پرحسرت دل سے نکلکر زبانِ حال کا ترجمان ہوا ہے۔ اسیطرح ؎

اے داغ ہے دکن ہی بہت دور لکھنؤ	ملتا امیر احمد و سید جلال سے

اس شعر مین بھی سامنے کے لفظ سے وہی بات ظاہر ہوتی ہے۔ جو کہان مین بیان کیگئی۔

جب منشی صاحب مرحوم کا بھوپال سے اطلاعی خط مرزا صاحب کے نام آیا ہے کہ ہم فلان تاریخ یہان سے روانہ ہونگے اُسوقت کی خوشی کا اندازہ نہین ہوسکتا ایک عجیب بیتابانہ مسرت کے ساتھ اُنکے رہنے کے لیے مکان وغیرہ کا انتظام و اہتمام کیا جاتا تھا۔ باوجود دورہ و جمع مقاصد آپ خود بار بار اُس مکان مین آتے جاتے جو منشی صاحب کے واسطے تجویز کیا تھا خود اپنے سامنے ہر ایک آسایش کا سامان ترتیب سے رکھواتے اور سب سے کہتے جاتے کہ جامع المتفرقین نے پندرہ برس کے بعد ایک رفیق کو ملایا ہے۔ مگر افسوس کہ اس نیرنگی زمانہ کے ہاتھون یہ فوری خوشی بہت جلد دائمی رنج سے بدل گئی۔ جسوقت منشی صاحب کا انتقال ہوا ہے اُسوقت بے ساختہ آپکی زبان سے یہ پُر حسرت مطلع نکلا۔ ہائے کیا دردناک سچا مضمون ہے ؎

خاک اُس سے عشق نے چھنوائی تھی	دشت مین مجنون کی مٹی لائی تھی

بظاہر اس مختصر سوانح عمری مین جتنی ضروری اور مفید باتین تھین سب آگئین

اب آخر مین ہم حضرت اُستادی مدظلہ کے متعلق جو ملک کے بزرگون اور لایق مورخون اور تذکرہ نویسون نے مختلف اوقات مین تھوڑی بہت اپنی اپنی رائے لکھی ہے وہ بجرفہ یہان نقل کیجاتی ہے جسکے دیکھنے سے اور پڑھنے سے یہ بات ثابت ہوجائے گی کہ آپکو نہ صرف آپکے تلامذہ و معتقدین ہی نے اُستاد مانا ہے بلکہ ملک مین عموماً بڑے بڑے اساتذہ اور اہل الرائے نے آپکا لوہا مان لیا ہے۔

آپکے غالب اور دیگر بزرگون اور مورخون کی رائین

حضرتِ غالب جیسے اکھل کھرے مزاج کے آدمی کو کون نہین جانتا جس شخص کی مخالفت پر آمادہ ہوے عمر بھر اُسے اچھا نہ کہا خواہ وہ اچھی ہی بات کیون نہ کہے قتیل مرحوم سے ہمیشہ چخ رہی اُنکو طرح طرح سے اپنی ظرافت آمیز فقرون سے برا بھلا کہتے رہے۔ بااین ہمہ انصاف پسندی کے موقع پر جب کسی تعریف کی تو ایسی کی جس سے بڑھکر حدِ تعریف نہین ہوسکتی اور ایک اُنکی تعریف گویا زمانے کی تعریف سمجھی گئی۔ سنا گیا ہے کہ منجملہ اور اشعار کے حضرتِ اُستادی کے یہ چار شعر بھی اکثر پڑھا کرتے تھے۔ اور دادِ سخن دیتے تھے۔ وہ اشعار یہ ہین ؎

تیرے جلوے کا تو کیا کہنا مگر	دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

نخِ روشن کی آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہین
اودہر جاتا ہی دیکھین یا ادہر پروانہ آتا ہی

افتادگی پہ بھی نہ گئی اُسکی جستجو
گویا زمین پہ سایۂ مرغ پریدہ ہون

اُنکی طرف سے آپ لکھے خط جواب مین
کیا کیا فریب دلکو دیے اضطراب مین

جب مرزا صاحب کا دیوان گلزار داغ طبع ہوا ہے اُسوقت ایکے عم بزرگ نواب ضیاء الدین احمد خان المتخلص بہ نیر درخشان نے ایک مختصر قطعہ کہکر آپکے پاس بھیجا تھا۔ نواب موصوف کی قابلیت اور ناموری زمانے پر مخفی نہین ہے وہ کوئی معمولی آدمی نہین تھے اُنکی تعریف عام تعریف نہین ہوسکتی اس قطعہ کے پڑہنے سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ایک بزرگ اپنے خرد اور لایق عزیز کی تعریف کسطرح کرتا ہے

نازم آن نخلبندِ معنی را
کہ بیاراست از سخن صد باغ

گلِ رنگینِ باغِ دل افروز
درو خوشبوے عطر بیز دماغ

اوجِ نازک خیالی او را
باید آن سوے عرش جست سراغ

معنیِ نغز او دلش ریزا ن
چون مے ناب از کنارِ ایاغ

کردہ مشکین غزالِ مضمون صید
صفحۂ خاطرش ختن را راغ

جمع کردہ کلامِ روشنِ خویش
کہ شبستانِ فکر راست چراغ

ہر گہ از طبعِ تازہ اش دلخواہ	للہ الحمد دست داد فراغ
سالِ ختمش بخوان کہ این دیوان	زد بدلہا جدید سکۂ داغ
ساخت این قطعہ نیّر از دہلی	نزد نواب میرزا ابلاغ

منجملہ اور خطوط کے ایک خط حضرتِ امیر مینائی مرحوم و مغفور کا ایسا ملا جس مین حضرت استادی مدظلہ کے کمال کا اعتراف پایا جاتا ہے۔ اپنے مفید مطلب اسکی کچھ عبارت یہان نقل کیجاتی ہے۔ یہ خط ۲۶ رجولائی ۱۸۹۲ء کا لکھا ہوا ہے۔ وہ لکھتے ہین" میرے پرانے یار پرانے غمگسار حضرت داغ سلامت۔ خداوند تعالی یوماً فیوماً آپکے اعزاز کو بڑہائے اور اس فن کو چمکائے۔ ملک کو آپکی قدر ہو یا نہو میری نظر مین تو جسقدر ہے اسکو آپکا دل بخوبی جانتا ہوگا۔ آپ حاسدانِ کوتہ اندیش کا کچھ خیال نکرین۔ اربابِ کمال خصوصًا وہ جنسے زمانہ کچھ موافقت کرتا ہے ہمیشہ محسود ہوا کرتے ہین محسود ہونا سرمایۂ ناز و فخر ہے حاسد ہونے سے خدا محفوظ رکھے۔ فقط یاد آوری کا منت پذیر۔ امیر فقیر

تذکرۂ انتخابِ یادگار مطبوعہ تاج المطابع مین حضرتِ امیر مینائی مرحوم آپکا ذکر اس عبارت مین فرماتے ہین" داغ نواب مرزا خان خلف نواب

شمس الدین خان مغفور چوالیس برس کی عمر صاحب دیوان شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی کے شاگردون مین فردِ کامل۔ خوش مذاق ہونے مین یکتائی حاصل۔ سرکار فیض آثار کے ملازم و معتمد خاص۔ اصطبل و فراشخانے کی داروغگی سے اختصاص۔ وطن اصلی انکا دہلی ہے۔ الخ

تذکرۂ غنچۂ ارم مطبوعہ مطبع نجفی کلکتہ مین مولوی محمد علی نجف صاحب نجف۔ آپکے حالات اسطرح لکھتے ہین۔ "داغ۔ سخنور یکتا شاعر بے ہمتا نواب مرزا خان بہادر دہلی مولد و تقرب یافتہ و مشیر خاص حضور پر نور نواب صاحب بہادر والی دارالسرور رام پور دام اقبالہ۔ خلف الصدق فردوس مقام خلد مکان نواب محمد شمس الدین خان بہادر۔ برگزیدہ ترین شاگردِ خاقانیِ ہند کلیم زمان شیخ محمد ابراہیم ذوق اُستاد حضرت ظفر شاہ دہلی نور اللہ مرقدہما است وحید الدہر فرید العصر خوش خوسخنہ گو خوش سخن کامل فن شیوا زبان جادو بیان کاملِ کلامِ متنوع عاملِ سخنِ مختلفہ کلامش آبِ زلالے است کہ تشنہ کامان بوادی تلاشِ سخن را باقداحِ ما معین سیراب میکند و سخنش سحرِ حلالے است ہمچون افسون افسون سازانِ قلوبِ سامعین را مسخر مینماید۔ متانتِ کلامش بافصاحت و بلاغت ہمعنان و سلاست سخنش بالطافت و نفاست ہمزبان آن قدر تلامذہ دارد

کہ حصرش محال می نماید۔ الخ

تذکرۂ طورِ کلیم مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ مین مولوی سید نور الحسن خانصاحب فرزند کلان امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خانصاحب آپکے متعلق یہ لکھتے ہین" **داغ**۔ نواب مرزا خان خلف نواب شمس الدین خان بہادر برگزیدہ ترین تلامذۂ خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق است واز مشیرانِ خاص فرمان روائے رامپور من وادرا غائبانہ اتحادے است۔ ہرچند تلاقیِ صوری صورت نہ بستہ۔ درین نزدیکی گفتارِ دلاویزِ خویش را فراہم آوردہ گلزارِ داغ نام دیوانے ترتیب دادہ است بعد طبع یکے نزونامہ گردآور فرستادہ۔ شوخی کہ در کلام اوست بندہ ندانم کہ امروز دیگرے را دادہ باشند وزبانیکہ اورا بخشیدہ اند فی زماننا ہیچ کسے را میسر نیست۔ بیشتر ازین ستایشِ گفتار وے چہ توان گفت خیر الکلام ماقل ودل۔ الخ۔

تذکرۂ گلستانِ سخن مطبوعہ مطبع منشی نولکشور مین شاہزادہ مرزا قادر بخش بہادر المتخلص بہ صابر دہلوی آپکا حال یون رقم فرماتے ہین۔ **داغ** تخلص ہے شمع افروزِ بزمِ محبت گرمیِ ہنگامۂ الفت دوست صداقت التیام۔ نواب مرزا نام جوان خوش وجاہت کا کہ پاکی سیرت ولطف صورت کو بزمِ خوبی مین فراہم

اور صفائی باطن اور حسنِ ظاہر کو محفلِ کمال مین باہم رکھتا ہے ادب و تواضع
ایک جامہ ہے اُسکے قامتِ احوال پر راست اور خلق و مروت ایک ذخیرہ
ہے اُسکے گنجینۂ طبع مین بے کم و کاست خمیر صافی اور فروغ مشرق اور آفتاب
شوخیِ فکر اور طبعِ لمعۂ برق اور سحاب معنی کی رنگین اور عبارت کی متانت اور الفاظ
کی شستگی اور کلمات کی تنگذری حدِ اوصاف سے خارج ہے فنِ سخن مین شیخ
ابراہیم ذوق غفر اللہ لہٗ سے استفادہ اور فیضِ اُستاد اور طبیعتِ رسا کی امداد سے
آرایشِ بزم کمال مین آمادہ ہے الخ۔

ان تذکرون کے علاوہ اور کتابون مین رسالون مین اخبارون مین وقتاً
فوقتاً ملک اور اہلِ ملک نے اپنی اپنی رائین ظاہر کی ہین۔ اُن سب کا اقتباس
اسلیے بیکار سمجھا کہ فی زمانناقریب قریب ہر وہ شخص جو اس کتاب کے مطالب
کو دلچسپی سے پڑھ سکتا ہے ہم سے زیادہ مذکورہ بالا کتب ورسائل واخبار کی
سیر کر چکا ہوگا۔ فضول ہے کہ سُنی ہوئی اور پڑھی ہوئی باتون کو پھر سنایا
جائے۔ اور دُہرایا جائے۔

سوانح عمری سے جو جو باتین متعلق تھین وہ سب ان اجزا مین لکھدی
گئین۔ اور ابھی چونکہ فصیح اللغات کا اصلی اور اہم کام باقی ہے اس لیے

اس بیان مین اختصار کیا جاتا ہے۔ جن لوگون نے حضرت اُستادی نواب فصیح الملک بہادر مدظلہ کو اپنی خوش قسمتی سے دیکھ لیا ہے وہ ان حالات کو پڑھکر یہ شعر پڑھینگے ؎

تو بھولنے کی چیز نہین خوب یاد رکھ	اے داغ کسطرح تجھے دل سے بھلائین ہم

اور جن مشتاقون کو ابھی یہ موقع نہین ملا ہے اُن کی خدمت مین یہ اجزا دیکھنے کے لیے پیش کیے جاتے ہین ؎

داغ سا دوسرا نہ دیکھو گے	گل ہزارون مین ایک صورت کے

الراقم

خاکسار سید علی احسن۔ احسن مارہروی۔ دولتخانۂ اُستادی حضرت نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی۔ حیدرآباد دکن۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۰۱ء

تاریخ طبع عطیہ

عالیجناب معلی القاب اُستاذی و ملاذی جہان اُستاد بلبلِ ہندوستان استاد السلطان مقرب الخاقان ناظم یار جنگ دبیر الدولہ نواب فصیح الملک بہادر حضرت داغ دہلوی مدظلہ العالی-

زندگی کے مرے احسن نے سوانح لکھے ۔۔۔ عمر کے باغ کا یہ آنکھ سے جلوہ دیکھو

داغ نے مصرعِ تاریخ کہا برجستہ ۔۔۔ جلوۂ داغ کا یہ آنکھ سے جلوہ دیکھو

سنہ ۱۳۲۰ھ

تاریخ ترتیب عطیہ

عالی مرتبت والا منزلت معظمی و مکرمی جناب شاہزادہ صاحب عالم مرزا خورشید عالم بہادر گورگانی المتخلص بہ

خورشید برادر حضرت استادی مدظلہ

بہت خوب احسن نے لکھی سوانح | کریں سیر سب اسکی ہے باغ نادر
یہ ترتیب کا سال خورشید عالم | کہا ہے میں نے ہے جلوہ وآنغ نادر

۱۳۱۹ھ

... نگارِ ... نظام المعنی دیوان فصاحت عنوان



بلبل ہندوستان معرب لحن خاقانی زمن استاد السلطان دکن جناب نواب میرزا خان صاحب داغ دہلوی خلف نواب شمس الدین احمد خان نور اللہ مرقدہ

باہتمام کارپردازان مطبع [illegible] بطبع آراستہ شد

ردیف الالف

وبہ نستعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مین کلمہ گو ہون خاص خدا اور رسول کا
آتا ہے بام عرش سے مژدہ قبول کا

وہ پاک بے نیاز تجسم سے ہے بری
محتاج فوق و تحت و دو عرض و طول کا

انسان سے بیان ہون کیونکہ صفات آں
ایسا کہان ہے ذہن ظلوم و جہول کا

دونون جہان مین بوئے محمد ہے جسطرح
کونین مین ہے رنگ فقط ایک پھول کا

صلّی علیٰ ہے نام محمد مین کیا اثر
درمان دل علیل و حزین و ملول کا

طاعت خدا کی اور اطاعت رسول کی
یہہ ہے طریق دولت دین کے حصول کا

یہہ داغ ہے صحابہ عظام کا مطیع
یہہ داغ جان نثار ہے آل رسول کا

یارب ہے بخش دینا بندے کو کام تیرا
محروم رہ نجائے کل یہہ غلام [illegible]

جبتک ہر دل ثقلین ہر دم ہو یاد تیری
جبتک زبان ہر منہہ مین جاری ہو نام تیرا

ایمان کی کہین گے ایمان ہر ہمارا
احمد رسول تیرا مصحف کلام تیرا

شمس الضحی محمد بدر الدجی محمد
ہر نور پاک روشن ہر صبح و شام تیرا

اُس شاہ انبیا کے در کا ہون مین سلامی
آیا سلام جسکو پہنچا پیام تیرا

ہر تو ہی دینے والا پستی سے دے بلندی
اسفل مقام میرا اعلی مقام تیرا

بیچون و بیچگون ہر بے شبہہ ذات تیری
واحد احد صمد ہر اللہ نام تیرا

محروم کیون رہون مین جی بہر کے کیون نہ لون مین
دیتا ہر رزق سبکو ہر فیض عام تیرا

یہہ **داغ** ہی نہوگا تیرے سوا کسیکا
کونین مین ہر جو کچھہ وہ ہر تمام تیرا

اچھی صورت پہ غضب ٹوٹ کے آنا دل کا
یاد آتا ہر ہمین ہاے زمانا دل کا

تم بھی منہہ چوم لو بیساختہ پیار آجائے
مین سناؤن جو کبھی دل سے فسانا دل کا

نگہہ یار نے کی خانہ خرابی ایسی
نہ ٹھکانا ہر جگر کا نہ ٹھکانا دل کا

پوری مہندی بھی لگانی نہین آتی اب تک
کیونکر آیا تجھے غیرون سے لگانا دل کا

غنچۂ گل کو وہ مٹھی مین لئے آتے تھے
مین نے پوچھا تو کیا مجھہ سے بہانا دل کا

ان حسینون کا لڑکپن ہی رہے یا اللہ
ہوش آتا ہر تو آتا ہر ستانا دل کا

دے خدا اور جگہہ سینہ و پہلو کے سوا
کہ برے وقت مین ہو جائے ٹھکانا دل کا

میری آغوش سے کیا ہی وہ تڑپ کر نکلے
انکا جانا تھا الٰہی کہ یہہ جانا دل کا

نگہِ شرم کو بیتاب کیا کام کیا
رنگ لایا تری آنکھون مین سمانا دِل کا

انگلیان تارِ گریبان مین الجھہ جاتی ہین
سخت دشوار ہی ہاتون سے دبانا دِل کا

حور کی شکل ہو تم نور کے پتلے ہو تم
اور اسپر تمہین آتا ہی جلانا دِل کا

چھوڑ کر اسکو تری بزم سے کیونکر جاؤن
اِک جنازے کا اٹھانا ہی اٹھانا دِل کا

بیدلی کا جو کہا حال تو فرماتے ہین
کر لیا تونے کہین اور ٹھکانا دِل کا

بعد مدت کے یہہ اے داغ سمجھہ مین آیا
وہی دانا ہی کہا جس نے نہ مانا دِل کا

سبب کھلا یہہ ہمین انکے منہہ چھپانے کا
اڑا نہ لے کوئی انداز مسکرانے کا

طریق خوب ہی یہہ عمر کے بڑھانے کا
کہ منتظر رہون تا حشر اسکے آنے کا

چڑھاؤ پھول مری قبر پر جو آئے ہو
کہ اب زمانہ گیا تیوری چڑھانے کا

وہ عذرِ جرم کو بدتر گناہ سے سمجھے
کوئی محل نرہا اب قسم بھی کھانے کا

بتنگ آکے جو کی مین نے ترک رسم وفا
ہر اک سے کہتے ہین یہہ حال ہی زمانے کا

جفائین کرتے ہین تھم تھم کے اِس خیال سے وہ
گیا تو پھر یہہ نہین میرے ہات آنے کا

نہ سوچے ہم کہ تہِ تیغ ہو گی خلق اللہ
گھٹا نہ حوصلہ قاتل کے دِل بڑھانے کا

اثر ہی اب کی مے تند مین وہ ای زاہد
کہ نقشہ تک بھی نہ اترے شراب خانے کا

سمائین اپنی نگاہون مین ایسے ویسے کیا
رقیب ہی بھی ہو آدمی ٹھکانے کا

لگی ہی چاٹ مجھے تلخی محبت کی
علاج زہر سے مشکل ہی زہر کھانے کا

تمہین رقیب نے بہیجا کھلا ہوا پرچہ
نہ تہا نصیب لفافہ بہی آدھ آنے کا

لگی ٹھکانے سے بلبل کی خانہ بربادی
چراغ گل مین بہی تنکا ہے آشیانے کا

[illegible] داغ اور خواہش وصل
قصور ہے یہ فقط اُنکے مُنھ لگانے کا

دل مجھسے ترا ہاے ستمگر نہین ملتا
مر جاؤن گلا کاٹ کے خنجر نہین ملتا

دو دن بہی کسی سے وہ برابر نہین ملتا
یہ اور قیامت ہے کہ ملکر نہین ملتا

یا ترک ملاقات کی خو ہو گئی اونکو
یا یہہ ہے کہ مجھسے کوئی بہتر نہین ملتا

ایکاش ہم اب ٹھوکرین کہاکر ہی سنبہلتے
سر ملتے ہین اُس کوچہ مین پتہر نہین ملتا

زاہد نے اوڑاے توصفاتِ ملکوتی
حضرت کا فرشتونسے ابہی پر نہین ملتا

انکار سے اُمید ہے اقرار سے ہے یاس
جب وعدہ کیا پہر وہ مقرر نہین ملتا

کیا پوچھتے ہو بزم مین کیا ڈہونڈ رہے ہو
اوصاف بتادون دلِ مضطر نہین ملتا

تصویر تو پیدا ہے مصور نہین پیدا
آئینہ تو ملتا ہے سکندر نہین ملتا

ہر آبلے مین خار ہے ہر زخم مین پیکان
ملنے سے مری جان کوئی کیونکر نہین ملتا

کیونکر نہ مرین موت پہ بیمارِ محبت
ایسا یہ مزا ہے کہ مکرر نہین ملتا

کیا عید کے دن بہی رمضان ہے کہ جو ساقی
مجھکو نہین ملتا کوئی ساغر نہین ملتا

محفل مین تری عید کے دن میرے گلے سے
وہ کونسا فتنہ ہے جو اُٹھکر نہین ملتا

پروانے کا بہی وقت ہے بلبل کا بہی موسم
مرتا ہون جو معشوق گھڑی بہر نہین ملتا

یارب مرے اشکون سے نہ تاثیر جدا ہو — اس قافلہ سے کوئی بچھڑ کر نہیں ملتا
اس سے ہی کوئی وصل کی صورت نکل آتی — عکس آپکا آئینہ سے باہر نہیں ملتا

ہر وقت پڑھے جاتے ہین کیون داغ کے اشعار
کیا تمکو کوئی اور سخنور نہیں ملتا

حسینون کی وفا کیسی جفا کیا — جو دل آیا تو پھر اچھا برا کیا
برا کہنے سے کہیئے مدعا کیا — یہ سنکر چپ رہیگا دوسرا کیا
ڈرین کیون پرسش روز جزا سے — جو پوچھے ہمکو اُسکا پوچھنا کیا
نگاہ ناز سے دیکھین وہ پھر کیون — مکرر جو ادا ہو وہ ادا کیا
بگڑ بیٹھے عبث ذکر عدو پر — سنا کیا آپ نے مین نے کہا کیا
وہ دل کو چیر کر سو بار دیکھین — نکلتا ہے ہمارا مدعا کیا
ادا چاک گریبان کی اڑا دی — کھلے رہتے تھے یون بند قبا کیا
یہ سُنوایا فغان نے اثر نے — کریگا اور تو اس سے سوا کیا
مری صحبت سے کیون بچتے ہین احباب — ابھی جیتے جی مین مر گیا کیا
ذرا دم لو کہین گے حال دل بھی — ہمارے لب پہ رکھا ہے گلا کیا
عدو ہو وصل ہو میرے گلے ہون — ترے دلمین بھی ہین ارمان کیا کیا
کبھی تڑپا کے دل پر ہات رکھنا — کبھی کہنا اسے یہہ ہو گیا کیا
نگاہ رحم جرم عشق پر کیون — یہہ کی ہے بخشوانے کو خطا کیا

کہا ظالم نے سنکر داغ کا حال
بہت اچھے ہین اُنکا پوچھنا کیا

بُرا ہے شاد کو ناشاد کرنا
سمجھکر سونچکر بیداد کرنا

نہین آتا ہمین برباد کرنا
یہہ پہر کہنا یہہ پہر ارشاد کرنا

عدو کے غم مین یون فریاد ہر وقت
بہلا دونگا تجھے مین یاد کرنا

مرے صیاد کو اک کھیل ٹہیرا
پہنسا کر دام مین آزاد کرنا

جو آنکھون مین ہے دل مین ہو وہی نور
الٰہی دونون گہر آباد کرنا

رہے بعد فنا بہی جس کی لذت
قسم ہے تمکو وہ بیداد کرنا

ہمین شوق جفا ہے یہہ تو کہدو
نکرنا یا ستم ایجاد کرنا

غم دنیا و دین مین مبتلا ہون
مرے مولا مری امداد کرنا

چھپانا راز وصل احباب سے داغ
پہر ارمان مبارکباد کرنا

مین راز دل بیان کرون انجمن مین کیا
تکیہ کلام آپکا ہے ہر سخن مین کیا

تعریف پر مری یہہ اُلجھنا سخن مین کیا
پہرتا ہے نام غیر کا تیرے دہن مین کیا

ہے ساتھہ ساتھہ شام غریبی کے کچھہ وہان
یارون نے گہر کو آگ لگادی وطن مین کیا

فتنہ فساد رشک تغافل غرور ناز
اسکے سوا ہے اور تری انجمن مین کیا

مین خلد مین ہون اور نکیرین قبر مین
خالی کفن پڑا ہے دہرا ہے کفن مین کیا

قاصد کے فیصلہ سے مرے ہوش اُڑ گئے
کیا جانے کہدیا اُسے دیوانہ پن مین کیا

غربت مین پوچھہ لیتے ہین بادِ صبا سے ہم
رہتا ہی ذکر خیر ہمارا وطن مین کیا

کیون سخت گفتگو نہین کرتے رقیب سے
کچھہ چوٹ لگتی ہی لبِ پیمان شکن مین کیا

مٹھی مین دل تہا جو اُٹھے ہات جہاڑ کے
اُلجھا ہوا ہی زلف شکن در شکن مین کیا

عرضِ وصال پر یہہ دو حرفی جواب ہی
ہر اِک سخن مین کیون کہی ہر اِک سخن مین کیا

زیر زمین بہی مجھہ پہ قیامت بپا رہی
فتنہ کا عطر اُسنے ملا تہا کفن مین کیا

اُس بیوفا کے شکوہ سے بے چین ہو گیا
پیغامبر کے آگ لگی تن بدن مین کیا

تجھکو بہی ہی خبر ترے مِلنے کے ڈہنگ ہین
خلوت مین کیا خیال مین کیا انجمن مین کیا

تسخیر جذب عشق کی تاثیر الامان
جادو ہی آپ کی نگہہ سحر فن مین کیا

سُن سُن کے میری شوخی تقریر یون کہا
توبہ ہی یہہ زبان رہیگی دہن مین کیا

ای داغ قدردان سخن اب وہین توہین
تعریف اِس غزل کی نہ ہو گی دکن مین کیا

۵

توبہ توبہ سرِ تسلیم جھکایا جاتا
ہم جو سمجھے تھے اگر تجھہ مین نہ پایا جاتا

مین کسی دن جو عنایت سے بُلایا جاتا
پیشتر مجھہ سے مجھے چھوڑ کے سایا جاتا

ای نزاکت ترے قربان کہ وقتِ رخصت
وہ کہین ہمسے تو گھر تک نہین جایا جاتا

مین گنہگار نہوتا جو الٰہی مجھکو
ہر برس نامۂ اعمال دکھایا جاتا

باغ ہستی سے عدم مین ہی سو اک کیفیت
عمر رفتہ سے پلٹ کر نہین آیا جاتا

شوق ایسا کہ تری راہ مین مر کر بھی چلون
ضعف ایسا کہ نہین جان سے جایا جاتا

بدگمانی مجھے گھبرا کے نہ دیتی اتنا
منہ پہ قاصد کے اگر قفل لگایا جاتا

وہ خریدار ہی دل کے نہوے کیا کیجے
ہم بھی کچھ دبتے کچھ انکو بھی دبایا جاتا

فتنہ سازی سے مرے دل کی بھی قیامت ہوتی
گر ترے کوچہ کی مٹی سے بنایا جاتا

انکی محفل مین رقیبون نے کسے آوازے
بولتا مین تو گلا میرا دبایا جاتا

حسن کی شان مین ہر رنگ نظر آئی موسیٰ
تو اگر آنکھ چراتا تو دکھایا جاتا

اٹھ کے کعبے سے بچاتا جو صنم خانے کو
اور پھر داغ کہان بار خدایا جاتا

کاش تو گور غریبان پہ نہ مضطر پھرتا
صبر سے ناز سے تمکین سے ٹھہر کر پھرتا

میرے ہی ہات سے مشکل مری آسان ہوگی
مجھکو دیجے جو نہین آپ سے خنجر پھرتا

بیڑیان ڈال کے گردن نکرتے احباب
اے جنون لاشہ مرا قبر کے اندر پھرتا

خاک مین ملنے کی جب داد ہماری ملتی
آسمان بنکے بگولہ سر محشر پھرتا

دم ترے مین جو ذرا آنکھ تمہاری پھرتی
مضطرب آینہ مین حلقۂ جوہر پھرتا

کچھ گرہ مین بھی ہی جو دل کے خریدار بنے
یہ سمجھ لو کہ یہ سودا نہین لیکر پھرتا

مین نہوتا تو مزا بادہ کشی کا بھی نہ تھا
ڈھونڈھتا مجھکو تری بزم مین ساغر پھرتا

جوش پر اور قیامت کی جوانی آتی
ہات میرا جو ترے سینہ پہ اکثر پھرتا

رہنما بنکے جو تقدیر مجھے لیجاتی
بیٹھتا رات بھر اُس کوچہ مین دن بھر پھرتا

چرخ کو آگ لگا دی اگر آہِ سوزان
صورت شعلۂ جوالہ یہ چکر پھرتا

لطف تھا مین بھی شبِ وصل کہین چھپ جاتا
آدمی انکا مری ٹوہ مین گھر گھر پھرتا

یہ نہ کہیئے کہ نہین اہلِ وفا مین کوئی
نام اک شخص کا ہی میری زبان پر پھرتا

تم نہ آتے تو یہ انداز کہان سے ہوتے
بیٹھتا بزم مین بنکر کوئی تنکر پھرتا

کیا مرے ہات مین کل تھی جو پھراتا اسکو
پند گو دل کسی محبوب سے کیونکر پھرتا

داغ چھٹتی درِ لیلی کی گدائی نہ کبھی
چترِ شاہی بھی اگر قیس کے سر پر پھرتا

غیر کا مین بھی اگر چاہنے والا ہوتا
ڈھنگ اس چاہ کا دنیا سے نرالا ہوتا

پارسا کوئی اگر تاکنے والا ہوتا
دخترِ رز نے بڑا نام اچھالا ہوتا

قیس کو آبلۂ پا سے ہوا کیا حاصل
پاؤن مین ناقۂ لیلی کے یہ چھالا ہوتا

جان ایکاش محبت مین سنبھلکر جاتی
موت کی موت سنبھالے کا سنبھالا ہوتا

تیشۂ فرہاد نے بیکار سنبھالا اے عشق
کام بنتا جو ذرا دل کو سنبھالا ہوتا

نالۂ عشاق کے یہ پھر بھی نکرتا نرمی
آسمان گر ہمہ تن روئی کا گالا ہوتا

قصۂ یوسف کا بیان ہی کیا واعظ نے
ورنہ ہر بات مین تیرا ہی حوالا ہوتا

کچھ قیامت تو نتھی ہجر کی شب اے تقدیر
اس بلا کو کسی تدبیر سے ٹالا ہوتا

شکوۂ وعدہ کی تعریف کہا اس بت نے
تو نے ہم مین تو کوئی عیب نکالا ہوتا

ہم سناتے جو کوئی درد ہمارا سنتا
دل دکھاتے جو کوئی دیکھنے والا ہوتا

ملکے اکبار اگر پھر اُسسے ملتی نہ شراب
لب مئ بات مین زاہد کے پیالا ہوتا

تیرگی زلف کی خورشید رخ یار سے ہے
دھوپ مین رنگ نہ کسطرحے کالا ہوتا

نامہ بر دیکھ کے تیور اُنھیں خط دیتا تھا
باتون باتون مین فقط کام نکالا ہوتا

خیر گذری کہ رہی حلق مین گھٹ کر فریاد
دل بیتاب نے محشر سے نکالا ہوتا

درد فرقت کی کھٹک وصل مین کیا مٹ جاتی
آہ تھمتی اگر اے **داغ** تو نالا ہوتا

دل کو تاکا تو مرے جان جگر چھوڑ دیا
اس طرف بھی نہ کوئی تیر نظر چھوڑ دیا

چھوڑتا مجھکو نہ بسمل وہ مگر چھوڑ دیا
سر پہ احسان ہے اسلیئے سر چھوڑ دیا

یہ تلوّن مرے صیاد کا دیکھے کوئی
کہ ادھر دلکو پھنسایا تو اُدھر چھوڑ دیا

ٹکڑے ٹکڑے کیا ناصح کا گریبان مینے
شکر ہے اُسنے مرا دامن تر چھوڑ دیا

کیا نزاکت کی شکایت ہے غنیمت جانو
ہمنے لپٹا کے گلے وقت سحر چھوڑ دیا

کام سب خانہ خرابی کے ہوے ہین تجھسے
رحم کھا کر تجھے اے دیدۂ تر چھوڑ دیا

پھر کہان تھا نہ یہان تھا نہ وہان تھا وہ شوخ
دامن اُسکا جو سر راہ گذر چھوڑ دیا

لیگئی تھی ترے دیوانہ کو گھر سے وحشت
نہین معلوم کہ جنگل مین کدھر چھوڑ دیا

غیر کے حال سے مطلب جو ہمارا نکلا
اُسنے وہ ذکر جو تھا آٹھ پہر چھوڑ دیا

نامہ بر زندہ نہ چھٹتا کبھی اُس سے لیکن
پڑھ کے خط سونچ کے کچھ سُن کے خبر چھوڑ دیا

آپ پھنس جائین گے ہم آپ نہ تکلیف کرین
یہ تو فرمائیے دو دن مین اگر چھوڑ دیا

غزل	داغ وارفتہ طبیعت کا ٹھکانا کیا ہی خانہ برباد نے مدت ہوئی گھر چھوڑ دیا	[illegible]

جب اُسنے حال دلِ مبتلا کہا تو کہا — بچائے تجھ سے خدا
کچھ اور اِسکے سوا مدعا کہا تو کہا — ہماری جانے بلا
کہا جو اُسنے کہ ہو سر سے پاؤن تک بے عیب — تو بولے وہ لاریب
دغا شعار و ستم آشنا کہا تو کہا — ملیگی تجھکو سزا
غمِ فراق سنایا تو ہنسکے فرمایا — ہمین نہ رحم آیا
رقیب کا جو ذرا ماجرا کہا تو کہا — یونہیں سہی تجھے کیا
نہ دل وہی ہی نہ عاشق کی جان نوازی ہی — یہہ بے نیازی ہی
عذاب پرسش روز جزا کہا تو کہا — ہمین نہین پروا
خدا کے بندو نپر ایسا ستم روا نہ کرو — ذرا خدا سے ڈرو
کسی غریب نے با التجا کہا تو کہا — کسیکو کیون چاہا
شکایت طپش غم سے کیا ہو دل ٹھنڈا — اثر ہو جب اُلٹا
تمہاری باتون سے دل جل گیا کہا تو کہا — جلانے مین ہی مزا
عدو کا ذکر جو ہم چھیڑ سے نکالتے ہین — وہ صاف ٹالتے ہین
یہہ کیا طریق ہی اے بے وفا کہا تو کہا — تجھے تو ہی سودا
پتے کی اُسنے جو کوئی کہے قیامت ہی — کہ اُس سے نفرت ہی

حسین کہا تو سنا خود نما کہا تو کہا　　بہت بگڑ کے بجا

شریر و شوخ ہو وہ داغ یہ تو ہی ظاہر　　عبث ہوئے ترچھر

کسی نے چھیڑ سے تمکو برا کہا تو کہا　　کہ چھیڑ کا ہی مزا

تو ہی اپنے ہاتھ سے جب دلربا جاتا رہا　　دل کی بھی پروا نہیں جاتا رہا جاتا رہا

جس توقع پر تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی　　جو بھروسا تھا نہیں وہ آسرا جاتا رہا

مینے دیکھا انکی زلفونکو تو فرمانے لگے　　آپکا دل کھل پڑا گم ہوگیا جاتا رہا

اب کئی دنسے وہ رسم وراہ بھی موقوف ہی　　ورنہ برسون نامہ بر آتا رہا جاتا رہا

دل چرا کر آپ تو بیٹھے ہوئے ہین چین سے　　ڈھونڈھنے والے سے پوچھے کوئی کیا جاتا رہا

مرگ دشمن کا زیادہ تمسے ہی مجھکو ملال　　دشمنی کا لطف شکوہ کا مزا جاتا رہا

ہو سکے مطلب نگاری کیا پریشان طبع سے　　ذہن مین آتے ہی حرفِ مدعا جاتا رہا

اچھی صورت کی رہا کرتی تھی اکثر تاک جھانک　　رہگئین آنکھین مگر وہ دیکھنا جاتا رہا

کسقدر انکو فراق غیر کا افسوس ہی　　ہات ملتے ملتے سب رنگ حنا جاتا رہا

کاش ساتون آسمانو نپر گرے یہ برق آہ　　حیف ہی اسکا ہمارا سامنا جاتا رہا

دیکھو دیکھو مجھپہ برساتے رہو تیر نگاہ　　صید جسدم آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا

حرص دامنگیر دنیے مال دنیا بے ثبات　　جسقدر حاصل کیا اس سے سوا جاتا رہا

داغ کچھ درہم نتھا جسکا انھین ہوتا ملال
ہوگیا گم ہوگیا جاتا رہا جاتا رہا

لے چلا جان مری روٹھ کے جانا تیرا / ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا

اپنے دلکو بھی بتاؤن نہ ٹھکانا تیرا / سب نے جانا جو پتا ایک نے جانا تیرا

تو جو اے زلف پریشان رہا کرتی ہے / کسکے اُجڑے ہوے دلمین ہے ٹھکانا تیرا

آرزو ہی نہ رہی صبح وطن کی مجھکو / شام غربت ہے عجب وقت سُہانا تیرا

یہ سمجھکر تجھے اے موت لگا رکھا ہے / کام آتا ہے بُرے وقت مین آنا تیرا

اے دل شیفتہ مین آگ لگانے والے / رنگ لایا ہے یہ لاکھے کا جمانا تیرا

تو خدا تو نہین اے ناصح نادان میرا / کیا خطا کی جو کہا مینے نہ مانا تیرا

رنج کیا وصل عدو کا جو تعلق ہی نہین / مجھکو واللہ ہنساتا ہے رولانا تیرا

کعبہ و دیر مین یا چشم و دل عاشق مین / انہین دو چار گھرون مین ہے ٹھکانا تیرا

ترک عادت سے مجھے نیند نہین آنے کی / کہین نیچا نہوا اے گور سرہانا تیرا

مین جو کہتا ہون اُٹھائے ہین بہت رنج فراق / وہ یہ کہتے ہین بڑا دل ہے توانا تیرا

بزم دشمن سے تجھے کون اُٹھا سکتا ہے / اک قیامت کا اُٹھانا ہے اُٹھانا تیرا

اپنی آنکھون مین ابھی کوند گئی بجلی سی / ہم نہ سمجھے کہ یہ آنا ہے کہ جانا تیرا

یون تو کیا آئیگا تو فرط نزاکت سے یہان / سخت دشوار ہے دھوکے مین بھی آنا تیرا

داغ کو یون وہ مٹاتے ہین یہ فرماتے ہین
تو بدل ڈال ہوا نام پرانا تیرا

دیکھے منصور اگر آج زمانہ تیرا / ہو انا الحق کی جگہ لب پہ ترانہ تیرا

داغ ہر ایک بات پر ہو فسانہ تیرا — وہ دن آتے ہیں وہ آتا ہے زمانہ تیرا

ہدف دل سے نکلتی ہیں ہزاروں آہیں — تیر پر تیر لگاتا ہے نشانہ تیرا

بوالہوس کو بھی ہوا نقد محبت پہ غرور — یا الٰہی کوئی لُٹتا ہے خزانہ تیرا

موت سے وہ ہی دم نزع بہانہ کرلوں — یاد آجائے مجھے کاش بہانہ تیرا

تو نے مارا نہیں عاشق کو مگر یہ تو بتا — نام لیتا ہے مری جان زمانہ تیرا

غیر کی نعش اُٹھائی تو نہ ہو خواب میں آج — بارِ کاکل سے نہ دکھا کبھی شانہ تیرا

صفت حسن کرے کوئی کسی پردے میں — بول اُٹھتا ہے مری جان فسانہ تیرا

تیرے ہر عضو میں تصویر کا عالم دیکھا — ہے تنِ صاف عجب آئینہ خانہ تیرا

بنگیا آہن پیکان بھی مگر مقناطیس — تیر سے اُڑ کے لپٹتا ہے نشانہ تیرا

اس سلیقہ کی عداوت کہیں دیکھی نہ سنی — تو زمانے کا عدو دوست زمانہ تیرا

قتل عشاق کیا کھیل سمجھ کر تو نے — ابھی باقی ہے لڑکپن کا زمانہ تیرا

مدعی دیکھ ہمیں چشم حقارت سے دیکھ — کل ہمارا تھا جو ہے آج زمانہ تیرا

وعدۂ حشر پہ بے ساختہ دل لوٹ گیا — عہد کا عہد بہانے کا بہانہ تیرا

میرزا **داغ** ہو یا شاہ دکن مور دلطف
اور دن رات رہے جشن شہانہ تیرا

غرض کس کو کرے ماتم ہمارا — مبارک ہو ہمیں کو غم ہمارا

خدا ہی کچھ سنبھالے تو یہ سنبھلے — مزاج اب ہو گیا برہم ہمارا

لڑا رکھی ہی جان ایسی جفا پر — کوئی دیکھے ذرا دم خم ہمارا
خوشی نے بزم مین کیا رنگ بدلا — کہ تم سے بڑھ کے ہی عالم ہمارا
دبے جا ای فلک پورا ہی آزا — نہو قسمت سے حصہ کم ہمارا
کہین الجھا ہوا ہی دل تمہارا — کہین اٹکا ہوا ہی دم ہمارا
کسی کے آشنا ہوتے نہین تم — ہوا کیونکر تمہارا غم ہمارا
ترے عالم کو جب سے ہمنے دیکھا — تماشائی ہی اک عالم ہمارا

پھر اتنا بھی نہین ای داغ کوئی
غنیمت ہی جہان مین دم ہمارا

قسمت اُسکی ہی کہ جسنے اُسے پایا تنہا — خواب مین بھی تو مرے ڈر سے نہ آیا تنہا
حسن بے پردہ ہوا انجمن آرا ہو کر — اُسنے ہمکو نہ کبھی جلوہ دکھایا تنہا
بھیج اُس شوخ کی تصویر نکیرین کے ہات — قبر مین مجھکو نہ رکھ بار خدایا تنہا
میرے ہمراہ مرے دوست بھی غم کھاتے ہین — خاک کھایا جو کسی شخص نے کھایا تنہا
مین بھی وادی پرخار مین ہون تیز قدم — رہگیا مجھکو جہان چھوڑ کے سایا تنہا
عود و مجمر کی طرح جل گئی پروانہ و شمع — ایک تو ہی کہ مجھے تو نے جلایا تنہا
کون بیکس کی زمانہ مین خبر لیتا ہی — دل نے سینہ مین بہت شور مچایا تنہا
قتل عالم کا رہا شوق مرے قاتل کو — جان سے اُسکو نہ مارا جسے پایا تنہا
ای فلک ٹھیر زمین تجھکو سُلائے اللہ — تو نے برسون مجھے راتونکو سُلایا تنہا

سا تھ لا کر وہ رقیبون کو یہ فرماتے ہین — کیا سبب تہا جو مجہے تو نے بلایا تہا

ایک ہین جاؤنگا ہستی سے ترا غم لیکر — واقعی جائے گا تنہا ہی جو آیا تنہا

خلوت ناز کے تمنے بہی اڑائے ہین مزے — ہمنے بہی لطف تصور کا اٹہایا تنہا

رازدارون کو رقیبون کو خبر کرنی تہی — داغ تمنے تو وہان رنگ جمایا تنہا

بلا سے جو دشمن ہوا ہی کسیکا — وہ کافر صنم کیا خدا ہی کسیکا

دعا مانگے تو تم بہی اپنی زبان سے — کہ پورا ہو جو مدعا ہی کسیکا

ادہر آ کلیجہ سے تجہکو لگا لون — تجہی پر تو دل آگیا ہی کسیکا

کسیکی تپش مین خوشی ہی کسیکی — کسیکی خلش مین مزا ہی کسیکا

ذرا ڈال دو اپنی زلفون کا سایہ — مقدر بہت نارسا ہی کسیکا

ہمیشہ لسے ہمنے مٹتے ہی دیکہا — مگر دل ہی رنگ وفا ہی کسیکا

تمہین اس سے کیا بحث کیون پوچہتے ہو — کوئی تذکرہ ہو رہا ہی کسیکا

عدم مین بہی یارون کو ہمنے تو ڈہونڈا — نشان ہی نہ کوسون پتا ہی کسیکا

مری بزم مین آکے وہ پوچہتے ہین — برا حال ہمنے سنا ہی کسیکا

تمہین فکر کیون رنج کیون لاگ کیون ہی — کسی سے اگر واسطا ہی کسیکا

اسی نے بنایا ہی اپنا کسیکو — جو دل سے کوئی ہو رہا ہی کسیکا

بچے جان کس طرح تیری ادا سے — قضا پر کہین بس چلا ہی کسیکا

مری التجا پر بگڑ کر وہ کہنا
نہین مانتے اسمین کیا ہو سکیگا

وہ کرنے لگے ہین قیامت کی باتین
یہہ سچ ہو تو بس فیصلا ہو سکیگا

سنا کرتے ہین چھیڑ کر گالیان ہم
وگرنہ کوئی سر پہرا ہو سکیگا

وہ کبتک رہیگا زمانے کا دشمن
ہمیشہ زمانہ رہا ہو سکیگا

تجاہل تغافل سے دزدیدہ نظرین
یہہ کیا دیکہنا دیکہنا ہو سکیگا

بظاہر نہ جانے نہ جانے نہ جانے
تجہے **داغ** دل جانتا ہو سکیگا

نہ کیا وعدہ رات کا پورا
تو نہین اپنی بات کا پورا

قدر ہوتی ہو دین و دنیا مین
آدمی ہو صفات کا پورا

نیمجان رہ نہ جاؤن اے قاتل
وار کر اپنے ہات کا پورا

مین چلا کس خوشی سے مقتل کو
کر کے سامان برات کا پورا

بارے اپنے ہجوم حسرت سے
پڑ گیا کائنات کا پورا

ہو یہی دلدہی کی ساری بات
وعدہ کر التفات کا پورا

داغ تو اُس شفیع اُمت سے
کر بہروسا نجات کا پورا

قبضہ کرتا ہو ہر اک حور شمایل اپنا
آج ہم وقف کیئے دیتے ہین لو دل اپنا

حلق پہہر ہو اگر اُس سے سوا دل اپنا
مُنہہ تو بنوا لیئے ذرا خنجر قاتل اپنا

عیش و عشرت مین اُدہر ہی تو مصیبت مین اِدہر
ایک ہو کر کبھی اُٹکا ہی کبھی دل اپنا

چیر کر دل کو مرے دیکھہ لیا نورجال
آپ نے آپ نکالا ہی مقابل اپنا

دین و دنیا سے گئے تمسے گئے جی سے گئے
آج یون کوچ ہوا ہی کئی منزل اپنا

قبۂ روضۂ اطہر پہ جبین فرسا ہو
اسطرح داغ مٹائے مہِ کامل اپنا

چین ملجائے جو ناکامی جاوید سے ملے
آدمی دیکھہ لے ہر کام مین حاصل اپنا

باغ مین فصل خزان اور نشیمن ویران
دام سے چھوٹتے ہی چھوٹ گیا دل اپنا

ننگ و غیرت کا سبب ہو نہ نزاکت دم ذبح
آپ ہی خون نہ کرلے کہین قاتل اپنا

یہہ تڑپنے کا سبب اور بھی ہو جاتا ہی
سونپتے ہی نہین وہ موت کو بسمل اپنا

ناتوانی سے رسا قیس ہو گیا لیلی تک
دب رہے سایہ اگر ڈالدے محمل اپنا

خاک مین اسکو ملائین گے نہ دینگے ہرگز
آپکا اس مین اجارہ تو نہین دل اپنا

قطعہ

یاد آتے ہین وہ اشخاص مصاحب منزل
دو گھڑی جلسۂ احباب کے شامل اپنا

نہین اکثر کا نشان اور جو کچھہ باقی ہین
اُنسے ملنے کو تڑپتا ہی بہت دل اپنا

حیدرآباد مین کی قدر ہماری ہی داغ
شاد و آباد رہے خسروِ عادل اپنا

پردۂ عرفان نہین ہی چاک کیا
چشم بینا کے لئے ادراک کیا

نور سے خالی نہین یہہ خاکدان
کوئی بے ذرہ ہی اپنی خاک کیا

ساقی و مینا نہ وہ ایک ہے — ہم نہ سمجھے پاک کیا ناپاک کیا
صیدِ دل کے واسطے ہے دامِ عشق — جب نہ ہو نخچیر تو فتراک کیا
صیقل آئینۂ عرفان ہے — کون جانے ہے یہ مشتِ خاک کیا
موت سے غافل نہ ہونا چاہیئے — دیکھو اس صیاد کی ہے تاک کیا
شوق ہو تو منزلِ مقصود پر — دونون پہنچین سست کیا چالاک کیا
ہے عجب دردِ محبت مین مزا — خاطرِ آزردہ و غمناک کیا
پاے استقلال ثابت چاہیئے — کر سکے گی گردشِ افلاک کیا
رہنما دشوار رستے سے لے چلا — بچ رہیگا دشت وحشت ناک کیا
موج طوفان خیز و صرصر تند و تیز — کر سکے اس جوش مین تیراک کیا
نیک ہون اعمال تو پھر دیکھیئے — بندھ گئی اسلام کی پھر دھاک کیا

غور سے اے **داغ** دیکھین منکرین
ہے جنابِ صاحبِ لولاک کیا

جذبِ دل آزما کے دیکھ لیا — اُسنے کچھ مسکرا کے دیکھ لیا
غیر کو مُنھ لگا کے دیکھ لیا — جھوٹ سچ آزما کے دیکھ لیا
اُنکے گھر **داغ** جا کے دیکھ لیا — دل کے کہنے مین آکے دیکھ لیا
کتنی فرحت فزا تھی بوے وفا — اُسنے دل کو جلا کے دیکھ لیا
کبھی غش مین رہا شبِ وعدہ — کبھی گردن اُٹھا کے دیکھ لیا

لوگ کہتے تھے چپ لگی ہے تجھے | حال دل بھی سُنا کے دیکھ لیا
جاؤ بھی کیا کرو گے مہر و وفا | بار ہا آزما کے دیکھ لیا
زخم دل مین نہین ہے قطرۂ خون | خوب ہمنے دبا کے دیکھ لیا
کیجیئے بزم سے ہمین رخصت | جو سُنا تھا وہ آکے دیکھ لیا
حُسن کمیاب نغمہ ہے نایاب | شہر در شہر جا کے دیکھ لیا
جنس دل ہے یہ وہ نہین سودا | ہر جگہ سے منگا کے دیکھ لیا
عمر عاشق سے ہے دراز وہ زلف | خوب ہمنے گھٹا کے دیکھ لیا
وہ اثر جسکو دل ترستا تھا | آگے آگے دعا کے دیکھ لیا
اِدھر آئینہ ہے اُدھر دل ہے | جسکو چاہا اُٹھا کے دیکھ لیا
نہ لیا اُس نے خط شرارت سے | نامہ بر کو بُلا کے دیکھ لیا
اب خریدار ہی نہین کوئی | مول اپنا بڑھا کے دیکھ لیا
قابل آشیان کوئی نہ مِلا | تنکا تنکا اُٹھا کے دیکھ لیا
اُس نے صبح شب وصال مجھے | جاتے جاتے بھی آ کے دیکھ لیا
اونکو خلوت سرا مین بے پردہ | صاف میدان پا کے دیکھ لیا
تمکو ہے وصل غیر سے انکار | اور جو ہمنے آ کے دیکھ لیا
غیر کو ساتھ لیکے ہم ڈوبے | آپ نے ضد دلا کے دیکھ لیا
یہ نئی سیر ہے کہ گلشن مین | گُل کو بلبل بنا کے دیکھ لیا

رشک ہے نامہ بر نے اُسکا جمال	میری آنکھوں سے جا کے دیکھ لیا

داغ نے خوب عاشقی کا مزا
جل کے دیکھا جلا کے دیکھ لیا

اوپری دل سے بپا گریہ و زاری رکھنا	آخری وقت ذرا شرم ہماری رکھنا
چشم عاشق میں پھرو یا دلِ شیدا میں پھرو	کیا ضرورت ہے کبھی تم نہ سواری رکھنا
جاؤ ہاں جاؤ ہوئی صبح شبِ وصل نمود	سلسلہ نامہ و پیغام کا جاری رکھنا
بزم سے میں نہ سبک ہو کے کہیں اُٹھ جاؤں	بوجھ احسان کا سر پر مرے بھاری رکھنا
چمن کوچۂ جاناں سے مری تربت پر	لا کے دو پھول بھی اے بادِ بہاری رکھنا
زیب دیتی ہیں یہ مستانہ ادائیں کیا کیا	بے پیئے بھی تجھے آنکھوں کو خماری رکھنا
دست گستاخ سے سینہ میں نہ ہوگی تکلیف	تم تصور میں مری سینہ فگاری رکھنا
بوالہوس غیر ہیں یا ہم ہیں تم ہی منصف ہو	کچھ لگی لپٹی نہ اُنکی نہ ہماری رکھنا
آئیں تھم تھم کے مرے دِل کو جراحت کے لیے	تیغ بے آب ذرا کند کٹاری رکھنا
کبھی کہنا نہ رقیبوں کو تم اپنے گھر میں	اور رکھنا تو بصد ذلت و خواری رکھنا
چشم خونخوار کہیں جا نہ پڑے بے موقع	اپنے قبضہ میں یہ شہبازِ شکاری رکھنا

درہم داغ دیا داغ کو جیسا تمنے
اپنے عشاق میں سکہ بھی جاری رکھنا

اِس التفات پر یہ تغافل ستم ہوا	جتنا بڑھا تھا حوصلہ اُتنا ہی کم ہوا

جاتا رہا ملاپ تو دونون کو غم ہوا
اتنا ہوا کہ مجہکو سوا اُسکو کم ہوا

جب یہہ سُنا کہ داغ کا آزار کم ہوا
زانو پہ ہات مارکے بولے ستم ہوا

دم ٹوٹتا رہا شب وعدہ تمام رات
کیا رشتۂ حیات بہی تیری قسم ہوا

تہا نہ کا نظارہ بہی گردن کا بوجہہ ہی
جب سامنے پڑا سر تسلیم خم ہوا

تیری گلی کا ایہ آدنی نشان ہے
پیدا اسی سے جادۂ راہ عدم ہوا

یہہ بہی بڑا کرم ہی کہ میزان عدل مین
میرا گناہ غیر کے عصیان سے کم ہوا

مقبول ہو نہ مجہہ سے مسلمان کی دُعا
یارب در قبول بہی بیت الصنم ہوا

تیرے بغیر رونق بیداد بہی نہ تہی
مجبور آسمان شریک ستم ہوا

ہر سرفراز خاک بہی تیرے خرام سے
اُبہرا رہا زمین پہ جو نقش قدم ہوا

افسوس ہر رقیب نے کی آپ سے دغا
مجہکو بہی رنج آپ کے سر کی قسم ہوا

اے واعظ اسکا ڈر ہی کہ آئے نہ آئے اس
گر بادۂ طہور مرے حق مین سم ہوا

مجبور میرے دل کو بہی نفرت سی ہوگئی
نقش وفا جہان سے اب کالعدم ہوا

مسجد مین اذن عالم ہی میکدہ مین روک
دنیا کا کام دین سے بڑہکر اہم ہوا

کب شکوۂ عتاب سے بے لطفیان مٹین
شرمندگی بڑہی جو وہان غصہ کم ہوا

کتنا دل دہڑک رہا ہی نوید وصال سے
جسکو خوشی ہوئی اُسے آخر کو غم ہوا

مشتاق ذبح کب ہین بہروسے پہ ہات کے
سب کچہہ ہوا اگر تری خنجر مین دم ہوا

اے داغ شکر کر نہی اُنسے رسم وراہ

تجھپر خدا کا فضل خدا کا کرم ہوا

میری وحشت سے جو اُسکا دل حیران اُلٹا
بخیہ گر سینے لگا چاک گریبان اُلٹا

خاک کیا کیا نہ اُڑائی ترے دیوانون نے
دشت پر دشت بیابان پہ بیابان اُلٹا

روتے روتے وہ تبسم جو کبھی یاد آیا
پھر گیا اشک بھی آ کر سر مژگان اُلٹا

تو شب وعدہ نکر اے دل مضطر فریاد
پھر نہ جائے کہین دروازے سے مہمان اُلٹا

بخت برگشتہ کی تاثیر کہان جاتی ہی
فال کھولون تو کھلے ہات مین قرآن اُلٹا

خیر سے قتل ہی کرنا نہین آتا ابتک
حلق پر پھیرتے ہو خنجر بران اُلٹا

ہونٹ چاٹا ہی کیا ہر دہن زخم جگر
آج جھنجلا کے جو قاتل نے نمکدان اُلٹا

مجھکو ظالم نے در یار سے اُلٹا پھیرا
دار پر لٹکے الٰہی سر دربان اُلٹا

ناز یہ ہی نہ کیا قطع تعلق ہمنے
وہ جتاتے ہین جفا کر کے بھی احسان اُلٹا

لے چلا بار گنہ مین تو عدم کو مجبور
اختیار اُسکو ہی گر پھیر دے سامان اُلٹا

دیکھکر راہ شب وصل ہمین کیون نہ گئی
کر نہ بیٹھین وہ کہین شکوہ ہجران اُلٹا

پڑ گئی لینے کے دینے سر محشر ہمکو
ہو گیا نفع کی اُمید مین نقصان اُلٹا

خط نہ آیا جو وہان سے تو نہ آئے اے داغ
نامہ بر زندہ پھر آئے کسی عنوان اُلٹا

روے انور نہین دیکھا جاتا
دیکھین کیونکر نہین دیکھا جاتا

کیا رہین ہم کہ ترا چال چلن
پاس رہکر نہین دیکھا جاتا

رشکِ دشمن بھی گوارا لیکن — مجھکو مضطر نہین دیکھا جاتا

دیکھکر گردنِ عاشق کسدن — تیز خنجر نہین دیکھا جاتا

ای پریشان نظری کیون ہی تلاش — دل کے اندر نہین دیکھا جاتا

کس کو یہہ تاب کہ دیکھے غلطی — خط کو لکھ کر نہین دیکھا جاتا

دل مین کیا خاک اُسے دیکھ سکین — جسکو باہر نہین دیکھا جاتا

توبہ کے بعد بھی حسنا ی خالی — کوئی ساغر نہین دیکھا جاتا

کیا شبِ وعدہ ہوا ہون بیخود — جانبِ در نہین دیکھا جاتا

بارہا دیکھ لیا ہی اُسکو — اور اکثر نہین دیکھا جاتا

ہم جہان ہین وہین دیکھین گے تجھے — ہمسے گھر گھر نہین دیکھا جاتا

او میری نعش اُٹھانے والے — آنکھ اٹھا کر نہین دیکھا جاتا

اب یہ نوبت ہی کہ میرا صدمہ — اُسنے دم بھر نہین دیکھا جاتا

خط مرا پھینک دیا یہہ لکھکر — ہمسے دفتر نہین دیکھا جاتا

مختصر یہہ ہی کہ اب **داغ** کا حال
بندہ پرور نہین دیکھا جاتا

کچھ ہمین بھی خیال ہو ہی گیا — آخر اُن سے ملال ہو ہی گیا

مشکل اُنسے وصال ہو ہی گیا — تھا جو ممکن محال ہو ہی گیا

دل مین جب تک رہا رہا شکوہ — لب پر آکر سوال ہو ہی گیا

نہ کہا تھا کہ سچ نہ کہو اؤ — آپ کو انفعال ہو ہی گیا
یاس انجام کار ہو ہی گئی — شوق خواب وخیال ہو ہی گیا
رنگ لایا ہی عشق آخر کار — ایک دونون کا حال ہو ہی گیا
دل لگی کا بھی ہی برا انجام — کہ ہنسی مین ملال ہو ہی گیا
ایسے وعدے کئے کوئی جانے — آج پورا سوال ہو ہی گیا
شرط ہی جور مین بھی مشّاقی — ہمکو حاصل کمال ہو ہی گیا
دولت حسن ہو کہ دولت زر — آخر آخر زوال ہو ہی گیا
رفتہ رفتہ تمہاری چالون سے — دل مرا پایمال ہو ہی گیا
ارنی کہکے آگ بھڑکا دی — برق نور جمال ہو ہی گیا
مرض عشق سے شفا نہ ہوئی — جیتے جی کا وبال ہو ہی گیا
گو کیا ضبط ذکر دشمن پر — رخ سے ظاہر ملال ہو ہی گیا
لیکے دل یہ سمجھ لیا تمنے — اب ہمارا یہ مال ہو ہی گیا
گو برائی سے ہو مگر آخر — اُن کو میرا خیال ہو ہی گیا
نہ بچی جان اُن اداؤن سے — وصل مین بھی وصال ہو ہی گیا

کمر یار کے مضامین سے
داغ نازک خیال ہو ہی گیا

اب دل ہی مقام بیکسی کا — یون گھر نہ تباہ ہو کسیکا

رونا ہے اب اُس ہنسی خوشی کا — ماتم ہے بہار زندگی کا

کس کس کو مزہ ہے عاشقی کا — تم نام تو لو بھلا کسی کا

پھر دیکھتے عیش آدمی کا — ہنستا جو فلک مری خوشی کا

گلشن مین ترے لبون نے گویا — رس چوس لیا کلی کلی کا

تیرا بھی تو حسن ہے دغا باز — ہوتا ہی نہین کوئی کسی کا

لیتے نہین بزم مین مرا نام — کہتے ہین خیال ہے کسی کا

جیتے ہین کسی کی آس پر ہم — احسان ہے ایسی زندگی کا

گھیرا ہے ہجوم غم نے اتنا — ارمان ہے مجھکو بیکسی کا

بنتی ہے بُری کبھی جو دلپر — کہتا ہون بُرا ہو عاشقی کا

ماتم سے مرے وہ دلمین خوش ہین — مُنھ پر نہین نام بھی ہنسی کا

اتنی ہی تو بس کسر ہے تم مین — کہنا نہین مانتے کسی کا

ہم بزم مین اُنکی چپکے بیٹھے — مُنھ دیکھتے ہین ہر آدمی کا

تم کوچۂ غیر مین نہ جانا — اُس راہ مین ہے گذر کسی کا

جب ایسی وفا پہ یہ جفا ہو — جی چھوٹ نہ جائے آدمی کا

کس کس نے لئے ہین تیرے بوسے — ہے لعل نمک فشان جو پھیکا

جو دم ہے وہ ہے بسا غنیمت — سارا سودا ہے جیتے جی کا

آغاز کو کون پوچھتا ہے — انجام اچھا ہو آدمی کا

بالین پہ مرے رہا شب غم
روئیں انھیں کیا کہ ہر غنیمت
کہتے ہین اُسے زبان اُردو

اک معرکہ مرگ و زندگی کا
آنا جانا کبھی کبھی کا
جس مین نہ ہو رنگ فارسی کا

ایسے سے جو داغ نے نباہی
سچ ہے کہ یہ کام تھا اُسی کا

ظلم کس کس غریب پر نہ کیا
تھی شب ہجر کیا گران جانی
نشہ کیسا وہ سحر کہ دیتے
شام غربت کو آپ کیا جانین
مر چلے ہم تو رحم کرنے لگے
زاہد خشک کے لیئے ہو وہ مے
دل کے ہاتھون ہے سخت مجبوری
عشق نے قید کر لیا مجھکو
ہوگئی چوک ہمسے اے ناصح
کوئی دن اور صبر کرنا تھا

تمنے اس کام سے حذر نہ کیا
زہر نے بھی مجھے اثر نہ کیا
اس لیئے اُن کو بے خبر نہ کیا
کوس دو کوس بھی سفر نہ کیا
اب جو کرتے ہو پیشتر نہ کیا
جس نے دامن کبھی کا تر نہ کیا
اب کیا وہ جو عمر بھر نہ کیا
قبضہ اُنکے مزاج پر نہ کیا
تجھکو اپنا پیامبر نہ کیا
دل بیتاب نے مگر نہ کیا

تمکو ہم باوفا تو کہدین گے
داغ نے اعتبار اگر نہ کیا

جہان تیرے جلوے سے معمور نکلا ۔ پڑی آنکھ جس کوہ پر طور نکلا

جگر ساتھ اشکون کے مجبور نکلا ۔ یہ ہمسایہ دل کا بہت دور نکلا

تجلی کسی کی وہ جلوہ کسیکا ۔ کہین نار نکلی کہین نور نکلا

یہ سمجھے تھے ہم ایک چرکا ہے لیکن ۔ دبا کر جو دیکھا تو ناسور نکلا

دم سرد کو آگ کیونکر لگاؤن ۔ جہنم کا شعلہ بھی کافور نکلا

نہ نکلا کوئی بات کا اپنی پورا ۔ مگر ایک نکلا تو منصور نکلا

پلائی مجھے ذکر واعظ نے ایسی ۔ کہ مین بزم سے نشہ مین چور نکلا

سر نقش پا لغزش پا ہے شاہد ۔ کہ گھر سے ترے کوئی مخمور نکلا

وہ مے کش ہون رس چوس لیتا ہون اسکا ۔ جہان شاخ مین کوئی انگور نکلا

وجود و عدم دونون گھر پاس نکلے ۔ نہ یہ دور نکلا نہ وہ دور نکلا

کہان رہکے توبہ نہ کیا ہون الٰہی ۔ کہ جنت مین بھی مجمع حور نکلا

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدون کا ۔ یہ تیرے زمانے مین دستور نکلا

شب وصل ذکر عدو پر وہ بولے ۔ خدا کے لئے کیون یہ مذکور نکلا

بہت دم دیے پاس پھٹکا نہ ہرگز ۔ وہ عیار پرفن بہت دور نکلا

سمجھتے تھے ہم داغ گمنام ہوگا
مگر وہ تو عالم مین مشہور نکلا

زمین سے قدم عرش پر لگگیا ۔ فرشتون سے بازی بشر لیگیا

مرا دل وہ تیرِ نظر لے گیا — جگر لینے والا جگر لے گیا

کہوں کیا کدھر سے کدھر لے گیا — جدھر لے گیا راہبر لے گیا

وہ پھر مجھ سے دل حیلہ گر لے گیا — اِدھر دیکھا تھا اِدھر لے گیا

دیا دوست کو بزمِ دشمن میں خط — غضب نوک کی نامہ بر لے گیا

تصور میں بھی اب تو آتی نہیں — کوئی کیا تمہاری کمر لے گیا

چھپایا بہت ہمنے پہلو میں دل — کوئی لینے والا مگر لے گیا

رقیبوں کے ہاتوں سے محشر کے دن — تمہیں چھین کر میں اگر لے گیا

شکایت سنی آج کیا کیا بری — کہ دشمن مجھے اپنے گھر لے گیا

منگائی تھی خاکِ درِ یار آج — چُرا کر مرا چارہ گر لے گیا

کھلائیگا کیا آپ کھائیگا کیا — عدم کو جو زادِ سفر لے گیا

کلیجہ جواب منھ کو آتا نہیں — ترا تیر شاید جگر لے گیا

دھرا کیا ہے اب لینے آئے ہو کیا — کوئی تمسے دل پیشتر لے گیا

بُرے وقت کا کوئی ساتھی تو ہو — نہ مجھے بھی مرا نامہ بر لے گیا

وہاں تک جو پہنچا شبِ غم کا حال — کوئی راہ چلتا خبر لے گیا

بچا لے گیا جان گر تجھ سے غیر — وہ کیا لے گیا اپنا سر لے گیا

نہ تھا دور مجھ سے وہ ناوک فگن — بہا کر نہ خونِ جگر لے گیا

شبِ ہجر نالہ مرا عرش پر — فرشتوں سے پہلے خبر لے گیا

ترے ہاتھ دل چھپا کیوں رقیب | وہ ہشیار تھا پھیر کر لے گیا

یہ کیا ایسی وحشت ہوئی داغ کو
اُٹھا کر کہاں گھر کا گھر لے گیا

شکلِ اصلی سے کبھی رنگ تبدل نہوا | غنچۂ گل ہوکے کھلا گل کبھی بلبل نہوا
وعدہ کرنے مین تو ہر بار گذارے برسون | قتل کرنے مین کبھی تمکو تامل نہوا
آنکھون آنکھو مین کیا اُسنے مرا کام تمام | شکر ہی کشتۂ انداز تغافل نہوا
وہ دِل مین کوئی انداز نکل ہی آتا | مگر افسوس برنگِ جسم کا کل نہوا
اہل فریاد سے ہی ہجوم تری محفل کی | انجمن شہر خموشان ہی اگر غل نہوا
باز آیا نہ ستمگر ستم پیہم سے | ختم یہ سلسلۂ دور تسلسل نہوا
ہجر مین شہرتِ دیدار کی خواہش ہی ہی | خونِ دِل ہمکو ملا جب بھی توکل نہوا
کب گدائے درِ میخانہ کو عار آتی ہی | اوک سے پی جو میسّر قدحِ مُل نہوا
گل سے گلزار ہو دریافت گہر سے معدن | کیا ہوا جز وسے معلوم اگر کل نہوا
نہ کہا تھا کہ نکرنا کبھی اُنسے شکوہ | تجھ سے ایدل نہوا صبر و تحمل نہوا

داغ مرتا ہی ادا پر رُخ و گیسو کیسا
یہ کبھی شیفتۂ لالہ و سنبل نہوا

جواب اِس طرف سے بھی فی الفور ہوگا | وہ بے آپ سے وہ کوئی اور ہوگا
تغافل سے بڑھکر بھی کیا جور ہوگا | ستم ہو چکا یا ابھی اور ہوگا

نہ عاشق کو شکوہ نہ معشوق سرکش
الٰہی وہ کیا عہد کیا دور ہوگا

لئے جاؤن جنت مین دنیا کی چیزین
پرانا وہ سامان بے غور ہوگا

دعائین قیامت کی ہم کیون نہ مانگین
نہ یہہ ظلم ہوگا نہ یہہ جور ہوگا

جب آئی بلا ہجر مین دل یہہ بولا
ابھی حادثہ کچھ نہ کچھ اور ہوگا

خدا جانے کسدن وہ دیکھین گے آکر
مرا حال کب قابل غور ہوگا

یونہین گر حسینون کی آمد رہیگی
دکن رشک کشمیر و لاہور ہوگا

کسیکا نہ ہوگا قیامت مین کوئی
زمین اور ہوگی فلک اور ہوگا

عبث فکر دنیا عبث فکر عقبیٰ
کہ قسمت کا ہونا بہر طور ہوگا

عیادت کو وہ داغ کی خوش خوش آئے
یہہ جانا کہ اب طور بے طور ہوگا

عرش و کرسی پہ کیا خدا ملتا
آگے بڑھتے تو کچھ پتا ملتا

اس جفا کا جبھی مزا ملتا
کوئی تجھکو اگر برا ملتا

زر ملا گھر ملا غلام ملا
مین نہ ملتا تو تمکو کیا ملتا

مدعی بن کے دل بغل مین رہا
کاش یہہ دشمنون مین جا ملتا

غیر سے مل کے کیا لیا تمنے
ہم سے ملتے تو کچھ مزا ملتا

تیرے کوچہ مین چھوڑ آئے تھے
زندہ رہتا جو دل تو آ ملتا

عاشقی سے ملے گا اے زاہد
بندگی سے خدا نہین ملتا

نامہ بر ڈر کے بھاگ آیا ہے
یا نہ ملتا جواب یا ملتا

اک نہ اک ہم لگا ہے رکھتے ہین
تم نہ ملتے تو دوسرا ملتا

دوستوں سے تو کچھہ نہ نکلا کام
کوئی دشمن ہی کام کا ملتا

روز اک دل لگی نئی ہوتی
روز اک دل مجھے نیا ملتا

تمکو یہہ ملگیا ہے قسمت سے
داغ سا اور نہ دوسرا ملتا

غم اُسپر آشکار کیا ہمنے کیا کیا
غافل کو ہوشیار کیا ہمنے کیا کیا

وعدے پر انتظار کیا ہمنے کیا کیا
جھوٹے کا اعتبار کیا ہمنے کیا کیا

ہان ہان تڑپ تڑپ کے گذاری تمہین نے رات
تمنے ہی انتظار کیا ہمنے کیا کیا

اترا رہا ہے نقد محبت پہ دل بہت
اوچھے کو مالدار کیا ہمنے کیا کیا

کیا فرض تھا کہ صبر ہی کرتے فراق مین
کیون جبر اختیار کیا ہمنے کیا کیا

کہتے ہین وہ شکایت بیداد و جور پر
تجکو خدا نے خوار کیا ہمنے کیا کیا

تعریف عشق سن کے کہانتک ہو خیال
اُسکو بھی بیقرار کیا ہمنے کیا کیا

ناصح بھی ہے رقیب یہ معلوم ہی نہ تھا
کسکو صلاح کار کیا ہمنے کیا کیا

پہلے تو منفعل وہ ہوے پھر بگڑ گئے
کیون شکوہ بار بار کیا ہمنے کیا کیا

کہدینگے ہم تو داور محشر سے صاف صاف
اچھونکو دل سے پیار کیا ہمنے کیا کیا

بہکا تمہارا ہاتھہ ہمارا قصور کیا
خالی تمہین نے وار کیا ہمنے کیا کیا

تڑپا دل اور کھائے جگر نے بھی داغ ہجر
آنکھون نے انتظار کیا ہمنے کیا کیا

اب بھی تو درد عشق ترقی پذیر ہے
گر ایک سے ہزار کیا ہمنے کیا کیا

دم خم جو اُنکی تیغ کا دیکھا غضب ہوا
اپنے گلے کا ہار کیا ہمنے کیا کیا

آئینہ کرکے صاف دل اپنا دکھا دیا
کیون اُنکو شرمسار کیا ہمنے کیا کیا

فرقت مین ہم تو خون جگر بھی نہ کھا سکے
وہ دل نے زہر مار کیا ہمنے کیا کیا

رسوا کیا جو دل نے تو اب کہہ رہے ہین **داغ**
دشمن کو رازدار کیا ہمنے کیا کیا

یہہ مین ہزار جگہ حشر مین پکار آیا
کہ اور بھی کوئی مجسا گناہگار آیا

وہ اس ادا سے وہان جاکے شرمسار آیا
رقیب پر مجھے بے اختیار پیار آیا

یہہ مجھسے کہنے کو ظالم سر مزار آیا
مرے بغیر تجھے کس طرح قرار آیا

کہین پتا نہ ملا سخت سوگوار آیا
گلی گلی دل گم گشتہ کو پکار آیا

یہہ حال تھا شب وعدہ کہ تا پہر اگذر
ہزار بار گیا مین ہزار بار آیا

ترا ہی کوچہ ٹھکانا ہی خاکسارونکا
جو زندہ آ نہ سکا مین مرا غبار آیا

ہنسے اُڑائے وہان خوش رہا لیا انعام
یہان جو نامہ بر آیا تو اشکبار آیا

وہ بولے سچ تو نہ آیا کبھی یقین مجھکو
دروغ وعدہ کیا اور اعتبار آیا

ہوا ملال جب اُنسے تو چھا گیا اندھیر
کہ دل مین آتے ہی آنکھون مین غبار آیا

جو وجہ دیر کی پوچھی کہا یہ قاصد نے
گذار نے تھے مصیبت کے دن گذار آیا

گذر گئی اسی گردش مین اپنے لیل و نہار | شب فراق گئی روز انتظار آیا

اُڑائے ہین ملک الموت نے بھی تیرے ڈہنگ | ہزار بار بلایا تو ایک بار آیا

خدا کیواسطے جہوٹی نہ کھائیے قسمین | مجھے یقین ہوا مجھکو اعتبار آیا

ہزار فتنے جلو مین ہین لاکھ ہنگامے | تمہارے ساتھ تو سامان روزگار آیا

تمہاری شوخ مزاجی سے چہا گئی حیرت | تمہین قرار نہ آیا مجھے قرار آیا

کہان تھے شبکو تمہین کچھہ خبر بھی ہر کہ نہین | کوئی پکارنے والا بہت پکار آیا

شکستہ دل ہوئی کس کس طرح مری توبہ | پیئے ہوے جو کوئی رند بادہ خوار آیا

رقیب سے بھی وہ ہین بدگمان ہر محفل | کہا یہ مجھہ سے تمہارا اصلاح کار آیا

کمال عشق کو فرہاد و قیس کب پہونچے | وہ پختہ کار ہر دل جسکا بار بار آیا

کبھی جو دہوپ کی گرمی سے رند خیمے اٹھے | ہوا کے گھوڑے پر ابر کرم سوار آیا

وفا شعار کو غفلت شعار کون کہے | دم اخیر نہ آیا سر مزار آیا

لگائین لاش پہ تلوارین اُسنے مقتل مین | جو میرے بعد بھی آیا مرا ہی وار آیا

وہ کیون ہوے مرے مشتاق خیر ہو یارب | طلب مین کل ہی خط آیا تھا آج تار آیا

عجب نہین جو معاصی ہے وجہ آمرزش | گنہ کیا تو خیال مآل کار آیا

ہیہ عقدہ عاشق و معشوق کے جلسے کہلا | سمجھہ مین مسئلہ جبر و اختیار آیا

پلادے آج سر شام مجھکو اے ساقی | کہ تیری بزم مین اک مین ہی روزہ دار آیا

ڈرے جو حشر مین وہ مجھکو دیکھتے ہی کہا

۴ مرا رفیق مرا **داغ** جان نثار آیا

بہولا مجہے تو بہول گیا اپنا گہر بہی کیا
جنگل مین جاکے بیٹہ رہا نامہ بر بہی کیا

یُوں مجہہ سے آنکہہ چُرایا نہ کیجیے
ملتی نہین ہے دل کی طرح سے نظر بہی کیا

ملتے نہین وہان تو یہان ڈہونڈ لینگے ہم
وہ چہوڑ دینگے گہر کی طرح رہگذر بہی کیا

مرقد سے تا بہ حشر نکلتا نہین کوئی
انسان کو عزیز رہا اپنا گہر بہی کیا

بنتے ہی بنتے علم الہی مین رہگئی
پیدا نہ ہوتی ورنہ تمہاری کمر بہی کیا

سنکر فسانہ قیس کا ظالم نے یہ کہا
عاشق خراب خستہ رہے پیشتر بہی کیا

فرہاد جوئے شیر سے مشہور ہوگیا
آتا ہے کام وقت پر ادنی ہنر بہی کیا

ملتے ہی اُس سے آنکہہ جو غش آگیا مجہے
غل مچگیا کہ سخت بلا ہے نظر بہی کیا

یارب شب فراق بسر ہوچکے کہین
نازک خرام اُسکی طرح ہے سحر بہی کیا

اے ہمنشین یہ سیل سی کیسی ہے دیکہنا
روتے ہین میرے حال پہ دیوار و در بہی کیا

ملتے ہین میری لاش پہ کافور کیون عزیز
مٹ جائیگی یہ سوزش داغ جگر بہی کیا

میری دعا کے ساتہہ دعا کی رقیب نے
کل شب کو ہاتہون ہاتہہ لُٹا ہے اثر بہی کیا

۱۳ کیون **داغ** کے سوال سے چُپ لگ گئی تمہین
آتا نہین جواب سمجہہ سوچ کر بہی کیا

تمہارے خط مین نیا اک سلام کسکا تہا
نہ تہا رقیب تو آخر وہ نام کسکا تہا

وہ قتل کرکے مجہے ہر کسی سے پوچہتے ہین
یہ کام کس نے کیا ہے یہ کام کسکا تہا

وفا کرینگے نباہینگے بات مانینگے
تمہین بہی یاد ہی کچھہ یہہ کلام کسکا تہا

رہا نہ دل مین وہ بیدرد اور درد رہا
مقیم کون ہوا ہی مقام کسکا تہا

نہ پوچھہ گچھہ تہی کسیکی وہان نہ آؤ بہگت
تمہاری بزم مین کل اہتمام کسکا تہا

تمام بزم جسے سن کے رہگئی مشتاق
کہو وہ تذکرہ ناتمام کسکا تہا

ہمارے خط کے تو پرزے کیے پڑہا بہی نہین
سنا جو تونے بدل وہ پیام کسکا تہا

اٹہائی کیون نہ قیامت عدو کے کوچے مین
لحاظ آپ کو وقت خرام کسکا تہا

گذر گیا وہ زمانہ کہون تو کس سے کہون
خیال دل کو مرے صبح و شام کسکا تہا

ہمین تو حضرت واعظ کی ضد نے پلوائی
یہان ارادۂ شرب مدام کسکا تہا

اگرچہ دیکہنے والے ترے ہزارون تہے
تباہ حال بہت زیر بام کسکا تہا

وہ کون تہا کہ تمہین جسنے بیوفا جانا
خیال خام یہہ سودائے خام کسکا تہا

انہین صفات سے ہوتا ہی آدمی مشہور
جو لطف عام وہ کرتے یہہ نام کسکا تہا

ہر اک سے کہتے ہین کیا **داغ** بیوفا نکلا
یہہ پوچہے انسے کوئی وہ غلام کسکا تہا

دل عاشق اسیر ان گیسوؤنکے جال مین دیکہا
طلسم عشق تو دیکہو کہ شیشہ بال مین دیکہا

جواب خط کا مین شاکی نہین یہہ تو بتا قاصد
اسے کس حال مین چہوڑا اسے کس حال مین دیکہا

لگائین ٹہوکرین اس فتنہ گرنے اور جہنجلا کر
اگر تہوڑا سا دم باقی کسی پامال مین دیکہا

نہ اندر کا اکہاڑا ہی نہ ایسی قاف کی پریان
حسینونکا تماشا خوب نینیتال مین دیکہا

پہلے آتے ہین کیا کیا ذی کمال اسباب پر
ہماری پائمالی اس سے بڑہکر اور کیا ہوگی

رہا کرتی ہے ہمکو فکر آیندہ زمانے کی
پہرے ہم دربدر کوچہ بکوچہ ڈہونڈتے جسکو

گنہ تہا عشق تو ای داور محشر مقر ہو مین
متاع حسن کی کب تک رہیگی گرم بازاری

اثر دیکہا تو آصف جاہ کے اقبال مین دیکہا
بچا جو فتنہ گردش سے وہ تیری چال مین دیکہا

ہمیشہ زائچہ اُس سال کا اِس سال مین دیکہا
وہ نقد دل تمہارے گوشۂ رومال مین دیکہا

یہی اک تو نے میرے نامۂ اعمال مین دیکہا
کمی پر پیچ ڈالا جس نے گہاٹا مال مین دیکہا

ہوئے ہین داغ کے مذہب سے حیران کافر و مومن
کبہی اس حال مین دیکہا کبہی اُس حال مین دیکہا

تقلید سے اہد کی حاصل ہمین کیا ہوتا
تو بہ ہے حسینون کو گر پاس وفا ہوتا

تم لطف اگر کرتے تو حال زمانے کا
ساقی تری محفل مین چرچا ہی ہمین کا

دل نے مجھے تڑپایا آنکھون نے کیا رسوا
غیرونکی شکایت پر فرقت کی حکایت سے

ارمان ہم آغوشی سُن سُنکے ڈہٹائی سے
ہر درد کی اسی قاتل لذت مجھے جب ملتی

ناصح بہی خوشامد سے میری ہی سی کہتا ہے

انسان نہ ملک بنتا بندہ نہ خدا ہوتا
کیا جانیئے کیا کرتے کیا جانیئے کیا ہوتا

ایسا ہی ہوا ہوتا ایسا نہوا ہوتا
اس سے تجہے بہتر تہا کچہہ ذکر خدا ہوتا

اپنون سے ہوا یہہ کچہہ بیگانون سے کیا ہوتا
گر تم نہ خفا ہوتے تو کون خفا ہوتا

اِس کہنے کے مین صدقے پہر کہیئے تو کیا ہوتا
سر شانہ گلا سینہ یہ تم تہم کے جدا ہوتا

نادان نہ تہا کیون وہ سمجہا کے برا ہوتا

تھا غیر ہی ساتھہ انکے کترا کے گئے مجھ سے
یہہ خیر ہوئی ورنہ جھگڑا ہی ہوا ہوتا

وہ محفل دشمن مین جب مجھکو طلب کرتے
وہ وقت مزے کا تھا اُس وقت مزا ہوتا

کیا مجھہ سے ہی تنہا ہو تعریف تری قاتل
خنجر بھی یہان ہنستا جب شکر ادا ہوتا

ہم جانکے نا منصف ہین داد طلب تجھہ سے
وہ فیصلہ ہی کیا تھا جو روز جزا ہوتا

ہمکو تو عدم مین بھی نیند آئی نہ محشر تک
کچھہ آنکھہ ہی لگ جاتی گر دل نہ لگا ہوتا

اچھا ہی نہین آئے وہ دھوپ کی گرمی مین
قامت تو قیامت تھا سایہ بھی بلا ہوتا

عاشق کا ذرا سا دل تسکین ہی کیا اُسکی
جھوٹا ہو کہ سچا ہو وعدہ تو کیا ہوتا

محفل مین سنایا تھا افسانۂ غم مین نے
الزام یہہ رکھا ہی خلوت مین کہا ہوتا

فریاد و فغان سے تم اے داغ برے ٹھیرے
کچھہ بھی نہ کیا ہوتا کچھہ بھی نہ ہوا ہوتا

داغ

جب وہ نادان عدو کے گھر مین پڑا
داغ اک داغ کے جگر مین پڑا

ایسے نشّہ کے کیون نہون قربان
ہات اُنکا مری کمر مین پڑا

شب وعدہ گذر چکی آدھی
اب سُنا ہے کہ تیل سر مین پڑا

وقت نظارہ اُسکا تار کمر
بال سا میری چشم تر مین پڑا

اے فغان تھم کہ پھر قیامت ہے
گر خلل خواب فتنہ گر مین پڑا

گر نہین تھا کوئی جبین فرسا
کیون نشان تیرے سنگ در مین پڑا

عاشقی سخت تر مصیبت ہے
ہمکو یہہ کام عمر بھر مین پڑا

مر گئے اہل کعبہ اُس بت پر / ایک ماتم خدا کے گہر مین پڑا

ڈوب جاتی ہی کشتیٔ عشاق / یہہ سفینہ عجب بھنور مین پڑا

جلوہ گر دل اِدہر اُدہر رخسار / فرق اُنکی مری نظر مین پڑا

نامہ بر کا تو کچھہ پتا نہ ملا / نامہ پایا ہی رہگذر مین پڑا

ہات مین اُنکے دیکھکر تلوار / ایک جھگڑا دل و جگر مین پڑا

سُن کے پیغام وہ ہوئے برہم / پیچ تقریرِ نامہ بر مین پڑا

شوق اگر ہمعنان ہوا تو کیا / آبلہ پاسے نامہ بر مین پڑا

جب چلا **داغ** کوے قاتل کو
ایک کہرام اُس کے گہر مین پڑا

وہ رشک حور شب کو کہین رہ گیا / کوئی فرشتہ کان مین میرے یہہ کہہ گیا

رونا تہا دلکا ہجر مین لالے جگر کے تہے / آنکہونکی راہ خون تمنا ہی بہہ گیا

سایہ سے جسکے داغ پڑے ہین مین کہ / یہہ کون آج گہر سے ترے رُوسیہ گیا

نشہ کی وجہہ سے میری آنکہین نہین ہین سرخ / ای محتسب یہہ خون جگر جم کے رہگیا

اِسواسطے وہ کہتے ہین مُردے پر اتہام / عاشق کو یہہ بتاتے کوئی بے گنہ گیا

ناصح بہی رشک رستم و اسفندیار ہی / وقت کلام میرے کڑی بات سہہ گیا

دشنام یا دعا تہی شکایت کہ شکر تہا / وہ مُنہ ہی مُنہ مین چلتے ہوئے کچھہ تو کہہ گیا

یہہ تیرہ خاکدان بہی ہی کاجل کی کوٹہری / آیا جو رُوسپید یہان رُوسیہ گیا

محفل میں غیر سے بھی کرتا تھا التفات
یہہ ہمسے چوک ہوگئی یہہ ہمسے رہگیا

مجھہ تشنۂ شراب کو دیکھا جو تاک میں
دریا کی طرح شیرۂ انگور بہہ گیا

معشوق اور اُسکے خریدار ہوگئے
اب داغ تیرے ہاتھ سے ای رشک مہ گیا

نامۂ عاشق ناشاد نہ دیکھا نہ سُنا
آپ نے شکوۂ بیداد نہ دیکھا نہ سُنا

اگلے وقتونکی کہانی سے اُنہیں نفرت ہے
کبھی افسانۂ فرہاد نہ دیکھا نہ سُنا

اب ترے کوچہ کی بستی کو نظر لگتی ہے
شہر اسطرحکا آباد نہ دیکھا نہ سُنا

آسمان دور سے کرتا ہے تجھے جھک کے سلام
کوئی تجھسا ستم ایجاد نہ دیکھا نہ سُنا

ہوتے آئے ہیں سلف سے یونہیں عاشق ناکام
اثرِ نالہ و فریاد نہ دیکھا نہ سُنا

پوچھتا ہے جو کوئی خط کا ہمارے مضمون
تو وہ کہتے ہیں کسے یاد نہ دیکھا نہ سُنا

خاک بھی اب تو نہیں خانۂ دلمیں افسوس
کوئی اسطرحکا برباد نہ دیکھا نہ سُنا

در پہ خود بیٹھے ہیں وہ فتنے اُٹھانیکے لئے
پاسبانی کا یہہ ایجاد نہ دیکھا نہ سُنا

سرو کیا فتنۂ محشر بھی جو دیکھے تو کہے
کہ ترا سا قدِ آزاد نہ دیکھا نہ سُنا

دیکھیں یوسفؑ بھی جو حضرت کو کہیں صلِّ علیٰ
آپ سا حسن خداداد نہ دیکھا نہ سُنا

آپ اپنے کو جو شاگرد کا شاگرد گنے
داغ سا ہمنے تو استاد نہ دیکھا نہ سُنا

وصل کی شب جو فروغِ مہِ کامل دیکھا
دیکھتے ہی طرفِ حورشمایل دیکھا

نبضِ بیمار کبھی اور کبھی دل دیکھا / پھر کیا قتل نیا آپکو قاتل دیکھا

جو مرا کلیہ رہا جس نے مرا دل دیکھا / گردنِ غیر مین وہ ہاتھ حمایل دیکھا

موت بھی چھو نہ سکی مجھکو رہِ الفت مین / مین نے پھر پھر کے اجل کو کبھی منزل دیکھا

ناخدا سے کہو بہنے دے ہماری کشتی / ہمنے گرداب جو دیکھا لبِ ساحل دیکھا

قابلِ دید نہین اُسوقت ادائین اونکی / آئینہ دیکھہ کے جب مدِ مقابل دیکھا

بزمِ اغیار مین تعریف مری ہوتی ہے / آج یہہ طرفہ تماشا سرِ محفل دیکھا

دلِ دشوار طلب لوٹ ہے دشواری پر / لے لیا ہمنے وہی کام جو مشکل دیکھا

اُسنے آوازہ کسا یہہ بھی ہمارا ہے رقیب / گر ندیمون مین کسیکو مرے شامل دیکھا

کیا سمجھتے نہین ظاہر کی ملاقات کو ہم / دل تمہارا نہ ملا ہمنے گلے مل دیکھا

بزمِ اغیار کا یہہ حال بتا اے قاصد / تو نے کسکی طرف اُس شوخ کو مائل دیکھا

کیا دلاور ہے کوئی اُسکا کلیجا دیکھے / جسنے بیتابِ محبت مین مرا دل دیکھا

گالیان دیتے ہو پھر کہتے ہو یہہ بھی ہے مجھسے / ہمنے تجھکو اسی لائق اسی قابل دیکھا

عشق کی چوٹ کو دل ہی سر گردن تو نہین / جسنے تلوار نہ کھائی اُسے بسمل دیکھا

منزلِ عشق ہے سنسان مقام اے مجنون / ناقہ دیکھا نہ یہان کوئی نہ محمل دیکھا

مست تھی آنکھ تری دل تھا ہمارا بیخود / ہمنے دونونکو دمِ معرکہ غافل دیکھا

اُسنے جب حکم دیا تھا تجھے مرجانا تھا
داغ تو دے نہ سکا جان ترا دل دیکھا

ادہر کی سدہ بہی ذرا ای پیامبر لینا	خدا کے واسطے جلدی مری خبر لینا
جو سستے مے فروش سے سودا بنے تو کر لینا	کمی ہو حضرت زاہد تو ہمسے بہر لینا
بگڑکے جائین تو نادان بنکے آئین ہم	کہ ہے روا انہین دشمن کو دوست کر لینا
چراکے دل کوئی چلتا ہوا ہے آے ہمدم	سراغ چور کا ہر اک مقام پر لینا
شکار تیر نظر دل ہوا جگر نہوا	یہہ بچ رہا ہے ذرا اسکی بہی خبر لینا
عبث نباہ کے وعدہ سے تم تو ڈرتے ہو	یہہ کون بات ہے اکدن بگاڑ کر لینا
ہمارے سر ہی پڑا اب تو عشق کا سودا	برا ہو یہہ کہ بہلا ہو ہمین مگر لینا
شبیہہ لائینگے یوسف کی اہل مصر یہان	بڑا مقابلہ ہے تم بہی بن سنور لینا
کبہی کبہی نکل آتی ہے جنس دل بہی خراب	بری نہ نکلے یہہ پرکہ ضرور کر لینا
قناعت آپکو ہوتی نہین کسی شئے پر	یہہ کیا کہ دل کبہی لینا کبہی جگر لینا
الجہہ کے تار نگہہ سے پڑا جو کچہہ جہٹکا	دہائی دینے لگے وہ گئی کمر لینا
مدام پیر مغان کی ہین نوازشین ہمپر	بہار آتے ہی ہمکو تو قرض کر لینا
ہمین تو شوق ہے بے پردہ تمکو دیکہین گے	تمہین ہے شرم تو آنکہون پہ ہاتہہ دہر لینا
فریب دیکے لیا دل تو کیا لیا تمنے	بتائین ہم تمہین آتا نہین اگر لینا

غرض تمہین جو سنو اُسنے غیر کا شکوہ
یہہ قصہ مول نہ ای **داغ** اپنے سر لینا

نہ بدلے آدمی جنت سے بہی بیت الحزن اپنا	کہ اپنا گہر ہے اپنا اور ہے اپنا وطن اپنا

جو یون ہو وصل تو مٹجاے سب رنج و محن اپنا | زبان اپنی دہن انکا زبان اونکی دہن اپنا

نہ سیدہی چال چلتے ہین نہ سیدہی بات کرتے ہین | دکہاتے ہین وہ کمزور ونکو تن کر بانکپن اپنا

عجب تاثیر پیدا کی ہے وصف نوک مژگان نے | کہ جو سنتا ہے اوسکے دل مین چبہتا ہے سخن اپنا

پیام وصل قاصد کی زبانی اور پہر اوسنے | یہہ نادانی یہہ نافہمی یہہ تہا دیوانہ پن اپنا

جراحت دل کی لائی رنگ آنسو ضبط کرنے سے | کیا ہے تازہ اس تیزاب نے زخم کہن اپنا

پکار کہا جنونکے ہاتھ سے ای بیکسی اسکو | جواب ہے پیرہن اپنا وہی ہوگا کفن اپنا

نگاہ و غمزہ کوئی چہوڑتے ہین گلشن دل کو | کہین ان لوٹنے والونسے بچتا ہے چمن اپنا

کہے دیتے ہین وہ کافر ہوگا بنکے آتا ہے | ذرا دل تہام لین پہلے سے اہل انجمن اپنا

یہہ موقع ملگیا اچہا اوسے تیشہ لگانے کا | محبت مین کہان سر پہوڑتا پہر کوہکن اپنا

ہم اپنے قول سے پہرتے ہین کب عاشق تمہارے ہین | رہیگا تا دم آخر یہی جوہر سخن اپنا

یقین وصل کیا آئے کوئی دن تسکین لین | بڑہائے اضطرار آکے وہ پیمان شکن اپنا

نہ مرتا ہون نہ جیتا ہون اثر دونون وہ کہاتے ہین | لب معجز نما اپنا نگاہ سحر فن اپنا

ہر اک سے ٹیڑہی کی چلتے ہین بگڑی ہے روش اپنی | تمہاری چال سے ملتا چلا ہے کچہ چلن اپنا

یہہ سینہ یہہ جگر یہہ دل یہہ سر یہہ حلق حاضر ہے | نکالے حوصلہ ناوک فگن شمشیر زن اپنا

خبر کسکو وہ کسکا تہا وہ کسکا ہے وہ کسکا ہے | سمجہتا ہے اوسی کو شیخ اپنا برہمن اپنا

یہہ ہم سمجہے ہوئے ہین تم نے مانا ہے تو مانوگے | سوال وصل سے کیون رائگان جاے سخن اپنا

الجہتا کیون ہے دیوانو سے اے عشق وحشت ہین | چل اپنی راہ لے تو کام کر اے راہزن اپنا

جو تجھے لالہ و گل کے کھلے وہ دیکھہ لیتے ہین
تو فرماتے ہین وہ ہر داغ کا یہہ ہر چمن اپنا

جب دھوان دہار گرجتی ہوئی آتی ہر گھٹا
طالع خفتہ کو میکش کے جگاتی ہر گھٹا

دل مہجور کے نالونسے جو ہو ہم آواز
سینہ پہٹ جاے ترا کیا ترجہاتی ہر گھٹا

تو تو اک قطرہ بہی دیتی نہین اے زلف سیاہ
پانی بہر بہر کے زمانے کو پلاتی ہر گھٹا

ہجر محبوب مین بیتاب ہون بسمل کی طرح
تار بارش یہہ نہین تیر لگاتی ہر گھٹا

رات بہر جاگے ہین اب آنکھہ لگی ہر انکی
کہدو خاموش ہو کیون شور مچاتی ہر گھٹا

صورت ماہی بے آب ہین میکش بیتاب
اس تپش مین اجل آتی ہر نہ آتی ہر گھٹا

وعدہ کرتے ہین وہ جس روز یہان آئیگا
کیا برستی ہر کہ دریا ہی بہاتی ہر گھٹا

تیغ کی طرح چمک جاتی ہر سر پر بجلی
ہجر مین مجھکو بلا بن کے ڈراتی ہر گھٹا

توبہ میخوار کی مقبول ہر جب چاہے کرے
زور سے شور سے یہہ مژدہ سناتی ہر گھٹا

جب اُٹھاتے ہین وہ دم بادہ کشی وہ ساغر
کیسی اتراتی ہوئی جہومتی آتی ہر گھٹا

نہین ساون مین مرے پاس وہ مہوش ہر داغ
مجھکو تڑپاتی ہر بجلی تو رُلاتی ہر گھٹا

آئینہ دل نے تماشا کیا
اپنی جگہ مین اُسے دیکھا کیا

ایک ستم اے ستم آرا کیا
اور کہون اور کہون کیا کیا

سب نے تو دیدار خدا کا کیا
مجھکو بہی دیکہا تجھے دیکھا کیا

کھول کے منہ سینہ کا پردا کیا ‏ — آپنے چلمن مین تماشا کیا
تونے بہی عاشق نہ کئے اتنے قتل ‏ — ہمنے بہت خون تمنا کیا
نکہت گل مین ہر لپٹ اور ہی ‏ — کس نے یہان بند قبا وا کیا
شکوہ سے اُسکے ہوے بدنام سب ‏ — سو مین اگر ایک نے ایسا کیا
دیکہتے ہی مجہکو کہا روز حشر ‏ — تونے یہان بہی ہمین رسوا کیا
قتل جہان اُسکے لئے کہیل تہا ‏ — کون کہے آپ نے یہہ کیا کیا
داد طلب اُس سے ہین سب داد خواہ ‏ — جسنے تجہے اتنے سے اتنا کیا
روز قیامت وہ دم باز پرس ‏ — چشم غضب سے مجہے دیکہا کیا
ہاتہہ سے میرے جو ہوا دل ہلاک ‏ — اپنے پہ خود خون کا دعوی کیا
ساتہہ چلا اُسکے دبکتا ہوا ‏ — فتنہ محشر نے تماشا کیا
چہوڑیے ان باتون مین کہا ہی کیا ‏ — آپ نے پہر ذکر عدو کا کیا
کس سے کہین عمر گذشتہ کا حال ‏ — کیا نہ کیا ہمنے یہان کیا کیا
کل کا اگر وعدہ وفا آج ہو ‏ — آپ نے امروز کو فردا کیا
مین ستم غیر کا شکوہ کرون ‏ — اور وہ سنکر کہین اچہا کیا
اور بہی اک رات سہی انتظار ‏ — یا نہ کیا اُسنے کرم یا کیا
غیر کے آتے ہی وہ تیور نہ تہے ‏ — تمکو انہین باتون نے رسوا کیا
حضرت دل عشق صنم سہل تہا ‏ — تمنے خدا پر نہ بہروسا کیا

مجھکے ہوئین زندہ بہت حسرتین | شوق نے اعجاز مسیحا کیا

۴ داغ نے دیکھے ہین ہزارون حسین
آپ نے کس شخص سے دعوا کیا

امید وار ہون کرم بے حساب کا | پیتا ہون ڈگڈگا کے پیالہ شراب کا
چرچا ہی اُنکے گھر مین مرے اضطراب کا | دیکھا سلوک اِس دلِ خانہ خراب کا
بیکار مفت خاک اُڑاتی پہری صبا | گوشہ اُلٹ دیا نہ کسی کی نقاب کا
اہی چارہ گر کمی نکرے محنتِ دل کہین | ٹکڑا لگا ہوا ہی یہہ چشم پر آب کا
یہہ بات ہی بہار چمن ہی کیواسطے | آتا نہین پلٹ کے زمانہ شباب کا
ساقی تو مجھکو چاٹ لگا کر الگ ہوا | دہو دہو کے پی رہا ہون پیالہ شراب کا
یا تمکنت سمائی طبیعت مین آپ کی | یا صبر پڑ گیا دلِ پُر اضطراب کا
مین اِک سوال کرکے پشیمان ہوگیا | لچھا بندھا ہوا ہی ہزارون جواب کا
اُٹھا ہی خواب ناز سے کوئی جو دن چڑھے | چمکا ہوا ہی آج نصیبا آفتاب کا
واعظ بتا تو بادۂ کوثر کے اسم و قسم | بکتا ہی نام بادہ کشون مین شراب کا
بہلے گا کسطرح شبِ غم بیقرار دل | افسانہ گو کی آنکھہ نہین ہی نہ خواب کا
روزہ رکھین نماز پڑہین حج ادا کرین | اللہ یہہ ثواب ہی ہی کس عذاب کا
لاؤن سبو پیالہ بہرون در کو قفل دون | کیا حکم ہی جناب ستخت مآب کا
مضمون خطِ شوق کسی مین نہین ملا | اُلٹا ہر ایک ایک ورق ہر کتاب کا

کیا لاگ عشق کی ہی کہ دیتا رہا جواب
یعقوبؑ کا خیال زلیخاؑ کے خواب کا

جب مین کرون سوال تو کہتے ہو چپ رہو
کیا بات ہی جواب نہین اس جواب کا

خوشبو وہی ہی ہی نزاکت وہی ہی رنگ
معشوق کیا ہی پہول ہی تو بہی گلاب کا

ہونیکو تیری چشم تغافل مین قہر ہو
ہمسے ملے تو لطف ملے کچہہ عتاب کا

اُس بیقرار دل کا الٰہی علاج کیا
جسکے شکیب پر ہو گمان اضطراب کا

ای زلفِ یار وجہ بہی کچہہ پیچ و تاب کی
ای چشم یار کوئی سبب بہی عتاب کا

ای داغ بخشوائین گے اُمت کے وہ گناہ
ہے آسرا جناب رسالت مآب کا

غیر پر لطف و کرم بس ہو چکا
ہو چکا ہمپر ستم بس ہو چکا

دل مین ہنسے رہے کسک ای چارہ گر
درد اپنا کم سے کم بس ہو چکا

مین دمِ آخر سے اپنے شاد ہون
انتہا کا رنج و غم بس ہو چکا

گر یہی قسمین ہین تو مجہکو یقین
آپ کے سر کی قسم بس ہو چکا

ہمکو ای واعظ ابہی مرنا نہین
وصفِ گلزارِ ارم بس ہو چکا

دہوم ہی اب کوچۂ دلدار کی
شہرۂ دیر و حرم بس ہو چکا

ہی ہمارے بعد بہی اُنکا عتاب
مر کے یہہ سمجہے تہے ہم بس ہو چکا

کر چکے پامال اب گہر بیٹہیے
فتنہ برپا ہر قدم بس ہو چکا

اب یہہ بُت کرتے ہین ناحق ناک تک
بیت رب بیتُ الصّنم بس ہو چکا

بحرِ اُلفت سے نکالین آشنا
تھک گیا ہون مجھہ مین دم بس ہوچکا

جانبِ گورِ غریبان وہ نہ آئے
حشر اے اہلِ عدم بس ہوچکا

دیکھتا ہی تو نہین وہ بادہ خوار
ساغرِ دل جامِ جم بس ہوچکا

کل جو اک **داغ** حسن مین مشہور تہا
آج وہ بیمارِ غم بس ہوچکا

عاشقِ مضطر اگر آرام اپنا دیکھتا
عشق کے آغاز مین انجام اپنا دیکھتا

سخت ناکامی تہی اُسکو ورنہ یون تاہی کیون
کوہکن بنتا ہو اگر کام اپنا دیکھتا

دیکھتا ہی کچھہ تو جلوہ ورنہ کیا کرتا نہ ترک
نفع توبہ مین جو مے آشام اپنا دیکھتا

تیرے عاشق کو دکھاتے عشق کا قہر اگر
نام تیرا دیکھتا یا نام اپنا دیکھتا

آپ تو ناحق ہین برہم معذرت کرتا ہی دل
جرم جب یہہ موردِ الزام اپنا دیکھتا

کیا غرض تہی دیکھتے ہم عشق مین اچھا برا
دیکھتا تو یہہ دلِ ناکام اپنا دیکھتا

چیر کر سینہ دکھایا کیون نہ اُسکو ہمنے دل
نقش اِس تعویذ مین وہ نام اپنا دیکھتا

آج کو جمشید ہوتا تو دکھاتے اُسکو سیر
دل ہمارا دیکھکر کیا جام اپنا دیکھتا

جانتا گر خود غرض خود مطلب ایسا آپکو
فائدہ کیا مین نہ صبح و شام اپنا دیکھتا

نخوتِ دولت سے آنکھین پھٹ گئین قارون کی
کاش آنکھین پھاڑکر انجام اپنا دیکھتا

داغ کو وہ آگ لگتی جسکا بجھنا تہا محال
گر تمہاری بزم مین ہمنام اپنا دیکھتا

کوئی پہرے نہ قول سے بس فیصلا ہوا
بوسہ ہمارا آج سے دل آپ کا ہوا

اس دل لگی مین حال جو دل کا ہوا ہوا
کیا پوچھتے ہین آپ تجاہل سے کیا ہوا

ماتم ہمارے مرنیکا انکی بلا کرے
اِتنا ہی کہہ کے چھوٹ گئی وہ بُرا ہوا

وہ چھٹتی دیکھتے ہین ہوائی جو چرخ پر
کہتے ہین سب مجھسے آپ کا نالہ رسا ہوا

اسپر بہی تو نہین ہی غم عشق مین کمی
کہتا ہی اِک جہان تمہارا دیا ہوا

کیا عیش جاودان کہ غم جاودان نہین
انسان کو ہی موت کا کہٹکا لگا ہوا

بیگانہ تہا تو کوئی شکایت نہ تہی ہمین
آفت تو یہہ ہوئی کہ وہ مِلکر جدا ہوا

جسنے کیا تپاک اُسی نے کیا ہلاک
جو آشنا ہوا وہی نا آشنا ہوا

دشنام کی ہی آپ سے کسکو امید تہی
ہمنے تو اُسپہ صبر کیا جو عطا ہوا

ای جذب شوق ہو نہو یہہ نامہ بر ہی ہو
آتا ہی کوئی شخص اِدہر کو اُڑا ہوا

عذرِ ستم سے بس مجہے نادم نہ کیجئے
اِس تذکرہ کو چہوڑیے جو کچہہ ہوا ہوا

بیخود رہے وصال مین بیہوش ہجر مین
کیا جانے ہمسے کب وہ مِلا کب جدا ہوا

اِسطرح کے جہان مین ہین بیغرض کہان
تیری نگہہ ہوئی دل بے مُدعا ہوا

ای چرخ کل کی رات کا غم آج تو نہ دے
ہم صبح کو نہ کہائینگے شب کا بچا ہوا

آباد کسقدر ہی الہی عدم کی راہ
ہردم مسافرون کا ہی تانتا لگا ہوا

ای کاش میرے تیر لئے کل یہہ حکم ہو
لیجاؤ اِنکو خلد مین جو کچہہ ہُوا ہوا

پیغام سر ندیم سے نے نامہ بر رفیق
میرا تو مدعا نہ کسی سے ادا ہوا

کِس کِس طرح سے اُسکو جلاتے ہین رات دن
وہ جانتے ہین **داغ** ہر ہمپر مِٹا ہوا

زبان ہلاؤ تو ہوجا ہی فیصلہ دل کا
کسی سے کیا ہو تپش مین مقابلہ دل کا
خدا کے واسطے کر لو معاملہ دل کا
تم اپنے ساتھہ ہی تصویر اپنی لیجاؤ
قصور تیری نگہہ کا ہی کیا خطا اُسکی
نہ جان دیتے بن آئے نہ زندہ رہتے بنے
شباب آتے ہی اے کاش موت بھی آتی
کئے ہین تونے دلِ اہلِ انجمن بیتاب
جو منصفی ہی جہان مین تو منصفی تیری
ملی بھی ہی کبھی عاشق کی داد دنیا مین
نگاہِ مست کو تم ہوشیار کر دینا
ہماری آنکھہ مین بھی اشک گرم ایسے ہین
ہوا نہ اِس سے کوئی اور کانون کان خبر
اگرچہ جان پہ بن بن گئی محبت مین
ازل سے تا بہ ابد عشق ہی اُسیکے لیئے

اب آچکا ہی لبون پر معاملہ دِل کا
جگر کو آنکھہ دکھاتا ہی آبلہ دل کا
کہ گھر کے گھر ہی مین ہوجائے فیصلہ دل کا
نکال لینگے کوئی اور مشغلہ دِل کا
لگاوٹون نے بڑھایا ہی حوصلہ دل کا
بگڑ گیا ہی یہہ کیسا معاملہ دِل کا
اُبھارتا ہی اِسی سن مین ولولہ دل کا
رواروی مین ہی مصروف قافلہ دل کا
اگر معاملہ ہی تو معاملہ دل کا
ہوا بھی ہی کبھی کمبخت فیصلہ دل کا
یہہ کوئی کھیل نہین ہی معاملہ دل کا
کہ جنکے آگے بھرے پانی آبلہ دِل کا
الگ الگ ہی کیا سب معاملہ دِل کا
کسیکے منہہ پہ نرکھا کبھی گلہ دِل کا
تھمے مٹائے سے مٹیگا نہ سلسلہ دِل کا

کرون تو داور محشر کے سامنے فریاد
تجھی کو سونپ نہ دے وہ معاملہ دل کا

نہ آئین خضر کبھی آپ ہو لکر بھی ادھر
جناب من نہین آسان مرحلہ دل کا

کچھ اور بھی سمجھے اے داغ بات آتی ہے
وہی بتون کی شکایت وہی گلہ دل کا

عشق مین دل نے بہت کام نکالا اپنا
سچ ہے ملتا ہے کہان چاہنے والا اپنا

مین اُٹھاتا ہون سہارے کے لئے دست دعا
رہگیا ہو نہ کہین راہ مین نالا اپنا

اپنی نظرون مین تو پھرتا ہے وہ قد بوٹا سا
سرو گلچین کو دکھائے قدِ بالا اپنا

اے سیہ بختی عاشق نہ بنے گی تو زلف
رہنے دے اپنے لئے رنگ یہہ کالا اپنا

اُسپہ مرتے ہین جو بیدرد ہو بیمہر بھی ہو
عشق ہے سارے زمانہ سے نرالا اپنا

دل بچا تیغ نظر سے مگر اب خیر نہین
تیرے دُنبالہ نے بھالا جو سنبھالا اپنا

بحر و بر مین نہ کوئی فرق رہیگا باقی
کچھ اگر پھوٹ پڑا پانون کا چھالا اپنا

اپنی تصویر وہ کھنچواے یہہ ممکن ہی نہین
جسنے آئینہ مین بھی عکس نہ ڈالا اپنا

غیر کے ملنے سے دنیا مین ہوئی بدنامی
تمنے عالم مین بڑا نام اُچھالا اپنا

خاک کس کس کی خدا جانے ہوئی پامال مگر
تمنے چلتے ہوئے دامن نہ سنبھالا اپنا

دل شکن اُسنے تو دو حرف ہی لکھے ہین ہمین
دفترِ شوق ہوا اب تہ و بالا اپنا

کچھ سیہ بختی عاشق مین سعادت ہوتی
سایہ زلفون نے تری اُسپہ نہ ڈالا اپنا

چرخ کا پانون ہے مدت سے یونہی گردش مین
ہے بجا گر کہے خورشید کو چھالا اپنا

دیکھکر اُسکو تعجب ہی جناب ناصح
مجھسے فرماتے ہین کیون دل نہ سنبھالا اپنا

انتظار می و ساغر ہو کہانتک ساقی
کہین لبریز نہو جاے پیالا اپنا

اُسکے دامن کی جنون مین ہوس ہی ہمکو تلاش
جیب پر اپنی کبھی ہاتھہ نہ ڈالا اپنا

غیر سے ملنے کی لکھی ہی نہایت تاکید
اور لکھا ہی مجھے خط مین حوالا اپنا

ہین بُرے حال کے سب دیکھنے والے ای داغ
کوئی دنیا مین نہین پوچھنے والا اپنا

تم گلے جب نہ ملو لطف ملاقات ہی کیا
مان بھی جاو مری بات یہہ ہی بات ہی کیا

دل و دین لیکے بھی راضی نہوے آپ کبھی
یہہ تو فرمائے مین کیا مری اوقات ہی کیا

کشتۂ ناز کو کیون زندہ کرین آکے مسیح
تمہین ٹھکرا دو کہ ہی اسمین کرامات ہی کیا

عالم وجد مین بیخود نہین ہوتے صوفی
نشۂ مین چور ہین رندان خرابات ہی کیا

ہمت ای دیدۂ تر قطرہ فشانی کب تک
موسلا دہار نہ برسے وہ برسات ہی کیا

دل سی شی ہمنے تو بھیجی اُنہین وہ کہتے ہین
بیش قیمت ہی یہ سوغات ہین سوغات ہی کیا

حشر کے دن وہی کافر مجھے ملجائیگا
میرے کردار کی ہی اور مکافات ہی کیا

جاکے پی آئے وہان آتے ہی توبہ کرلی
اسقدر دور ہی مسجد سے خرابات ہی کیا

عاشقی اور پھر ایسی کہ چھپائے نہ چھپے
مجھسے مجرم کے لئے چاہیئے اثبات ہی کیا

دل کو لیلیتے ہین در پردہ وہ عیاری سے
چار غیرون پہ جو کھلجائے تو پھر گھات ہی کیا

روز پیتے ہین صبوحی بھی اداکرکے نماز
فرق آجائے تو پابندی اوقات ہی کیا

لہرین آتی ہین طبیعت مین ہماری کیا کیا
برق وش پانی ہو جب تو وہ برسات ہی کیا

مئے انگور فرشتون کی بہی قسمت مین نہین
اس سے محروم ہین اک قبلۂ حاجات ہی کیا

اسمین وہ ہوگا تو نہین ہمسے ذرا سچ کہیئے
کر دیا مانگ کے دل آپ نے خیرات ہی کیا

اب تمناے شب وصل ہی کس کافر کو
بات کر نمین گذر جائے تو وہ رات ہی کیا

آگے اُس شوخ کے چپ لگ گئی انگوا ہی داغ
میرے مطلب کو جو کہتے تہے یہہ ہی بات ہی کیا

دیکہکر تیری ادا جی سے گذر جائیگا
مرنے والا تو قیامت مین بہی مرجائیگا

نامہ بر چرب زبانی تو بہت کرتا ہی
دل گواہی نہین دیتا کہ اُدہر جائیگا

اور بہی اور بہی آئی در محبت ہو سوا
گرمی کی تو مرے دل سے اُتر جائیگا

غیر کا قصہ شب وصل مین کیون لے بیٹہے
باتون باتون مین یونہین وقت گذر جائیگا

میرے ہمراہ پس مرگ ڈبونیکے لئے
دیدۂ تر نہ سہی دامن تر جائے گا

رخنہ گر وہ ہو تو محشر کا تماشا کیا
آن کی آن مین سب کہیل بکہر جائیگا

بیخودی مین ہی کسے ہوش کہان ہی قاصد
کدہر آیا نہین معلوم کدہر جائیگا

عاقبت پاک ہی میخوار کی بس رکہنہ آہ
یہہ تو میخانہ سے اللہ کے گہر جائیگا

کہا لیا ہمنے شب ہجر مین سب خون جگر
روز فرقت ہمین اب صاف گذر جائیگا

کسی بندہ پہ بُرا وقت نہ ڈالے اللہ
کیا خبر تہی کوئی یون ہجر مین مرجائیگا

کیون نہ ہم روئین مقدر کی پریشانی کو
کیا یہہ گیسو ہی تمہارا کہ سنور جائیگا

بوجھ ٹلے نہ بہت دست دعا پر تاثیر — مجھکو ڈر ہے کہ میرا ہاتھ اتر جائیگا

وصف حورون کے تو ذرا ت سنو ای واعظ — خوف یہہ ہے کہ وہان پرچہ گذر جائیگا

کہکے بربادو مجھے چرخ کہان جاتا ہے — مین بہی ہمراہ اسیکے ہون جدہر جائیگا

فوج مژگان نے ترے گہیر لیا ہے دل کو — اب کہان جائیگا بچکر یہہ کدہر جائیگا

اب تو ای **داغ** مرے غم سے وہ خوش ہین پہر کیا
آخر اکدن یہہ زمانہ بھی گذر جائیگا

مایوس ہجر مین دل ناکام ہوگیا — رخصت ہوا اجل مجھے آرام ہوگیا

سنتا ہون غیر کا بت خودکام ہوگیا — یہہ بات سچ ہوئی تو مرا کام ہوگیا

مین ہر طرح سے مورد الزام ہوگیا — تقصیر کی کسی نے مرا نام ہوگیا

وہ تشنگی کی آگ اسی آگ سے بجھے — مین پانی پیتے پیتے می آشام ہوگیا

کیون میری بات سنتے ہی تلوار کہینچ لی — کیا حرف اختلاط بہی دشنام ہوگیا

آپ اپنے گہر کو رشک مسیحا سدہاریئے — آرام ہوگیا مجھے آرام ہوگیا

عاشق کے ضعف قلب کی کچھہ انتہا نہین — گویا وہ اس زمانہ کا اسلام ہوگیا

سینہ مرا سبو ہے مے عشق کے لئے — آنکھین پیالہ بن گئین دل جام ہوگیا

بگڑے وہ مجھکو دیکھکے محفل مین اسطرح — گویا قیامت آگئی کہرام ہوگیا

باہر خودی سے ہو نہ سکا دل تمام عمر — اسکی رگون کا جال اسے دام ہوگیا

پہر آرزو مراد پہ آکر ہوئی ہے یاس — لو پختہ ہوکے پہر یہہ ثمر خام ہوگیا

بس شرح اسکی حضرت ناصح نہ کیجیے — معلوم ہمکو عشق کا انجام ہوگیا

اب صبر کسطرح سے دل بدگمان کو ہو — کیون یہہ کہا کہ شب کو ہمین کام ہوگیا

رہتا نہین ہر اپنا مقدر بہی اپنے ساتہہ — وہ بہی شریک گردش ایام ہوگیا

کیا طول مدعا جسے کافی ہو روز حشر — کیا فیصلہ جو صبح سے تا شام ہوگیا

قاصد کے ہاتہہ چوم لئے مین نے لیکے خط — یہہ اک طرحکا بوسہ بہ پیغام ہوگیا

جو ابتدائے عشق مین تہے کام نادرست — انجام کار سب کا سر انجام ہوگیا

دنیا مین داغ صاحب اعزاز ہے تو ہو
وہ آپ کا تو بندۂ بے دام ہوگیا

نام زیر آسمان باقی رہا — مر مٹون کا یون نشان باقی رہا

اُسکے در پر جبہہ سا لاکہون ہوئے — پہر بہی سنگ آستان باقی رہا

دیکہیے فردائے محشر کیا بنے — آج کل پر امتحان باقے رہا

ای گدازِ غم سجہے کہا جاؤن گا — ایک بہی گر استخوان باقی رہا

شب کو تیری جستجو مین کو بکو — کون مجہہ سے مکان باقی رہا

مٹگئے دنیا کے جلسہ سیکڑون — ہر غنیمت جو سمان باقی رہا

آنکہہ اپنی روز محشر کہل چکی — کچہہ اگر خواب گران باقی رہا

دل لگی ہو جائے گی زیر مزا — تو جو ای درد نہان باقی رہا

آزمائی ہر مروت ہی ابہی — امتحان سا امتحان باقے رہا

حال کچھ ای داورِ محشر نہ پوچھ
حال مجھ مین اب کہان باقی رہا

مٹ چکا گو اک زمانے کا خیال
پھر بھی دل مین اک جہان باقی رہا

غیر کا چھلہ چھپایا آپ نے
اُس نشانی کا نشان باقی رہا

جا چکا ای داغ سب مال و متاع
شکر ہے لطفِ زبان باقی رہا

تو محتسب کا مشرب رندانہ کھل گیا
پہلے ہی عید سے درِ میخانہ کھل گیا

باد صبا نے بھی نہ کیا اُسکو بے حجاب
سینہ پہ ہات آگئی جب شانہ کھل گیا

قاتل نے دیکھے اسمین ہزارون پری جمال
دل چاک کیا ہوا کہ پری خانہ کھل گیا

ہمسے تغافل اور ہی غیرونسے تاک جھانک
تیرا فریب نرگس مستانہ کھل گیا

جلنے لگے ہین شمع سے گل سے ہین داغ داغ
کیون اُنپہ عشق بلبل و پروانہ کھل گیا

رکھا تھا ہمنے پردہ کہ اُسپر کھلے نہ حال
سب رازِ دل سناتے ہی افسانہ کھل گیا

خونین ہی پیرہن جو تمہارے شہید کا
اُسپر یہ سرخ خلعتِ شاہانہ کھل گیا

پوچھا مزاج اُسنے تو وحشت کی اسنے لی
آخر کو پردہ دلِ دیوانہ کھل گیا

اس میکدہ سے ہم تو چلے تشنہ کام ہی
بس ہمپہ ظرف ساقی و پیمانہ کھل گیا

مشتاقِ دید غش مین پڑے ہین جو زیر بام
سرکی نقاب کیا رخ جانانہ کھل گیا

ای داغ وقت مرگ ہوا امتحان ہمین
اسوقت مین یگانہ و بیگانہ کھل گیا

ادھر دیکھ لینا ادھر دیکھ لینا
کنکھیون سے اسکو مگر دیکھ لینا

فقط نبض سے حال ظاہر نہوگا
میرا دل بھی ای چارہ گر دیکھ لینا

کبھی ذکر دیدار آیا تو بولے
قیامت سے بھی پیشتر دیکھ لینا

ندیا خط شوق گھبرا کے پہلے
محل موقع ای نامہ بر دیکھ لینا

کہین ایسے بگڑے سنورتے بھی دیکھے
نہ آئین گے وہ راہ پر دیکھ لینا

تغافل مین شوخی نرالی ادا تھی
غضب تھا وہ منھہ پھیر کر دیکھ لینا

شب وعدہ اپنا یہی مشغلہ تھا
اٹھا کر نظر سوے در دیکھ لینا

بلایا جو غیر ونکو دعوت مین تمنے
مجھے پیشتر اپنے گھر دیکھ لینا

محبت کے بازار مین اور کیا ہی
کوئی دل دکھائے اگر دیکھ لینا

مرے سامنے غیر سے بھی اشارے
ادھر بھی ادھر دیکھکر دیکھ لینا

نہو نازک اتنا بھی مشاطہ کوئی
دہن دیکھ لینا کمر دیکھ لینا

نہین رکھنے دیتے جہان پانون ہمکو
اسی آستانہ پہ سر دیکھ لینا

تماشائے عالم کی فرصت ہی کسکو
غنیمت ہی بس اک نظر دیکھ لینا

دیتے جاتے ہین آج کچھہ لکھہ کے تمکو
اسے وقت فرصت مگر دیکھ لینا

ہمین جان دینگے ہمین مرمٹین گے
ہمین تم کسی وقت پر دیکھ لینا

جلایا تو ہر داغ کے دل کو تم نے
مگر اس کا ہوگا اثر دیکھ لینا

دل مکدر مدام کا نکلا
کب یہ آئینہ کام کا نکلا

گھر سے تم کیون نکالے دیتے ہو
کیا قصور اس غلام کا نکلا

بھر کے دے جام ورنہ ایساقی
دم کسی تشنہ کام کا نکلا

مٹ گئی رسم وراہ بھی اُنسے
یہہ نتیجہ پیام کا نکلا

بحث تھی میکشی مین زاہد سے
عذر ماہِ صیام کا نکلا

وصل کی اُنسے ہو گئی امید
سلسلہ جب کلام کا نکلا

یہہ سنا ہی کہ اب وہ ہرجائی
صبح آتا ہی شام کا نکلا

گالیان سنتے ہین دعا دیکر
خوب پہلو کلام کا نکلا

دل کے ملنے کی پھر اُمید نہین
یہہ اگر اُس کے کام کا نکلا

واہ کیا کیا تری محبت مین
حوصلہ خاص و عام کا نکلا

سچ تو یہہ ہی کہ عاشقی مین داغ
ایک ہی اپنے نام کا نکلا

تجھے نامہ بر قسم ہی یہین دن سے رات کرنا
کوئی ایک بات پوچھے تو ہزار بات کرنا

نہین اور خوف قاصد مگر ایک بات کرنا
جو رقیب بھی وہان ہو بہت التفات کرنا

وہ ہو تیز رو نہ پائے کوئی تنگ خصلت دل
رہ دوست مین جو چلنا تو ہوا کو مات کرنا

ابھی سن ہی کیا ہی آئے جو نہین تو قار و تمکین
کبھی اجتناب کرنا کبھی التفات کرنا

مرے دل کی قیمت اتنی نہ بڑھاؤ کون لیگا
جو تمہین نہ جانتا ہو یہہ اُسی سے گھات کرنا

ہمیں گلشن جہاں میں یہی کام آخری ہی
اسی باغبان کو واپس ثمرِ حیات کرنا

یہہ زمانہ کہہ رہا ہو کہ وہ قول کے ہیں پورے
مگر اک ہمیں سے وعدہ انہیں بے ثبات کرنا

نکل آئیں گے وہ باہر وہیں شور سُن کے ایدل
کبھی اُنکے در پہ جاکر کوئی واردات کرنا

وہ کریم کیا نہیں ہو وہ رحیم کیا نہیں ہی
کبھی **داغ** بہولکر بہی نہ غمِ نجات کرنا

شوق ہو اسکو خود نمائی کا
اب خدا حافظ اس خدائی کا

وصل پیغام ہو جدائی کا
موت انجام آشنائی کا

دید یا رنج اک خدائی کا
ستیا ناس ہو جدائی کا

کسی بندہ کو دردِ عشق نہ دے
واسطہ اپنی کبریائی کا

پھنس گیا دل بُری جگہ افسوس
کوئی پہلو نہیں رہائی کا

صلح کے بعد وہ مزا نہ رہا
زور ساماں تہا لڑائی کا

کہتے ہیں وہ قیامت آنے دو
ابہی موقع نہیں صفائی کا

اپنے ہوتے عدو پر آنے دے
کیوں وہ الزام بیوفائی کا

اشک آنکھوں میں داغ ہیں دلمیں
یہہ نتیجہ ہو آشنائی کا

ہنسی آتی ہو اپنے رونے پر
اور رونا ہو جگ ہنسائی کا

آج وہ امتحان کرتے ہیں
وقت ہو قسمت آزمائی کا

دل اُڑاتا ہو دل لگی کے مزے
پوچھنا [illegible] لگی لگائی کا

فتنہ گر ایک تو ہے اک محشر
دِل شریک اسمین ہے تنہائی کا

اُڑ گئے ہوش دام مین پہنسکر
قید کیا نام ہے رہائی کا

اِک خدائی کی آفتین دیکھین
ہائے صدمہ تری جدائی کا

اور تو ہمکو کچھ نہین آتا
کام کرتے ہین آشنائی کا

دِل ترا صاف ہو نہین سکتا
ہیچ ہے محکمہ صفائی کا

بتکدے کی جو سیر کی ہمنے
کارخانہ ہے اک خدائی کا

گرچہ پہنچا ہو نہین کہین سے کہین
مرحلہ دُور ہے رسائی کا

نہ رہا لطف اِس زمانے مین
میرزا داغ میرزائی کا

آشنا تو ہے اپنے مطلب کا
فیصلہ ہو چکا ہے یہ کب کا

روز محشر ہے یہ دلیل اُنکی
کہتے ہین مجھسے عذر تہا شب کا

کیون نہو غیر کی دعا مقبول
وہ خدائے کریم ہے سب کا

لیکے دل تمنے جب ستم توڑے
پہر ہماری بغل مین آ دبکا

وہ سنے دردِ دل جو ہو ہمدرد
نہین ملتا کوئی مرے ڈہب کا

کِسکو جانون رقیب محفل مین
آپکا نام اُسنے رکہدیا سب کا

غنچۂ گل کو سونگہیے بچکر
بوسہ لیلے نہ آپ کے لب کا

ذکر بیداد پر نہو برہم
کہ نہین ہے یہ تذکرہ اب کا

داغِ مے کو نہ دیکھا اے زاہد / دل تو ہے پاک رند مشرب کا
دم نہیں دل میں ایک مدت سے / خون ہے مدعا و مطلب کا
کافرِ عشق کیوں مسلمان ہو / سب کو ہے پاس اپنے مذہب کا
جرم تھا پیشتر تغافل بھی / حال جب کا کہوں کہ میں اب کا
چاہنے والے ہوں برے کہ بھلے / اُنکے دفتر میں نام ہے سب کا
ہو مےِ ناب یا شرابِ طہور / تشنہ ہوں ساغرِ لبالب کا
بات پوری وہ کر نہیں سکتے / زور ہے کیا نزاکتِ لب کا
کیا کروگے کہو تو روزِ جزا / ایک دعویٰ ہوا اگر سب کا
تمنے بھی کچھ سنا کہ تا بفلک / شور پہنچا ہے میری یارب کا
پہلے انکار اور پھر دشنام / یہ نتیجہ ہے عرضِ مطلب کا

شکر ہے داغ کامیاب ہوا
حق تعالےٰ بھلا کرے سب کا

جسدم وہ مرے قتل کے سامان میں نہوگا / وہ دن ہی کبھی گردشِ دوران میں نہوگا
جینا تو بلائے شبِ ہجران میں نہوگا / مرنا بھی الٰہی مرے امکان میں نہوگا
کیوں مفت میں دیوانہ نبوں چھوڑکے تجھکو / دامن میں جو ہے ہاتھ گریبان میں نہوگا
کیوں جانے لگا دل ترے ناوک سے نکلکر / سوفار میں ہوگا جو وہ پیکان میں نہوگا
چمکیگا مرا داغِ جگر صورتِ خورشید / کیا روزِ قیامت شبِ ہجران میں نہوگا

مین پیچ سے تقدیر کے خوش ہون یہہ سمجھکر
ایسا کوئی بل گیسوئے پیچان مین نہوگا

بہلاؤنگا اپنے دلِ ویران سے طبیعت
یہہ دشتِ بلا کیا مرے زندان مین نہوگا

ہوتا ہی جدائی مین ضرر جان کا ناصح
ہی یہہ تو یقین تو مرے نقصان مین نہوگا

کیا آئے دمِ نزع بلانے سے جو آئے
محسوب یہہ احسان کسی احسان مین نہوگا

اتنا تو ہوا دیدۂ گریان کی بدولت
آباد کوئی کوچۂ جانان مین نہوگا

کیا خوفِ اذان ہمکو شبِ وصل یقین ہی
اللہ کا گھر کوچۂ جانان مین نہوگا

اپنے ہی تو بیگانے نظر آئین گے ای داغ
اپنا تو کوئی حشر کے میدان مین نہوگا

تمکو کیا ہر کسی سے ملنا تہا
دل ملا کر مجہی سے ملنا تہا

پوچہتے کیا ہو کیون لگائی دیر
اک نئے آدمی سے ملنا تہا

ملکے غیرون سے بزم مین یہہ کہا
مجہکو اگر سبہی سے ملنا تہا

کیون بہانے کئے شبِ وعدہ
صاف کہدو کسی سے ملنا تہا

عید کو بہی خفا خفا ہی رہے
آج کے دن خوشی سے ملنا تہا

آپ کا مجہہ سے جی نہین ملتا
اس محبت پہ جی سے ملنا تہا

تم تو اُکہڑے رہے نہین ای داغ
ہر طرح مدعی سے ملنا تہا

مقتل مین وہ سفاک جو مصروفِ ستم تہا
آگے صفِ عشاق سے اپنا ہی قدم تہا

اے نامہ بر اُسکا نہ یہہ اندازِ رقم تھا
معلوم ہوا ہاتھہ مین دشمن کے قلم تھا

وہ جلد جو کیون اُٹھتے مری بزمِ عزا سے
عشرتکدہ غیر بھی دو چار قدم تھا

یاد آتے ہین اب مجھکو شبِ وصل کے احسان
جو عین کرم تھا وہ مرے حق مین ستم تھا

سنتا ہون کہ ناصح کی زبان بند ہوئی ہے
ہر روز کی جھک جھک سے مرا ناک مین دم تھا

یہہ شکوۂ فرقت پہ کہا پیار سے اُسنے
مجھکو بھی بہت رنج ترے سر کی قسم تھا

ہم مرگئے لیکن نہ اُٹھا یاسِ ستم شک
یہہ کام محبت مین تری سب سے اہم تھا

نکلا دلِ آباد کو برباد ہی کرکے
غیرونکا تصور بھی بڑا نحس قدم تھا

کرتے ہو عبث شکوۂ فرقت کی شکایت
وہ شکر ملاقات گذشتہ سے تو کم تھا

نکلے بھی تو ہمراہ دمِ بازپسین کے
جب تک وہ مرے دل مین رہے سینہ مین دم تھا

تھا وعدہ یہان چار پہر رہنے کا اُسنے
افسوس مگر وصل کا دن رات سے کم تھا

جل جلکے ہوئے خاک ہوئی خاک بھی برباد
ہستی مین یہہ ہستی تھی عدم مین یہہ عدم تھا

مجنون کے طرفدار بنے ہین کئی دن سے
فرماتے ہین وہ آپ سے کس بات مین کم تھا

معشوق فلک غیر شبِ غم دلِ بیتاب
تا زیست مرے حال پہ کس کسکا کرم تھا

اُس بت نے لفافہ جو دیا مہر لگا کر
گویا وہ کفِ دست مین قاصد کے پدم تھا

نکلا ہی تلاشی سے فقط اک درمِ داغ
یارون کو مرے دلپہ ہزارون کا بھرم تھا

دل خون ہوا خاک ہوا خوب ہوا **داغ**
ہر آن کی تکلیف تھی ہر وقت کا غم تھا

ردیف الباء

نہین سنتا ستم ایجاد ہماری یارب
تجھسے ہر وقت ہی فریاد ہماری یارب

کچھ تو تخصیص ہی مظلوم محبت کے لئے
کاش دنیا مین ملے داد ہماری یارب

پھر کہان جائینگے جنت مین اگر جی لگا
ہی طبیعت بہت آزاد ہماری یارب

در پئی بیخ کنی ہو گئی سارے دشمن
جب کہین جمگئی بنیاد ہماری یارب

عمر بھر کی ہی بہت پیر مغان کی خدمت
کہین محنت نہو برباد ہماری یارب

انکے آنے سے اجل پیشتر آئی افسوس
کیا برے وقت ہوئی یاد ہماری یارب

دل مضطر کنا ہی کہ آغاز محبت ہی ابھی
کیا پڑے دیکھئیے افتاد ہماری یارب

پھر کوئی مانے نمانے ہمین پروا کیا ہی
مان لے گر دل ناشاد ہماری یارب

ہو دم قتل وہ تصویر کا عالم پیدا
شکل دیکھا کرے جلاد ہماری یارب

ہجر مین زندہ رہا **داغ** تو وہ کہتے ہین
ہائے بیکار رہی بیداد ہماری یارب

نگاہ لطف سے والا نگاہ ہی محبوب
پناہ خلق سے عالم پناہ ہی محبوب

ہنر شناس ہی محبوب شاہ آصف جاہ
کمال دوست مہ نیم ماہ ہی محبوب

کوئی طریق ارادت سے ہم بھٹکتے ہین
ہمارے واسطے اک خضر راہ ہی محبوب

مجال کیا ہی نہ سیدھا ہو چرخ کج رفتار
کہ قہرمان وشہ کجکلاہ ہی محبوب

بلند بخت و سرافراز سب ہین درباری — قمر خدم ہی فلک بارگاہ ہی محبوب

شرف ہی خسرو و جم کو بھی باریابی سے — وہ صاحب شرف و عز و جاہ ہی محبوب

نشان شہر رکھا نام کو زمانے مین — خدا کے بندونکا وہ خیرخواہ ہی محبوب

نہ کیون ہو سایہ دامن مین اُسکے خلق اللہ — کہ شہریار ہی ظل الٰہ ہی محبوب

اُمید منصب و جاہ و حشم نہ کیونکر ہو
فقیر **داغ** ہی تو پادشاہ ہی محبوب

دل ناکام کے ہین کام خراب — کرلیا عاشقی مین نام خراب

اس خرابات کا یہی ہی مزہ — کہ رہے آدمی مدام خراب

زلف ہی چور چشم یار شریر — حسن کا سب ہی انتظام خراب

دیکھکر جنس دل وہ کہتے ہین — کیون کرے کوئی اپنے دام خراب

ابر تر سے صبا ہی اچھی تھی — میری مٹی ہوئی تمام خراب

وہ بھی ساقی مجھے نہین دیتا — وہ جو ٹوٹا پڑا ہی جام خراب

کیا ملا ہمکو زندگی کے سوا — وہ بھی دشوار ناتمام خراب

واہ کیا منھ سے پھول جھڑتے ہین — خوبرو ہو کے یہہ کلام خراب

چال کی رہنمائے عشق نے بھی — وہ دکھایا جو تھا مقام خراب

داغ ہی بدچلن تو ہونے دو
سو مین ہوتا ہی اک غلام خراب

ردیف الباءِ فارسی

کیا سبب شاد ہے بشاش ہے جی آپ ہی آپ / چلی آتی ہے مجھے آج ہنسی آپ ہی آپ

ابھی آئی ہی نہین کوچۂ دلبر سے صبا / کھل گئی آج مرے دل کی کلی آپ ہی آپ

ہین بیٹھے یار فراموش جناب زاہد / جا کے میخانے مین چوری سے جو پی آپ ہی آپ

مجھکو ارشاد سے ناصح کے یہہ مفہوم ہوا / جس طرح سے کوئی بن بیٹھے ولی آپ ہی آپ

قطرے قطرے کو ترستی ہین ہماری آنکھین / کہا گیا خون جگر رنج دلی آپ ہی آپ

ہمنشین بھی تو نہین ہجر مین دل کیا بہلے / باتین کر لیتے ہین دو چار گھڑی آپ ہی آپ

سوچتے ہین کہین تدبیر بھی قسمت والے / کہ نکل جاتے ہین ارمان دلی آپ ہی آپ

کچھ تو فرمایئے اس بدمزگی کا باعث / آپ ہی آپ ہے رنجش خفگی آپ ہی آپ

کبھی کثرت سے غرض تھی کبھی وحدت منظور / کبھی وہ انجمن آرا ہے کبھی آپ ہی آپ

دل لگی آگ ہے اے داغ خبر لو جلدی / جو لگائے سے لگی کب وہ بجھی آپ ہی آپ

ردیف التاء

بزم دشمن مین نہ کھلنا گل تر کی صورت / جاؤ بجلی کی طرح آؤ نظر کی صورت

نہ مٹائے سے مٹی فتنہ و شر کی صورت / نظر آتی نہین اب کوئی گذر کی صورت

سوچ لے پہلے ہی تو نفع و ضرر کیصورت
نامہ بر تجھکو بھلا دینگے وہ گھر کی صورت

کیا خبر کیا ہوئی فریاد و اثر کیصورت
کہ ادہر کب نظر آتی ہی اُدہر کی صورت

بگڑی شوریدہ سری سی مرے گھر کیصورت
وہی دیوار کی صورت ہی جو در کی صورت

چھپکے بیٹھے ہو اگر مجھسے چلو یونہین سہی
مین بھی اُٹھنے کا نہین پردۂ در کیصورت

اُسکو دیکھے کوئی محفل مین یہہ کسکی طاقت
ہر شرر دیکھنے لگتا ہی بشر کی صورت

بارِ تشبیہ سے مرے وہ موے جاتے ہین
کیون رگِ جان سے لاغر ہی تہی کمر کیصورت

نامہ بر جاکے مین اُسکے قدم لیتا ہون
جب بنا کر کوئی آتا ہی سفر کی صورت

نہین معشوق کوئی حسن و ادا سے خالی
اُسپہ صورت بھی مرے رشکِ قمر کیصورت

ای جنون خاکِ بیابان کو بیابان سمجھون؟
میری آنکھون مین بھی پھرتی ہی گھر کیصورت

اُنکے جانیکا دھندہ وہ مری تنہائی
اور روتی ہوئی وہ شمعِ سحر کی صورت

رشک آئینہ سے کیا وہم تو اسباب کا ہے
تیرے دلمین نہ پھرے آئینہ گر کیصورت

خط مین لکھا تہا کہ آتا ہی کلیجا منھ کو
اب دکھائین اُنہین کس منھ سے جگر کیصورت

وصف حورانِ بہشتی کر سُنے ای واعظ
سب سے اچھی ہی جو اچھی ہی بشر کی صورت

لبِ پان خوردہ کی شوخی پہ نہ اِترا ظالم
ملتی جلتی ہی مرے زخمِ جگر کی صورت

خوابِ راحت سے جو اُٹھے ہین وہ کلمہ پڑھتے
نظر آئی ہی کسی پاک نظر کی صورت

آج آنکھین نہین پا مین نہین دیکھو تو غضب
کہ دکھائی ہی مجھے غیر کے گھر کی صورت

آئے تھے گھر مین مرے آگ بگولا بنکر
ٹھنڈے ٹھنڈے وہ گئے بادِ سحر کی صورت

بات آنکھوں ہی شبِ وصل عبث رہ کہتے ہو
آپ نے کیں ہیں عبث شرم سے نیچی آنکھیں
دل سے نکلے تو پھرے خانہ خرابوں کیطرح
منتظر ہجر میں ہم وصل میں مشتاق ہو تم
در و دیوار کا جلوہ نہیں دیکھا جاتا
کوئی دم کوئی گھڑی کل نہیں پڑتی دل کو
لیے جاتا ہی ہمیں جوش جنون صحرا کو

میری صورت نہ سہی دیکھو سحر کی صورت
چھپ گئی یہ بھی ادا دل میں نظر کی صورت
تمنے برسوں ہوے دیکھی نہیں گھر کی صورت
نظر آتی نہیں دونوں کو سحر کی صورت
انکے آتے ہی بدل جاتی ہی گھر کی صورت
میں بیان کس سے کروں آٹھ پہر کی صورت
دیکھتے جاتے ہیں منہہ پھیر کے گھر کی صورت

حضرتِ داغ تو شاعر ہیں ہوا باندھتے ہیں
نہ دعا کی کوئی صورت نہ اثر کی صورت

بزم میں دیکھا ہی کس حسرت سے ہیں سوے دوست
یہہ بلا میں کسکو لپٹیں دیکھیے ہوں کسکے سر
سخت جانوں پر ہوا کرتی ہی اکثر مشق تیغ
یقین برائی میں ہی ہو جاتا برابر کا شریک
وہ عدو کے ساتھ آتے ہیں عیادت کو مری
اے صبا تو ہی اٹھا لے چل ذرا وقتِ خرام
آپ اپنے کو تو چشم شوق سے پہلے دیکھ لے
ذکر آتا ہی اگر انکا تو کٹ جاتی ہی بات

مجھکو دشمن سے گلے ملکر جو آئی بوے دوست
کچھہ پریشان سے نظر آتے ہیں مجھکو موے دوست
چشم بد دور آجکل ہیں زور پر بازوے دوست
میری قسمت سے ہوا گر ملی ہی خوے دوست
اک نظر ہی سوے دشمن اک نظر ہی سوے دوست
قدِ آدم سے زیادہ بڑھ گئی گیسوے دوست
کیا ہنسی ہی کھیل ہی ہر روز کچھ لینا روے دوست
تیغ سے بڑھکر کھینچی ہیں کشاکش میں ابروے دوست

فرق اتنا تو ہے زیر زمین اور آسمان
پاس دشمن کے ہو دشمن دوست ہم پہلوے دوست

مجھکو وہم آیا کہ بیشک مدعی کا ہے یہ خط
دیکھا تھا گوشہ دامن تہ زانوے دوست

بانکپن کرتے ہین مشتاقون سے کیا کیا جور
دیکھتے ہی میری صورت تنگی ابروے دوست

غیر کے نقش قدم اور **داغ** رہبر ہو گئے
مٹنے والون نے بنایا ہے نشان کوے دوست

نہین سنتے وہ اب ہماری بات
سچ ہے بن آئے کی ہے ساری بات

دو دو باتین ہوئی تھین واعظ سے
رکھ لی اللہ نے ہماری بات

خیر سے اسنے ہی نہ پوچھا حال
کرنے دیتی نہ بیقراری بات

حال دل سنکے یہہ جواب ملا
اب نہو گی مری تمہاری بات

دل وہ لیتا ہے مجھسے دشمن کا
کہ دلیرون کی ہے کراری بات

کھیل ہے امتحان ترے آگے
میرے آگے ہے جان نثاری بات

حال کہکر پلٹ گیا قاصد
خوب بگڑی ہوی سنواری بات

حشر مین کچھہ نہ کچھہ نکالے گی
میری شرم گناہگاری بات

خامشی مین ادا کرین مطلب
یہہ تو ہے انکی اختیاری بات

لب شیرین کا بوسہ دیدیجے
زہر لگتی ہے گر ہماری بات

لوٹ لیتی ہے **داغ** کے دل کو
تیری ہر ایک پیاری پیاری بات

کیجئے قتل کا ابرو سے اشارا جھٹ پٹ — یہی تلوار کرے کام ہمارا جھٹ پٹ

وہ شکایت کی خبر سُنکے ہوئے جب برہم — لے دیا نام رقیبون نے ہمارا جھٹ پٹ

دل کو نظروں سے گرا کر نہوے آپ خبر — ایسے گرتے کو تو دیتے ہین سہارا جھٹ پٹ

سچ یہ ہے کی مرے قاصد نے بڑی چالاکی — کرکے تسلیم خط شوق گذارا جھٹ پٹ

قول دینے مین کیا عذر نزاکت پہرون — ہاتہہ پر ہاتہہ کبہی تمنے نہ مارا جھٹ پٹ

پس دیوار جو اُسنے مری آواز سُنی — وہین دربانون کو گہبرا کے پکارا جھٹ پٹ

بچتے رہیئے گا مری آہ شرر افشان سے — کہ پہنچتا ہے اِس آتش کا شرارا جھٹ پٹ

نہ ہوا ایک نگہہ سے جو مرا کام تمام — پہر کے پہر دیکہہ لیا اُسنے دوبارا جھٹ پٹ

نامہ بر زندہ جو پہرتا ہے تو یہہ کہتا ہے — اب تو دلوائیے انعام ہمارا جھٹ پٹ

تیرہ بختی نے بڑی دیر لگا رکہی ہے — کہین چمکے مری قسمت کا ستارا جھٹ پٹ

جب پریشانی عاشق کی مصیبت سُن لی — اُسنے بکہری ہوئی زلفون کو سنوارا جھٹ پٹ

دل بیتاب کو کیا تاب ہو سوز غم کی — آگ پر رکہتے ہی اُڑجاتا ہے پارا جھٹ پٹ

پہر نہ کہیئے گا کہ ہمسے نہ کہا داغ کا حال
لیجیئے اُسکی خبر آپ خدارا جھٹ پٹ

ردیف الثاء

پڑا ہے بل جبین پر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث — ہوا کیون تیز خنجر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

خفا رہتے ہو اکثر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث
ستم ہوتے ہین مجھپر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

سنبھلکر گفتگو کرتے ہو لیکن باتون باتون مین
بگڑ جاتے ہین تیور کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

کہا گر ہمنے ہرجائی تو کیون تمنے برا مانا
پہرا کرتے ہو دن بہر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

یہہ حیرت ہے کہ اُس کافر نے مجھکو ذبح کرنہین
کہا اللہ اکبر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

طبیعت میری جب سنبھلی فرا انکو عجب آیا
ہوا آرام کیونکر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

اشارو نہین ہوئین تہین مجھسے اُنسے آج کچھ باتین
یہی چرچا ہے گہر گہر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

غبارِ دل ترا کیا میرے اشکون نے نہین دہویا
کہ ابتک ہے مکدر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

نہین رکہا قدم تمنے تو ہرگز کوے دشمن مین
بپا پہر کیون ہے محشر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

تمہین جانو تمہین سمجھو وہ کیون اتنا پریشان ہے
بتائے داغ مضطر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

ردیف الجیم

میرا جدا مزاج ہے اُنکا جدا مزاج
پہر کسطرح سے ایک ہو اچہا برا مزاج

دیکہا نہ اسقدر کسی معشوق کا غرور
اللہ کیا دماغ ہے اللہ کیا مزاج

کسطرح دل کا حال کہلے اس مزاج سے
پوچہون مزاج تو وہ کہین آپکا مزاج

تم کیا کسیکے دل مین بہلا گہر بناؤگے
بنتا نہین بنانے سے بگڑا ہوا مزاج

ہمکو ذرا سی بات کی برداشت ہی نہین
ایسا اکہلکہرا بہی ہے کسیکا مزاج

نا اتفاقیان تھین پیام وسلام تک
جب مل گئی نظر سے نظر مل گیا مزاج

پالا پڑے کہین نہ کسی بدمزاج سے
ہر وقت دیکھتے ہین مزاج آشنا مزاج

آخر یہ عرض حال ہی دشنام تو نہین
ہاتون سے کیون نکلنے لگا آپکا مزاج

دن رات کا ہی فرق تمہارے مزاج مین
دن کو جدا مزاج تو شب کو جدا مزاج

کل انکا سامنا جو ہوا خیر ہو گئی
بدلی ہوئی نگاہ تھی بدلا ہوا مزاج

انکو بغیر چھیڑ کیے چین ہی نہین
کتنی شریر طبع ہی کیا چلبلا مزاج

جسکے مزاج مین یہ تلوّن ہو کیا نبھے
لاؤن کہان سے روز الٰہی نیا مزاج

قاصد کو چٹکیون مین ہمیشہ اڑا دیا
اس شوخ کا ہی شوخ ہی بے انتہا مزاج

آب سرشک آتش حسرت غبار غم
ملکر ہوا ہے شوق سے میرا بنا مزاج

سچ ہی خدا کے دین مین کیا دخل ہو سکے
اک **داغ** کا مزاج ہی اک آپکا مزاج

جائے آسودگی کہان ہی آج
جو زمین کل تھی آسمان ہی آج

میرے گھر تو تو میہمان ہی آج
کیون شب ہجر وہ کہان ہی آج

مین بھی جاتا ہون ساتھ غیرونکے
دوست دشمن کا امتحان ہی آج

کیا ڈرینگے وہ اس سے محشر مین
کل نہی ہوگی جو فغان ہی آج

تم وہان تھے تو دل وہان تھا کل
تم یہان ہو تو دل یہان ہی آج

عشق کو ابتدا مین ہم سمجھے
فتنۂ آخر الزمان ہے آج

کل ادا دل کا حال ہو کہ نہو
آرزو وصل کی شہید ہوئی

سُن لو گویا مری زبان ہے آج
ماتمِ مرگِ نو جوان ہے آج

اِس ہدف پر لگا ئین گے وہ تیر
دِلنشین داغ کا نشان ہے آج

ردیف الجیم فارسی

جسدم رقیب کہنے پر آتے ہین ہیچ پیچ
قاصد کے کچھہ کلام غلط ہین تو کچھہ صحیح

انگو مری طرف سے لگاتے ہین جھوٹ سچ
ہمکو الگ الگ نظر آتے ہین جھوٹ سچ

اول ہی سے ہی انکا خوشامد طلب مزاج
پھر ہان مین ہان ندیم ملاتے ہین جھوٹ سچ

دیکھین تو ہم بھی اُس بتِ پرفن کی بات بات
کیونکر بتانے والے بتاتے ہین جھوٹ سچ

آتا ہی داستانِ محبت مین انکو لطف
بے پر کی ہم بھی وہ اڑاتے ہین جھوٹ سچ

یہہ جانتے ہین جان تو جائیگی ایکدن
ناصح کے ڈر سے خیر منا تے ہین جھوٹ سچ

وعدہ وفا کرین نکرین آئین یا نہ آئین
گھبرا کے کچھہ وہ بول تو جاتے ہین جھوٹ سچ

ہم ناصح شفیق کے شاگرد ہو گئے
ہر روز کا سبق وہ پڑہاتے ہین جھوٹ سچ

انصاف یہ کہ انکے سوالونکا کیا جواب
باتین اگرچہ ہم بھی بناتے ہین جھوٹ سچ

جو ہر اس آئینہ کے ہوئے خوب آشکار
دل مین تمہارے سب نظر آتے ہین جھوٹ سچ

اُس نکتہ چین سے داغ یہہ تقریر بیجا ہی

آ گئے تمہارے سب ہی آتے ہین جھوٹ سچ

ردیف الحاء

لیتا ہے آدمی ہی سے تو آدمی صلاح
میری وہی صلاح ہے جو آپکی صلاح

مین پوچھتا ہون آپسے اُلفت کے باب مین
دیجیے خدا کے واسطے اچھی کوئی صلاح

دل کو صلاح کار بنا کر ہوے خراب
دشمن وہی ہے دے جو بُری بات کی صلاح

کہتے ہین جب وہ مجھسے تجھے ہم کرینگے قتل
کہتا ہون ہات باندہ کے جو آپکی صلاح

وہ دوست ہے مشیر جتاے جو وقت پر
یہہ مشورہ خلاف ہے یہ ہے بُری صلاح

رنج فراق یار مین مر جاؤن یا جیون
مین تجھسے پوچھتا ہون اے آہ کیسی صلاح

عادت مین فرق رائے جدا وضع مختلف
اے پند گو ملیگی نہ میری تری صلاح

مشتاق تیغ ناز ہون لون کس سے مشورہ
دیگا نہ کوئی موت کی تا زندگی صلاح

مرضی سے دوست کے ہے غرض ہی کیون بچان وہ
اُسنے ہنسی خوشی مجھے مرنے کی دی صلاح

قایم مزاج کیا ہو تمہین وہ نہین رہے
دل کیطرح بدلنے لگی ہر گھڑی صلاح

پیری مین خاک توبہ کرون جب کہے طبیب
نادان ایسے وقت مین ہے میکشی صلاح

کیون مدعی سے چارہ طلب **داغ** ہو گیا
کیا جانے ایسے شخص کو یہہ کسنے دی صلاح

سیکھی شب فراق یہہ کسکا غرور صبح
کیا کھینچتی ہے آپکو رہ رہ کے دور صبح

صد شکر خوب حسن پہ لیل و نہار ہین
زلف پری ہی شام تو رخسار حور صبح

ہوتا ہی نشہ دیر مین مجھہ بادہ نوش کو
مین شام کو پیونگا تو ہوگا سرور صبح

اب یون سحر بغیر گذرتے ہین رات دن
شام بلا ہی شام تو صبح نشور صبح

گذری ہی باتون باتون مین آدھی شب وصال
میرے حضور شام ہی اُنکے حضور صبح

پھیکی ہی اب بھی روشنی داغ ہجر سے
گو شمع مین ملاتی ہی اپنا بھی نور صبح

شب باش ہو رہے ہین جو وہ گھر مین رقیب کے
کرتی نہین ہی آٹھہ پہر بھی ظہور صبح

مشاطہ کاش میرے اِلصاف کو دکھائے
آئینہ دیکھتے ہین وہ اُٹھکر ضرور صبح

اُنسے شب وصال جو ذکر سحر کیا
بولے خدا نخواستہ ہو اب سے دور صبح

مین نے شب فراق یہہ کہکر گذار دی
وہ آئی لے وہ آئی دل ناصبور صبح

بے صبر یون ہے داغ شب غم مین فائدہ
کمبخت تیرے نالون سے ہوگی ضرور صبح

ردیف الخاء

نرگسی چشم ہی بلا کی شوخ
شوخ بھی اور انتہا کی شوخ

ہاتھہ رکھہ میری چشم خونچکان پر
ہوگی رنگت سوا حنا کی شوخ

ہر نگہہ تیری انتہا کی شریر
ہر ادا تیز ہی انتہا کی شوخ

جسکے دیکھے سے ہو نظر بجلی
ہر وہ تصویر مہ لقا کی شوخ

تیری تحریر انتہا کی متین
تیری تقریر انتہا کی شوخ

آئی اُس برق وش کے کوچے سے
آج رفتار ہر صبا کی شوخ

کیا ٹھکانا تری طبیعت کا
ابتدا مین ہر انتہا کی شوخ

چیخ اُٹھے عندلیب اگر سُن لے
گفتگو میرے دلربا کی شوخ

ہر تری طرزِ شوخیِ گفتار
اپنے مطلب کے مُدّعا کی شوخ

جو فرشتے سے بھی نہ بار ہے
ہر زبان ایسی بےحیا کی شوخ

اس مُرقّع کی جان وہ ہی تو ہر
داغ نے خوب شکل تا کی شوخ

ردیف دال

خدا دے تو دے آرزوئے محمدؐ
کریں چشم و دل جستجوئے محمدؐ

کھلیگی مری آنکھ جب روزِ محشر
کھچیگی مری روح سوئے محمدؐ

کہان باغ جنت کہان باغ یثرب
کہان بوئے گل اور بوئے محمدؐ

خوشی سے اُبل جائین تسنیم و کوثر
جو مِل جائے آبِ وضوئے محمدؐ

کہوں کیوں نہ ہر بار صلِّ علیٰ مین
تصوّر مین پھرتا ہے روئے محمدؐ

اِدھر دوست خوش ہین اُدھر غیر راضی
خوشا خلق و خوئے نکوئے محمدؐ

بنین دستِ مژگان مرے پاؤن یارب
کرون طے ان آنکھوں سے کوئے محمدؐ

بھرین خضر بھی سامنے جسکے پانی — زہے عزت و آبروے محمدؐ

الٰہی نہو داغ کا بال بیکا
رگ جان سبنے تار موے محمدؐ

ملی ہمکو جنّت قیامت کے بعد — ملے کیا خدا جانے جنت کے بعد

نہو مہربان ہوکے نامہربان — عداوت بری ہے محبّت کے بعد

حیا کے تبسّم کے اغماض کے — مزے لے رہا ہون شکایت کے بعد

ملا لون ذرا آنکھ بھی زیر تیغ — مری جان نکلیگی حسرت کے بعد

لڑینگے وہ حورون سے فردوس مین — یہہ فتنہ اُٹھیگا قیامت کے بعد

عبث عذر ہے اب عبث لطف ہے — کرون شکر کیونکر شکایت کے بعد

مرے حال پر رحم آہی گیا — وہ چلکر پلٹ آئے رخصت کے بعد

محبت سے پہلے نہ کیون مرگیا — مری موت آئی طبیعت کے بعد

ہوا مانع سیر حُسن و جمال — نہ دیکھین گے کچھہ اچھی صورت کے بعد

نہین اس کے خوگر ہمی آسمان — نہ دے ہمکو تکلیف راحت کے بعد

وفادار ہوتے ہین دیر آشنا — یہہ عقدہ کھلا ایک مدّت کے بعد

مجھے مُنھہ لگا کر نہ دل سے اُتار — کہ ذلّت نہین دیتے عزّت کے بعد

مجھے طعنہ دیکر کیا وصف غیر — دیا اور چرکا جراحت کے بعد

اسی کا مزا ہو تو کیا کیجیے — کہا مانتے ہین وہ حجت کے بعد

تڑپنا نہ دیکھا گیا **داغ** کا
ہوا خاتمہ کس مصیبت کے بعد

اے وعدہ فراموش رہی تجھکو جفا یاد
یہہ بھول ہی کیا بھول ہے یہہ یاد ہی کیا یاد

تھا ورد زبان نعرۂ یارب شب فرقت
آتا ہے بُرے وقت میں بندیکو خدا یاد

جو رنج اُٹھائے ہیں وہ بھولے نہیں جاتے
غم دل سے سوا یاد ہے دل تم سے سوا یاد

افسانۂ غم سنکے کہا طعن سے اُسنے
کیا ہوش ہے کیا ذہن ہے کیا حافظہ کیا یاد

بھولا نہیں میں قطع تعلق میں غم عشق
اسکا ہی مزا یاد ہے اُسکا ہی مزا یاد

تم خواہ عداوت اِسے سمجھو کہ محبت
رہتی ہے رقیبون کی مجھے تم سے سوا یاد

وہ سنتے ہیں کب دل سے مرے نام کہانی
فرماتے ہیں کچھہ اور رہی ہے اسکے سوا یاد

سنتا ہون رقیبوں سے بڑا معرکہ گذرا
اُسوقت مجھے بھول گئے تمنے نہ کیا یاد

گو جان سے جاتا ہے تری بزم میں جانا
اُسکو بھی شکایت ہوئی جسکو نہ کیا یاد

دل دیتے ہیں لو مفت ہی کیا یاد کروگے
احسان جو مانوگے تو آئیگی وفا یاد

چبھتا تھا لڑکپن ہی سے کچھہ بانکپن اُسکا
ترچھی سی نگہ یاد ہے ترچھی سی ادا یاد

بندے سے ہے کیون پرسش اعمال الٰہی
انسان کو رہتی ہے کہان اپنی خطا یاد

مرتا ہون مگر خیر مناتا نہیں اپنی
کرتا ہون اُسی کے لئے جو جو ہے دعا یاد

اُستاد نے اچھا سبق عشق پڑھایا
جب اسکو بھلاتا ہون یہہ ہوتا ہے سوا یاد

محشر میں حسینوں کی طرف تاک لگائے
وہ مین ہی تو ہونگا یہہ رہے تمکو پتا یاد

تم بھولتے ہو آج کی بات آج ہی اکثر — مشکل ہے اگر وعدۂ فردا نہ رہا یاد

رہتا ہے عبادت میں ہمیں موت کا کھٹکا — ہم یادِ خدا کرتے ہیں کرلے نہ خدا یاد

معشوق سے اے داغ تغافل کا گلہ کیا
کیوں یاد کرے تجھکو کرے اُسکی بلا یاد

ردیف راء مہملہ

تم لگاؤ عاشقِ دلگیر پر — ناز ہو جس تیغ پر جس تیر پر

چارہ گر مرتے ہیں کیوں تدبیر پر — چھوڑ دیں مجھکو مری تقدیر پر

اُس نگاہِ امتحان کو دیکھنا — ہے کبھی مجھپر کبھی شمشیر پر

شرم مجھسے اور وہ بھی وصل میں — تم تو نادم ہو کسی تقصیر پر

دوسرے کو دیکھہ سکتے ہی نہیں — آتے ہیں منھ اپنی ہی تصویر پر

یوں تو سو پہلو ٹھہائے وصل کے — دل نہیں جمتا کسی تدبیر پر

بھیجکر خط پھر مکرجانا یہہ کیا — دیکھیے آئے ہیں اِس تحریر پر

داورِ محشر کے آگے تو سہی — لوٹ جاؤ تم مری تقریر پر

گریۂ شب سے توقع تھی بہت — اوس اُلٹی پڑ گئی تاثیر پر

شوخیِ الفاظ کچھہ لائیگی رنگ — آنکھ پڑتی ہے مری تحریر پر

داغ سچ ہے جو خدا چاہے کرے

آدمی کا بس نہین تقدیر پر

حسرت آتی ہی دلِ ناکام پر — اسکو دے ڈالون خدا کے نام پر

عذر کیون کرتے ہو اس سے فائدہ — مِٹ چکے ہم لذتِ دشنام پر

کان مین سُنلو کہ رُسوائی نہو — ہم چلے آئے ہین جس پیغام پر

ہوگیا صیاد بہی عاشق مزاج — خود پہنسا جاتا ہی اپنے دام پر

جانکر ہون مبتلا تو کیا علاج — تہی نظر آغاز سے انجام پر

جب پسند آتا ہی میرا شعر اُنہین — گالیان پڑتی ہین میرے نام پر

رہگیا ہی دل تمہاری بزم مین — چھوڑ آئے ہین اُسے ہم کام پر

وصل کی شب کیون نہ اترا کر کہے — صبح عاشق ہو گئی ہی شام پر

اُسنے جھگڑا اسطے ہوا روزِ حساب — ہوگئی ڈگری ہمارے نام پر

بدگمانی مجھکو لیچل اُنکے ساتھ — مُسکراتے جاتے ہین ہر گام پر

مجھسے کہتے ہین کہ پہچانو یہہ خط — ہات رکھکر وہ عدو کے نام پر

ہجر مین یہہ بہی نہین آتا کبہی — کیون نہو تیرا گمان آرام پر

صورت و سیرت رہی بالائے طاق — دِل تو آجاتا ہی اچھے نام پر

جلنے لگتی ہی زبان کہتے ہی **داغ**
اُف نکلجاتی ہی میرے نام پر

خلوت مین جب کسیکو نپایا ادہر ادہر — گہبرا کے دیکھتے تھے وہ کیا کیا ادہر ادہر

تقدیر ہی مین دامنِ یوسفؑ کے چاک تہا
پڑتا وگرنہ دستِ زلیخا اِدہر اُدہر

آغاز ہی جنون کا طبیعت ہی جوش پر
پہرا ہون جا کے جانبِ صحرا اِدہر اُدہر

بوسہ ملا نہ عارضِ جانان کا وصل مین
سرکی ذرا نہ زلف چلیپا اِدہر اُدہر

محشر مین بعد پرسشِ اعمال دیکہنا
ہم دیکہتے پہرینگے تماشا اِدہر اُدہر

نفرت ہی اُنکو وصل سے میرا ہی سوال
بیڈھب پڑا ہوا ہی یہ جہگڑا اِدہر اُدہر

دیکہا ہی صبا اُوڑے نہ اسیرونکا آشیان
ہونے نہ پئے ایک ہی تنکا اِدہر اُدہر

تم رات کو کہان تہے تمہاری تلاش مین
پہرتا تہا کوئی ڈہونڈہنے والا اِدہر اُدہر

محفل مین اُسنے ہمکو بلا کر دکھائی سیر
دیکھی جمی ہوئی صفِ اعدا اِدہر اُدہر

ہم تشنۂ جان ہین تو ہمکو دیکہہ کر
ساقی چہپا نہ ساغر و مینا اِدہر اُدہر

کیا کیا شبِ وصال سوال و جواب مین
رہتا ہی ہار جیت کا نقشا اِدہر اُدہر

داغ

اُس فتنہ گر سے پہر بہی تو پالا پڑیگا
ہی تاک جہانک آپ کی بیجا اِدہر اُدہر

آئے کوئی تو بیٹہہ بہی جائے ذرا سی دیر
مشتاقِ دید لطف اُٹہائے ذرا سی دیر

ہنگامِ نزع اُٹہگئی سب بیٹہہ بیٹہہ کر
بالین پہ میری اپنے پرائے ذرا سی دیر

قاصد کو چین ہی نہین آتا علاج کیا
جب تک نہ جاتے جاتے لگائے ذرا سی دیر

کچہہ رہگیا ہی قصۂ غم وہ سُنا تو دُون
کاش اُنکو نیند اور نہ آئے ذرا سی دیر

رکہتے ہی دل پہ دستِ حنائی اُٹہا نہ تو
وہ آگ خاک ہو کہ جلائے ذرا سی دیر

آخر انہیں ہوا یہہ تماشا بہی نا پسند
پرزے ہمارے خط کے اُڑائے ذرا سی دیر

پہرتا ہی میرے دل مین کوئی حرف مُدعا
قاصد سے کہدوں اور نہ جائے ذرا سی دیر

دیکہا تو فیصلہ تہا قیامت مین کچہہ نہ تہا
گذری تہی انکو آنکہہ دکہائے ذرا سی دیر

ہوتی ہین اتنی بات کی برسون شکایتین
کوئی اگر کسیکو ستائے ذرا سی دیر

مین کچہہ تو خواب مرگ سے ہو جاؤن آشنا
فرقت کی رات نیند جو آئے ذرا سی دیر

مین دیکہلون اُسے وہ نہ دیکہے مری طرف
باتون مین کوئی اُسکو لگائے ذرا سی دیر

سب خاک ہی مین مجہکو ملانیکو آئے تہے
ٹہرے رہے نہ اپنے پرائے ذرا سی دیر

قاتل ہی تیر دست ہے بسمل ہی جان بلب
خنجر نے کی ہے بیٹہے بٹہائے ذرا سی دیر

تمنے تمام عمر جلایا ہے داغ کو
کیا لطف ہو جو وُہ بہی جلائے ذرا سی دیر

آئے ہین ترے کوچہ مین ہم گہر سے نکلکر
اب جائین کہان عرصۂ محشر سے نکلکر

سو گہر وہ پہرا کرتے ہین اس گہر سے نکلکر
کیا پانون نکالے دلِ مضطر سے نکلکر

مین داورِ محشر سے بہت داد طلب تہا
وہ ڈانٹ گئی مجہکو برابر سے نکلکر

دونا ہو تڑپنے کا تماشا جو ستمگر
بسمل مین دم آئے ترے خنجر سے نکلکر

صد شکر کہ دنیا مین بہٹکتے نہ پہرے ہم
اللہ کے گہر پہنچے ترے گہر سے نکلکر

ارمان تو یہہ ہی نرہے تجہسے صفائی
اس دل مین پڑے پیچ مقدر سے نکلکر

سن لیتے ہین رستے مین جو آہٹ بہی کسیکی
اُلٹے ہی پلٹ جاتے ہین وہ گہر سے نکلکر

اٹھا ہی مرا دم تری تلوار مین قاتل / جانیکا نہین حلقۂ جوہر سے نکلکر

دنیا ہی مین ملتے ہین اسے دوزخ و جنت / انسان ذرا سیر کرے گہر سے نکلکر

گہبرائے ہوے طور ہین ہر نقش قدم کے / یہہ کون گیا صبح ترے گہر سے نکلکر

اللہ رے غیرت مری اللہ رے ہمت / آگے ہی رہا شوق مین رہبر سے نکلکر

پہچان لیا سب نے یہہ آتے ہین وہین سے / ہم چہپ نہ سکے محفل دلبر سے نکلکر

جسطرح بہری شیشہ سے مرجام مین ساقی / یون اُترے مرے حلق مین ساغر سے نکلکر

مرنے کی بہی فرصت نہین ہی گردش ایام / آسودہ ہین کیونکر ترے چکر سے نکلکر

اُس گل کا پڑا جس شجر خشک پہ سایا / شاخین ہوئین سرسبز نئے سر سے نکلکر

ہی آتش حسن اُس بت کافر کی جہان سوز / یہہ آگ غضب پہیلی ہی پتہر سے نکلکر

ایکاش وہین ڈوب مرین شرم گنہ سے / جنت مین نہ ہم جائین گے کوثر سے نکلکر

محفل مین بٹہایا پہر اُنہین کہینچکے دامن / وہ چہپ کے چلے تہے مرے بر سے نکلکر

اُس ترک نگہ کو نہین مژگان کا سہارا / اڑتے ہوئے دیکہا اُسے لشکر سے نکلکر

دلی سے چلو **داغ** کرو سیر دکن کی
گوہر کی ہوئی قدر سمندر سے نکل کر

کہتے ہین وہ یہہ وصف گل نوبہار پر / طرہ ہی اپنی ایک جوانی ہزار پر

قاتل نے میرے اپنی برائت کیواسطے / لکہا گذشتہ سن مری لوح مزار پر

دل مرگیا ہی جب سے ہمارا یہہ حال ہی / طاری ہو جیسے سوگ کسی سوگوار پر

اسکو سنائے دیتی ہے بیداد آپ کی — اب کیجئے کرم ستم روزگار پر

تڑپا ہین تا بہ حشر اگر انکا بس چلے — لوٹے ہوئے ہین میرے دل بیقرار پر

پیغامبر رقیب بنے یہہ خبر تھی — دنیا کے کام ہوتے ہین سب اعتبار پر

ملتے ہین کچھہ کچھہ اُس بت کمسن کے رنگ ڈہنگ — آتا ہے پیار اس دل ناکردہ کار پر

حسرت بھی ہے اسمین بند تمنا بھی اسمین بند — مُہرین لگی ہوئی ہین دل داغدار پر

ساقی کو ہے خدا اور یہہ ہے میکشون کو پیاس — پڑتے ہین ہات جام مے خوشگوار پر

اتنے سے دل مین ایک زمانہ کی خواہشین — بھولا ہوا ہون زندگی مستعار پر

بے ڈہب گہرا ہوا ہے پھنسا ہے بُری طرح — اللہ رحم کر دل ناکردہ کار پر

ہوتا ہے سب کا ایک اشارے مین فیصلہ — وہ چشم شوخ بند نہین ہے ہزار پر

تمکو تو آرزو کی خلش بھی نہین ہوئی — کیا جانو کیا گذرتی ہے اُمیدوار پر

وہ رفتہ رفتہ ہاتھہ سے کے چالاک ہو گیا — رکھہ رکھہ کے ہات میرے دل بیقرار پر

پیری مین دل ہے یاد جوانی سے داغ داغ — آئی ہوئی ہے اپنی خزان بھی بہار پر

اُمید اُسکی ذات سے اے **داغ** چاہیئے
سب منحصر ہے رحمت پروردگار پر

جانچ لو ہاتھہ مین پہلے دل شیدا لیکر — نہین پھر نیکا مری جان یہہ سودا لیکر

ناز ہوتا ہے اُنہین مال پرایا لیکر — دُون کی لیتے ہین میرا دل شیدا لیکر

مجھہ گرانبار محبت کے ہنسین لاکھہ مزار — پہونچون جنت مین سہارے پہ سہارا لیکر

وقتِ اظہارِ محبت بہت اتراتی ہے
دل کے بوسے مری جانب سے تمنا لیکر

آگیا حضرت ناصح سے مرا ناک مین دم
روز آتے ہین نئی طرح کا جھگڑا لیکر

دل کا سودا جو کرے تمسے وہ سودائی ہے
دام دیتے ہی نہین مال پرایا لیکر

خاک کر دے تپِ غم آگ لگا کر مجھکو
دوشِ نازک پہ چلے کیون وہ جنازا لیکر

جانکر نامۂ محبوب کیا استقبال
جب کسی شخص کا پرچہ کوئی آیا لیکر

رکھدیا ہاتھہ مرے منہہ پہ بتِ کافر نے
صبح اُٹھنے نہ دیا نام خدا کا لیکر

تمسے کیا واسطہ کیون مہر و وفا کی ہے تلاش
دو گے کیا غیر کو یہہ حصہ ہمارا لیکر

سنکے وہ حال مرا غیر سے فرماتے ہین
آئے ہین آپ محبت کا سندیسا لیکر

خنجرِ غمزہ و تیغِ نگہہ و تیرِ ادا
ایئن گے قتل کا سامان وہ کیا کیا لیکر

کیا لگاتے ہین وہ اس چیز کی قیمت دیکھین
جائین ہم آج وہان دل کا نمونا لیکر

آنکھہ کا ہے یہہ اشارا کہ چھوڑین دل کو
منھہ سے کہتے ہین کرے کوئی اسے کیا لیکر

دستِ مژگان نہ سنبھالے تو نہ سنبھلے ہرگز
چشمِ بیمار بھی اُٹھتی ہے سہارا لیکر

زلف نے باندھ لین مشکین تو دلِ مجرم کی
یہہ بھی احسان ہے گر چھوڑ دے بدلا لیکر

گھر سے نکلو تو سہی آنکھہ سے دیکھو تو سہی
اقربا آئے ہین عاشق کا جنازا لیکر

مین وہ بیمار ہون جی جاؤن اگر یہہ سن لون
قتل کو آئے ہین تلوار مسیحا لیکر

ہے سیہ بختی جو بھی بڑھتی دولت
تو روانہ ہوا سے آہ شبِ یلدا لیکر

ایسے لینے سے تو ہے جان کا دینا اچھا
کیا جیئے گر جیئے احسان کسیکا لیکر

دیکھتا ہی کبھی منہہ اور کبھی سوئے فلک
آئینہ ہاتہہ مین وہ آئینہ سیما لیکر

خط کے لیجانے سے ایمان نہین جائیگا
کوئی جاتا ہی نہین بندہ خدا کا لیکر

کیا تماشا ہی کہ جب غیر سے ہوتے ہین خفا
گالیان دیتے ہین وہ نام ہمارا لیکر

مہربانی سے تری وصل مین یہہ ڈر کا ہی
نہ نکل جاے مرے دل کو تمنا لیکر

گم ہوا ہی نہین ملتا کہین قاصد کا پتا
اُڑ گیا خط کے عوض کیا پر عنقا لیکر

اپنی آنکھون سے تو دیکھی نہین دل کی چوری
کیون گنہگار ہون مین نام کسیکا لیکر

شرط انصاف ہی یہہ **داغ** کا دعوی ہی بجا
آدمی عشق کرے نام ہمارا لیکر

یون برس پڑتے ہین کیا اپنے وفادارون پر
رکھ لیا تونے تو عشاق کو تلوارون پر

منحصر قدر ہی رحمت کی گنہگارون پر
مال کا مول ہی موقوف خریدارون پر

عطر افشان تری زلفین ہین جو رخسارون پر
یہی روغن تو ٹپکتا ہی ان انگارون پر

سینکڑے آتش رخسار سے دل کی چوٹین
عشق کی مار پڑی ہی ترے بیمارون پر

کوچۂ یار سے برباد بھی ہو کر نہ گیا
خاک اُڑا اُڑا کے مری جمگئی دیوارون پر

اشک خجلت کسی مےکش کے جو دوزخ مین گرین
اوس پڑ جاے دہکتے ہوے انگارون پر

لیکے بوسے کسی بیرحم نے ڈالے ہین نشان
کالکین چہوٹی ہین اسواسطے رخسارون پر

محتسب توڑ کے شیشہ نہ بہا مفت شراب
ارے کمبخت چہڑک دے اسے میخوارون پر

آگ تلوون سے لگی بزم عدو مین یارب
فرش گل پر ہین مرے پاون کہ انگارون پر

آگئی نغمۂ لیلیٰ کی صدا کانون مین
قیس کا ہات پڑا جیب کے جب تارون پر

کیون تڑپنے نہ دیا اسکو وہ یہہ کہتے ہین
خفگی مجھسے ہوا ہی مرے غمخوارون پر

کل تمہین داورِ محشر سے یہہ کہنا ہوگا
رحم کر رحم محبت کے گنہگارون پر

خوف زندان سے یہہ ہی بزم مین زہاد کا حال
تنکے سب ہات دہرے بیٹھے ہین دستارون پر

عاشق آتے ہین کہ دیوانون کا لشکر آیا
کیا چڑہائی ہی ترے کوچہ کی دیوارون پر

حشر کے روز بہی ایک ایک کی پہچان رہے
کچہہ بنا دیجیے نشان اپنے طلبگارون پر

ایسی دیکہی نہ سنی عاشقی و معشوقی
جان جاتی ہی اجل کی ترے بیمارون پر

داغ کا عشق بہی دنیا سے نرالا دیکہا
دل جب آتا ہی تو آتا ہی دلِ آزارون پر

مزے اون لبون مین تہوڑے سے تہوڑے طلا سہ ہوکر
ستم کیجے تو تہم تہم کر جفا کیجے تو رہ رہکر

ملے ہین آج مدت مین بہت روئے لپٹ کر
وہ دردِ عشق سن سنکر ہم اپنا درد کہہ کہکر

ہوئی ہی شمع محفل تو شریک گریۂ عاشق
تجہے ای قلقل مینا کہا تہا کس نے قہ قہکر

چہپایا زلف نے چہرہ تو شوخی نے کیا ظاہر
ہزارون بار نکلا وصل کی شب چاند گہ گہکر

تڑپنے مین مزا آتا ہی اس کمبخت کے بنکر
اگر دل پاس سے بیٹھا اوٹہا رے ہمنے تہم تہمکر

ٹہکانا کیا ہی جب جوش محبت پر آگئے
جناب خضر کی بہی ناؤ ڈوبے ہمین بہہ بہکر

یہہ جانا تہا نہ آئین گے تو کیون جانے دیا اونکو
یہی ای داغ پچہتاوا مجہے آتا ہی رہ رہکر

میرے دلکو دیکھکر میری وفا کو دیکھکر — بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھکر

دل لگانا تھا زمانے کی ہوا کو دیکھکر — آشنا کو دیکھکر نا آشنا کو دیکھکر

کوچۂ دشمن سے یہہ آتی نہو یارب کہین — جی اُڑا جاتا ہی کچھہ بادِ صبا کو دیکھکر

مین نے پوچھا تھا ملوگے دنکو تم یا رات کو — مسکرائے اپنی وہ زلفِ دوتا کو دیکھکر

ہم انہین آنکھون سے دیکھینگے ترا حسن و جمال — گر ہی آنکھین رہین اپنی خدا کو دیکھکر

گر دلِ مشتاق کو روکا بھی تو بے اختیار — دوڑتے ہین ہاتھ اُس بندِ قبا کو دیکھکر

ابتو دیکھا تمنے اپنے دادخواہون کا ہجوم — ابتو آنکھین کھل گئین روزِ جزا کو دیکھکر

بدگمان میری طرف سے ہین وہ مجھسے بھی سوا — راہ چلتے ہین تو میرے نقشِ پا کو دیکھکر

گردشِ گردونکا باعث اور کچھہ کھلتا نہین — بھاگتا پھرتا ہی یہہ تیری جفا کو دیکھکر

حضرتِ زاہد ہماری چھیڑ کی عادت نہین — گدگدی ہوتی ہی دلمین پارسا کو دیکھکر

کوچۂ جاناں کبھی بدلے کوئے دشمن مین نجائے — خاک ہوناہی ہمین لیکن ہوا کو دیکھکر

ہم مٹے جسپر تری بیساختہ وہ بات تھی — تو بھی عاشق ہو ہی جاتا اُس ادا کو دیکھکر

غیر نے کی بیوفائی سب کی شامت آگئی — آگ ہو جاتے ہین وہ اہلِ وفا کو دیکھکر

زندگی سے تنگ تھا فرقت مین اللہ رے خوشی — جان مین جان آگئی پیکِ قضا کو دیکھکر

دل لُٹا ہی شرم بھی شوخی بھی دل کس کسکو دون — اِس ادا کو دیکھکر یا اُس ادا کو دیکھکر

پیشتر انکو گمان تھا جب نہ دیکھی آرزو — پھر تو گھبرائے دلِ بے مدعا کو دیکھکر

خوب ہی تھا طریقِ عشق مین آوارگی — پانون پھولے ہین ہمارے رہنما کو دیکھکر

مختصر یہہ ہی ملا اتنا میرے خط کا جواب	کاٹ ڈالا اُسنے حرفِ مدعا کو دیکھکر
اُسنے حیرت سے کہا دیکھی جو لیلیٰ کی شبیہہ	قیس دیوانہ ہوا تھا اِس بلا کو دیکھکر

داغ

غیر نے مہندی لگائی اُسکے ہاتون مین جو
خون آنکھون مین اُتر آیا حنا کو دیکھکر

یہانتک تو پہونچا گریبان سے بڑھکر	کہان جائیگا چاک دامان سے بڑھکر
خلش گر نہین کوئی مژگان سے بڑھکر	کھٹکتی ہی یہہ پھانس پیکان سے بڑھکر
نِکلتا نہین پانون وحشت زدون کا	نہین کوئی زندان بیابان سے بڑھکر
عجب مرتبہ کافرِ عشق کا ہی	ملی دولت کفر ایمان سے بڑھکر
نہ پوچھو اُسے کون ہی کیا بتائین	مگر ایک دیکھا ہی شیطان سے بڑھکر
عجب بے خلش زندگی ہو رہی ہی	دِیا یاس نے لطف ارمان سے بڑھکر
ہوا بھی اگر کچھہ تو دو چار پل ہو	قیامت کا دِن روز ہجران سے بڑھکر
وہ کہتے ہین اپنے بھی تیرِ نظر کو	چلا ہی کہان میری مژگان سے بڑھکر
ابھی ای دل آشفتگی تیری کیا ہے	پریشان ہو زلف پریشان سے بڑھکر
نہ لے ڈھنگ کی دِل خدنگِ نگہہ سے	نہین بولتے ایسے مہمان سے بڑھکر
کرین غیر کی اور تعریف کیا ہم	وہ ہی سنگدل تیر دربان سے بڑھکر
مری پیشوائی وہان کون کرتا	لیا موت نے کوئے جانان سے بڑھکر
اگر پیشتر اپنے وعدہ سے آؤ	یہہ احسان ہو عہد و پیمان سے بڑھکر

فرشتون کو نسبت نہین عشق مین کچھہ — نہ انسان سے گھٹکر نہ انسان سے بڑہکر

یہہ حور و پنہ مرتا ہی بے دیکھے بہالے — نہین کوئی عاشق مسلمان سے بڑہکر

دِیا مفت دِل داغ نے اُس پری کو
نہین کوئی نادان انسان سے بڑہکر

اپنی نظر مین ہیچ ہی سارے جہانکی سیر — دِل خوش نہو تو کیسا تماشا کہان کی سیر

اتبک تو دیکھتے رہے جوبن بہار کا — آیندہ ہم کرینگے تمہاری خزان کی سیر

بابِ قبول تک نہین پہونچی ہماری آہ — پہر پہر کے کر رہی ہی ابہی آسمان کی سیر

سیرِ خزان بہی دیدۂ عبرت نگر کرے — کیا کی جو کی بہارِ گل و گلستان کی سیر

دِل مین کبہی جگر مین کبہی ہی نگاہِ یار — دیکھے تو کوئی آنکھہ سے اِس میہمان کی سیر

دنیا کے دیکھنے کے لئے آنکھہ چاہیئے — جنت کی سیر سے ہی سوا اِس مکان کی سیر

پتا کہڑک گیا تو وہ لپکا اُسی طرف — دیکھی تمام رات عجب پاسبان کی سیر

کچھہ جہومتے ہین نشے مین کچھہ ہین گرے پڑے — کچھہ اور رہی ہی محفلِ پیرِ مغان کی سیر

کس پر جچاے آنکھہ خریدار کیا کرے — بازارِ حسن مین ہی نئی ہر دُکان کی سیر

ہم جانتے تہے یہہ کہ اُنہین خوف آئیگا — وہ دیکھتے ہین نالۂ آتش فشان کی سیر

کیون دیکھنے لگے مری چشمِ پر آب کو — دریا پہ آپ کیجیئے آبِ روان کی سیر

کیون آدمی کو عالمِ بالا کی ہو ہوس — بڑہکر نہین زمین سے کچھہ آسمان کی سیر

دِلّی مین پہول والون کی ہی ایک سیر داغ

بلدے مین ہمنے دیکھہ لی سارے جہان کی سیر

طعنہ زن کیونکر نہ ہو گلزار پر
چوٹ ہے اپنے دلِ افگار پر

جب وہ آئے شوخی گفتار پر
چل گئی چال اپنی بہی رفتار پر

صبح کو وہ جاگ کر پہر سو رہے
رہگیا ہے آئینہ رخسار پر

اُٹھہ نہین سکتی حیا کے بوجہہ سے
رحم آتا ہے نگاہِ یار پر

کسکو تہا محشر مین خوف بازپرس
ہاتہہ دوڑا دامنِ دلدار پر

روکتا ہے جب ہمین دربانِ یار
شعر لکہہ آتے ہین ہم دیوار پر

ہجر مین ہر سانس ہے اک تیغ تیز
زندگی تلوار کی ہے دہار پر

دوست لائے اُس گلی سے جب مجھے
جم گیا سایہ مرا دیوار پر

ضبط سے اشکون کے طاقت آگئی
پہر گیا پانی دلِ بیمار پر

زلف عارض پر نہ چہوڑو رات دن
چہائیان پڑجائین گی رخسار پر

جیتے جی کا یہہ بہی اک آزار ہے
صبر کرنا وعدۂ دیدار پر

مہربانی اُس سے ہو سکتی نہین
مہر کر دی کیا دلِ دلدار پر

چشم جانان سے الگ ہو جا حیا
یون اُسے جہکتے پڑتے نہین بیمار پر

دیکھہ پائے جنمین مضمونِ وصال
معترض ہین وہ اُنہین اشعار پر

داغ کا کیون غم کیا کہتے ہین وہ
خوب برسے مینہ ماتم دار پر

رحمت اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

ردیف الزاء منقوطہ

یا خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نواز
یا واقف رازِ خفی و جلی سلطان الہند غریب نواز

آگاہ ہو میرے حال سے تم گم کردہ خرد ہوں غش میں گم
دشمن ہیں پئے آزار دہی سلطان الہند غریب نواز

فریاد تمہیں سے ہے میری تکلیف سہی کیسی کیسی
ہو داد طلب کی داد رسی سلطان الہند غریب نواز

منہ عیش و طرب نے پھیر لیا وزرات کے غم نے گھیر لیا
شب روز رہوں ہے رنج دلی سلطان الہند غریب نواز

دل و جگر خمخانۂ عشق آنکھیں ہوں مری پیمانۂ عشق
اے عاشق رازِ خدا و نبی سلطان الہند غریب نواز

لائی ہے مجھے امید کرم اس خاک کی اس در کی قسم
آیا ہوں پئے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نواز

کیا میری زباں کا ہے یارا بیاں میں ہیچمداں تم پر قرباں
کہتے ہیں ملک بھی تم کو یہی سلطان الہند غریب نواز

یہ **داغ** کہاں تک رنج سہے تم سے نہ کہے تو کس سے کہے
تم آل نبیؐ اولادِ علی سلطان الہند غریب نواز

چبھتا ہے مرے دل میں ترے ناز کا انداز
آزار کا آزار ہے انداز کا انداز

کیا جھوم کے مستانہ چلا جانبِ مقتل
دیکھو تو ذرا عاشق جانباز کا انداز

تم بات میں کر دو گے دلِ مردہ کو زندہ
ہونٹوں سے ٹپکتا ہے وہ اعجاز کا انداز

کیا جان کسی کی ہے نظر بھر کے جو دیکھے
انداز پھر اس دلبرِ طناز کا انداز

دروازے پر آ ہی گئے وہ میری صدا سے
ملتا تھا بہت غیر کی آواز کا انداز

نقشِ قدم یار بھی کرتا ہے مسخر
رفتار میں ہے چشم فسوں ساز کا انداز

خط پھینک کے سہما ہوا آتا ہے کبوتر
اگلا سا نہیں ہے پر پرواز کا انداز

دنیا میں کسے محرم اسرار بنائیں
ہے ایک ہی غماز کا ہمراز کا انداز

تم بزم میں یوں غیر کو سر پر نہ بٹھاو
محدود ہے ہر شخص کے اعزاز کا انداز

ہم کہتے نہ تھے جان پہ بنجائیگی اے دل
دیکھہ اور نگاہ غلط انداز کا انداز

یوں زیر زمیں خاک میں اچھوں کو ملانا
ٹھہرا فلک تفرقہ پرداز کا انداز

میں اس سے بھی خوش ہوں کہ تری طرز جفا سے
ملتا ہے مرے طالع ناساز کا انداز

اے **داغ** مقلد ہیں اسی طرز کے ہم بھی
ہر شعر میں ہو بلبل شیراز کا انداز

ردیف سین مہملہ

عرض کرتے ہم جو ہوتے حضرت آدم کے پاس
آدمی وہ ہے کہ دنیا میں نہ پھٹکے غم کے پاس

چارۂ زخم محبت کیا کروں یہہ فکر ہے
رکھہ لیا تیزاب بھی جراح نے مرہم کے پاس

نقد دل رکھکر گرہ میں ہو گیا ہے مالدار
اس سے پہلے کیا دھرا تھا گیسوئے پرخم کے پاس

کہتی ہے چشم سخن گو سحر پردازی کے ساتھ
کیوں یہہ جادو تو نہیں تھا عیسیٔ مریم کے پاس

جان میں جان آگئی ہے آج انکو دیکھکر
دوسرا اک اور بھی دم ہے ہمارے دم کے پاس

تعزیت کو میری وہ آئے تو گھبرا جائینگے
چاہیئے بزم طرب بھی مجلس ماتم کے پاس

ہم بھی ٹھہری بنکے آئے پی پلا کر چلدئے
جسکو لالچ ہو وہ ساقی جم کے بیٹھے جم کے پاس

جبسے آیا ہے پیام شوق کا لیکر جواب
بدگمانی بیٹھنے دیتی نہین ہمدم کے پاس

تیرے بیمارونکا چوتہے آسمان پر ہے دماغ
کوئی لیجائے انہین عیسیٰ مریم کے پاس

ہات آیا چور لیکر یہہ رستم چلتا ہو
اپکی انگلی مین ہے دزد حنا خاتم کے پاس

دیکھکر فیاض کو گہٹتی ہے کیا طبع بخیل
موت تہی قارون کی ہوتا اگر حاتم کے پاس

ہات مین طاقت نہین کیا کیجیے اخفائے عشق
رہگیا آ آکے دامن دیدۂ پرنم کے پاس

کونسی خوبی ہے اُسمین پوچھتا ہی سب کوئی
داغ جیسا دِل ہے تیرے پاس ہے عالم کے پاس

برسون رہا ہون مین کسی نازک بدن کے پاس
کیا جی لگے نہال گل و یاسمن کے پاس

دِل ہے مرا ہر ایک رفیق کہن کے پاس
جتنا وطن سے دور ہون اُتنا وطن کے پاس

کامل ہو عشق پاک تو پرویز سا رقیب
شیرین کو لائے شوق سے خود کوہکن کے پاس

وہ نازکی سے مجہپہ نہ افسوس کرسکے
انگشت حیف رہگئی اگر دہن کے پاس

ای بیکسی رہیگی نہ بے پردہ اپنی لاش
میت خود اُڑکے جائیگی گور وکفن کے پاس

نظرونسے اُسنے کام لیا صید گاہ مین
جب تیر ہو چکے بت ناوک فگن کے پاس

ویران پڑا ہے دِل جو کلیجا ہے داغدار
جنگل لگا ہوا ہے ہمارے چمن کے پاس

غربت سے ہم پہرین تو کہین پہر پلٹ نجائین
احباب کچھہ نشان بنادین وطن کے پاس

خسرو کے ہات عشق کی دولت نہ آسکی
وہ مال کوہکن کا رہا کوہکن کے پاس

جتنا تہا شوق بوسے کا اُتنا ہی خوف تہا
جاجا کے رہگیا دہن اُسکے دہن کے پاس

ہوتی ہے اسکے منہہ کی بہی ہر بات دلشکن
ناصح رہا ہے کیا بت پیمان شکن کے پاس

بچکر چلے وہ سایۂ دیوار سے بہی دور
آ نکلے گر کبہی مرے بیت الحزن کے پاس

ظالم کہان سے تیری طبیعت مین بل پڑا
کیا یہہ نہین تہا زلف شکن در شکن کے پاس

ہے لاکہہ لاکہہ شکر کہ اے داغ آجکل
آرام سے گذرتی ہے شاہ دکن (دام اقبالہ) کے پاس

آزمایا ہے مدام آپکو بس بس اجی بس
دونون ہاتہون سے سلام آپکو بس بس اجی بس

آپکی بندہ نوازی ہے جہانمین مشہور
جانتا ہے یہہ غلام آپکو بس بس اجی بس

منہہ نہ کہلوائیے میرا تو نہین رہنے دیجیے
یاد بہی ہے وہ کلام آپکو بس بس اجی بس

کوچۂ غیر ہی مین زور نزاکت بہی ہوا
وہین کرنا تہا قیام آپکو بس بس اجی بس

کیا برے ڈہنگ ہین کوئی نہین اچہا کہتا
غیر بہی رکہتے ہین نام آپکو بس بس اجی بس

ہمنے کل دیکہہ لیا دیکہہ لیا دیکہہ لیا
کہین جاتے سر شام آپکو بس بس اجی بس

طالب وصل ہو کیون کوئی جو دشنام سنے
کون بہیجے یہہ پیام آپکو بس بس اجی بس

حیلۂ مہر و وفا پر نہ تامل نہ درنگ
اور وعدے مین کلام آپکو بس بس اجی بس

پیجیے خون جگر اپنا جناب زاہد
بادہ و ساغر و جام آپکو بس بس اجی بس

کیجیے ہات لگا کر جو مرا کام تمام
یہہ بہی آتا نہین کام آپکو بس بس اجی بس

یہہ تو کہیے کہ نشان اسکا مٹایا کسنے
یاد ہو داغ کا نام آپکو بس بس اجی بس

ردیف شین معجمہ

سر کو ہر تیرے سنگ در کی تلاش
پانون کو تیرے رہگذر کی تلاش

مجھکو ہر اپنے نامہ بر کی تلاش
نامہ بر کو ہر اُنکے گھر کی تلاش

نہ ملا ہمکو تو وہ ہرجائی
گئی بیکار عمر بھر کی تلاش

جوش کہاتا ہر سینہ مین کیا کیا
خون دل کو ہر چشم تر کی تلاش

طالب وصل مین وہ درپی قتل
ہر برابر ادھر اُدھر کی تلاش

نکلی پڑتی ہر کیون تری تلوار
اسکو رہتی ہر کسکے سر کی تلاش

چارسو پھرتی ہر جو اُسکی نگاہ
ہر کسی دل کی یا جگر کی تلاش

چاہتی ہر نزاکت اپنی نمود
ہر اُسے بہی تری کمر کی تلاش

میری ہمت کے پانون ٹوٹ گئی
اب کہا [illegible] ہ پیشتر کی تلاش

اہل دنیا کو ہو گی جنت مین
[illegible] سحر کی تلاش

منزل عشق در کنار رہے
[illegible] پھے راہبر کی تلاش

یا خدا حشر مین مرا کیا کام
[illegible]ی ہر ایک فتنہ گر کی تلاش

یہہ خرابہ خراب کرتا [illegible]
[illegible]ے کو کی سیم وزر کی تلاش

[illegible]کن حبابون مین اُسکو پایا [illegible]
کیون نہو واہ رے بشر کی تلاش

روز لکہتا ہون اک سینا [illegible]
[illegible] زندہتی ہے نامہ بر کی تلاش

ڈھونڈلیتی ہی لاکھہ مین یکتا
کوئی دیکھے مری نظر کی تلاش
میرے حال زبون سے گھبرا کر
چارہ گر کو ہی چارہ گر کی تلاش

حضرت داغ کا یہہ ہی شان لطیف
اور پھر شوخ سیمبر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

کوئی اُنسے کرے ہزار اخلاص
جانتے ہی نہین وہ پیار اخلاص
ناگوار آپ کو ہی اُتنا ہی
جسقدر مجھکو خوشگوار اخلاص
کرتے ہین وہ ہزار بار ستم
اور بھولے سے ایکبار اخلاص
وہ جھڑکتے ہین بار بار ہمین
ہم جتاتے ہین بار بار اخلاص
چھوڑتی ہی نہین کسی صورت
دل سے رکھتی ہی زلف یار اخلاص
تم وہی ہو جنہون نے قتل کیا
نہ جتاؤ سر مزار اخلاص
گو زبان سے کرین وہ رنج اظہار
ہی نگاہون سے آشکار اخلاص
اُنسے بیگانہ وار رہنا تھا
نہ ہوا مجھکو سازگار اخلاص

داغ اِن دلبران پرفن سے
نہ کرے کوئی زینہار اخلاص

وصل چاہون تو کہین رہنے دو اپنا اخلاص
یہہ مرے ساتھہ نکالا ہی کہان کا اخلاص

غیر سے ملتے ہو چھپ کر یہہ کہلا ہی ہمپر
واہ بس دیکھہ لیا ہمنے تمہارا اخلاص

اب کدورت ہوئی مشہور خدا کی قدرت
دہوم تہی جسکی وہ تہا میرا تمہارا اخلاص

جب کبہی دیکھتے ہین عاشق و معشوق مین ربط
جلکے وہ کہتے ہین کس کام کا ایسا اخلاص

اس لئے سورۂ اخلاص نہین پڑہتے وہ
کہ نہو جائے کسی شخص سے اپنا اخلاص

تیسری بات وہ کیا ہی جو وہ منظور کرین
نہ گوارا اُنہین رنجش نہ گوارا اخلاص

پیار اخلاص کی باتین ہو مزہ ہی اسکا
رنج سے رنج تو اخلاص سے ہوگا اخلاص

قصۂ لیلی و مجنون جو سنایا تو کہا
اگلے وقتون کا نہین سنتے پُرانا اخلاص

تم تو نادان ہو انکار کئے جاتے ہو
وصل سے اور بہی بڑہ جائیگا دونا اخلاص

واجب القتل ہین اغیار اگر غور کرو
یہہ جتاتے ہین یونہین مفت کا جہوٹا اخلاص

غیر مُنہ آتے ہین مجہپر یہہ خبر بہی ہی اُنہین
نہ مری اُنکی کدورت نہ کسیکا اخلاص

اب رقیبون کی شکایت ہی ہمارے آگے
کہہ دیا تہا کہ بڑہاتے نہین اتنا اخلاص

کل سے آج آج سے کل ہوگی محبت بڑہکر
رفتہ رفتہ یونہین ہو جائیگا پورا اخلاص

مجہہ سے ملنا ہی اگر ملیئے خلوص دل سے
آپ ظاہر کا جتاتے ہین یہہ کیسا اخلاص

داغ سا مخلص خالص نہ ملیگا تمکو
اُسکا اخلاص پہر اس درجہ کا ایسا اخلاص

ردیف صاد معجمہ

بیداد و جور و لطف و ترحم سے کیا غرض
تمکو غرض نہین تو ہمین تمسے کیا غرض

کیون ہم شب فراق مین تارے گنا کرین
ہمکو شمار اختر و انجم سے کیا غرض

کوئی ہنسا کرے تو بلا سے ہنسا کرے
کیون دل جلائین برق تبسم سے کیا غرض

لیتے ہین جان نثار کوئی منت مسیح
جو ہو شہید عشق اُسے قم سے کیا غرض

جو خاکسار عشق ہین ملتے ہین خاک مین
اہل زمین کو چرخ چہارم سے کیا غرض

دل طرز انجمن ہی سے بیزار ہو گیا
مطلب ہمین شراب سے کیا خم سے کیا غرض

کیون بزم عیش چھوڑکے بزم عزا مین آئین
اُنکو ہمارے پہولون سے پہلم سے کیا غرض

روز ازل سے پاک ہین رندان بے ریا
اُنکو وضو سے اور تیمم سے کیا غرض

شیدا ہیو نکو عزت دنیا سے ننگ ہے
دیوانہ کو ملامت مردم سے کیا غرض

معشوق سے اُمید کرم **داغ** خیر ہے
اُس بندۂ خدا کو ترحم سے کیا غرض

ردیف طاء مہملہ

آج ٹہرے مری تمہاری شرط
وصل کی شرط ہی ہے پیاری شرط

شرط ہی اور پہر تمہاری شرط
جیت لی تمنے مین نے ہاری شرط

بے ستون کاٹتا نہ کیون فرہاد
کہ محبت کی تہی یہہ بہاری شرط

اشک غماز ہو تو کیا کیجیے
ہے محبت مین رازداری شرط

دلّگی کیا کرین وہ دل نرہا — جس بنا پر ہوئی تھی ساری شرط

دل ربائون کو ہی جفا لازم — دل فگارون کو بیقراری شرط

کیون نہ دشمن کو دشمنی ہو فرض — دوست کو جب ہو دوستداری شرط

اور سنیئے وہ مجھسے کہتے ہین — حشر کے دن ہی جان نثاری شرط

ہو یہ عادت نہ باعثِ غفلت — ہی تغافل مین ہوشیاری شرط

کام عشاق کا تمام کیا — خوب پوری ہوئی تمہاری شرط

جوش رحمت کے واسطے زاہد — ہی ذراسی گنہگاری شرط

غیر لاکہون مین بیوفا نکلے — آیئے آپکی ہماری شرط

بدگمانون سے عشق کا دعوے — واہ اے داغ خوب ہاری شرط

ردیف ظای معجمہ

ہی یہان بہی اُس بت کافر کو نخوت الحفیظ — الحفیظ ای داور روز قیامت الحفیظ

کسطرح سے ہو بسر یارب دیار عشق مین — ہر بلا پر ہی بلا آفت پر آفت الحفیظ

تیری ہمکین کم نہ تہی کچھہ مار رکھنے کے لئے — اور پہر اُسپر یہہ شوخی یہہ شرارت الحفیظ

جسنے دیکھا اُسکے عاشق کو کہا بے اختیار — تیرے بندہ پر الٰہی یہہ مصیبت الحفیظ

مین وہ عاصی ہون اگر بخشا گیا تو کیا عجب — دیکھکر مجھکو پکارین اہل جنت الحفیظ

جلگئے ہم جلگئے ای داغِ فرقت الامان
اُف رے اُفتادِ آتش سوزِ محبت الحفیظ

خاک مین گہر ملگیا دل ملگیا ہم مل گئے
اور تجھکو ہی وہی اتبک کدورت الحفیظ

آئینہ جب دیکھتا ہون ہجر مین کہتا ہون مین
آدمی کی ایسی ہوجاتی ہی صورت الحفیظ

عاشقِ مظلوم کے لاشہ کو ہنسکر دیکھنا
تو ہی کتنا سنگدل ای بے مروت الحفیظ

آدمی کی تاب کیا جو دل سنبہالے ہوش مین
اس ادائے جان ستان پر ایسی صورت الحفیظ

ایک بجلی تہی ادا اُس شعلہ رو کی دیکہیے
ہوگئی اتنے مین کیسی دل کی حالت الحفیظ

دے شفا تو داغ کو یارب بحقِ مصطفیٰ
الحذر یہہ درد و بیماری کی شدت الحفیظ

ردیف عین مہملہ

ہین بہت سے عاشقِ دلگیر جمع
تیرے ترکش مین ہین کتنے تیر جمع

اچہی صورت سے ہمین بہی عشق ہے
کرتے ہین تصویر پر تصویر جمع

کوچۂ قاتل مین آفت آ گئی
جب ہوے دو چار بہی رہگیر جمع

یا لگا دو آگ یا لکہد و جواب
ہوگیا ہی دفترِ تحریر جمع

چومتے ہین تیرے دیوانہ کے پانون
جسقدر ہین حلقۂ زنجیر جمع

تہوڑی تہوڑی ہی ملے اُس در کی خاک
چٹکی چٹکی ہم کرین اکسیر جمع

پہر کرے چورنگ وہ قاتل مجہے
پہر ہون سب اعضا تہِ شمشیر جمع

دیکھکر صورت مرے صیاد کی
ایکی ہوتے نہین نخچیر جمع

بے مقدر خاک بہی بنتا نہین
گر ہون لاکہون نسخۂ اکسیر جمع

خونِ دل کا چشم تر ٹہیکا نہ لے
اس سے ہونے کی نہین توقیر جمع

تیری قسمت مین ستارے ہین کہان
کوڑیان کین تونے چرخ پیر جمع

بدلی زاہد نے نئی پوشاک روز
کسقدر ہین جامۂ تزویر جمع

تیری محفل کوئی جادو گہر ہوئی
ہین ہزارون صاحبِ تسخیر جمع

حلق پر میرے چھُری پہرتی نہین
کیجیے خاطر دمِ تکبیر جمع

کیا خلش کرتی ہین دل مین حسرتین
ہوگئے گویا ہزارون تیر جمع

کس طرح یکجا ہون **داغ** اپنے عزیز
ہونے دیتی ہی نہین تقدیر جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھکر وہ عارضِ رنگین ہی یون دل باغ باغ
جیسے ہین نظارۂ گل سے بنے دل باغ باغ

بن گیا خونِ کفِ پا سے گلستان خارزار
ہین چلا صحرا مین گویا چند منزل باغ باغ

صورتِ غنچہ کہلی جاتی ہین باچہین کسقدر
کیا خوشی ہی کسکو مارا کیون ہی قاتل باغ باغ

گلشن فردوس مین حورین نظر آئی ہین کیا
ہات تلوار نکے کہا کر ہی جو بسمل باغ باغ

کیا کہون اے ہمنشین اُس بزمِ رنگین کی بہار
زیبِ محفل تہا وہ گلرو اہلِ محفل باغ باغ

کونسے طائر کی ہے صیاد کو ایسی تلاش
ڈھونڈتا پھرتا ہے کیون گلچین کے شامل باغ باغ

جب کوئی طوفان سے وہ کشتی کنارے پے لگی
کسقدر دل مین ہوے سب اہل ساحل باغ باغ

دیکھکر آئینہ دونون ہوگئے برہم یہہ کیا
تم ادہر خوش ہو ادہر مدِمقابل باغ باغ

پھر نہ پائیگی قیامت تک یہہ اپنا آشیان
عندلیب اسطرح کیون پھرتی ہے غافل باغ باغ

جو ہمارے حق مین کانٹے بوئین صد افسوس ہے
تم پھرو گلگشت کرتے اُنکے شامل باغ باغ

اُسکی خوشبو جب کسی گل مین نہ پائی آپ نے
پھر جناب **داغ** کیا پھرنے سے حاصل باغ باغ

ردیف الفاءِ

کافر وہ زلفِ پُرشکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
پھر اُسپہ چشمِ سحرفن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

ہنگامِ رحلت دیکھیے دل کسطرف اپنا جُھکے
بیٹھے ہین شیخ و برہمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

ہین آسمانِ حسن کے روشن ستارے مہ جبین
بازو پہ تیرے نورتن ایک اسطرف ایک اُسطرف

دل کی جگر کی جا گیا افسردگی پژمردگی
زخمِ کُہن داغِ کُہن ایک اسطرف ایک اِسطرف

زلفونکی یہہ سرگوشیان دل پر بلا مین آ اٹکی
غماز ہے گرمِ سخن ایک اِسطرف ایک اسطرف

غیرونکا مجمع اور تم پریونکا جمگھٹ اور ہم
پہلو بہ پہلو انجمن ایک اسطرف ایک اسطرف

دل ایک تنہا بیچ مین آنکھین تری سفاک دو
شمشیرزن ناوک فگن ایک اسطرف ایک اُسطرف

مین مر گیا ہون وصل مین راحت ہو ہر پہلو مجھے
تکیے ہون دو زیرِ کفن ایک اسطرف ایک اُسطرف

تو اور قہقہے باہمین لیلی و شیرین بزم مین
مین اور قیس و کوہکن ایک اس طرف ایک اس طرف

بازو تو چھٹتے ہی نہین صحرا کو کیونکر جاؤن مین
لپٹے ہین وہ اہل وطن ایک اس طرف ایک اس طرف

دونون فرشتے دوش پر کیا لکھہ سکین حالت مری
آلودہ رنج و محن ایک اس طرف ایک اس طرف

رخسار تیرے سیمگون پھر اسپہ گلگونے کا رنگ
پھولا ہے کیا رنگین چمن ایک اس طرف ایک اس طرف

اترا رہا ہے **داغ** کیا ہنگام گلگشت چمن
رنگین قبا گل پیرہن ایک اس طرف ایک اس طرف

وہ کہتے ہین دل کی کہان صاف صاف
بظاہر ہے انکا بیان صاف صاف

کدورت کا باعث تو کوئی کہلے
بیان کیجیے مہربان صاف صاف

مرے راز دل کی ہے انکو تلاش
کہین کہہ نہ دے رازدان صاف صاف

رہے زیر عارض کہان شب کو پھول
نظر آتے ہین سب نشان صاف صاف

رہے ابر میخانے پر حشر تک
دکھائی نہ دے آسمان صاف صاف

کوئی پارسا جب الجھتا ہے کچھہ
سناتا ہے پیر مغان صاف صاف

دکھاتے ہین آئینہ خورشید کو
ترے گال اے دلستان صاف صاف

محبت کے قصے مین الجھے ہوے
سنو مجھہ سے تم داستان صاف صاف

پسند آئے ہمکو بھی اشعار **داغ**
زبان پاک و شستہ بیان صاف صاف

ردیف قاف

ہے جمالِ یار سے تنویرِ عشق
حسن نے چمکائی ہے تقدیرِ عشق

کھینچ لائے عرش تک تسخیرِ عشق
آپ نے دیکھی نہین تاثیرِ عشق

جس کے دِل پر کارگر ہے تیرِ عشق
حشر تک تڑپے گا وہ نخچیرِ عشق

تیرے عاشق کا سراپا دیکھکر
کھچ گئی ہے سامنے تصویرِ عشق

دِل ضعیفون کا جوان کیونکر نہو
کرتی ہے کایا پلٹ اکسیرِ عشق

عاشقون کی کیا خطا انصاف کر
دے سزا اُسکو یہہ ہے تقصیرِ عشق

عقل دیوانی ہے جو ہو سامنے
چوکتا ہے کب نشانہ تیرِ عشق

جھوٹے دعوے اُنکے پھر اُسپر دلیل
رات بھر کیا کیا رہی تقریرِ عشق

مین نے دیکھی تھی قیامت خواب مین
دی مجھے اِک شخص نے تعبیرِ عشق

واور روزِ قیامت دیکھہ لے
اِس کلیجے پر لگا ہے تیرِ عشق

مار ہی ڈالا یہہ جب بجلی گری
چلتی ہے رُک رُک کے کب شمشیرِ عشق

انتہائے عاشقی مین ہے یہہ شوق
ہم ابھی ہون اور دامنگیرِ عشق

دِل مچلکر آپ رہتا ہے اسیر
ایسی کچھہ بھاری نہین زنجیرِ عشق

زخم جب بھرتا نظر آتا ہے کچھہ
دِل مین رکھہ لیتے ہین ہم شمشیرِ عشق

یہہ بلا آئی ہوئی ٹلتی نہین
داغ کیا ہو چارۂ و تدبیرِ عشق

مٹ گئے افسوس سارے ذوقِ شوق
ہاے وہ ہم وہ ہمارے ذوقِ شوق

عشق آخر کو مسلط ہو گیا
دِل مرا ہارا نہ ہارے ذوق شوق

دِل لگی ہو یا ہنسی یا چھیڑ چھاڑ
ہوتے ہین پیارو نکے پیارے ذوق شوق

آس ٹوٹی دِل ہمارا مر گیا
اپنے اپنے گہر سدہارے ذوق شوق

ابتدائے سن مین ہے مشق جفا
رنگ لائین گے تمہارے ذوق شوق

ہر گلی کوچے مین اب ہے تاک جہانک
پہرتے ہین اُنکو اُبہارے ذوق شوق

عاشقون کا دِل سلامت چاہیئے
کب ہوے اِس سے کنارے ذوق شوق

حسن پر قربان مشتاقون کے دِل
اِسکے صدقے مین اُتارے ذوق شوق

داغ صاحب بہی ہوے عاشق مزاج
ہو گیا اُنکو بہی بارے ذوق شوق

ردیفِ کاف

نہ آئی بات جو دِل سے زبان تک
وہ پہنچی بدگمان تک رازدان تک

یہہ سب جہگڑے ہین جانِ ناتوان تک
رہیگا دم کہانتک غم کہان تک

تغافل مرنیوالون سے کہانتک
ہمین جینا پڑا ہے امتحان تک

چلے آئے وہ جہونکے مین ہوا کے
نزاکت اُنکو لے آئی یہان تک

زبان سے تہا نہ ممکن شکوۂ جور
اِشارون نسے کہا آخر کہان تک

دِل اُسکی بزم سے کسطرح اکہڑے
ٹہر جائے جہان عمرِ روان تک

ہمین باغبان سے بہی ہے اک قفس
کہ تنکے اُڑ کے آئے آشیان تک

کنارہ کر گیا دامن بہی تیرا
نہ آیا میری چشم خونفشان تک

زمین ٹلجائے ٹلنے کے نہین ہم
کہ اب تو آگئے اس آستان تک

دم رخصت ہوا اندیشۂ غیر
گئے ہمراہ ہم اُنکے مکان تک

کہون کیا طالع واژون کی تاثیر
گرا ہون مین پہونچکر آسمان تک

مزے کی ہے ہماری بہی کہانی
کوئی پہونچا دے اُنکے قصہ خوان تک

ترے تیر نگہہ سے کوئی بچکر
امان پاتا نہین دار الامان تک

رہے کیا مُصطفٰے آباد مین داغ
وہ سارے لطف تہے خلد آشیان تک

رہا جذب دل کا اثر دیر تک
ملائے رہے وہ نظر دیر تک

مزہ دے گیا ہونہ پیغام شوق
کہ سنتا رہا نامہ بر دیر تک

وہی وقت پیری بہی ہے داغ عشق
جلا یہہ چراغ سحر دیر تک

ذرا سا جو اُلجہا یہہ تار نگاہ
دباتے رہے وہ کمر دیر تک

یہان دم بدم سو پیام وصال
سکوت اُنکو ہر بات پر دیر تک

بڑی دیر مین سوچکر لب کہلے
رہے گی دعا بے اثر دیر تک

کچہہ ایسی رہی میری تغییر حال
وہ سوچا کئے دیکہکر دیر تک

غشی کا بہی احسان مجہپر ہوا
وہ زانو رہا زیر سر دیر تک

کہین رات کو وہ ہوئے بے حجاب
اُڑا آج نورِ قمر دیر تک

اُدہر دیکھنا نامہ بر غور سے
وہ محفل مین دیکھین جدہر دیر تک

حیا سے جھکی تہین کب آنکہین تری
لڑی ہے کسی سے نظر دیر تک

وہ سمجھے نہ سمجھے مرا مدعا
ہلی اُنکی گردن مگر دیر تک

نفس کی عجب سیر ہے ہمنفس
کرے یون مسافر سفر دیر تک

ٹپکتا ہے دیوار و در سے ترے
کسینے ملی چشم تر دیر تک

وہ رخصت طلب اور مین جان بلب
رہا حشر وقتِ سحر دیر تک

خبر سنکے خوش خوش وہ آتے تو مین
نہ نکلی مری جان اگر دیر تک

ترے وعدے سے زندگی بڑہگئی
جئیے ہم اس اُمید پر دیر تک

محبت مین تکرار کا ہے مزا
گلے ہون جو باہم گر دیر تک

نئی چاہ چہپتی ہے اے داغ کب
اڑیگی ابہی یہہ خبر دیر تک

ردیفِ لام

بیقراری ہوئی آخر سببِ چارۂ دل
بنگیا ہول دلِ انجام کو گہوارۂ دل

تیر کے بدلے لگادے کوئی برچھی ظالم
روزنِ سینہ سے کرنا ہو جو نظارۂ دل

دفترِ شوق سے بہاری نہین یہہ اے قاصد
ساتہہ مکتوب کے تو باندہ لے پشتارۂ دل

یہی اچھا ہے کہ آنکھین ہین تمہاری بیمار
یہی بیمار تو کرتی ہین مرا چارۂ دل

خون مژگان سے نکلتا ہے ہزاری کی طرح
چھوٹتا ہے جو مرے سینے مین فوارۂ دل

جنکی تقدیر مین گردش ہے نہین اُنکو قرار
قطب تارا نہوا کوکب سیارۂ دل

پڑتی ہے ضرب محبت تو نکلتی ہے فغان
شور محشر سے ہم آہنگ ہے نقارۂ دل

یہہ زمانے کی خبر ٹھیک ہمین دیتا ہے
طاق ہے اور یہی ہر کام مین ہرکارۂ دل

دل بیتاب کی تصویر اُنہین کیا بھیجون
کہ مصور سے اُترتا نہین انگارۂ دل

کوئی جانے کہ خریدار نہین چاہ نہین
چلتے پھرتے ہی وہ کرلیتے ہین نظارۂ دل

لعل و یاقوت کی اے **داغ** جو ہے فرمایش
بھیجدو اُنکے لئے لخت جگر پارۂ دل

وصل کی ٹھہری جو آیا مہ جبین آج سے کل
وہ بھی نزدیک ہے کچھ دور نہین آج سے کل

ایکدن اور بھی مہمان کی خاطر کرلون
کاش رخصت ہو مری جان حزین آج سے کل

کیجیئے وعدہ خلافی بھی تو اس پہلو سے
کہ سوا ہو مجھے ملنے کا یقین آج سے کل

ہمکو ایک ایک گذرتی ہے قیامت کی گھڑی
اُنکے نزدیک تو کچھ بات نہین آج سے کل

دمبدم ہمنے زمانے کا تنزل دیکھا
ہمین کہتے ہین کہ اچھے تھے ہمین آج سے کل

خودنمائی کے لئے وعدۂ فردا کیسا
کیا بدلجائیگا وہ پردہ نشین آج سے کل

آج جاؤگے یہان سے تو اُٹھاؤگے قلق
آجکا دن ہے بُرا جاؤ کہین آج سے کل

ناتوان آہ کو دے کون سہارا یارب
چلکے پہنچے گی یہہ تا عرش برین آج سے کل

صبر کر اے دلِ مضطر وہ نہین ملنے کے
کل سے آج انکی ہوئی ہوگی یونہین آج سے کل

آج ہی وہ جو نہ آئے تو یہہ جانا ہمنے
تیری بگڑی دل اندوہ گزین آج سے کل

زندگی بہر تو قیامت کی اُٹھائی تکلیف
بار سے آئی ہے مجھے زیرِ زمین آج سے کل

داغ

خوبرویون کو نہین کچھہ غمِ فردا اے داغ
ہونگے معشوق زیادہ یہہ حسین آج سے کل

مزہ دیکھا ہے شبابِ اوّل اوّل
ملے خوبرو انتخاب اوّل اوّل

وہ کب لطف کرتے ہین بے آزمائے
کرم آخر آخر عتاب اوّل اوّل

خدا شرم رکھے تری انتہا تک
کہ ڈالی ہے منہہ پر نقاب اوّل اوّل

انہین سے پہر آخر کو کہل کہیلتے ہین
وہ کرتے ہین جنسے حجاب اوّل اوّل

الٰہی رہے بانکپن اُنکا قایم
سنبہالی ہے تیغ خوش آب اوّل اوّل

خدا سے دعا ہے کہ مظلوم تیرے
نہ بہکتے جائین روزِ حساب اوّل اوّل

نباہے چلو فتنۂ حشر کو بہی
ہوا ہے ابہی ہمرکاب اوّل اوّل

قطعہ

وہ پیغامبر کی مدارات پیہم
وہ رسم سوال و جواب اوّل اوّل

وہ جلسے وہ احباب رندانہ مشرب
وہ معشوق و شرب شراب اوّل اوّل

وہ سیرِ چمن وہ تماشائے دریا
وہ لطفِ شبِ ماہتاب اوّل اوّل

وہ گلیون مین اُنکو چہپ چہپ کے جانا
وہ یارو نسے کچھہ کچھہ حجاب اوّل اوّل

وہ ہر بات کا شوق بے سوچے سمجھے | وہ ہر کام کرنا شتاب اول اول

وہ پہلے پہل دل لگانا کسی سے | وہ کچھ شوق کا اضطراب اول اول

جوانی کی لہرونمین کیا کیا رہے ہم | خراباتیون مین خراب اول اول

کوئی دن رہے پارسا ہم بھی زاہد | بہت ہمنے لوٹے ثواب اول اول

رہا درس و تدریس کا شوق ہمکو | نظر سے نہ سرکی کتاب اول اول

کبھی ہمسے ہوتا نتھا ترک اولی | رہے ہم مشیخت مآب اول اول

بنے رستم و سام و گیو و نریمان | رہے رشک افراسیاب اول اول

رہے زیر ران اسپ چالاک اکثر | سوارونمین تھے لاجواب اول اول

پھکیتی بکیتی کی تھی مشق کیا کیا | ہر اک فن سے تھے کامیاب اول اول

ہوئی **داغ** اب اُنکی تعبیر اُلٹی
نظر آئے جو ہمکو خواب اول اول

غزل

رہتا ہے روز اُسکی ملاقات کا خیال | ہو جاے خواب کاش یہہ ہر رات کا خیال

بیٹھے ہین خانقاہ مین جب دو گھڑی بھی ہم | آ ہی گیا ہے پیر خرابات کا خیال

کیونکر نہ یاد آئے شب تیرہ روز حشر | اس دن ضرور چاہیئے اُس رات کا خیال

کھٹکا نہو تو عیش سے گزرے کوئی گھڑی | رہتا ہے بزم یار مین ہر بات کا خیال

ماہ صیام بھی اسی موسم مین آگیا | رندونکو اس سے بڑھکے ہے برسات کا خیال

رنجش بہی ہو تو دل کی تسلی کیواسطے
کرتا ہون اُنکے لطف و عنایات کا خیال

ای دل عدو کی بزم مین کیون لیگیا مجہے
کمبخت آگیا نہ مدارات کا خیال

باتین سنو تو حضرت صوفی سے عرش کی
جاتا ہی دور قبلۂ حاجات کا خیال

ای داغ جو کہا ہی اُسے کر دکہائینگے
انسان کیا وہ جسکو نہو بات کا خیال

ردیف میم

دیا رقیبون کو تمنے پیام نام بنام
مری طرف سے بہی پہنچے سلام نام بنام

مری شکایت تحریر وجہ رشک ہوئی
کہ اب وہ لکہتے ہین دفتر مدام نام بنام

سلیقہ دیکہیے اُسوقت دوست دشمن کا
سپرد ہو جو کوئی انتظام نام بنام

اگر تڑپتی ہی بجلی تو ابر روتا ہے
ملا ہی ایک کو ہر ایک کام نام بنام

یہہ کسکے قتل کی شادی منائی جاتی ہی
کہ رقعے بٹنے کا ہی اہتمام نام بنام

ستم رسیدون مین لکہے گئے ہین روز ازل
تمہارے چاہنے والے تمام نام بنام

تمہاری چال کو طاؤس و کبک کیا پہنچین
جدا جدا ہی ادائے خرام نام بنام

بچائے جان خدا اہل مہر و الفت کی
وہ کوستے ہین اُنہین صبح و شام نام بنام

خدا کرے مرے آگے نہ آئے نام رقیب
پکارے جائینگے روز قیام نام بنام

کیا ہی آپکو جس جس نے بیوفا مشہور
جو حکم ہو تو بتا دے غلام نام بنام

گئے ہین داغ وہان چھپکے دیکہیے کیا ہو
سنے گئے ہین جہان خاص و عام نام بنام

رشک سے غیرون کے جی کہوتے ہین ہم
گر یہ کچھہ بیجا دم بسمل نہین
بیخود اتنا اپنی ہشیاری رہی
حاصل اعمال ہین خلد و سقر
ہات منہہ انکا دہلایا غیر نے
اپنے گہر رہنے دے کیونکر جو روش
جان کنی اپنا ہر کام اے کوہ کن
دیکھہ لینگے فتنۂ محشر کو بھی

کیا برون کی جان کو روتے ہین ہم
خنجر سفاک کو دہوتے ہین ہم
جاگتے ہین کچھہ تو کچھہ سوتے ہین ہم
وہ ہی پہل پاتے ہین جو بوتے ہین ہم
ہات اپنی جان سے دہوتے ہین ہم
حضرت آدم ہی کے پوتے ہین ہم
عشق مین پتہر نہین ڈہوتے ہین ہم
اب تو جا در تانکر سوتے ہین ہم

داغ ہر کسکو میسر درد عشق
رنج ہوتا ہے تو خوش ہوتے ہین ہم

ابہی ہماری محبت کسیکو کیا معلوم
یقین تو یہہ ہے وہ خط کا جواب لکہین گے
بظاہر انکو حیا دار لوگ سمجھے ہین
قدم قدم پہ تمہارے ہمارے دل کی طرح
یہہ رنج و عیش ہوئے ہجر و وصل مین ہمکو

کسی کے دل کی حقیقت کسیکو کیا معلوم
مگر نوشتۂ قسمت کسیکو کیا معلوم
حیا مین ہے جو شرارت کسیکو کیا معلوم
پسی ہوئی ہے قیامت کسیکو کیا معلوم
کہان ہے دوزخ و جنت کسیکو کیا معلوم

جو سخت بات سنے دل تو ٹوٹ جاتا ہر
اِس آئینہ کی نزاکت کسیکو کیا معلوم

کیا کرین وہ سنانے کو پیار کی باتین
اُنہین ہر مجہہ سے عداوت کسیکو کیا معلوم

خدا کہے نہ پہنسے دامِ عشق مین کوئی
اُٹھائی ہر جو مصیبت کسیکو کیا معلوم

ابہی تو فتنے ہی برپا کئے ہین عالم مین
اُٹھائین گے وہ قیامت کسیکو کیا معلوم

جناب داغ کے مشرب کو ہمسے تو پوچھو
چھپے ہوئے ہین یہہ حضرت کسیکو کیا معلوم

ردیفِ نون

آپ جنکو ہدفِ تیرِ نظر کرتے ہین
رات دن ہائے جگر ہائے جگر کرتے ہین

اور کیا داغ کے اشعار اثر کرتے ہین
گدگدی دل مین حسینون کے مگر کرتے ہین

غیر کے سامنے یون ہوتے ہین شکوے مجھسے
دیکھتے ہین وہ اُدہر بات اِدہر کرتے ہین

دیکھکر دور سے دربان نے مجھے للکارا
نہ کہا یہہ کہ ٹہر جاؤ خبر کرتے ہین

تہک گئی نامۂ اعمال کو لکہتے لکہتے
کیا فرشتون کا بُرا حال بشر کرتے ہین

ابہی غیرون سے اشارونمین ہوئی ہین باتین
دیکھتے دیکھتے آپ آنکھونمین گھر کرتے ہین

در و دیوار سے بہی شک مجھے آتا ہر
غور سے جب کسی جانب وہ نظر کرتے ہین

اُنسے پوچھے جو کوئی خاک مین ملتے ہین کہان
وہ اشارا طرفِ راہ گذر کرتے ہین

ایک تو نشۂ مے اُسپہ نشیلی آنکھین
ہوش اُڑتے ہین جدہر کو وہ نظر کرتے ہین

عشق مین صبر و تحمل ہی کیا کرتے ہم
یہہ بہی کمبخت کسی وقت ضرر کرتے ہین

غیر کے قتل پہ باندہین یہہ بہانہ ہے فقط
کہینچ کر اور بہی پتلی وہ کمر کرتے ہین

حضرت داغ کو دِلّی کی ہوا خوب لگی
رات دن عیش ہی جلسون مین بسر کرتے ہین

عذر آنے مین بہی ہی اور بُلاتے بہی نہین
باعث ترک ملاقات بتاتے بہی نہین

منتظر ہین دم رخصت کہ یہہ مر جائے تو جائین
پہر یہہ احسان کہ ہم چہوڑ کے جاتے بہی نہین

سر اُٹھاؤ تو سہی آنکہہ ملاؤ تو سہی
نشۂ مے بہی نہین نیند کی ماتے بہی نہین

کیا کہا پہر تو کہو ہم نہین سنتے تیری
نہین سنتے تو ہم ایسونکو سناتے بہی نہین

خوب پردہ ہی کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہین
صاف چہپتے بہی نہین سامنے آتے بہی نہین

مجہسے لاغر تری آنکہونمین کہٹکتے تو رہے
تجہسے نازک مری نظرونمین سماتے بہی نہین

دیکہتے ہی مجہے محفل مین یہہ ارشاد ہوا
کون بیٹہا ہی اُسے لوگ اٹہاتے بہی نہین

ہو چکا قطع تعلق تو جفائین کیون ہون
جنکو مطلب نہین رہتا وہ ستاتے بہی نہین

زیست سے تنگ ہو ای داغ تو کیون جیتے ہو
جان پیاری بہی نہین جان سے جاتے بہی نہین

چوٹ کہانا دِل حزین نہ کہین
درد رہ جائیگا کہین نہ کہین

کیا ملے گا کوئی حسین نہ کہین
جی بہل جائیگا کہین نہ کہین

ہر کدورت بہری ہوئی ہمین
آسمان پر بہی ہو زمین نہ کہین

حال پہلو بچا کے لکھا ہے — تا نڑ جائے وہ نکتہ چین نہ کہین

یہہ تو کہیئے کہ رات کی باتین — آپ نے غیر سے کہین نہ کہین

جنکو حورین بیان کرتے ہین — خلد مین ہون یہی حسین نہ کہین

مجھکو گریان اُٹھا نہ محفل سے — بیٹھہ جائے ابھی زمین نہ کہین

کیون کہین تجھہ سے آرزوئین ہم — فائدہ کیا کہین کہین نہ کہین

لا اُسے جذب شوق تہم تہم کر — گر پڑے شوخ نازنین نہ کہین

نہ کرو امتحان مہر و وفا — آئے اس جہوٹ پر یقین نہ کہین

موت اُسی آستان پہ آجاے — صرف سجدہ ہو پہر جبین نہ کہین

آپ کی گفتگو کا کیا کہنا — چار باتین بہی دلنشین نہ کہین

غیر دیتا ہی کیون مجھے ساغر — سانپ ہو زیر آستین نہ کہین

ہجر مین ہی خیال اسکا ہی — کسمسا جاے ہمنشین نہ کہین

قتل جسکا تمہین ہی مدّ نظر — وہ گنہگار ہون ہمین نہ کہین

وہ رکاوٹ اسے بہی سمجہین گے — دم رُکے وقت واپسین نہ کہین

دم بخشش بہی یون ترے منہہ سے — نکلے بیساختہ نہین نہ کہین

رشک یہہ بہی ہی صبر پر میرے — غیر کہہ بیٹھین آفرین نہ کہین

تیرے عاشق ہین کافر و دیندار — ایک ہو جاے کفر و دین نہ کہین

داغ — پہر تاک جہانک کرتے ہین

اب گھرسے اب پہ ہنسے کہین نہ کہین

اے فلک مورد عتاب ہون مین
وصل سے خاک کامیاب ہون مین

تم مین یہہ وصف ہے کہ ہو بیداغ
مجھہ مین یہہ عیب بے حجاب ہون مین

دیکے خط کون انتظار کرے
اپنے قاصد کے ہمرکاب ہون مین

جب ملا رہنما تو یہہ جانا
رہرو راہ ناصواب ہون مین

کیون کسی زلف کی بلا مین پہنسون
کیون گرفتار پیچ و تاب ہون مین

کیون کسی چشم مست کو دیکھون
مفت آلودہ شراب ہون مین

داغ کیا خوف صرصر عصیان
خاک پاے ابو تراب ہون مین

ملنے چاہا جو تمہین اسکا گنہگار تو ہون
مگر اتنا ہی سمجھہ لو کہ وفادار تو ہون

عمر بہر آپ نے مجھکو کبھی اچھا نہ کہا
خیر اچھا نہ سہی آپ کا بیمار تو ہون

یا خدا پرسش اعمال کا دیتا ہون جواب
بات کا ہوش کسے ہے ابہی ہشیار تو ہون

مے و معشوق سے انکار نہین اے زاہد
عاشق زار تو ہون رند قدح خوار تو ہون

گو مرے پاس نہین غیر متاع کاسد
مین تماشائی انداز خریدار تو ہون

ابہی کیا جانے کوئی مجھکو تمہارا شیدا
کوئی دن اور ابہی رسوا سر بازار تو ہون

گو مری ضع نہین یہ کہ ملون غیر سے مین
تابع حکم جفاکار و ستمگار تو ہون

کیا گذر جاے تجھے رات یونہین بے کھٹکے
بزم مین گل نسہی مین نسہی خار تو ہون

تاب نظارۂ انوار تجلی نہ سہی — میری ہمت ہے کہ مین طالب دیدار تو ہون

داغ مہنے نہین دیتا مجھے رشک اغیار
ورنہ مرجاؤن ابھی جان سے بیزار تو ہون

ہم تو فریاد و فغان آہ و بکا کرتے ہین — جنسے کچھہ ہو نہین سکتا وہ دعا کرتے ہین

خوف محشر سے وہ کب ترک جفا کرتے ہین — بہت اسطرح کے ہنگامے ہوا کرتے ہین

خوب خوشباش گذرا اہل صفا کرتے ہین — نہ خفا ہوتے ہین ایسے نہ خفا کرتے ہین

ایک انداز سخن طرز شکایت ٹھہری — ہم جدا کرتے ہین شکوے وہ جدا کرتے ہین

پوچھتا ہے جو مزاج اپنا کوئی فرقت مین — منھہ سے اتنا ہی نکلتا ہے دعا کرتے ہین

کچھہ تعلق تو رہے شکوہ بیجا ہی سہی — نہ کیا تمنے گلا اسکا گلا کرتے ہین

یا الٰہی مرے دربان سے وہ پوچھے اگر — کون ہے کس سے ملاقات ہی کیا کرتے ہین

ہات سے قتل نہ وہ پانون سے پامال کرین — گھر ہی مین بیٹھے ہوئے حکم کیا کرتے ہین

ہم حسینون کی جو تعریف کرین کیا ضد ہے — وہ طرفداری ارباب وفا کرتے ہین

پرسش داور محشر سے ڈرین کیون عاشق — یہہ خطاوار تو بندے کی خطا کرتے ہین

تمکو بیمار محبت سے بھی عار آتی ہے — ہم تو اچھون کے لئے روز دعا کرتے ہین

اپنے کوچے مین نہ کیجے مری مٹی برباد — آپ ہی خاک اڑاتے ہین یہہ کیا کرتے ہین

دست مژگان کا اشارہ ہے کہ رسوا کیجے — انہین ہاتون سے وہ انگشت نما کرتے ہین

اب یہی ضد ہے کہ ہم قتل کرین گے تجھکو — وہ تو ہر بات مین اپنا ہی کہا کرتے ہین

اُنکو پروا نہین کیون دل کے خریدار نہین
مُفت کے قصّہ ہی وہ مُول لیا کرتے ہین

آپ کے عشق مین جو مجھکو نہ کرنا تھا کیا
دیکھیے آپ مرے واسطے کیا کرتے ہین

صبر کرنے کا ہمارے یہی ہی ہی انداز
آپ جسطرح سے پیمان وفا کرتے ہین

سچ کہا تذکرہ غیر سے کیا حاصل ہی
اِک تماشے کے لئے چھیڑ دیا کرتے ہین

جان بلب جان کے مجھکو یہہ پیام آیا ہی
لو مبارک ہو کہ اب عہد وفا کرتے ہین

داغ کا رشک سنا غیر سے اُسنے تو کہا
اُنکی تقدیر مین جلنا ہی جلا کرتے ہین

ہم دل کی بات داور محشر سے کیا کہین
یہہ راز کہہ سکے اُس بت کافر سے کیا کہین

آشوب حشر اُس بت خودسر سے کیا کہین
محشر کا حال فتنۂ محشر سے کیا کہین

گو اپنی ضد کے ایک ہو تم مان جاؤ گے
یہہ مانتا نہین دل مضطر سے کیا کہین

بنتی نہین ہی بات مصیبت کہے بغیر
کہتے ہین یہہ کہ داور محشر سے کیا کہین

ہی میکدہ مین قلقل مینا کی یہہ صدا
ساقی کے توڑ جوڑ کو ساغر سے کیا کہین

سمجھے ہو تم کہ غیر کے شکوے ہین ایک دو
یہہ داستان کم نہین دفتر سے کیا کہین

دلبر اشارہ ہم کو ہی دشمن نگاہ باز
ہم چپکے چپکے ہی دل مضطر سے کیا کہین

لب تک اُمنڈ اُمنڈ کے تو آتی ہی حسرتین
چلتی نہین زبان ترے ڈر سے کیا کہین

تم اور کان رکھہ کے سنو بات غیر کی
مجبور ہو گئے ہین مقدر سے کیا کہین

دل کا فسانہ کس سے کہین اے شب فراق
دیوار و در سے چرخ سے اختر سے کیا کہین

کوئی کرے سوال تو کچھ دیجیئے جواب — بت بن گئے جب آپ تو پتھر سے کیا کہین

سنتا ہے وقتِ ذبح یہہ کب اپنی بیکسی — قاتل سے کہہ بہی سکتے ہین خنجر سے کیا کہین

یہہ ہمکو ناگوار ہے وہ اُسکو ناگوار — دلبر سے کیا سنین دلِ مضطر سے کیا کہین

کہتے ہین وہ کہو تو سہی دل کا حال کچھ — حیران ہم کہڑے ہین گہڑی بہر سے کیا کہین

دل مین ہمارے آپکی جو چبہہ گئی ہے بات — پیکان سے بڑہکے تیر ہے نشتر سے کیا کہین

نادان رہنماے رہِ شوق ہو گیا — منزل مین جو بلا ہے وہ رہبر سے کیا کہین

ہوتی صفاے دل تو بناتا نہ آئینہ — جوہر اس آئینے کے سکندر سے کیا کہین

بے وجہ ان بتون کی خموشی نہین ہے **داغ**
کیا جانے کل یہہ داورِ محشر سے کیا کہین

مجہے دل کی ایذا سے راحت نہین — ہراتی مصیبت سے فرصت نہین

بہت دور ایسی قیامت نہین — مگر انکو وعدے کی عادت نہین

غمِ دو جہان ہی ہے کافی مجہے — مگر آدمی کو قناعت نہین

نظر کہاے جاتی ہے عشاق کی — حسینون کو دنیا مین راحت نہین

بڑی کشمکش مین ہے عہدِ وفا — کبہی ہے کبہی اُنکی نیت نہین

اٹہا کر مری نعش اُسنے کہا — کوئی اس سے بڑہکر مصیبت نہین

یہان منصفی حشر پر منحصر — وہان فیصلے کی ضرورت نہین

ہا ہجرت مین دل سنگ سخت — کچہہ اپنون کو اپنون سے الفت نہین

یہہ دل ہے یہہ حسرت یہہ ارمان ہے — مری جان حاضر مین حجت نہین
مزاج آپکا ہے مزاج آج کل — بُرائی طبیعت طبیعت نہین
تری آرزو جنکو ہے اُنکو ہے — خدا کی قسم ہمکو حسرت نہین
بظاہر اُٹھانا مجھے بزم سے — اشارے سے کہنا اجازت نہین
ہوا تو بہ مے سے مین جان بلب — عداوت ہے یہہ ترک عادت نہین
قیامت ہو یا دل ہو یا موت ہو — کوئی انمین رُکنے کی آفت نہین
دیا نامہ بر نے یہہ آکر جواب — اُنہین بات کرنے کی فرصت نہین
زمین مین گڑا شرم عصیان سے مین — بچانو کہ محشر مین تُربت نہین

قطعہ

کہا دل سے مینے اِسے یاد رکھ — اُنہین تجھہ سے نفرت ہے الفت نہین
وہان بے نیازی ہے ہرشان مین — وہان خود نمائی سے فرصت نہین
وہ کیون وعدہ وصل پورا کرین — یہہ اقرار ہے کوئی منت نہین
وہ کیون جذب دل سے ہون اندیشہ مند — محبت ہے کوئی کرامت نہین
وہ کیون سوز داغ جگر سے ڈرین — کہ یہہ آفتاب قیامت نہین
وہ کیون چشم پرخون کی دیکھین بہار — یہہ رونا ہے باران رحمت نہین
وہ کیون سنکے پی جائین غیرون کی بات — یہہ ہین زہر کے گھونٹ شربت نہین
وہ کیون عشق ظاہر کو باور کرین — حقیقت مین کچھہ بھی حقیقت نہین

وہ کیون جوشِ مشتاق پر رحم کہائین
عدو کے مرض کی یہہ شدت نہین

وہ کیون دیکہین صورت اٹہا کر نگاہ
یہہ کیا بار ناز و نزاکت نہین

وہ کیون مول لین جنس دل کیا غرض
کہ اس شئے کی اُنکو ضرورت نہین

وہ کیون شکوۂ رنج فرقت سُنین
شکایت ہے یہہ کچہہ حکایت نہین

وہ کیونکر نہ دین جہڑکیان گالیان
کہ عاشق مزاجون کی عزت نہین

صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ و بارک و سلم

دیا دل نے مایوس ہوکر جواب
نہین **داغ** اب کوئی حسرت نہین

تمت الخیر علیہم [illegible]

مظہرِ نورِ دین معین الدین رح
آفتابِ زمین معین الدین رح

خواجۂ خواجگانِ ہندوستان
بے گمان بالیقین معین الدین رح

سرورِ انبیا رسول اللہ
حامیِ مسلمین معین الدین رح

مین ترے آستان کا خاک نشین
تو مرا دلنشین معین الدین رح

الحمد و المنہ کہ تیرے سوا
کوئی میرا نہین معین الدین رح

درِ فردوس پر ہو آپکا ہات
اور یہہ آستین معین الدین رح

وہ جہان ہے وہین ہے دل میرا
مین جہان ہون وہین معین الدین رح

داغ تیرا ہی دم بہرے جائے
تا دمِ واپسین معین الدین رح

جو کہدلی ہو تو ہو بات کا یقین لیجئے
کہا نہ ہان ہے مگر مہربان نہین سے نہین

تری گلی کے مقابل جو لائین جنّت کو
مکان مکان سے کرے روکشی مکین سے مکین

علاج اور نہین کوئی خوش نصیبی کا
نصیب ہو تو ملون غیر کی جبین سے جبین

ہمارے دل پہ محبت کا نقش کندہ ہے
ملا سکے نہ سلیمان ہی اس نگین سے نگین

تمہارے سامنے یہہ آئینے کی صورت ہے
کہ جس طرح سے کرے لاگ ہر حسین سے حسین

وہ کیون بلائین مجھے اپنی بزم عشرت مین
غرض کسے جو کوئی منفعت ہو حزین سے حزین

صفائے دل ہو تو ہو پیدا اثر کیون تقریر
یہہ باتین آپ کی ہمنے چنان چنین سے چنین

درِ صنم سے گیا منھہ اُٹھا کے کعبے کو
اڑا کے لیگئی وحشت مجھے کہین سے کہین

پڑا ہے تفرقہ کیا دل مین اور دلبر مین
ہزارون کوس ہو گر ہو بہت قرین سے قرین

نشانہ دل کو بناتے ہی لی جگر کی خبر
نگہہ کے تیر کو چلنا پڑا یہین سے یہین

غزل مین **داغ** کی مضمون ہین خاکساری کے
نہین ہے پست ان اشعار کی زمین سے زمین

اڑائی خاک تری جستجو مین ہر کہین برسون
پھری ہے آسمان بنکر مرے سر پر زمین برسون

نہ آیا ہے نہ آئے اُنکے وعدے کا یقین برسون
یونہین ہے آجکل ہمسون گر ملتے نہین برسون

بُرا ہو جذبۂ دل کا اُسے کیون کھینچ لایا تھا
کہ آنکھون نے دیا ہمنے بہائے نازنین برسون

کسی کو جی مین جب ہم اچھی صورت دیکھہ لیتے ہین
لگی رہتی ہے اپنے دم قدم سے وہ مین برسون

نہ آنکھونکا اجارہ ہے نہ دل کا زور ہے اپنا
وہ خود مختار مین ٹھیرین کہین ہم پھر کہین برسون

ہوا ہے جان کا خواہان کوئی اب رہ نہین سکتا
رہے تیری امانت کے الٰہی ہم امین برسون

کسی خورشید رو کے پاؤن پر رکہا تہا سر اکثر
مثال ماہ چمکی ساتھ قسمت کے جبین برسون

تہہ شمشیر قاتل اس خوشی سے جان دی ہمنے
لب دشمن سے بہی نکلی صدائے آفرین برسون

نہین تہا تو بہی تہا وہ بیوفا آغوش دشمن مین
کہ میری بدگمانی نے اُسے رکہا وہین برسون

جنون کو بہی تو ویسا مان نہین دیکہا گیا ہمسے
رہی ہے دست وحشت مین ہماری آستین برسون

یہین رہنا یہین سہنا یہین مرنا یہین بہرنا
یہی در ہی یہی سر ہی گزارینگے یہین برسون

کسی نازک بدن کی ایکدن خوشبو جو سونگہی تہی
اسی حسرت مین سونگہا ہمنے عطر نازنین برسون

مرے آنسو مکدر کیون نہ نکلین دیدۂ تر سے
کہ آنکہون مین پہری ہے اُسکے کوچہ کی زمین برسون

تڑپنے جسنے دیکہا اس دل بیتاب کو دم بہر
رہا ہے ہول دل مین مبتلا وہ ہمنشین برسون

صفائی اسکو کہتے ہین اسی پر ناز ہے تمکو
کدورت بیٹہہ کر دل سے نکلتی ہی نہین برسون

مجہے رکہا ہے ایسا زندہ درگور اُسکی فرقت نے
زمین پر یون رہا گویا رہا زیر زمین برسون

خدا کی شان اب تم داغ کی صورت سے جلتے ہو
وہی دلسوز ہے جو رہ چکا ہے دلنشین برسون

حال دل تجہسے دل آزار کہون یا نکہون
خوف ہے مانع اظہار کہون یا نہ کہون

نام ظالم کا جب آتا ہے بگڑ جاتے ہو
آسمان کو بہی ستمگار کہون یا نکہون

آخر انسان ہون مین صبر وتحمل کب تک
سیکڑون مُنسے ہین دو چار کہون یا نکہون

بات کیون رکہتے ہو مُنہہ پر مرے مطلب کیا ہے
باعث رنجش وتکرار کہون یا نکہون

تم سنو یا نہ سنو اِس سے تو کچہہ بحث نہین
جو ہے کہنا مجہے سو بار کہون یا نکہون

مجھ سے قاصد نے کہا سُنکے زبانی پیغام
یہی کہنا تو ہے دشوار کہون یا نکہون

کہہ چکے غیر تو افسانے سب اپنے اپنے
مجھکو کیا حکم ہے سرکار کہون یا نکہون

فکر ہے سوچ ہے تشویش ہے کیا کیا کچھ ہے
دل سے ہے عشق کے اسرار کہون یا نکہون

آپ کا حال جو غیرون نے کہا ہے مجھ سے
ہین مرے کان گنہگار کہون یا نکہون

نہین چھپتی نہین چھپتی نہین چھپتی الفت
سب کہے دیتے ہین آثار کہون یا نکہون

داغ ہے نام مرا برق طبیعت میری
گرم اس طرح کے اشعار کہون یا نکہون

مقتضائے وقت کا پابند ہر حالت مین ہون
مین زمین مین پستی مین ہون تو آسمان رفعت مین ہون

ایک مین دل کے نہونے سے ہزار آفت مین ہون
غم مین ہون ماتم مین ہون حیرت مین ہون حسرت مین ہون

ہوش جب آیا تو یہ جانو قیامت آگئی
زندگی میری جبھی تک ہے کہ مین غفلتمین ہون

کیون ہوا جاتا ہے دل پر ان بتون کا اختیار
مین تو یا اللہ تیرے قبضۂ قدرت مین ہون

جلوۂ دیدار کو ہے خود نمائی سے غرض
اور مین کمبخت بیخود شوق کی حالت مین ہون

پندگو تیری سنون کیا اس ہجوم شوق مین
چھیڑنا یہ تذکرہ اُسوقت جب فرصت مین ہون

ہین زمانہ مین ہزارون چاہنے والے مرے
آپکا بندہ ہون جبتک آپکی خدمت مین ہون

خار دامنگیر ہین اہل وطن سے ہی ہوا
مین عزیز اہل وحشت وادی غربت مین ہون

وجہ تسکین ہوگیا فرقت مین آخر اضطراب
اب تڑپنے کی نہین طاقت بڑی راحت مین ہون

اره گر اس زندگی سے موت بہتر ہے مجھے
اب اگر اچھا بھی ہون مین تو بڑی ذلت مین ہون

شاد میرا قدردان احباب میرے مہربان
مین دکن مین جب سے ہون اے **داغ** اک جنت مین ہون

زلفین رخسار پر نہ آئین کیون
اُنکے پیچھے پڑین بلائین کیون

غیر باتون مین زہر اُگلتا ہی
اُسکی جھوٹی مجھے پلائین کیون

اپنی عادت نہین بہا ہی غم عشق
ہم بڑھا کر تجھے گھٹائین کیون

بدگمان ہون جب امتحان کے بعد
پھر کسیکو وہ آزمائین کیون

جھوٹی قسمین بہت ہین کھانیکو
میرے مرنیکا غم وہ کھائین کیون

مست و بیخود رہے زمانے مین
دیکھے اچھی بُری ہوائین کیون

مے اگر تیز ہے تو اے ساقی
آگ پانی مین ہم لگائین کیون

جب تڑپتا ہی کوئی کہتے ہین
برچھیان سنگین ادائین کیون

آج غیرون کے شکوے ہوتے ہین
آپ ایسون کو مُنہ لگائین کیون

جان پر کیا بنی کہو تو سہی
داغ پُرزور ہین صدائین کیون

دُور ہی دُور سے اقرار ہوا کرتے ہین
کچھ اشارے سر دیوار ہوا کرتے ہین

مٹ گئے ہم تو فقط نام ہی اُسکا سنکر
دیکھکر جنس خریدار ہوا کرتے ہین

دو دل سلسلۂ عشق بنا ہی تو کیا
کہین معشوق گرفتار ہوا کرتے ہین

آپ کی بزم محبت کی عدالت ٹھیری
روز دو چار کے اظہار ہوا کرتے ہین

وہ نمانین گے مری مین یہہ نمانونگا کبھی
حسب عادت یونہین انکا رہا کرتے ہین

بادہ کش معصیت شب سے بری خوب ہوئے
کچھہ یونہین صبحکو ہشیار رہا کرتے ہین

کوئی سنتا بھی ہے یہہ پند و نصیحت ناصح
آپ کیون کہکے گنہگار رہا کرتے ہین

بوسہ دیدیجیئے لعل نمکین کا مجھکو
جان نثار ایسے نمکخوار رہا کرتے ہین

مین برا اور طبیعت مری اچھی کیا خوب
منتخب کیون مرے اشعار رہا کرتے ہین

بہاگتے ہی نظر آتے ہین تری آنکھون سے
لڑنے مرنے کو جو تیار رہا کرتے ہین

چشم بیمار کے دیکھے سے ہوئی یہہ ثابت
جو ہین اچھے وہی بیمار رہا کرتے ہین

تیغ بہاری ہے وہ نازک ہین مری عمر دراز
مشورے قتل کے ہر بار رہا کرتے ہین

داغ نے خطِّ غلامی جو دیا فرمایا
ایسے ہی لوگ وفادار رہا کرتے ہین

دیکھین تو کیسے فتنہ ہین نیچی نگاہ مین
آئینہ رکھدے کاش کوئی انکی راہ مین

دیکھو پڑا نہو دل گم گشتہ راہ مین
میری نگاہ مین نہ تمہاری نگاہ مین

امیدوار رحمت باری ہون اسقدر
ہوتا ہون مین شریک پرائے گناہ مین

کس فتنہ گر کی چال نے بیتاب کردیا
نقش قدم بھی دوڑتے پھرتے ہین راہ مین

وہ شوق وصل و رنگ تسلی بھی مٹ گیا
عاشق کو دل لگی کا مزا کیا نباہ مین

یوسف غلام بنکے بکے جائے ننگ ہے
سارے ہی قافلہ کو ڈبونا تھا چاہ مین

تقدیر کو جب آگ لگاتا ہے سوز عشق
ہوتی ہے روشنی مرے بخت سیاہ مین

پھینکے جو کاٹ کر کسی لاغر کے ہات پانون
کانٹے بچھائے آپ نے دشمن کی راہ مین

ہوتی ہی دیکھنے کے لئے آنکھہ مین نگاہ
دیکھو تمہاری آنکھہ ہے میری نگاہ مین

کرتے ہین یون بگڑ کے مرے لب مین سؤال
جرأت جواب کی نہین رہتی گواہ مین

محشر مین کسطرف سے یہہ آنے لگی صدا
آتا ہو جسکو آئے ہماری پناہ مین

دل ہی کہین جمے تو ہمارا قدم جمے
اک پانون بتکدہ مین تو اک خانقاہ مین

جو پیچ پڑ گئے تہے وہ سارے نکل گئے
اب گفتگو رہی مری انکی نباہ مین

ہنگام شکوہ خوف بٹہانے سے فائدہ
تم خود ہی بیٹہہ جاؤ دل دادخواہ مین

ہم دوسرے کو دیکھہ نہین سکتے انکے پاس
کیا آ گیا ہی فرق ہماری نگاہ مین

بجلی گری کہ آہ پڑی بادہ خوار کی
ہلچل پڑی ہوئی ہی عجب خانقاہ مین

کیا سب کا خون گردن قاتل ہی پر رہا
اک بوند بہی لہو کی نہین قتلگاہ مین

کیون **داغ** دہلوی کی زبان مستند نہو
پیدا کیا خدا نے اُسے تختگاہ مین

خواب راحت سے وہ بیدار ہوئے ہین کہ نہین
فتنۂ حشر کے آثار ہوئے ہین کہ نہین

ہم سے جب وعدہ کیا تہا وہ بہت کمسن تہے
دیکھئے قابل انکار ہوئے ہین کہ نہین

اب ہی عنقا مرض عشق و محبت کی دوا
کبہی پہلے بہی یہہ آزار ہوئے ہین کہ نہین

شاہد حال ترے دیدہ و دل ہین میرے
ان گواہونکے بہی اظہار ہوئے ہین کہ نہین

بوسۂ غیر نے کیا داغ لگائے دیکھو
نیلگون چاند سے رخسار ہوئے ہین کہ نہین

تیرے جلوہ نے دورنگی سے کیا ہی یکرنگ
متفق کافر و دیندار ہوئے ہین کہ نہین

گھر سے نکلیں نہ کبھی پوچھہ نہ لیں وہ جبتک
جمع دس بیس خریدار ہوئے ہین کہ نہین

وعدہ مہر و وفا یہہ تو ہی معمولی بات
ہمسے کچھہ اور بہی اقرار ہوئے ہین کہ نہین

اب جو تو مجھکو پہنساتا ہی بتا ای صیاد
کچھہ رہا اگلے گرفتار ہوئے ہین کہ نہین

بادہ عشق مین سرشار جو ہین ای واعظ
ایسے میخوار گنہگار ہوئے ہین کہ نہین

آہ لب پر مرے آئی تو قیامت آئی
وہ بہی ہشیار خبردار ہوئے ہین کہ نہین

میری آنکھوں سے ذرا جا پہچیئے اپنی قیمت
آپ ہی اپنے خریدار ہوئے ہین کہ نہین

داغ اس فکر مین دن رات گھلا جاتا ہے
مجھہ سے راضی مرے سرکار ہوئے ہین کہ نہین

چہین کر دل بت خودکام لئے جاتے ہین
لوٹ کر راحت و آرام لئے جاتے ہین

نظر آتا ہون نہ اُس بزم سے اُٹھہ سکتا ہون
ناتوانی سے بڑے کام لئے جاتے ہین

مر گیا کون شب وصل کی اُمید مین آج
کسکا تابوت سر شام لئے جاتے ہین

گرچہ دیتے ہین زبان سے وہ شکایت کا جواب
دل مین کیا کیا دم الزام لئے جاتے ہین

نامہ بر ایک بہی سچا نہین دیکھا ہمنے
سیکڑون منت کے انعام لئے جاتے ہین

شکوہ مہر و وفا کس نے کہا کس سے سُنا
پہر وہی آپ مرا نام لئے جاتے ہین

جب تصور مین کوئی پردہ نشین ہوتا ہی
دل سے آنکھہ نکے بہت کام لئے جاتے ہین

عشق کرتا ہی مرے دل کی صفائی کیا کیا
ایسے مہمان سے بہی کام لئے جاتے ہین

مول جنت کا ہوا نقد عبادت زاہد
ہر کہین مال کہین دام لیے جاتے ہین

دل نے جو ہم سے کہا ہی وہ ادا کرتا ہی
اپنا ہم آپ ہی پیغام لیے جاتے ہین

کیا مزا ہی کہ شکایت مین مزا آتا ہے
خود وہ الزام پر الزام لیے جاتے ہین

میکشو حضرت زاہد کی تلاشی لینا
کہ چھپائے ہوئے وہ جام لیے جاتے ہین

پہلے تو ایسے وفادار کو آزاد کیا
مول اب داغ کے ہمنام لیے جاتے ہین

داغ

صاف کب امتحان لیتے ہین
وہ تو دم دیکے جان لیتے ہین

یون ہی منظور خانہ ویرانی
مول میرا مکان لیتے ہین

تم تغافل کرو رقیبون سے
جاننے والے جان لیتے ہین

پھر نہ آنا اگر کوئی بھیجے
نامہ بر سے زبان لیتے ہین

اب بھی گر پڑکے ضعف سے نالے
سا توان آسمان لیتے ہین

تیرے خنجر سے بھی تو ای قاتل
نوک کی نوجوان لیتے ہین

اپنے بسمل کا سر ہی زانو پر
کس محبت سے جان لیتے ہین

یہہ سنا ہی مرے لئے تلوار
اک مرے مہربان لیتے ہین

یہہ نہ کہہ ہمسے تیرے منھہ مین خاک
اسمین تیری زبان لیتے ہین

کون جاتا ہی اس گلی مین جسے
دور سے پاسبان لیتے ہین

منزل شوق طی نہین ہوتی
ٹھیکیان ناتوان لیتے ہین

گر گذرتے ہین ہو بری کہ بھلی
دل مین جو کچھہ وہ ٹھان لیتے ہین

وہ جھگڑتے ہین جب رقیبون سے
بیچ مین مجھکو سان لیتے ہین

ضد ہر اک بات مین نہین اچھی
دوست کی دوست مان لیتے ہین

مستعد ہوکے یہہ کہو تو سہی
آیئے امتحان لیتے ہین

داغ بھی ہی عجیب سحر بیان
بات جسکی وہ مان لیتے ہین

نادان ہی دوست کچھہ خبر نیک و بد نہین
مجھہ بیگناہ پر یہہ ستم جسکی حد نہین

یہہ کیا کہا کہ غیر کو تجھہ سے حسد نہین
بنجاؤ تم گواہ تو اسکی سند نہین

بندیکو آسرا ہی فقط اسکی ذات کا
اللہ کی مدد سے زیادہ مدد نہین

تجہسا ہی بلکہ تجھسے بہی اچھا ملیگا اور
تو اس صنمکدہ مین صنم ہی صمد نہین

ہمکو ملے تو لطف رہے احباب خضر
گردش زدونکو لذت عمر ابد نہین

ہم کس شمار مین رہے ہوکر خمیدہ پشت
یہہ حرف ہمزہ وہ ہی کہ جسکا عدد نہین

کیا دیکھکر نہال ہون شمشاد و سرو کو
وہ بانکپن وہ چال وہ بوٹا سا قد نہین

بچ بچکے میری قبر سے چلتا ہی کیون عدو
عشرت سرائے خلد ہی کنج لحد نہین

کیا فرض ہی کہ ہو بنی آدم ہی مین رقیب
شیطان روسیاہ بھی تو لاولد نہین

وہ دل کہان کہ تیری محبت ہو دلنشین
کوئی بھی ایسی روح کے قابل جسد نہین

خون جگر کہان صف مژگان کے واسطے
افسوس ایسی فوج کو ملتی رسد نہین

دشمن کو چار چاند لگے ہین تو کیا کرین
کیونکر رہے ہمیشہ طبیعت کا ایک حال

ہمکو کسی سے کینۂ و بغض و حسد نہین
وہ بحر پہر ہی خاک اگر جزر و مد نہین

وہ امتحان کرین تو سہی سوزِ عشق کا
ای **داغ** داغِ دل سے زیادہ سند نہین

دل گیا تمنے لیا ہم کیا کرین
جانے والی چیز کا غم کیا کرین

مر کر ہجر مین پائی شفا
ایسے اچھے کا وہ ماتم کیا کرین

اپنے ہی غم سے نہین ملتی نجات
اس بنا پر فکرِ عالم کیا کرین

ایک ساغر پر ہے اپنی زندگی
رفتہ رفتہ اس سے بہی کم کیا کرین

کر چکے سب اپنی اپنی حکمتین
دم نکلتا ہو تو ہمدم کیا کرین

دل نے سیکہا شیوۂ بیگانگی
ایسے نامحرم کو محرم کیا کرین

معرکہ ہے آج حسن و عشق کا
دیکہیے وہ کیا کرین ہم کیا کرین

آئینہ ہے اور وہ ہین دیکہیے
فیصلہ دونون یہہ باہم کیا کرین

آدمی ہونا بہت دشوار ہے
پہر فرشتے حرصِ آدم کیا کرین

تند خو ہے کب سنے وہ دلکی بات
اور بہی برہم کو برہم کیا کرین

حیدرآباد اور لنگر یاد ہے
اب کے دلّی مین محرّم کیا کرین

کہتے ہین اہلِ سفارش مجہہ سے **داغ**
تیری قسمت ہے بُری ہم کیا کرین

تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہین
تجھے ہر بہانے سے ہم دیکھتے ہین

ہماری طرف اب وہ کم دیکھتے ہین
وہ نظرین نہین جنکو ہم دیکھتے ہین

زمانے کے کیا کیا ستم دیکھتے ہین
ہمین جانتے ہین جو ہم دیکھتے ہین

پہرے بتکدے سے تو اے اہل کعبہ
پہر آکر تمہارے قدم دیکھتے ہین

ہمین چشم بیناد کہاتی ہے سب کچہہ
وہ اندہے ہین جو جام جم دیکھتے ہین

نہ ایمائے خواہش نہ اظہار مطلب
مرے مُنہہ کو اہل کرم دیکھتے ہین

کبہی توڑتے ہین وہ خنجر کو اپنے
کبہی نبض بسمل مین دم دیکھتے ہین

غنیمت ہے چشم تغافل بہی اُنکی
بہت دیکھتے ہین جو کم دیکھتے ہین

غرض کیا کہ سمجہین مرے خط کا مضمون
وہ عنوان و طرز رقم دیکھتے ہین

سلامت رہے دل بُرا ہے کہ اچھا
ہزارون مین یہہ ایک دم دیکھتے ہین

رہا کون محفل مین اب آنے والا
وہ چارون طرف دمبدم دیکھتے ہین

اُدہر شرم حایل ادہر خوف مانع
نہ وہ دیکھتے ہین نہ ہم دیکھتے ہین

اُنہین کیون نہو دلربائی سے نفرت
کہ ہر دل مین وہ غم الم دیکھتے ہین

جواب خط شوق لکہنا ہے مشکل
وہ گہڑیون شگاف قلم دیکھتے ہین

نگہبان سے بہی کیا ہوئی بدگمانی
اب اُسکو ترے ساتہہ کم دیکھتے ہین

ہمین **داغ** کیا کم ہے یہہ سرفرازی
کہ شاہ دکن کے قدم دیکھتے ہین

دل مفت لون اگر نہ دون وہ یہہ کہے مین یون کہون
اسکے سوا بہی سوچ لون وہ یہہ کہے مین یون کہون

وصف لب عیسی کرون تقریر سحر آگین سنون
ہو فرق اعجاز و فسون وہ یہہ کہے مین یون کہون

انعام ہے جا خط رسان تو مین سناؤن گالیان
اُسکو طمع مجھکو جنون وہ یہہ کہے مین یون کہون

دشمن کے طعنے جب سنون کیونکر نہ مین دشنام دون
بھڑ جائیگا دریاے خون وہ یہہ کہے مین یون کہون

ناصح سے وقت گفتگو کیا کیا ہوئی ہی رد و بد
بہتر ہی یہہ بدتر ہی یون وہ یہہ کہے مین یون کہون

جو یہہ کہے اچھا ہی تو اُس سے کہون چھوٹا ہی تو
کیونکر نہو حالت زبون وہ یہہ کہے مین یون کہون

دیکھا جو انداز صبا لائی خبر دل نے کہا
مین منکر فال و شگون وہ یہہ کہے مین یون کہون

کرتا ہی واعظ ہجو مے کہتا ہون مین ہے خوب شے
کیونکر نہو حجت فزون وہ یہہ کہے مین یون کہون

کہتا ہی ناصح کر دوا مجھکو طپش مین ہی مزا
کسطرح دلکو ہو سکون وہ یہہ کہے مین یون کہون

کیا دیکھیے ہو وقت پر قاصد چلا ہی سوچکر
وہ یہہ کہے مین یون کہون وہ یہہ کہے مین یون کہون

وہ چاہتا ہی فصل ہو مین چاہتا ہون وصل ہو
ای داغ کس آفت مین ہون وہ یہہ کہے مین یون کہون

ہزار رنج و مصیبت کے دن گذارے ہین
کبھی جو اوگئی قسمت تو وارے نیارے ہین

خدا کی شان کریمی کا پوچھنا کیا ہی
غضب تو یہہ ہی گنہگار ہم تمہارے ہین

ازل سے سوختہ قسمت رہے ترے عاشق
ستارے اُنکے نصیبون کے کیا شرارے ہین

گلہ کیا جو رقیبون کا اُسنے فرمایا
تمہارے دوست ہی سب ملکے ہی ہمارے ہین

برا نجان حسینون کو مان ای واعظ
خدا گواہ یہہ بندے خدا کے پیارے ہین

تمہاری چشم فسون ساز سے نہین شکوہ
ہمین ہی خوب خبر جسکے یہہ اشارے ہین

بگڑ گئی ہی طبیعت بدل چکا ہی مزاج
نہ تم ہمارے ہو اب سے نہ ہم تمہارے ہین

وفا کرو کہ جفا اختیار ہے تمکو
بُرے ہین یا ہین بہلے جیسے ہین تمہارے ہین

کہلے نہ باب اجابت تو کیا کرے کوئی
بہت دُعا نے پکارا ہی ہاتہہ مارے ہین

بہٹکتی پہرتی ہین آہین تباہ ہین نالے
رفیق دل کے سہارے بچے سہارے ہین

ہمارے دل کو اگر لوٹ لو تو ہم جانین
کہ تمنے ایک زمانہ کے مال مارے ہین

تری ادا جو قضا ہو تو کچہہ نہین پروا
ڈرین گے موت سے کیا دل کے جو کرارے ہین

زمین پہ شکل مہ و مہر ہین حسین لاکہون
فلک پہ دو ہی تو چمکے ہوئے ستارے ہین

وہ تُند خو ہی تو ہو **داغ** کچہہ نہین پروا
مزاج بگڑے ہوے سیکڑون سنوارے ہین

یہ لطف زہد و رندی ہی کہ ہر فرقہ مین داخل ہون
کوئی دن اِنمین شامل ہون کوئی دن اُنمین شامل ہون

وہ مین اس بزم ہستی مین غیر اہلِ محفل ہون
ہزارون جان کی اِک جان لاکہون مین کا اک دل ہون

مزا ہی تجہہ مین کیا ای سوز الفت واہ قایل ہون
جگر بہی لوٹتا ہی اس تمنا مین کہ مین دل ہون

ضعیفی پر جناب خضر کی کیا رحم آتا ہی
وہ جس منزل مین ہین یا مین اُنسے آگے چند منزل ہون

برابر کا نہ ہو کوئی تو لطف خود نمائی کیا
وہ کہتا ہی کہ کیونکر آپ اپنے سے مقابل ہون

چہپایا تہا بہت کمبخت کو دزدیدہ نظرون سے
پکار اُٹہا ہی پہلو مین کہ حاضر ہون مین دل ہون

ترے لب پر زبان پہ تیری میرا نام کیون آئے
اُسے بہی عار آتی ہی کہ کیون چہوٹون مین شامل ہون

شکوں ہو تر ہی میرا بیقراری اس سے ہی بدتر
ٹھہرنے کیلئے حسرت تڑپنے کے لئے دل ہون

نگاہ شوق نے کی عرض حاجت وہ بھی ڈر ڈر کر
کبھی مانگا نہین اپنی زبان سے مین وہ سایل ہون

زمانہ کیا ستائیگا فلک آزار کیا دیگا
مصیبت اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ بیدل ہون

مجھے ساری بلائین ہجر کی شب دیکھنی ہونگی
جگا دے لیکے چٹکی درد دل جسوقت غافل ہون

نکرای چارہ گر ناحق کا صرفہ زہر دینے مین
جو مرنیکے نہین قابل تو کیا جینے کے قابل ہون

کہین میری روانی ہی کہین افتادگی میری
کہین مین آب دریا ہون کہین مین خاک ساحل ہون

وہان ای زاہدا ایسے آدمی کی کیا بسر ہوگی
نہ جنت میرے قابل ہی نہ مین جنت کے قابل ہون

کرے تو پابجولان اپنے ہاتون سے جو وحشی کو
جنون کو بھی یہہ سودا ہو کہ پابند سلاسل ہون

ترا کوچہ اگر فردوس ہی تجھکو مبارک ہو
مجھے کیا فائدہ کیون جیتے جی جنت مین داخل ہون

محبت اور پھر میری محبت چھپ سکے کیونکر
وہان اثبات پر اثبات ہی مین دل مین قایل ہون

خدا کی مہر ہی شاہ دکن کی قدردانی سے
کہ مین آرام سے خوشحال ہون ای **داغ** خوشدل ہون

جہان ہون جسجگہ ہون ہمدم اصحاب کامل ہون
نظر آنکھون مین ہون منہہ مین زبان ہون سینہ مین دل ہون

کھٹکتا ہون ہر اک کو کیا شریک اہل محفل ہون
کہان بیٹھون کہان اٹھون الہی کسکے شامل ہون

جسے مین راہ پر لاؤن مجھے وہ راہ پر لائے
کہین مین ہادی منزل کہین گم کردہ منزل ہون

جو تو ہی خودنما تو مین بھی ہون آئینۂ عرفان
مخاطب سے مخاطب ہون مقابل سے مقابل ہون

پتے کی کہہ رہا ہون سچی سچی بیخودی مین بھی
عجب مجذوب سالک ہون عجب ہشیار غافل ہون

محبت کی نشانی دفتر عالم مین ہر مجھہ سے
نہ کوئی مدّ زایدہ ہون نہ کوئی حرف باطل ہون

خدا نے خیر کر لی بچ گئی وہ زبان سے غت
یہی کہنا پڑا کچھہ مانگنے آیا ہون سایل ہون

ذرا سے ضبط غم پر یہہ شکایت ہو گئی ہی کہ
مجھے جسطرح چاہے رکھہ ترا قیدی ترا دل ہون

نہ روکے سے رکے وہ چلتے چلتے کہہ گئے یہی
ٹھہر جاؤن جو ٹھہرانے سے کیا مین آپکا دل ہون

کبھی جینے کی تدبیرین کبھی مرنیکے سامان ہین
کبھی اپنا مسیحا ہون کبھی مین اپنا قاتل ہون

کیا اقرار جرم عشق انکے شاد کرنے کو
اب آفت آگئی اپنی زبان سے آپ قایل ہون

کہان کی دادخواہی حشر مین جب یہہ کہا اسنے
ترا جی چاہتا ہی مین گنہگارون مین داخل ہون

اسیکو اتحاد عاشق و معشوق کہتے ہین
پکار اٹھتا ہی خود مجنون کہ مین لیلا ہے محمل ہون

زمین سے آسمان تک جا ہین جانے والے
مجھے دیکھو کہ مین اپنے کئے سے آپ غافل ہون

بنا جاتا ہی محشر بہی تو مقتل کیا تماشا ہی
ہر اک کو آرزو ہی کشتۂ انداز قاتل ہون

چراتا ہون نگاہ یاس و حسرت وہ رہنا ہی قاتل
تجھے بہی اک اشارے مین لٹا دون مین وہ بسمل ہون

خدا جانے فلک کو **داغ** مجھسے کیون عداوت ہے
کسی فن مین نہ لایق ہون نہ فایق ہون نہ کامل ہون

جل کے ٹھنڈے ہوے ترے غم مین
ہمکو جنت ملی جہنم مین

کچھہ ترا شوق کچھہ تری حسرت
اور رکہا ہی کیا ہی اب ہم مین

عرق آلودہ رخ ترا شب وصل
غرق ہے آفتاب شبنم مین

کیا اسی ناز کی یہ دعوی ہی
آپ پہرتے ہین چشم عالم مین

چل گئی چال آپ کی ہمپر
سیدہے سادے تہے آ گئی دم مین

ہوگیا عید اُن کو میرا سوگ
قہقہے اُڑ رہے ہین ماتم مین

رُو سیاہی گئی نہ اے زاہد
ڈوب مرنا تہا چاہِ زمزم مین

بزم دشمن مین کسطرح مرتا
موت آتی نہین جہنم مین

دل کی قیمت بہت ہی نیم نگاہ
یہہ تو آسئے گا اِس سے بہی کم مین

دل کو آشفتگی نے کیون ان گہیرا
یہہ بہی ہو جمع زلفِ برہم مین

جبسے دیکہی ہی ہمنے تیری پلک
پڑگیا بال چشم پُر نم مین

اب عنایت ہی کیون خدا کے لئے
کون سی بات بڑہ گئی ہم مین

داغ کو وہ جلا کے کہتے ہین
ہمنے روشن کیا ہے عالم مین

شکر بہی ٹہیرا شکایت مین کرون تو کیا کرون
بات کرنی ہی قیامت مین کرون تو کیا کرون

کردیا مجبور اِس عاشق مزاجی نے مجہے
آہی جاتی ہی طبیعت مین کرون تو کیا کرون

جتنی باتین کام کی تہین کرگئی سب اہلِ عشق
تو گرفتار محبت مین کرون تو کیا کرون

التجائین جسقدر تہین اُس بُت کافر سے کین
اب خدا سے عرض حاجت مین کرون تو کیا کرون

انکو عادت جور کی ہی وہ کرین تو کیا کرین
ترک عادت ہی عداوت مین کرون تو کیا کرون

پا برہنہ دشت ویران دُور منزل راہ سخت
تو بتا اے شام غربت مین کرون تو کیا کرون

دل تو ہی اُنکی نظر مین کیا بہانہ چل سکے
دوستو حاضر مین حجت مین کرون تو کیا کرون

میرے لاشہ پر کہا کیا بیوفا یہہ شخص تھا
بے مروت سے مروت مین کرون تو کیا کرون

یہہ کسی نے سچ کہا ہی بندگی بیچارگی
شکوۂ آزار قسمت مین کرون تو کیا کرون

مجھہ سے فرماتے ہین وہ یہہ تو خدا کا کام ہی
تیری تسکین طبیعت مین کرون تو کیا کرون

ہوش ہی جاتے رہین تو آدمی کیا کر سکے
دیکھہ لون جب اچھی صورت مین کرون تو کیا کرون

دل سے وہ کافر صنم نکلے تو سب کچھہ ہو قبول
جاکے مسجد مین عبادت مین کرون تو کیا کرون

دل نے کی ہی جو خطا اپنے کئے کو پائیگا
ایسے مجرم کی شفاعت مین کرون تو کیا کرون

ضبط غم ہی ناصح مشفق کیا دو چار دن
اور اسی حضرت سلامت مین کرون تو کیا کرون

کر دیا شاہِ دکن نے **داغ** مستغنی مجھے
آرزوئے جاہ و دولت مین کرون تو کیا کرون

اِس ادا سے وہ جفا کرتے ہین
کوئی جانے کہ وفا کرتے ہین

یون وفا عہد وفا کرتے ہین
آپ کیا کہتے ہین کیا کرتے ہین

ہمکو چھیڑوگے تو پچتاؤگے
ہنسنے والون سے ہنسا کرتے ہین

نامہ بر تجھکو سلیقہ ہی نہین
کام باتون مین بنا کرتے ہین

چلئے عاشق کا جنازہ اُٹھا
آپ بیٹھے ہوئے کیا کرتے ہین

یہہ بتاتا نہین کوئی مجھکو
دِل جو آتا ہی تو کیا کرتے ہین

حسن کا حق نہین رہتا باقی
ہر ادا مین وہ ادا کرتے ہین

تیر آخر بدل کافر ہے
ہم اخیر آج دعا کرتے ہین

کسقدر ہین تری آنکھین بیباک — اِسلئے غیرتنے بہی حیا کرتے ہین

رُوتے ہین غیر کا رُونا پہرون — یہہ ہنسی مجھسے ہنسا کرتے ہین

اِس لئے دل کو لگا رکھا ہے — اِس مین محبُوب رہا کرتے ہین

تُم ملوگے نہ وہان بہی ہمسے — حشر سے پہلے گلا کرتے ہین

جہانک کر روزنِ در سے مجکو — کیا وہ شوخی سے حیا کرتے ہین

اُسنے اِحسان جتا کر یہہ کہا — آپ کس منہہ سے گلا کرتے ہین

روز لیتے ہین نیا دِل دلبر — نہین معلوم یہہ کیا کرتے ہین

داغ تو دیکھہ تو کیا ہوتا ہے
جبر پر صبر کیا کرتے ہین

اُنکو کہان ہے صبر و تحمل عتاب مین — دم بہر کے بعد اور خط آیا جواب مین

کیون فکر اسقدر ہے رقیبون کے باب مین — اُنکے گنہ بہی ڈال دو میرے حساب مین

دیکہا دل اُنکا غیر نے سینے پہ رکھہ کے ہات — وہ کاش دیکھتے نہ مجھے اضطراب مین

صوفی کو اجتناب ہے واعظ کو احتراز — کیا زہر گھل گیا ہے الٰہی شراب مین

یارب نہ پوچھہ عرصۂ محشر مین رازِ دل — کرتا ہون مین حجاب کی باتین حجاب مین

عاشق تو کب دبین گے فرشتونسے بعد مرگ — تکرار ہو نہ جائے سوال و جواب مین

دل دیکے مفت مول لیا پہر ہزار بار — اپنے دہوکے مین گزر گئی عہدِ شباب مین

اُسنے بغیر خط کے پڑہے لکھدیا جواب — یہہ بات بہی ہے لکھنے کے قابل کتاب مین

تربہر ہوے ہین کیسے وہ بہت ہین کسقدر
لگتی لگاتی بات جو کہدی عتاب مین

آؤ نہ اتنی دیر ہمین تم کرین کلام
روزِ جزا ابہی ہی توقف حساب مین

مین دیکہتا ہون دیکہتے ہی وصل ہجر بہی
تعبیر مجکو خواب کی ملتی ہی خواب مین

پوچہے تو کوئی حضرتِ واعظ سے اتنی بات
ایسے ہی تہے جناب بہی عہدِ شباب مین

آنکہہ اپنی بند ہوتے ہی پردہ سے اٹہہ گیا
دیکہا تہا ہمنے خاک جہانِ خراب مین

تم مجہپہ جور کرکے پشیمان ہی نہین
مین تم سے دِل لگاکے پڑا کس عذاب مین

کچہہ ہوش ہو تو **داغ** کو سمجہائین نیک و بد
ڈوبا ہوا ہے نشۂ جام شراب مین

یا تو ایسی مہربانی مجہپہ یا کچہہ بہی نہین
ابتدا ہی ابتدا تہی انتہا کچہہ بہی نہین

بعدِ شوخی کے تری طرزِ حیا کچہہ بہی نہین
وہ ادائے دلربا تہی یہہ ادا کچہہ بہی نہین

دیکہکر تصویر یوسف کہدیا کچہہ بہی نہین
آپ ہی سب کچہہ ہین گویا دوسرا کچہہ بہی نہین

پوچہنے والون نے میرا ناک مین دم کردیا
جسنے پوچہا حال کچہہ کہنا پڑا کچہہ بہی نہین

گر نہو عمرِ جوان و شاہد و سامانِ عیش
بے مزہ ہی زندگی اسکا مزا کچہہ بہی نہین

انکو خط لکہا ہی سو پہلو بچا کر خوف سے
ہی عبارت ہی عبارت مدعا کچہہ بہی نہین

سیکڑون دین جہڑکیان مجکو ہزارون گالیان
اور پہر کہتے ہین مین نے تو کہا کچہہ بہی نہین

سُنکے حالِ دلِ مرا رکہتے ہین وہ کانون پہ ہات
ہاے اِس انداز سے گویا سنا کچہہ بہی نہین

اِس ستم پر صبر کرنا یہہ ہمارا کام ہی
آپ کے نزدیک تسلیم و رضا کچہہ بہی نہین

جب نہو قدرِ وفا اپنی وفا ہے بے نشان
ہمنے یہہ مانا اگر ہی تو کیا کچھ بھی نہین

تم اگر بیداد گر ہو تو خدا ہے داد گر
یہہ نہ سمجھو پرسشِ روزِ جزا کچھ بھی نہین

آگے اُس بیگانہ وش کے ہیچ ہین سب کوئی ہو
آشنا کچھ بھی نہین ناآشنا کچھ بھی نہین

بیخودی ہی وصل مین یا چھائی ہی تیری حیا
دیکھتا سب کچھ ہون لیکن سوجھتا کچھ بھی نہین

اپنے دم کو آدمی ہر دم غنیمت جان لے
خاک کا پھر ڈھیر ہی بعدِ فنا کچھ بھی نہین

تونے قسّامِ ازل غیرونکو کیا کیا کچھ دیا
داغ ہی محروم اسکے نام کا کچھ بھی نہین

زندگی کا نہین سامان سرِ مو دل مین
مژۂ یار نے کیا پھیر دی جھاڑو دل مین

ایک تیرے ہی نرہنے سے رہا کیا کیا کچھ
کوئی حسرت نرہی جیسے رہا تو دل مین

یہی دھڑکا ہے کہ خالی نرہے وصل کی شب
دل ہے پہلو مین تو ہے آپکا پہلو دل مین

اشک پیتا ہون اگر ضبطِ محبت کے لئے
ریزے الماس کے بنجاتے ہین آنسو دل مین

سانپ سا لوٹ رہا ہے شبِ ہجران کیا کیا
لہرین لیتا ہے خیالِ خمِ گیسو دل مین

ساتھ ہر سانس کے آجاتی ہے پھولون کی مہک
بس گئی ہے گلِ عارض کی جو خوشبو دل مین

ضعف اس درجہ بڑھا ہے کہ الٰہی توبہ
درد بھی اب تو بدلتا نہین پہلو دل مین

اب کہان ہوش کہان صبر کہان تاب و توان
کر گئی گھر یہہ تری نرگسِ جادو دل مین

تیر کی طرح سے چلتی ہین نگاہین اُدھر
تیغ کی طرح اُتر جاتے ہین ابرو دل مین

پہلوے غیر مین بیٹھے وہ نظر آتے ہین
سوچتا ہون جو کبھی وصل کا پہلو دل مین

کیا کہون گذرے ہین ذرّات مجھے سولی پر
جب سمایا ہی کسیکا قدِ دلجو دل مین

روح قالب مین ہی یا غنچہ مین بو ہی نہان
بند شیشے مین پری ہی کہ پریرو دل مین

نوکِ پیکان جو اُدہر ہی لبِ سوفار اِدہر
تیرِ سفاک ہوا خوب ترازو دل مین

اب وہ آتے ہین نکلنے کے لئے ہو تیار
آرزو بیٹھہ رہی چہپکے کہان تو دل مین

خلش و حسرت و بیتابی و آزار و اَلم
سبکے سب ایکطرف سب سے سوا تو دل مین

داغ

شیوۂ راستی ایسا ہی دکن مین اہی
بل نہین رکھتے مسلمان سے ہندو دل مین

کسیکا مجکو نہ محتاج رکھ زمانے مین
کمی ہی کونسی یارب ترے خزانے مین

اِس انفعال سے گہر چہوڑنا پڑا مجھکو
وہ آج آئینگے میرے غریب خانے مین

جو ہوا جازتِ صیّاد و طاقتِ پرواز
قفس کو لیکے چلا جاؤن آشیانے مین

رقیب ہی تو اُسے کان رکھ کے سنتے ہین
عجب طرحکا مزا ہی مرے فسانے مین

نہ باز آ دِلِ مضطر سوال سے پیہم
وہ سوچتے ہین ابہی دیر ہی بہانے مین

لڑین وہ میری عوض تجھسے رحم کہا کہا
اگر ہون لیلی و شیرین تیرے زمانے مین

ملا نہ خرمنِ ہستی سے کچھہ سوائے اجل
بھرا ہی زہر مگر اسکے دانہ دانے مین

ہمارے دِل پہ لگا ہین تو وہ خدنگِ نگاہ
یہہ تیر ڈوب کے رہجائیگا نشانے مین

سرِ نیاز کے جھکتے ہی آنکھہ سے دیکھا
بھرا ہی جلوہ عجب تیرے آستانے مین

نرکھے مجھے قفسِ آہنی مین اہی صیّاد
بجائے خار ہین گل میرے آشیانے مین

مرے وکیل بنے ہین جو حضرت ناصح — یہہ فکر ہی اُنہین کیا دونگا مختانے مین
پڑہینگے حضرت زاہد وہان ہی جا کے نماز — بنیگی چہوٹی سی مسجد شراب خانے مین

مآلِ کار خدا جانے **داغ** کیا ہوگا
خدا سے کام پڑا آخری زمانے مین

وہ دشنام لاکہون مجہے دے رہے ہین — مزے لینے والے مزے لے رہے ہین
تسلی مرے دل کو کیا دے رہے ہین — کلیجے مین وہ چٹکیان لے رہے ہین
عجب خوبیان خوبرویون مین دیکہین — برائی مین ہی سب سے اچہے رہے ہین
رقیبون کی ہی چاندنی چار دن کی — ہمیشہ کہین دور دورے رہے ہین
وہان خاک اڑتی ہی اب ولے حسرت — جہان سالہا سال جلسے رہے ہین
مزہ دے گیا ہی فسانہ ہمارا — مہینون وہان اسکے چرچے رہے ہین
جدہر سے وہ گذرے قیامت بپا ہی — کہ نقشِ قدم تک تڑپتے رہے ہین
عدم کو چلے جائینگے ہجر مین ہم — اکیلے رہینگے اکیلے رہے ہین
محبت مین اچہا نہین دوڑ چلنا — جو آگے چلے ہین وہ پیچہے رہے ہین
نصیبون سے ملتا ہی دردِ محبت — یہان مرنے والے ہی اچہے رہے ہین
یونہین روزِ محشر ہی انکار ہوگا — کبہی میری سنکر وہ چپکے رہے ہین
یہہ حجت نئی ہی کہ اب دل کو واپس — نہین لیتے ہم اور وہ دے رہے ہین
جنہین اُسنے لکہا ہی حرفِ تسلی — وہ کمبخت برسون تڑپتے رہے ہین

خدا زندہ رکھے مرے وسوسون کو ‌ بہت چل بسے اور تھوڑے رہے ہین

گئی داغ کے ساتھ مہر و محبت
فقط اب تو دعوے ہی دعوے رہے ہین

خط مین لکھے ہوے رنجش کے کلام آتے ہین ‌ کس قیامت کے یہہ نامے مرے نام آتے ہین

تاب نظارہ کسے دیکھے جو اُنکے جلوے ‌ بجلیان کوندتی ہین جب لب بام آتے ہین

تو بھی حشر مین تجھسے جو نہ یہہ کہوا دُون ‌ دوست وہ ہوتے ہین جو وقت پہ کام آتے ہین

رہرو راہ محبت کا خدا حافظ ہے ‌ اسمین دو چار بہت سخت مقام آتے ہین

وہ ڈرا ہون کہ سمجھتا ہون یہہ دہوکا تو نہو ‌ اب وہان سے جو محبت کے پیام آتے ہین

صبر کرتا ہے کبھی اور تڑپتا ہے کبھی ‌ دل ناکام کو اپنے یہی کام آتے ہین

نہ کسی شخص کی عزت نہ کسیکی توقیر ‌ عاشق آتے ہین تمہارے کہ غلام آتے ہین

رسم تحریر بھی مٹ جائے یہی مطلب ہے ‌ اُنکے خط مین مجھے غیرونکے سلام آتے ہین

وصل کی رات گذر جائے نہ بے لطفی مین ‌ کہ مجھے نیند کے جھونکے سر شام آتے ہین

گریہ ہو نالہ ہو حسرت ہو کہ ارمان وصال ‌ آنے والے تری فرقت مین ملام آتے ہین

داغ کی طرح سے گل ہوتے ہین صدقے قربان
پھر گلگشت چمن مین جو نظام آتے ہین

ہوا رشک عدو بھی عاشقی مین ‌ لگا دی اور قسمت نے لگی مین

کرون کیا چار دن کی زندگی مین ‌ رہی جاتی ہے حسرت جی کی جی مین

بتون سے اب معافی چاہتا ہون
خدا سے کچھہ کہا تہا بیخودی مین

نہ اِترا اے دلِ نادان شبِ وصل
کوئی غم ہو ہی جاتا ہی خوشی مین

مری جانب سے اے قاصد یہہ کہنا
تجھے مین دیکھہ لیتا زندگی مین

غضب وہ ہرادا پر اُسکا کہنا
بہلا یہہ بات دیکھی ہی کسی مین

اکیلے بیٹھکر کیا سوچتے ہو
یہہ تنہائی ہی داخل بیکسی مین

تمہین کہل جاے گی دل کی تمنا
ابہی ہی بند خوشبو اِس کلی مین

وہ لیکر کیا کرین عشاق کے دل
کسی مین داغ ہی کانٹا کسی مین

عدو سے ملکے پہر ایسی ڈہٹائی
ذرا شرمائے ہوتے اپنے جی مین

دیا دل ہمنے اُنکو یہہ سمجھکر
کہ اپنی جان بچتی ہی اسی مین

نہو راحت نصیب اہلِ زمین کو
ہمیشہ ہی فلک اِس پیروی مین

وہ بگڑے ذکرِ دشمن پر شبِ وصل
غضب کا رنج پہلا ہی خوشی مین

تجہی پر جان دیتا کیون زمانہ
اگر یہہ بات ہوتی ہر کسی مین

نہ دیکھا سایۂ دیوار تک بہی
بہت چکّر لگائے اُس گلی مین

دلِ ویران کے ظاہر پہ نہ جاؤ
نہونے پر بہی سب کچھہ ہی اسی مین

ترا آزردہ ہونا بہی ادا ہے
مگر وہ دل لگی مین یا ہنسی مین

پری سے نقشہ اچہا حور سے آنکہہ
تری صورت نہین ملتی کسی مین

عداوت اُنکی ظاہر ہو نہ اُلفت
وہی ہی جو سمجھہ لو اپنے جی مین

تمہین کیا چہیڑ کر خوش ہون وہ ای داغ
کہ تم تورُوسے دیتے ہُو ہنسی مین

اثر ہی خار حسرت کے بیان مین — کہ اسکے حرف چُبہتے ہین زبان مین

نزاکت سے نہ آئے جو گمان مین — کوئی کیا لاسے اُسکو امتحان مین

سپئے تہے اشک جو عشق نہان مین — وہ چہالے بنکے پہوٹے ہین زبان مین

کہُلے گر بال و پر اسکے تو صیّاد — قفس رکہا ہوا ہی آشیان مین

ہوئی جاتی ہی عالم کی صفائی — رہو تم امتحان ہی امتحان مین

نہین مرنیکا اپنے غم یہہ غم ہی — کہ پہر آنا نہوگا اس جہان مین

یہہ ممکن تہا کہ رسوائی نہوتی — سمائی بہی ہو تیرے رازدان مین

مُقدّر نے دکہایا مین نے دیکہا — نہ تہا جو کچہہ مرے وہم و گمان مین

ادہر وحشت ادہر ہی خوف صیّاد — کبہی تنہا کبہی مین کاروان مین

یہہ کہکر وہ مرے دل مین نہ ٹہیرے — نہین ہوتی ہی وحشت اس مکان مین

غنیمت ہی جو وہ کرتے نہین بات — ہماری موت ہی اُنکی زبان مین

خدا کے آگے سچ کہنا پڑیگا — زبان میری لگا لینا زبان مین

سنادے قصہ خوان اُنکو مرا حال — لگا دے یہہ بہی ٹکڑا داستان مین

ہوا بگڑی ہوئی ہی کچہہ چمن کی — چلو ای ہمصفیرو آشیان مین

نہین ہے انتہا اہل وفا کی — بہت دشواریان ہین امتحان مین

کیا ہے عاشقوں نے اُسکو بدنام
بُرائی کونسی ہے آسمان مین

جو کچھہ کہتے ہو مُنہہ سے کر دکھاؤ
دَہرا کیا ہے فقط خالی بیان مین

چلے آتے ہین وہ مقتل سے ناخوش
بُرا نکلا ہی کوئی اِمتحان مین

نمودِ حسن کو ہے عشق درکار
بہت ہوتے ہین یوسفؑ کاروان مین

مرے دِل کو مرے نالونکو رُوکے
اگر طاقت ہو تیرے پاسبان مین

چل ای شوقِ ستم اُس سرزمین پر
جو ہو کچھہ مِلتی جُلتی آسمان مین

کہا دِل تہا مگر اُس سنگدل نے
اثر ہو دردمندون کی فغان مین

کہا سب نے کلام **داغ** سنکر
غنیمت ہے یہہ دم ہندوستان مین

دم نہین دل نہین دماغ نہین
کوئی دیکھے تو اب وہ **داغ** نہین

گر قناعت نہین ہو انسان کو
کبھی حاصل اِسے فراغ نہین

ایسے ویرانے مین وہ کیون آئین
خانۂ دل ہو خانہ باغ نہین

بات کرنی تو بار ہے تمسکو
بات سُننے کا بہی دماغ نہین

تھی زمانے مین روشنی جسکی
ہائے اُس گہر مین اب چراغ نہین

مست کردے نگاہ سے ساقی
حاجتِ ساغر وایاغ نہین

فصلِ گل جوش پر ہو اُکبے برس
دِل افسردہ باغ باغ نہین

کہوج مِلتا ہی ہر مسافر کا
عمر رفتہ کا کچھہ سراغ نہین

داغ کو کیون مٹائے دیتے ہو
دل سے ہو دور یہہ وہ داغ نہین

نیند آئے جو کسی رات یہہ ممکن ہی نہین
مجھپہ گذرے نہ قیامت وہ کوئی دن ہی نہین

دم شماری دلِ مہجور بُری ہوتی ہے
جان کی خیر اِسی مین ہے کہ تو گن ہی نہین

قابلِ دید ہے بیتابیِ دل کا مضمون
حرف کوئی مرے مکتوب مین ساکن ہی نہین

کس بھروسے پہ دکھاؤن نگہہ یار کو دل
چور کا سارے جہان مین کوئی ضامن ہی نہین

ہے لڑکپن کا زمانہ وہ ادا کیا جانین
ابھی موسم ہی نہین دن ہی نہین سن ہی نہین

مانگتا ہون جو دعا وصل کی انکے آگے
چپکے چپکے وہ کہے جاتے ہین ممکن ہی نہین

غیر آسیب ہے سایئے سے بھی اُسکے بچنا
آدمیت ہو اگر اُس مین تو وہ جن ہی نہین

کون گرداب محبت سے نکالے مجھکو
آشنا کوئی مددگار و معاون ہی نہین

آپ کے دل کی خبر کیون نہو میرے دل کو
کیا زمانے مین کوئی صاحبِ باطن ہی نہین

آپ ہی حضرتِ ناصح کوئی تدبیر کرین
آپ سا کوئی مرا مشفق و محسن ہی نہین

کِسکو اے داغ سنائین غزل اپنی کھکر
میر و مرزا ہی نہین غالب و مومن ہی نہین

خدا سے گفتگو ہے اور مین ہون
کل اے بے مہر تو ہے اور مین ہون

اُدھر محفل مین ہین پروانہ و شمع
اِدھر وہ شمع رو ہے اور مین ہون

شب وصل عدو ہے اور تو ہے
دلِ پُر آرزو ہے اور مین ہون

نکالوں چھانکر ساری خدائی — اب اُسکی جستجو ہے اور میں ہوں
مے و ساغر کہاں روزِ جدائی — مرے دل کا لہو ہے اور میں ہوں
تن بے سر سے ہے قاتل کی تعریف — صدائے بے گلو ہے اور میں ہوں
ہمیشہ تازہ گلرو دیکھتا ہوں — بہارِ رنگ و بو ہے اور میں ہوں
نکالی چھیڑ گر مجھسے سرِ بزم — سمجھ لو پھر عدو ہے اور میں ہوں
نہ چھوڑونگا دلِ خوں گشتہ تجھکو — کہ اب تیرا لہو ہے اور میں ہوں
نہ آئے اور کوئی دم تو پھر کیا — یونہیں سہی آرزو ہے اور میں ہوں
کہیں جمتی نہیں اپنی طبیعت — خیالِ چارسو ہے اور میں ہوں

ملیں گے کل کہ وہ سمجھینگے سب مجھسے
کہا ہے **داغ** تو ہے اور میں ہوں

صبح تک دل کو دلاسے شب غم دیتے ہیں — جسکو تم دے نہیں سکتے اُسے ہم دیتے ہیں
حسب خواہش وہ کہاں رنج والم دیتے ہیں — مانگنے والے کو آزار بھی کم دیتے ہیں
خاک دیتے ہیں جو یوں اہل کرم دیتے ہیں — سو سناتے ہیں اگر ایک درم دیتے ہیں
وعدہ کرنیکو وہ تیار تھے سچے دل سے — میں نے کمبخت یہہ جانا مجھے دم دیتے ہیں
کس نے خوشبو سے بسایا ہے کفن کو میرے — کہ دعائیں مجھے سب اہل عدم دیتے ہیں
وہ جو ارشاد کریں یاد رہے یا نہ رہے — نامہ بر ہم تجھے قرطاس و قلم دیتے ہیں
مجھسے وہ کہتے ہیں پروانے کو دیکھا تونے — دیکھ یوں جلتے ہیں اس طرح سے دم دیتے ہیں

خاکساران محبت کا یہی تو ہی علاج
گہول کر آنکو ترا نقش قدم دیتے ہین

سادگی ہی کہ شرارت ہی جو ہر بات پہ وہ
میرے دشمن کو مرے سر کی قسم دیتے ہین

عہد لیتے ہو کہ پہر بوسہ نہ لینا دیکہو
دینے والے ہی کہین لے کے قسم دیتے ہین

طعنۂ الفت دشمن یہ کہا ظالم نے
ایک سے لیتے ہین دل ایک کو ہم دیتے ہین

مدعا یہہ ہی تڑپتا ہی سسکتا ہی رہے
گہولکر آب بقا مین مجہے سم دیتے ہین

دلشکن اُنسے زیادہ کوئی لکہیگا جواب
کس لئے ہات مین دشمن کے قلم دیتے ہین

تو وفا کرتی جو اے عمر رواں کیا ہوتا
بیوفائی پہ تری سیکڑون دم دیتے ہین

زاہدون کو برکت کا ہی مہینا رمضان
فاقے کرتے ہین مگر کب یہہ بہرم دیتے ہین

ابر نیسان کے ہر اک قطرے پہ یہہ کہتی ہی صدف
واہ دل کہول کے یون اہل کرم دیتے ہین

رنج دینے کا عبث **داغ** ہی شکوہ اُن سے
جسکو دیتا ہی خدا اُسکو صنم دیتے ہین

کیون چُراتے ہو دیکہکر آنکہین
کر چکین میرے دل مین گہر آنکہین

ضعف سے کچہہ نظر نہین آتا
کر رہی ہین ڈگر ڈگر آنکہین

چشم نرگس کو دیکہہ لین پہر ہم
تم دکہا دو جو اک نظر آنکہین

ہی دوا انکی آتش رخسار
سینکتے ہین اُس آگ پر آنکہین

کوئی آسان ہی ترا دیدار
پہلے بنوائیے تو بشر آنکہین

جلوۂ یار کی نہ تاب ہوئی
ٹوٹ آئین ہین کسقدر آنکہین

دل کو تو گھونٹ گھونٹ کر رکھا ۔ تاکتی ہی نہین مگر آنکھین
نہ گئی تاک جھانک کی عادت ۔ لئے پھرتی ہین در بدر آنکھین
کیا یہہ جادو بھرا نہ تھا کاجل ۔ سرخ کر لین جو پونچھکر آنکھین
ناوک و نیشتر تری پلکین ۔ سحر پرداز و فتنہ گر آنکھین
یہہ نرالا ہی شرم کا انداز ۔ بات کرتے ہو ڈھانک کر آنکھین
خاک پر کیون ہو نقش پا تیرا ۔ ہم بچھائین زمین پر آنکھین
نوحہ گر کون ہی مقدر پر ۔ رونے والون مین ہین مگر آنکھین
یہی رونا ہی گر شبِ غم کا ۔ پھوٹ جائین گی تا سحر آنکھین
حال دل دیکھنا نہین آتا ۔ دن کی بینائین چارہ گر آنکھین

داغ آنکھین نکالتے ہین وہ ۔ اُنکو دیدو نکال کر آنکھین

سب لوگ جدھر وہ ہین اُدھر دیکھ رہے ہین ۔ ہم دیکھنے والون کی نظر دیکھ رہے ہین
تیور ترے اے رشکِ قمر دیکھ رہے ہین ۔ ہم شام سے آثار سحر دیکھ رہے ہین
میرا دلِ گم گشتہ جو ڈھونڈا نہین ملتا ۔ وہ اپنا دہن اپنی کمر دیکھ رہے ہین
کوئی تو نکل آئیگا سر بازِ محبت ۔ دِل دیکھ رہے ہین وہ جگر دیکھ رہے ہین
ہی مجمع اغیار کہ ہنگامۂ محشر ۔ کیا سیر مرے دیدۂ تر دیکھ رہے ہین
اب اے نگہہ شوق نہ رہجائے تمنا ۔ اِس وقت اُدھر سے وہ اِدھر دیکھ رہے ہین

ہر چند کہ ہر روز کی رنجش ہی قیامت
ہم کوئی دن اسکو بھی مگر دیکھ رہے ہین

آمد ہی کسیکی کہ گیا کوئی ادہر سے
کیون سب طرف راہ گذر دیکھ رہے ہین

تکرار تجلی نے ترے جلوے مین کیون کی
حیرت زدہ سب اہل نظر دیکھ رہے ہین

نیرنگ ہی ایک ایک ترا دید کے قابل
ہم ای فلک شعبدہ گر دیکھ رہے ہین

کب تک ہی تمہارا سخنِ تلخ گوارا
اس زہر مین کتنا ہی اثر دیکھ رہے ہین

کچھ دیکھ رہے ہین دلِ بسمل کا تڑپنا
کچھ غور سے قاتل کا ہنر دیکھ رہے ہین

ابتک تو جو قسمت نے دکھایا وہی دیکھا
آئندہ ہو کیا نفع و ضرر دیکھ رہے ہین

پہلے تو سنا کرتے تھے عاشق کی مصیبت
اب آنکھ سے وہ آٹھ پہر دیکھ رہے ہین

کیون کفر ہی دیدارِ صنم حضرتِ واعظ
اللہ دکھاتا ہی بشر دیکھ رہے ہین

خط غیر کا پڑھتے تھے جو ٹوکا تو وہ بولے
اخبار کا پرچہ ہی خبر دیکھ رہے ہین

پڑھ پڑھ کے وہ دم کرتے ہین کچھ ہات پرانے
ہنس ہنس کے مرے زخم جگر دیکھ رہے ہین

مین **داغ** ہون مرتا ہون ادہر دیکھئے مجھکو
منہ پھیر کے یہ آپ کدہر دیکھ رہے ہین

انکے اک جان نثار ہم بھی ہین
ہین جہان سو ہزار ہم بھی ہین

تم بھی بیچین ہم بھی ہین بیچین
تم بھی ہو بیقرار ہم بھی ہین

ای فلک کہہ تو کیا ارادہ ہے
عیش کے خواستگار ہم بھی ہین

کھینچ لائیگا جذب دل انکو
ہمہ تن انتظار ہم بھی ہین

بزم دشمن مین لے چلا ہی دل — کیسے بے اختیار ہم بہی ہین
شہر خالی کیئے دکان کیسی — ایک ہی بادہ خوار ہم بہی ہین
شرم سمجھے ترے تغافل کو — واہ کیا ہوشیار ہم بہی ہین
ہاتہہ ہمسے ملاؤ ای موسیٰ — عاشق روے یار ہم بہی ہین
خواہش بادۂ طہور نہین — کیسے پرہیزگار ہم بہی ہین
تم اگر اپنی گون کے ہو معشوق — اپنے مطلب کے یار ہم بہی ہین
جس نے چاہا پہنسا لیا ہمکو — دلبرونکے شکار ہم بہی ہین
آئی میخانے سے یہہ کسکی صدا — لاؤ یارونکے یار ہم بہی ہین
لے ہی تو لیگی دل نگاہ تری — ہر طرح ہوشیار ہم بہی ہین
ادہر آکر بہی فاتحہ پڑہ لو — آج زیر مزار ہم بہی ہین
غیر کا حال پوچہیے ہمسے — اُسکے جلسے کے یار ہم بہی ہین

کونسا دل ہے جسمین داغ نہین
عشق مین یادگار ہم بہی ہین

یہہ تو نہین کہ تمسا جہان مین حسین نہین — اس دل کو کیا کرون یہہ بہلتا کہین نہین
ہان ہان کہو زبان سے یا تم نہین نہین — ہمکو تمہاری بات کا مطلق یقین نہین
دل کے سوا نہ کعبے مین ہے وہ نہ دیر مین — گر ہے تو بس یہین ہے نہین تو کہین نہین
چکر ہے رات دن مجہے مانند آسمان — بہلے جہان یہہ دل وہ کوئی سرزمین نہین

اُس در پہ جبہہ سا ہو تو پہر کوئی کیون اُٹھے ، یا سنگ آستان ہی نہین یا جبین نہین

تم مہربان ہو کہ نہ ہو اس سے بحث کیا ، وہ دل نہین وہ لاگ نہین وہ ہمین نہین

دنیا کا حال حضرت عیسیٰؑ سے پوچھیے ، کیا آسمان والون مین اہل زمین نہین

کسطرح بے حجاب ہو کیونکر ہو بد لحاظ ، کیا میرے دلمین وہ نگہہ شرمگین نہین

یہہ کیا کہا معاف کرو تم کہا سُنا ، دم دے رہا ہون تیغ دم واپسین نہین

کیون ذکر بیوفائی دشمن پہ یاد ہے ، گردن ہلا ہلا کے وہ کہنا نہین نہین

کہتا ہون دل سے اور حسین ڈہونڈیے کوئی ، آتا ہے یہہ خیال کہ ایسا کہین نہین

مذہب مین اپنے ترک ملاقات کفر ہے ، یہہ بات ہمنشین کی تو کچھہ دلنشین نہین

واعظ تجہے دکہائین گے ہم کوے یار بہی ، جا ہو تجہے ایک دم مین یہہ خلد برین نہین

کیا لطف دے رہی ہین ادائین عتاب کی ، ہر موج بحر حسن وہ چین جبین نہین

معشوق بنکے چہوٹ گئی سب ستم شعار ، یارب ستم رسیدونکی پرسش کہین نہین

افسوس ہے کہ درد ہی اب چہوڑتا ہے ساتھہ ، یہہ بہی اخیر وقت کہین ہے کہین نہین

احباب چشم تر سے اُٹھاتے ہین بات کیون ، یہہ پردہ آنکہہ کا ہے مری آستین نہین

باتین تمہاری اور تمہاری شکایتین ، جو کچھہ سنی ہین ہم نے وہ تم سے کہین نہین

جلوت مین یون ہے وہ کہ تلاشی ہے چشم شوق ، خلوت مین اسطرح ہے کہ خلوت گزین نہین

٩

کہتے ہین لوگ **داغ** سے وہ بدگمان ہے

ایسا تمہاری ذات سے اُسکو یقین نہین

٩

وہ نہایت ہمین مغرور نظر آتے ہین — پاس بیٹھے ہین مگر دور نظر آتے ہین

زاہد خشک کی بھی رال ٹپک پڑتی ہے — تر و تازہ اگر انگور نظر آتے ہین

اشک پرخون کا جو پکا ہی لگا رہتا ہے — دل کے اندر کئی ناسور نظر آتے ہین

یاد آتے ہین وہ دندانِ مسی آلود — جب ستارے شبِ دیجور نظر آتے ہین

ہمنشین اُنکے منانے کے لئے بھیجے تھے — وہ سوا مجھسے بھی مجبور نظر آتے ہین

سرد مہری سے تری سرد ہوئے ہین ایسے — دل جو پرسوز تھے کافور نظر آتے ہین

چاند سورج کو فلک اپنے لئے رہنے دے — ہمکو کیا کیا رخ پرنور نظر آتے ہین

چشم مستان قدح خوار مین شب کو اختر — چرخ پر ساغر بلور نظر آتے ہین

وصف خوبان جہان پر یہہ کہا اُس بت نے — آپ کی آنکھہ مین سب حور نظر آتے ہین

اے فلک انکے علاوہ بھی حسین ہین کہ نہین — جو زمانے مین ہین مشہور نظر آتے ہین

خانۂ غیر مین بے پردہ ہے وہ ماہ جمال — کہ ستارے مجھے بے نور نظر آتے ہین

نہین خمخانۂ عالم مین کوئی بھی ہشیار — ہمکو مخمور بھی مخمور نظر آتے ہین

سخت جان ہو دل بسمل تو کرے کیا قاتل — وار بیٹھے ہوے بھرپور نظر آتے ہین

شکر کرتا ہون اُنہین دیکھہ کے دشمن ہون کہ دوست — مجھکو دنیا مین جو مسرور نظر آتے ہین

اجر ملتا ہے اُٹھاتے ہین جو بارِ غم عشق — ہمکو عاشق ترے مزدور نظر آتے ہین

مر کے بھی داغ محبت کے نشان کچھہ نہ مٹے
داغ کے دل مین بدستور نظر آتے ہین

اس نہین کا کوئی علاج نہین — روز کہتے ہین آپ آج نہین

کل جو تہا آج وہ مزاج نہین — اس تلوّن کا کچہہ علاج نہین

آئینہ دیکہتے ہی اترائے — پہر یہہ کیا ہے اگر مزاج نہین

لے کے دل رکہہ لو کام آئیگا — گو ابہی تمکو احتیاج نہین

ہو سکین ہم مزاجدان کیونکر — ہمکو ملتا ترا مزاج نہین

چپ لگی لعل جانفزا کو ترے — اس مسیحا کا کچہہ علاج نہین

دل بے مدعا خدا نے دیا — اب کسی شے کی احتیاج نہین

کہوٹے داموں مین یہہ بہی کیا ٹہیرا — درہم داغ کا رواج نہین

بے نیازی کی شان کہتی ہے — بندگی کی کچہہ احتیاج نہین

دل لگی کیجیئے رقیبون سے — اسطرحکا مرا مزاج نہین

عشق ہے پادشاہ عالمگیر — گرچہ ظاہر مین تخت و تاج نہین

درد فرقت کی گو دوا ہے وصال — اسکے قابل ہی ہر مزاج نہین

یاس نے کیا بجہا دیا دل کو — کہ ترپ کیسی اختلاج نہین

ہم تو سیرت پسند عاشق ہین — خوبرو کیا جو خوش مزاج نہین

حور سے پوچہتا ہون جنت مین — اس جگہہ کیا بتون کا راج نہین

صبر بہی دل کو **داغ** دے لینگے
ابہی کچہہ اس کی احتیاج نہین

یہہ بت جو دیتے ہین جہوٹی زبان دیتے ہین
خدا کے واسطے پر لوگ جان دیتے ہین

ہم امتحان کے ساتہہ امتحان دیتے ہین
وہ جان لینے کو آئین تو جان دیتے ہین

زمین کوچۂ جانان کا رتبہ ایسا ہے
فرشتے اسکے عوض آسمان دیتے ہین

تکان پہنچے نہ قاتل کے دست نازک کو
ٹہر ٹہر کے بہت امتحان دیتے ہین

عدو کی بزم ہی کچہہ انکی انجمن تو نہین
وہ اپنے ہاتہہ سے کیون پہول پان دیتے ہین

یہہ نامہ بر نے کہا مجہسے کیا وہ دل مین نہین
کہ آپ اور جگہہ کا نشان دیتے ہین

خیال عارض و لب سے بڑہا ہے دل مین لہو
گرہ سے اپنی یہی میہمان دیتے ہین

مرے فسانے کو سن سن کے نیند اڑتی ہے
دعائین مجکو ترے پاسبان دیتے ہین

خیال رشک سے مرجائے مدعا یہہ ہے
وہ مفت غیر کا مجکو مکان دیتے ہین

تری نگاہ نے تیری ادا نے مارا ہے
دوہائیان یہی سب نوجوان دیتے ہین

کیا ہے بوسے کا وعدہ مگر ہے وہ احسان
کوئی یہہ جانے کہ دونون جہان دیتے ہین

ملیگا تارک دنیا کو کیا بجز جنت
وہان مکان کے بدلے مکان دیتے ہین

وہ تم کہ روز نئی بدگمانیان ہین تمہین
وہ ہم کہ روز نیا امتحان دیتے ہین

سنا ہے بات بہی کرنی تمہین نہین آتی
تمہارے منہہ مین ہم اپنی زبان دیتے ہین

وہ رنج بندے کو اپنے خدا نہین دیتا
جو مجہکو ایک مرے مہربان دیتے ہین

کہے جو داغ کہ ہم جان نثار ہین سب جہوٹ
یہہ لوگ مفت کہین اپنی جان دیتے ہین

اسیر دام بلا اور کون ہی مین ہون
شکار تیر جفا اور کون ہی مین ہون

تری ادا پہ فدا اور کون ہی مین ہون
تباہ میرے سوا اور کون ہی مین ہون

شہید زہر حیا اور کون ہے مین ہون
قتیل تیغ ادا اور کون ہی مین ہون

کہان سے آئی شب غم صدا تسلی کی
یہان تو بار خدا اور کون ہی مین ہون

مجھے تو رنج ندے تو کہا ای دل نادان
جہان مین دوست ترا اور کون ہی مین ہون

بندہی ہے شرط اسی سے رہ محبت مین
حریف باد صبا اور کون ہی مین ہون

شریک روح بھی میری ہی میرے ماتم مین
شمول اہل عزا اور کون ہی مین ہون

تمہارا عاشق شیدا ہون خیر جیسا ہون
برا ہون یا ہون بھلا اور کون ہی مین ہون

دعا جو مین نے یہہ مانگی خدا برون سے بچائے
تو سنکے بولے برا اور کون ہی مین ہون

مٹے ہوونکا ہمیشہ نشان رہتا ہے
بقا کے غم مین فنا اور کون ہی مین ہون

عدو کا عشق حسینونکا رشک خو ستم
تمہارے دل سے جدا اور کون ہی مین ہون

خیال یار یہہ کہتا ہی مجھسے خلوت مین
ترا رفیق بتا اور کون ہی مین ہون

اس آرزو نے کیا اپنی جان سے بیزار
اس اپنے دم سے خفا اور کون ہی مین ہون

ستم شریک فلک اور کون ہی تم ہو
شریک اہل وفا اور کون ہی مین ہون

حجاب مجھہ سے کیا مجھہ سے عار ہی مجھسے
اس انجمن مین نیا اور کون ہی مین ہون

وہ داغ جسکو گل باغ عشق کہتے ہین
بہار رنگ وفا اور کون ہے مین ہون

ردیفِ واو

واعظ بڑا مزا ہو اگر یون عذاب ہو
دوزخ مین پانون ہاتہہ مین جامِ شراب ہو

معشوق کا تو جرم ہو عاشق خراب ہو
کوئی کرے گناہ کسی پر عذاب ہو

تو مجھپہ شیفتہ ہو مجھے اجتناب ہو
یہہ انقلاب ہو تو بڑا انقلاب ہو

دنیا مین کیا دہرا ہی قیامت مین لُطف ہو
میرا جواب ہو نہ تمھارا جواب ہو

ساقی ہمارے جام مین کیون بال پڑگیا
ایسا نہو کہ غیر کی جھوٹی شراب ہو

نکلے جدہر سے وہ یہی چرچا ہوا کیا
اس طرحکا جمال ہو ایسا شباب ہو

دو بار تونے ذکر کیا رشکِ حور کا
ناصح خدا کرے تجھے دونا ثواب ہو

دنیا سے روسیاہ چلا ہون پسِ فنا
منھ پر مرے کفن سے جدا اک نقاب ہو

مہجور کی دعا کو شبِ قدر چاہیئے
یوسفؑ کے دیکھنے کو زلیخا کا خواب ہو

بولین سوالِ وصل پہ وہ اُنکو کیا غرض
خاموش ہین کہ کوئی کہے لاجواب ہو

ایسا لگا ہوا ہی مئے ناب کا مزا
پانی بہی مین پیون تو مرا مُنھ خراب ہو

جلتا نہین رقیب تعجب کی بات ہی
بجلی تمہین زمین پہ تمہین آفتاب ہو

یارب شمارِ جرم سے بس منفعل نکر
تنخواہ تو نہین ہی کہ جسکا حساب ہو

یہہ مدعا ہی کہہ نسکون حرفِ مدعا
کیونکر نہ عرضِ حال سے پہلے عتاب ہو

عاشق کی ایک حال مین گذرے تو لُطف کیا
دل کو کبھی سکون ہو کبھی اضطراب ہو

مین بوالہوس نہین جو سزاوارِ لطف ہون
میرے نصیب ہے جو مجہپر عتاب ہو

در پردہ تم جلاؤ جلاؤن نہ مین چہ خوش
میرا ہی نام داغ ہر گز تم حجاب ہو

ہر تاک مین دز دیدہ نظر دیکہیے کیا ہو
پہر دیکہہ لیا اُسنے ادہر دیکہیے کیا ہو

بہیجا ہی خطِ شوق اُسے دل نے نہانا
اب فکر ہی یہہ آہٹہ پہر دیکہیے کیا ہو

لڑنے تو لگین اُسکی نگاہون سے نگاہین
اِس جنگ کا انجام مگر دیکہیے کیا ہو

دِل جبسے لگا یا ہر کہین جی نہین لگتا
کسطرح سے ہوتی ہر بسر دیکہیے کیا ہو

جب چہیڑتی ہر بادِ صبا زلفِ دوتا کو
دوہری ہوئی جاتی ہر کمر دیکہیے کیا ہو

اب دیکہے تو مشکل دلِ مضطر کو سنبہالا
اندیشہ ہر یہہ بار دگر دیکہیے کیا ہو

جو کہنے کی باتین ہین وہ سب مین نے کہین ہین
اونکو مرے کہنے کا اثر دیکہیے کیا ہو

اندیشۂ فردا مین عبث جان گہلائین
ہر آج کسے کل کی خبر دیکہیے کیا ہو

زاہد کو بڑا ناز ہی میکش کو بڑا عجز
اللہ کو مقبول مگر دیکہیے کیا ہو

پی ہمنے مے ہوش رُبا اور بہت پی
سوچا نہین کچہہ نفع وضرر دیکہیے کیا ہو

وہ بیٹہے بٹہاے تو اُٹہاتے ہین قیامت
جائین جو سرِ راہ گذر دیکہیے کیا ہو

مین وصل مین بیتاب ہون آخر شب سے
دِل اُنکا دہڑکتا ہے سحر دیکہیے کیا ہو

پہر پاس بٹہاتی ہر مرے دل کی تمنا
بن بن کے بگڑتا ہی یہہ گہر دیکہیے کیا ہو

اے داغ اُنہین ہی تو ہر دشمن ہی کا دہڑکا

ہیں دونون طرف ایک ہی ڈر دیکھیے کیا ہو

کیون وعدۂ وصال سے دل بدگمان نہو
یہہ شرط ہی نہی کہ خدا درمیان نہو

دل بدگمان ہی اور سوا بدگمان نہو
دیجے خط اُسکو جسکے دہن ہو زبان نہو

مرتا ہی تجھپر ایک زمانہ شباب مین
اچھا تو ہی کہ پیر کوئی نوجوان نہو

گھلتی ہی جان ایک ہی دشمن کی فکر مین
یارب شریک حال عدو آسمان نہو

سارا جہان جان کو کہتا ہی بیوفا
مجھکو یہہ فکر ہی تمہین جانِ جہان نہو

اندازِ جان دہی نہین آتا ہی مجھے
مٹی مری خراب دمِ امتحان نہو

پوچھین وہ جب خوشی سے قیامت کی بات ہے
میرا ہی حال اور مجھی سے بیان نہو

یارب پس فنا ہی رہے شرم بیکسی
یہہ مشتِ خاک گردِ رہِ کاروان نہو

حورونکے ہات چڑہگئی جنت مین ہم غریب
کیا آدمی کا بس ہی جو اپنا مکان نہو

تڑپاؤگے جگر کو کہ دل کو لٹاؤگے
منظور کیا ہی درد کہان ہو کہان نہو

رہتی ہی اُس سے ہی درِ جانان پہ دلگی
سر پھوڑین سنگِ در سے اگر پاسبان نہو

مجھکو ملا یہہ شکوۂ دشنام پر جواب
آپ اُس سے عشق کیجیے جسکی زبان نہو

یارب بنا دے تو اسی صورت کا اور کچھہ
اس آسمان سے تنگ ہین یہہ آسمان نہو

آفت کی تاک جھانک قیامت کی شوخیان
پھر چاہتے ہو ہم سے کوئی بدگمان نہو

کیا کرسکے وہ غیر کی تجھہ سے شکایتین
جس ناتوان سے اپنی حقیقت بیان نہو

واعظ بجا ہی کہیے جو ویرانہ کو بہشت
جنت اُسیکا نام ہی آدم جہان نہو

جھوٹا ہوا جو وعدہ ترا اسکا غم نہین
ڈر ہی کہ لب سے غیر کے جھوٹی زبان نہو

اب اُس نگاہِ شرم مین وہ شوخیان کہان
وہ تیغ کیا چلیگی جو برسون رواں نہو

تقدیر پھیر لائی ترے در سے رات کو
دُہوکا مجھے ہوا کہ پرایا مکان نہو

اے داغ عیش مین ہون دلِ شاد شاد سے
انسان وہ ہی جسکو غمِ دو جہان نہو

میرے پہلو سے وہ اُٹھے غیر کی تعظیم کو
بندگی کو بندگی تسلیم کو تسلیم کو

اے تپِ سوزِ محبت تیری آمد دیکھکر
رونگٹے اُٹھتے ہین میرے جسم پر تعظیم کو

ہی رضاے دوست بڑھکر اُلفت فرزند سے
ورنہ کیا دوبھر تھے اسمٰعیل ابراہیم کو

آج مجھ سے حضرتِ ناصح یہہ چلکر کہہ گئے
آسمان سے اب فرشتے آئینگے تعلیم کو

مجھسے مے آشام کی کب اوس سے بجھتی ہی پیاس
بجھگیا دل دیکھتے ہی کوثر و تسنیم کو

ہی بڑی دولت جو ہاتھہ آجائے کوئی خوبرو
اے مہوس ڈھونڈتا ہی کیا طلا و سیم کو

آسمان دیتا ہی مجھکو رنج غیرونکو خوشی
واہ کیا کہنا ہی کیا کہتے ہین اس تقسیم کو

اپنے دل کا حال ہی دم بھر مین کچھ دم بھر مین کچھ
آگ لگجائے الٰہی اس اُمید و بیم کو

جب یہین اے داغ وحشت ہی تو آسایش کہان
جائے ہندوستان سے کونسی اِقلیم کو

ہمارے دلمین بے کھٹکے محبت اپنی رہنے دو
امانت دار کا گھر ہی امانت اپنی رہنے دو

جو ہین مشتاق اُنکے دلمین حسرت اپنی رہنے دو
کوئی دن اور بھی پردے مین صورت اپنی رہنے دو

نہیں ہوشنیا اب تک بہت غم کہا کے آیا ہون
کہونگا اہل جنت سے یہہ نعمت اپنی رہنے دو

غضب کی بات ہی یہہ مشورہ دیتے ہین وہ مجھکو
رقیبون سے کہی تم صاحب سلامت اپنی رہنے دو

کسیکو چاہ کر پچھتاؤگے وہ مجھہ سے کہتے ہین
تم اپنے ہی لئے جہوٹی محبت اپنی رہنے دو

ڈرایا ہی سنایا ہی یہہ کہکر وصل مین اسنے
بگڑ جائینگے ہم بس بس شکایت اپنی رہنے دو

شکایت نامہ آیا ہی جواب خط مین ای ہمدم
یہہ ہی قسمت کا لکہا خیر قسمت اپنی رہنے دو

لڑینگے فتنۂ محشر سے یہہ فتنے نگاہون کے
ابہی تم اپنے قبضہ مین قیامت اپنی رہنے دو

ہمین دیدار سے محروم رکہکر ہی نظر دل پر
پرایا مال تاکو اور دولت اپنی رہنے دو

محبت اور پہر کسکی محبت یار نادان ہین
کہا کیون مجہسے قابو مین طبیعت اپنی رہنے دو

مرے ناصح جو تنگ آئے تو یون کہنے لگے ہا ہم
نہین سنتا کوئی یار و نصیحت اپنی رہنے دو

اگر ای حضرت دل ہجر وہ ہرجائی تو کیا غم ہی
بہٹکتی تم بہی ڈاواں ڈول نیت اپنی رہنے دو

دعائین مانگتا ہون مین جناب کبریائی مین
نہ چہیڑو یہہ نہین موقع شرارت اپنی رہنے دو

بظاہر مہربانی ہی تو دل مین بدگمانی ہے
سلام ایسی عنایت کو عنایت اپنی رہنے دو

نہ گہبرا جائے رہکر ایک مہمان خانۂ دل مین
کچہہ الفت میری رہنے دو کچہہ الفت اپنی رہنے دو

نہ توڑو آئینہ کو رشک سے آئینہ رو ہوکر
اسی مین ملتی جلتی کچہہ شباہت اپنی رہنے دو

وہان ہی بے نیازی داغ اس کی کیا غرض اسکو
یہہ طاعت اپنی رکہہ چہوڑو عبادت اپنی رہنے دو

نہ دنیا سے ملے راحت نہ تجہسے چین اصلا ہی
مگر پہر بہی یہہ دعا دیتا ہون تو ہو اور دنیا ہو

تیرے دیدار کو ہی مجمع محشر ہی زیبا ہو
کہ جیسے دیکھنے والے ہون ویسا ہی تماشا ہو

اُنہین یہہ جستجو ہی مرنے والا کوئی پیدا ہو
مگر بہتر سے بہتر ہو مگر اچھے سے اچھا ہو

جو وحدت مین دُوئی اس مرتبہ کی ہو تو زیبا ہو
نہین تم ہو تو بہتر ہو نہین ہم ہون تو اچھا ہو

یہہ فرمایا اُنہون نے دیکھکر تصویر یوسف کی
اسے تو مول وہ لے جو کوئی آنکھون کا اندھا ہو

خمارے سے یون وقت سحر بگڑا مزاج اپنا
کسی نے رات بھر جیسے پریشان خواب دیکھا ہو

کلیجے سے لگا لیتا ہون برگ لالہ و گل کو
عجب کیا ہی اگر یہہ بھی کسیکے دل کا ٹکڑا ہو

تری زلفین ہی ہین چیتا دو آنکھین ہی شکاری ہین
تماشا دیکھنے کا ہی جو میرے دل پہ جھگڑا ہو

اگر غافل نہ ہوتے ہم تو کب کے مر چکے ہوتے
کسے یہہ یاد کل کیا تہا کسے معلوم کل کیا ہو

جہنم ہو کہ جنت کیا اندھیرے مین نظر آئے
شرر ہی سنگ مرقد کا چراغ راہ عقبی ہو

ہوئی یہہ انتظار یار مین ہر اشک کی صورت
جو تھم جائے تو تہہ ہو جو بہہ جائے تو دریا ہو

نہ عاشق ہو کسیکا کوئی دنیا مین وہ کہتے ہین
ہمارا چاہنے والا ہی پیدا ہو جو پیدا ہو

نگاہ پاک سے دیکھے جمال پاک محبوبی
اگر دامان یوسف پردہ چشم زلیخا ہو

لڑینگے آپ حورون سے ملینگے آپ غیرون سے
مجھے ڈر ہی کہ جنت مین کوئی فتنہ نہ برپا ہو

ابھی نفرت ہی ہمکو داغ سے وہ دن بھی آتے ہین
خدا چاہے تو اُس کمبخت کو دل سے تمہین چاہو

عشق تاثیر کرے اور وہ تسخیر ہی ہو
یہہ تو سب کچھ ہو مگر خواہش تقدیر ہی ہو

کاش تجھسے ہی مقابل تری تصویر ہی ہو
دعوی ناز ہی ہو شوخی تقریر ہی ہو

جلسازون نے بنایا ہی شکایت نامہ | کیون خفا آپ ہوئے یہہ مری تحریر ہی ہو

طمع زر ہی سے انسان کی مٹی ہی خراب | خاک مین ہم تو ملا دین اگر اکسیر بہی ہو

جب مقابل ہی نہون کسکو بتاؤن اچہا | سامنے آپ ہی ہون آپکی تصویر بہی ہو

پہلے یہہ شرط مصور سے وہ کر لیتے ہین | بانکی صورت بہی کہنچے ہاتہہ مین شمشیر بہی ہو

مارے باندہے ہی چہوڑیگا فلک اپنی چال | کہکشان اسکے لئے تیغ بہی زنجیر بہی ہو

کوئی نادان ہی ان یارونکے کہے مین آون | جسکو تدبیر بتاتے ہین وہ تدبیر بہی ہو

کاش وہ محفل اغیار مین ای جذبۂ دل | میری تعظیم ہی دے مجہسے بغلگیر بہی ہو

جو نکمے ہین کوئی کام نہین کر سکتے | انہین بوڑہون مین شمار فلک پیر بہی ہو

لڑ پڑے غیر سے کیا خیر ہی کیسا ہی مزاج | تم جو چپ چپ ہی مضطر بہی دلگیر بہی ہو

وصل کا خواب سناتے ہین تمہین یہہ سن لو | خواب جسطرحکا ہی ویسی ہی تعبیر بہی ہو

تیری بزم طرب و عیش کو لگتی ہی نظر | ہین جہان اور وہان عاشق دلگیر بہی ہو

گو ہی شوخی وہ اثر دیدۂ نرگس مین کہان | اسکی آنکہون کی طرح سرمۂ تسخیر بہی ہو

تم نمکخوار ہوئے شاہ دکن کے ای داغ

دام اقبالہ

اب خدا چاہے تو منصب بہی ہو جاگیر بہی ہو

تم آئینہ ہی نہ ہر بار دیکہتے جاؤ | مری طرف بہی تو سرکار دیکہتے جاؤ

نہ جاؤ حال دل زار دیکہتے جاؤ | کہ جی نہ چاہے تو ناچار دیکہتے جاؤ

بہار عمر مین باغ جہان کی سیر کرو | کہلا ہوا ہی یہہ گلزار دیکہتے جاؤ

یہی تو چشمِ حقیقت نگر کا سُرمہ ہے
نزاعِ کافر و دیندار دیکھتے جاؤ

اُٹھاؤ آنکھہ نہ شرماؤ یہہ تو محفل ہے
غضب سے جانب اغیار دیکھتے جاؤ

نہین ہے جنسِ وفا کی تمہین جو قدر نہو
بنینگے کتنے خریدار دیکھتے جاؤ

تمہین غرض جو کرو رحم پایمالون پر
تم اپنی شوخیِ رفتار دیکھتے جاؤ

قسم بھی کھائی تھی قرآن بھی اُٹھایا تھا
پھر آج ہے وہی انکار دیکھتے جاؤ

یہہ شامت آئی کہ اُسکی گلی مین دل نے کہا
کھلا ہے روزن دیوار دیکھتے جاؤ

ہوا ہے کیا ابھی ہنگامہ اور کچھہ ہوگا
فغان مین حشر کے آثار دیکھتے جاؤ

شبِ وصال عدو کی یہی نشانی ہے
نشانِ بوسہ رخسار دیکھتے جاؤ

تمہاری آنکھہ مرے دل سے بےسبب بےوجہ
ہوئی ہے لڑنے کو تیار دیکھتے جاؤ

اِدھر کو آ ہی گئے اب تو حضرتِ زاہد
یہین ہے خانۂ خمار دیکھتے جاؤ

رقیب بر سرِ پرخاش ہمسے ہوتا ہے
بڑھے گی مفت مین تکرار دیکھتے جاؤ

نہین ہین جرم محبت مین سب کے سب ملزم
خطا معاف خطاوار دیکھتے جاؤ

دکھا رہی ہے تماشا فلک کی نیرنگی
نیا ہے شعبدہ ہر بار دیکھتے جاؤ

بنا دیا مری چاہت نے غیرتِ یوسف
تم اپنی گرمیِ بازار دیکھتے جاؤ

نہ جاؤ بند کئے آنکھہ رہروانِ عدم
اِدھر اُدھر بھی خبردار دیکھتے جاؤ

سُنی سُنائی پہ ہرگز کبھی عمل نکرو
ہمارے حال کے اخبار دیکھتے جاؤ

کوئی نہ کوئی ہر اک شعر مین ہے بات ضرور

جناب داغ کے اشعار دیکھیے جا

ردیف ہاے ہوز

کیون کرتے ہو دنیا کی ہراک بات سے توبہ
منظور تو ہی میری ملاقات سے توبہ

کیونکر نہ کرون شور مناجات سے توبہ
آغاز ہو جب چار گھڑی رات سے توبہ

زاہد نے چھپایا ہی اُسے گوشۂ دل مین
بھاگی تھی کسی رند خرابات سے توبہ

یہہ فصل اگر ہو گی تو ہر روز پیینگے
ہم تم سے کرین توبہ کہ برسات سے توبہ

کیونکر وہ ادہر آسے کہ اے حضرتِ زاہد
بچتی ہی نہین قبلۂ حاجات سے توبہ

تعریفِ صنم بات ہی بہتر نہین زاہد
کیا ٹوٹ گئی حرف و حکایات سے توبہ

بیعت بہی جو کرتا ہی تو وہ دست سبو پر
چکراتی ہی کیا رند خرابات سے توبہ

اللہ دکہاے نہ مجھے روز و شبِ ہجر
اُس دن سے حذر کیجیے اُس رات سے توبہ

خود ہم نہ ملینگے نہ کہین جائینگے مہمان
کی آپ نے واللہ نئی گہات سے توبہ

کافر تری تقریر تو اچھی ہی کرین کیا
کرتے ہین مسلمان بُری بات سے توبہ

وہ آئی گھٹا جھوم کے للچانے لگا دل
واعِظ کو بلاؤ کہ چلی ہات سے توبہ

پھسلاتے ہین کیون آپ مجھے حضرتِ ناصح
منت سے کرونگا نہ مدارات سے توبہ

آفت ہی قیامت ہی یہہ پاداش غضب ہے
توبہ عمل بد کی مکافات سے توبہ

دنیا مین کوئی بات ہی اچھی نہین زاہد
اِس بات سے توبہ کبھی اُس بات سے توبہ

مسجد نہین دربار ہی یہہ پیر مغان کا
دروازے کے باہر رہی اوقات سے توبہ

امید ہی مجھکو یہہ ندا آسے دم مرگ
مقبول ہوئی اُسکی عنایات سے توبہ

یہہ داغ قدح خوار کے کیا جی مین سمائی
سنتے ہین کئے بیٹھے ہین وہ رات سے توبہ

کیون بر سرِ عتاب ہو کیا اس سے فائدہ
کوئی اگر خراب ہو کیا اس سے فائدہ

حاصل ہی کچہہ نتیجہ ہی کچہہ دل جو دین نہین
نقصان بے حساب ہو کیا اس سے فائدہ

یکتا اگر ہوے تو خدا بن نہ جاؤگے
مانا تم انتخاب ہو کیا اس سے فائدہ

کیا لطف وصل ہی جو دو بارا نہو نصیب
دونا جو اضطراب ہو کیا اس سے فائدہ

چہریون سے کم نہین ہین نگاہون کی تیزیان
ٹکڑے جو یون نقاب ہو کیا اس سے فائدہ

گر دل ملے تو آنکہہ ملانے کا لطف ہے
کیون شکوہ حجاب ہو کیا اس سے فائدہ

چلتا ہی کون کون چلے بزم وعظ سے
بدنام کیون شراب ہو کیا اس سے فائدہ

کیون خاکسار بنکے رہون کوے یار مین
مٹی مری خراب ہو کیا اس سے فائدہ

حرفِ سوال کہہ کے تقاضا نہ چاہیئے
جب صاف ہی جواب ہو کیا اس سے فائدہ

ایسو نسے وہ نگاہ ملاتے نہین کبھی
گر داغ آفتاب ہو کیا اس سے فائدہ

دل کی ہی پرورش خلش و درد و غم کے ساتہہ
کتنے لگے پڑے ہین یہان ایک دم کے ساتہہ

چلتا ہی ساتہہ ایک مسافر کے دوسرا
اے کاش آرزو ہی نکلجائے دم کے ساتہہ

مردے سے ہی رقیب کے مجھکو تو خوف ہے
کیا جانے کیا کریگا یہہ اہل عدم کے ساتہہ

عادت ہی ہے دروغ کی خوفِ خدا ہی ہے — وہ کانپ جاتے ہین جھوٹی قسم کے ساتھہ

لکھتا ہوا چلا ہون خطِ شوق راہ مین — چلتے ہین میرے پانون برابر قلم کے ساتھہ

اسکو یہہ آرزو ہے مرا حال دیکھہ لو — لب پر مرے دل آنے لگا شرحِ غم کے ساتھہ

ہے آسمان کو ابرِ گہربار سے حسد — بنہتی نہین بخیل کی اہلِ کرم کے ساتھہ

کیا جور کا مزہ ہے اگر آسمان نہو — جو بات جسکی ہے وہ اسیکی ہے دم کے ساتھہ

دونون کا نام عشق مین مشہور ہو گیا — میرا وفا کے ساتھہ تمہارا ستم کے ساتھہ

سیدہی طرح کبھی نہین رہتی تمہاری زلف — کرتی ہے بانکپن یہہ بڑے پیچ وخم کے ساتھہ

اِکبار جان لیجیے تو کیا مزہ — کچھہ کچھہ کرم بھی کیجیے ہر ہر ستم کے ساتھہ

افسوس اس زمانے مین وہ چیز ہی نہین — دل کو ملا کے دیکھتے ہم جامِ جم کے ساتھہ

اہلِ دول نہ دیکھین مجھے چشمِ کم سے داغ
دولت لگی پڑی ہے مرے دم قدم کے ساتھہ

مانند طور بام پہ دیکھا تو کچھہ نہ کچھہ — بجلی تھی یا جہلاوہ مگر تھا تو کچھہ نہ کچھہ

قاصد کی چال اور ہے تیور کچھہ اور ہین — اچھا برا جواب یہہ لایا تو کچھہ نہ کچھہ

گو محفلِ رقیب مین جانا نہ چاہیے — دیکھینگے ہم بلا سے تماشا تو کچھہ نہ کچھہ

ہرچند اضطراب مین ہمنے کہا ہے حال — قاصد بڑا فہیم ہے سمجھا تو کچھہ نہ کچھہ

گو عرضِ مدعا پہ مجھے گالیان ملین — نکلیگی میرے دل کی تمنا تو کچھہ نہ کچھہ

اچھا برا جواب ملے جائے نامہ بر — انکار ہی سہی مجھے لکھا تو کچھہ نہ کچھہ

کچھ وہم ہے کہ فکر ہے دلمین شب وصال
اندیشہ مند آپ کو پایا تو کچھ نہ کچھ

کیون تیر وہ لگائے جو لے دلمین چٹکیان
ہوتی ہے اُسکی بات مین ایذا تو کچھ نہ کچھ

ہنگام اِمتحان ستم یاد تو کیا
بارے اُنہین ہوئی مری پروا تو کچھ نہ کچھ

گو داورِ قیامت اُسے صاف چھوڑ دے
ہم بھی جتائے جائینگے دعوا تو کچھ نہ کچھ

عشرت نہو قلق ہو یہہ قسمت کی بات ہے
پہل عاشقی کا **داغ** نے پایا تو کچھ نہ کچھ

دنیا سے کیا غرض جو رہے ہم سے واسطہ
اِس واسطے سے چھوڑ دو عالم سے واسطہ

تیرے مریض غم کی دعا ہے یہہ دمبدم
ڈالے خدا نہ عیسیٔ مریم سے واسطہ

رشکِ پری اُنہین جو کہا یہہ ملا جواب
جن پری ہین کیا ہمین آدم سے واسطہ

جب غیر غیر ہے تو اُسے کیون ہو لاگ ڈانٹ
کچھ تم سے واسطہ ہے نہ کچھ ہم سے واسطہ

سچ ہے مقام دوست کے طالب کو کیا غرض
جنت سے واسطہ نہ جہنم سے واسطہ

الفت مین دونون لازم و ملزوم ہوگئے
غم کو غرض ہے دل سے اُسے غم سے واسطہ

پیغامبر رقیب کو آخر بنا لیا
پیدا کیا یہہ کوششِ پیہم سے واسطہ

آخر بغیر تر ہوئے دامن نہ بچ سکا
اِسکو پڑا ہے دیدۂ پرنم سے واسطہ

کیون مانتے ہین حضرت زاہد کو مغبچے
کوئی تو ہے جناب مکرم سے واسطہ

محبوب بادشاہِ دکن دام اقبالہ شادمان رہے
اے **داغ** ہمکو ہے فقط اِس دم سے واسطہ

ردیف الیاء

نفرت ہی حرفِ وصل سے اچھا نہین سہی
لو آؤ اور بات سنو وہ نہین سہی

چھوڑونگا مین نہ ہات چلے آؤ ساتھ ساتھ
نازک کلائی دکھتی ہی تو آستین سہی

ظاہر تو اختلاط کی باتین ہوا کرین
دل مین اگر نہین ہی محبت نہین سہی

مشقِ جفا کے واسطے کسکی تلاش ہی
کوئی اگر نہین ہی تو یہہ کمترین سہی

اقرار کرکے گھورتے ہو کیون مری طرف
باور سہی یقین سہی دلنشین سہی

آرام کچھہ کہین نہ کہین مل ہی جائیگا
زیرِ فلک نہین ہی تو زیرِ زمین سہی

بیداد کرکے چاہتے ہو پھر جفا کی داد
بہتر بجا درست صحیح آفرین سہی

سجدے ہی کرتے جائینگے ہم تیری راہ مین
ہی نقشِ پا سے عار تو نقشِ جبین سہی

بے دلگی ہی **داغ** گذرنی محال ہی
وہ دل نہین سہی وہ تمنا نہین سہی

ایک طوفان ہی غمِ عشق مین رونا کیا ہی
نہین معلوم کہ انجام کو ہونا کیا ہی

دیکھکر سانولی صورت تری یوسفؑ ہی کہے
چٹ پٹا حسن نمکدار سلونا کیا ہی

چار باتین ہی کبھی آپ نے کھُلملکے نہ کین
انہین باتون کا ہونا مجھے رونا کیا ہی

کاوش و کینہ و بیرحمی و آزار دہی
اور اب اسکے سوا آپ سے ہونا کیا ہی

آشنا بحرِ محبت سے نکالین نہ مجھے
ڈوبنے والے کو دشوار ڈبونا کیا ہی

کاش ملجائے ترا سایۂ دیوار ہمین — اوڑہنا کیا ہے فقیرونکا بچھونا کیا ہے

لحدِ تنگ مین کروٹ بہی نہ لینے پائے — پانون پہیلا کے نہ سوئے تو وہ سونا کیا ہے

تیغ کہینچے ہوئے وہ ترک پہر اُسپر یہہ غضب — ہم تڑپ ہی دیتے ہین بس آپ سے ہونا کیا ہے

مزرعِ دل مین عبث تخمِ محبت بویا — جس سے حاصل نہو اُس تخم کا بونا کیا ہے

ابر رحمت ہے اُدہر دیدۂ پرنم ہے ادہر — مشکل اِس نامۂ اعمال کا دہونا کیا ہے

تمپہ مرجائینگے اِس آس پہ ہم جیتے ہین — زندگی شرط ہے تو جان کا کہونا کیا ہے

چمپئی رنگ پہر اُس رنگ مین بجلی کی چمک — مات کندن ہے ترے رنگ سے سونا کیا ہے

اُسکی ٹہوکر سے بہی کمبخت نہ جاگا افسوس
موت ہے **داغ** سیہ مست کا سونا کیا ہے

آرزو ہے وفا کرے کوئی — جی نہ چاہے تو کیا کرے کوئی

گر مرض ہو دوا کرے کوئی — مرنے والے کا کیا کرے کوئی

کوستے ہین جلے ہوئے کیا کیا — اپنے حق مین دعا کرے کوئی

اُن سے سب اپنی اپنی کہتے ہین — میرا مطلب ادا کرے کوئی

چاہ سے آپ کو تو نفرت ہے — مجھکو چاہے خدا کرے کوئی

اُس گلے کو گلا نہین کہتے — گر مزے کا گلا کرے کوئی

یہہ ملی داد رنجِ فرقت کی — اور دل کا کہا کرے کوئی

تم سراپا ہو صورتِ تصویر — تم سے پہر بات کیا کرے کوئی

کہتے ہین ہم نہین خدائے کریم
کیون ہماری خطا کرے کوئی

جس مین لاکہون برس کی حورین ہون
ایسی جنّت کو کیا کرے کوئی

اِس جفا پر تمہین تمنّا ہی
کہ مری التجا کرے کوئی

مُنہہ لگاتے ہی **داغ** اترایا
لُطف ہے پھر جفا کرے کوئی

ہرچند شوخیون کی حیا پردہ دار ہی
انکھون مین تیری فتنہ بہت بیقرار ہی

جتنا وہ مہربان ہی یہہ بیقرار ہی
دِل کا معاملہ ہی عجب پیچدار ہی

سب کچھہ تو ہوچکا یہہ فقط انتظار ہی
کہدین بگڑکے آپ تجھے اختیار ہی

اُس فتنہ گر سے ہمسے تو رہتے ہین توڑجوڑ
شامت تو اُسکی ہی کہ جو ناکردہ کار ہی

قیمت سوائی پہونچی ہی پہلے کشید سے
جو میفروش ہی وہ مرا قرضدار ہی

بے وجہ یون ہو آپ کی تصویر حیرتی
مشتاق ہی کسیکا اِسے انتظار ہی

اِن پہلوؤن سے پوچھہ لیا اُسنے دردِ دل
نِکلا مری زبان سے بے اختیار ہی

دل مین ہین نامہ بر سے بہت بدگمانیان
مُنہہ پر یہہ کہہ رہا ہون ترا اعتبار ہی

ابتک تو ابتدائے محبّت مین ہین مزے
آگے مرا نصیب ہی اللہ یار ہی

جبتک وفا ہو وعدہ یہان زندگی کہان
مجھہ سے زیادہ عہد ترا پائدار ہی

یہہ آپ جانین **داغ** مین جو ہین برائیان
اِتنا تو ہم کہین گے بڑا وضعدار ہی

کب وہ چونکے شراب عشق سے مستانہ ہے
شورِ محشر اُسکو پھر خواب اک افسانہ ہے

پھر سرِ شوریدہ ہے پر جوشِ جنون دیوانہ ہے
پھر دلِ تفسیدہ پر برقِ بلا پروانہ ہے

خوب ہی چلتی ہوئی وہ نرگس مستانہ ہے
آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے

آتے جاتے ہین نئے ہر روز مرغِ نامہ بر
بندہ پرور آپکا گھر بھی کبوتر خانہ ہے

فاتحہ پڑھنے کو آیا تھا مگر وہ شمع رو
آج میری قبر کا جو پھول ہے پروانہ ہے

درد سے بھرتے ہین آنسو ضبط سے پیتے ہین ہم
آنکھ کی ہر آنکھ یہہ پیمانے کا پیمانہ ہے

پانو سے ساقی پر گرایا جب گرایا ہے مجھے
چال سے خالی کہان یہہ لغزشِ مستانہ ہے

کوہکن کا تھا یہی پیشہ جو کاٹا تھا پہاڑ
کام مشکل جان کنی اک ہمتِ مردانہ ہے

جب پڑا ہے وقت کوئی ہو گئے ہین سب الگ
دوست بھی اپنا نہین بیگانہ تو بیگانہ ہے

اُسکے در پر جا کے ہوتا ہے گدا کو بھی یہہ ناز
لوگ کہتے ہین مزاج اِس شخص کا شاہانہ ہے

مجھکو لیجا کر کہا ناصح نے اُنکے رُوبرو
آپ کے سر کی قسم یہہ آپکا دیوانہ ہے

اِسکو دیوانہ بنالون تو کرون جھککے سلام
مین تو بھولا ہون مگر دشمن بڑا فرزانہ ہے

ہمنے دیکھا ہی نہین خالی نحوست سے کوئی
زاہدون کو نامبارک سبحۂ صد دانہ ہے

داغ یہہ ہے کوئے قاتل مان نادان ضد نکر
اُٹھ یہان سے آ ادہر گھر بیٹھ کچھ دیوانہ ہے

کلیجا کرے خون وہ دل یہی ہے
تمہارے برابر کا قاتل یہی ہے

جو بے آگ جلجائے وہ دل یہی ہے
جو بے زخم تڑپے وہ بسمل یہی ہے

نہین یکدلی سخت مشکل یہی ہے | کہ وہ دل وہی اور یہہ دل یہی ہے

بُرائی نہ چاہے بُرون سے زیبا ہے | اگر ہے تو دنیا مین مشکل یہی ہے

نہ ٹھہرا وہ ناوک تو دل یون پُکارا | ٹھہر اے مسافر کہ منزل یہی ہے

چھپاتے ہو مُٹھی مین کیون دیکھہ پایا | یہی ہے یہی ہے مرا دل یہی ہے

کرے مجھہ سے ہرچند وہ بھولی باتین | مگر یہہ کہونگا کہ قاتل یہی ہے

طبیعت کا آنا ہے آفت کا آنا | کرے صبر انسان مشکل یہی ہے

رہِ عشق مین راہزن کیا نہوگا | مجھے خوف منزل بمنزل یہی ہے

نہ آئے گا کوئی نہ بیٹھے گا کوئی | اگر آپ کا رنگِ محفل یہی ہے

ترا جلوہ ٹھہرا ہے مقصودِ عالم | کہ سارے خدائی کا حاصل یہی ہے

بھری بزم مین تجھکو آتا ہے کیا کیا | یہہ پہچان جانا کہ مائل یہی ہے

تڑپنے سے جسکے تسلی ہو تجھکو | مری جان اس کام کا دل یہی ہے

ہماری شبِ غم گذر جائے یارب | کہ آسان کرنے کی مشکل یہی ہے

خدا نے بنایا بتون نے بگاڑا | نہ کعبہ نہ بتخانہ وہ دل یہی ہے

مری بزم کا عیش سُنکر وہ بولے | اگر موت سے ہے تو غافل یہی ہے

وفا وہ کرین **داغ** یہہ کسنے مانا
مگر آپ کا زعمِ باطل یہی ہے

تغیر ہو ناشاد کیون کیسی کہی | چاہتا ہون داد کیون کیسی کہی

پہلے گالی دی سوالِ وصل پر
پہر ہوا ارشاد کیون کیسی کہی

پیرزن کے ساتہہ بول اُٹہی اجل
اِسنے ای فریاد کیون کیسی کہی

تمنے دِل کی بات کیون کیسی سنی
ہمنے یہہ رُوداد کیون کیسی کہی

عاشقون کے قتل پر اتنی خوشی
آپ ہین جلّاد کیون کیسی کہی

مانگتے تہے میرے ملنے کی دعا
وہ بہی دن ہین یاد کیون کیسی کہی

لے چلین گے آج تجہکو اُنکے پاس
ای دلِ ناشاد کیون کیسی کہی

حشر مین پوچہونگا کہکر سرگذشت
یہہ کہانی یاد کیون کیسی کہی

سُن لئے وصلِ عدو کے تمنے شعر
یہہ مبارکباد کیون کیسی کہی

مین کرون تیری طرح تجہپر ستم
ای ستم ایجاد کیون کیسی کہی

دِل لگایا اب تو ہمنے پندگو
ہرچہ بادا باد کیون کیسی کہی

صید کرلو طائرِ جانِ رقیب
تم بنو صیّاد کیون کیسی کہی

ہمنے تجہہ سے آج اپنی آرزو
بے کئے فریاد کیون کیسی کہی

تو بہی ای ناصح کسی پر جان دے
ہاتہہ لا اُستاد کیون کیسی کہی

داغ تجہکو باغِ جنّت ہو نصیب
خانمان برباد کیون کیسی کہی

کہا تہا ہمنے جو کچہہ رازداں سے
سنا وہ آج دشمن کی زباں سے

یہہ پہر اُمید جسمِ ناتواں سے
کرون مین اُٹہکے باتین آسمان سے

ملا تھا یا نہیں اُس دلستان سے
ترا آنا ہوا قاصد کہان سے

برستے ہین وہ فتنے آسمان سے
قیامت مٹ گئی میری نشان سے

نکالو داغ کو اپنے مکان سے
چلا آیا ہے دیوانہ کہان سے

وہی کہتا ہون مین سنتا ہون جو کچھ
ملی ہے یون زبان اُنکی زبان سے

ہدف دل کو کریگا اک نہ اک دن
یہہ تیرا کھیلنا تیر و کمان سے

اُنہین غصہ ہمین ہے شوق قاصد
چلین گے وہ وہان سے ہم یہان سے

مری آہین رقیبون کی دعائین
یہہ فوجین لڑ رہی ہین آسمان سے

چلے بے راہ اکثر رہبر شوق
بچی جاتی ہے منزل کاروان سے

ہر اک مین عیب نکلین گے کہان تک
تمہین اچھے سہی سارے جہان سے

سنا ہے آئی کچھ اُس پر بھی آفت
مزا ملنے کا اب ہے پاسبان سے

کہان اے داغ اب اپنا ٹھکانا
اُٹھا بیٹھے ہین دل دونون جہان سے

تاثیر محبت نے کیون دیر لگائی ہے
یارب مری قسمت نے کیون دیر لگائی ہے

مظلوم جفا آخر کب داد کو پہونچین گے
کیا جانے قیامت نے کیون دیر لگائی ہے

میخانہ پہ آجائے گھنگھور گھٹا گھر کر
اللہ کی رحمت نے کیون دیر لگائی ہے

وہ سنگدل آتا ہے کب میرے جنازے پر
لیجانے مین خلقت نے کیون دیر لگائی ہے

لڑتی نہین آنکھ انکی گو سامنے بیٹھے ہین
شوخی نے شرارت نے کیون دیر لگائی ہے

کم ظرف نہین مکیش ہر انکو حیا مانع
ساقی تری ہمت نے کیون دیر لگائی ہر

کل صبح قیامت ہر کیا جانے کوئی اسکو
میری شب فرقت نے کیون دیر لگائی ہر

دشوار نہین میرے لکھے کا بدل دینا
پھر کاتب قدرت نے کیون دیر لگائی ہر

تم کہہ نہ سکے جلدی اشعار بہت اچھے
ای داغ طبیعت نے کیون دیر لگائی ہر

کسطرح کہون قیس ترے دل کو لگی ہر
نالون سے کبھی آگ بہی محمل کو لگی ہر

ای راہنما راہ لے تو اور طرف کی
کچھہ اور ہوا رہرو منزل کو لگی ہر

چلتی ہر کوئی داغ محبت کی نشانی
یہہ چوٹ غضب کی مہ کامل کو لگی ہر

جام مئے کوثر لئے مشتاق ہین حورین
کیون دیر الٰہی مرے قاتل کو لگی ہر

تعریف سنی حضرت یوسفؑ کی جو مجھہ سے
اک چوٹ مرے حور شمایل کو لگی ہر

انصاف سے دشمن نے کہی حق مین ہمارے
اچھی بہی کہی ہر تو بری دل کو لگی ہر

مین تیرے سوا اور نہ اللہ سے مانگون
مدت سے یہی دہن ترے سایل کو لگی ہر

مجبور رہا شکر جفا سے بہی کمبخت
کیا موت کی ہچکی ترے بسمل کو لگی ہر

دیکھا نہ کنارا کبھی کشتی نے ہماری
کب ٹھیس حباب لب ساحل کو لگی ہر

کچھہ روتے ہین کچھہ مرتے ہین کچھہ لوٹ رہے ہین
کس کی نظر بد تری محفل کو لگی ہر

جب سے ہے سنا داغ نے کی عشق سے توبہ
گھبرائے ہوے پہرتے ہین کیا دل کو لگی ہر

وقت انصاف جو تم پاس ہمارے ہوتے
رو برو داور محشر کے اشارے ہوتے

بزم دشمن مین ترے ہمکو نظارے ہوتے
اور اس بات کے آنکھون مین اشارے ہوتے

کسنے یون پیار کیا کسنے وفا ایسی کی
کیون کرین قتل کسیکو وہ ہمارے ہوتے

شب فرقت مین وہ ان وہار گھٹا چھائی ہے
کاش گنتے جو نمودار ستارے ہوتے

پھول تھے غیر کی قسمت مین اگر ای ظالم
تونے پتھر ہی مجھے پھینک کے مارے ہوتے

قیس و فرہاد بھلے کو نہوے آج کے دن
وہ بہی سو جان سے قربان تمہارے ہوتے

تارے گن گن کے گذاری شب دیجور فراق
کیا مصیبت تھی جو گنتی کے ستارے ہوتے

نامہ بر رہ کے وہان تجھکو خبر لانی تہی
چار دن اور مصیبت کے گذارے ہوتے

جور کے لطف تھے جب مزہ کی کے تبہی مرتے
جو تمہارے تہے وہی ڈہنگ ہمارے ہوتے

کیون مرے پاس تہے چپ کو رہے پہلو مین
آپ بہی حضرت دل اٹھ کے سدہارے ہوتے

زلفین بکہری ہوئی ہین تمنے جو سنوارین تو کیا
کام بگڑے ہوے عاشق کے سنوارے ہوتے

چار دن بہی نہ رقیبون سے نبہی دیکہہ لیا
جو ہمارے نہوئے کب وہ تمہارے ہوتے

امتحان گاہ محبت مین نہ ٹھہرے اغیار
یون نہ گہبراتے اگر دل کے کرارے ہوتے

بے نیازی کی ادا ان مین نہ ہوتی ہرگز
یہہ بت جو نہ اللہ کے پیارے ہوتے

داغ

وہ قتل کیا اسنے یہہ شہرت ہو سکیگی
کیا لطف ہو محشر مین بہی تربت ہو سکیگی

ہم اپنے ہی سر لین گے مصیبت ہو سکیگی
آئے گی اسی جان پہ آفت ہو سکیگی

مٹ جائے کوئی حسن سے شہرت ہو کسیکی
ماتم ہو کسیکا شب عشرت ہو کسیکی

پیغام دیا تھا کوئی مرتا ہی خبر لو
قاصد سے کہا گر یہی عادت ہو کسیکی

تم ظلم کئے جاؤ یہہ ذمہ ہی ہمارا
پرسش ہی جو فردائے قیامت ہو کسیکی

وہ صدمے اُٹھائے ہین کہ ہر دم یہہ دعا ہے
دنیا مین کسیکو نہ محبت ہو کسیکی

ہم لطف کے رتبے کو ابہی جانچ رہے ہین
دل دین اگر ایسی ہی عنایت ہو کسیکی

بیدل ہین یہہ معشوق ہی عاشق سے زیادہ
دل ہو تو ضرور اُس مین محبت ہو کسیکی

کیون وصل کی شب ہاتھ لگانے نہیں دیتے
معشوق ہو یا کوئی امانت ہو کسیکی

انصاف اُسی روز تو ٹھہرا ہے ہمارا
ایسا نہو شرمندہ قیامت ہو کسیکی

اے نامہ بر انداز سخن سیکھ لے ہمسے
تعریف کے پہلو مین شکایت ہو کسیکی

لپٹا دے مجھے تیغ سے اے شوق شہادت
پوری نہ کسیطرح سے حسرت ہو کسیکی

دشمن کی کبھی تم سے بُرائی نہ کرون گا
کیا فائدہ کیون مفت مین غیبت ہو کسیکی

دیکھی ہے وہ شوخی کہ یہہ جی چاہ رہا ہے
مٹی کے بہی پتلے مین شرارت ہو کسیکی

آتا ہے مجھے نرگس حیران سے بہی وہم
کمبخت کی آنکھون مین نہ حسرت ہو کسیکی

اے داور محشر نظر رحم کسی پر
مجھکو نہین منظور کہ ذلت ہو کسیکی

راحت طلبی نے مجھے رکھا نہ کہین کا
طاعت ہو کسیکی نہ اطاعت ہو کسیکی

اے نامہ بر احوال غم ہجر تو لکھدون
ایسا نہو میری ہی سی حالت ہو کسیکی

لڑنا کبھی ملنا کبھی آنا کبھی جانا
تم شوخ ہو یا شوخ طبیعت ہو کسیکی

اور ہین دو تسکین کے لئے غیر کی تصویر | شاید جو نہون مین تو ضرورت ہو کیسی

یہہ **داغ** ہماری نہین سنتا نہین سنتا
ایسی ہی الٰہی نہ بُری مت ہو کسی کی

عشق مین عیش کے بدلے یہہ تباہی کیسی | پھنس گئی جان مصیبت مین الٰہی کیسی
چاہتے ہو مری چاہت کا رقیبون سے ثبوت | جب ہو مجرم کو خود اقرار گواہی کیسی
ابھی آئی ابھی چھائی شب ہجران اے چرخ | دوڑتی ہے ترے منہہ پر یہہ سیاہی کیسی
ترک خونخوار ترا غمزہ پھر اُسپر چالاک | دل سے لڑتا ہی لڑائی یہہ سپاہی کیسی
دل نہین مال تو اس کا تمہین لالچ کیسا | تم نہین چور تو دزدیدہ نگاہی کیسی
تم تو دلدار و وفادار ہو لو کیا کہنا | منصفی شرط ہے کیون ہمنے نباہی کیسی
پارسا جان کے وہ مجھہ سے ملے دیکھو ہین | آگئی کام مری پاک نگاہی کیسی
ابر آیا ہی فلک پر کہ شب غم یارب | یہہ سپیدی مین جھلکتی ہے سیاہی کیسی
اس سے بڑھکر تو گنہگار نہ دیکھا نہ سنا | جب کیا عشق تو ناکردہ گناہی کیسی

کیا بُری چیز ہی الفت کا بُرا ہو اے **داغ**
دل سے ہمدم نے بُرائی مری چاہی کیسی

فراق یار مین تسکین دل بیتاب کو ہوتی | جو اپنے عیش سے فرصت مگر احباب کو ہوتی
پسند آتی اگر اُس شوخ کو ایسدل کی بیتابی | یہہ حسرت برق کو یہہ آرزو سیماب کو ہوتی
بنایا ان حسینون کو تباہی کے لئے ورنہ | ترقی سی ترقی عالم اسباب کو ہوتی

شب فرقت جو دیکھا چودھوین کا چاند کیا دیکھا
میسر اُسکی صورت دیدۂ بیخواب کو ہوتی

پڑی تھی مخمصے مین جان مجھہ مے کش کی مرجاتا
اگر کچھہ دیر اے زاہد شراب ناب کو ہوتی

نئی سیرین نرالے رنگ کیونکر دیکھتا کوئی
ہمیشہ کیون نہ گردش عالم اسباب کو ہوتی

رہا پردے مین وہ بت ورنہ ابرو کے اشارے سے
قیامت تھی کہ جنبش کعبہ کی محراب کو ہوتی

شراجب تھا رہتا نام کو بھی اُس مین دم باقی
یہانتک پیاس تیری خنجر بے آب کو ہوتی

نگاہ شوق موسیٰ کی طرح گر دیکھتی تجھکو
کہان یہہ تاب تیرے روے عالمتاب کو ہوتی

شب غم **داغ** سینہ سے نہ اُٹھا تھا ہی ورنہ
فروغ داغ سے نسبت نہ کچھہ مہتاب کو ہوتی

یہہ چرچے ہین ہمین دونون کے دم سے
نہ تم سے پھر زمانے مین نہ ہمسے

اگر مرجائین تو چھٹ جائین غم سے
مگر یہہ ہو نہین سکتا ہی ہم سے

ہمین ہر کس کی حسرت تیری حسرت
محبت کس کے دم سے تیرے دم سے

نہ لکھین گے جواب خط کسیکو
یہی لکھدے وہ کاش اپنے قلم سے

یہانتک ہو گئے ہین محو دیدار
یہہ آنکھین کم نہین بیت الصنم سے

نہ کیون ہو اُنکی گھبرائی ہوئی چال
کہ فتنے لپٹے جاتے ہین قدم سے

پسند آئی اُنھین خود طرز رفتار
نظر اُٹھتی نہین اپنے قدم سے

غلط ہر وعدہ پھر ہر بار کہنا
ہماری توبہ ہی جھوٹی قسم سے

کہا یہہ شکوہ روز جزا پر
تجھے پالا پڑیگا پھر بھی ہم سے

شب وعدہ ہماری خواب مین آئے
وہ سچے بن گئے جہوٹی قسم سے

ملا یہہ خامہ فرسائی پہ الزام
ہمین لکہا ہی خط ٹوٹے قلم سے

مرے سر پر نہ رکہو ہاتہہ اپنا
کہ ہوگا درد سر جہوٹی قسم سے

زمانے کو فلک کو ساتہہ لے لو
یہہ جی بھرتا نہین تہوڑے ستم سے

دم تحریر خط یہہ ہین دعائین
چلے قاصد سوا میرے قلم سے

کہین گے ہم کہ ہمکو چاہتے ہو
اگر تم ہاتہہ اٹہا بیٹہے ستم سے

خدایا آبرو دے رزق اى داغ
نہین ہی بحث ہمکو بیش و کم سے

اجل روز جدائی کیون نہ آئی
کسیکی مجہکو آئی کیون نہ آئی

بہت عاشق تہے خواہان قیامت
بلائے سے نہ آئی کیون نہ آئی

تعجب ہی کہ اس بیداد پر بہی
ترے آگے جدائی کیون نہ آئی

محبت مین جو دلپر آئی تہی چوٹ
جگر پر وہ سوائی کیون نہ آئی

عدو کو پہیر لاتا تیرے در سے
مجہے یہہ رہنمائی کیون نہ آئی

ترا شفاف چہرہ تن بدن صاف
طبیعت مین صفائی کیون نہ آئی

مسیحائی اگر آتی ہے تمکو
ادائے جانفزائی کیون نہ آئی

مجہے بہولا سمجہہ لے ورنہ واعظ
سمجہہ مین پارسائی کیون نہ آئی

ہزارون چاہتے ہین داغ تمکو

تمہین پھر بیوفائی کیون نہ آئی

پوچھتے ہین وہ مزاج اچھا تو ہے — مار رکھنے کا علاج اچھا تو ہے

پاس کُل وجہہ استغنا ہوئی — جب نہو کچھہ احتیاج اچھا تو ہے

گر حسینون مین بھی ہو رسم وفا — کیا برا ہے یہہ رواج اچھا تو ہے

آشیان زیب سر مجنون ہوا — اے جنون تنکون کا تاج اچھا تو ہے

سینہ کوبی دل خراشی چاہیئے — ہو سکے جو کام کاج اچھا تو ہے

دل نہ ٹھیریگا تو کیا ٹھیریگا عشق — قلب کا یہہ اختلاج اچھا تو ہے

داغ کو دی ہے تسلی آپنے
واقعی وہ کل سے آج اچھا تو ہے

پھول دن بھر مین تروتازہ کہان رہتا ہے — آدمی تیس برس تک بھی جوان رہتا ہے

داغ حسرت جو پس مرگ عیان رہتا ہے — یہہ نشان قدم عمر روان رہتا ہے

دل مین رہتا ہے جو آنکھون سے نہان رہتا ہے — پوچھتے پھرتے ہین وہ داغ کہان رہتا ہے

کونسا چاہنے والا ہے تمہارا ممنون — سر تو رہتا نہین احسان کہان رہتا ہے

دست رد سینۂ عشاق پہ مارا اکثر — تیغ سے بڑھ کے ترا ہاتھہ روان رہتا ہے

وہ کڑی بات سے لیتے ہین جو چٹکی دل مین — پھر وہ انکے لب نازک پہ نشان رہتا ہے

مین برا ہون تو برا جان کے ملیئے مجھہ سے — عیب کو عیب سمجھیئے تو کہان رہتا ہے

خانۂ دل مین تکلف بھی رہے تھوڑا سا — کہ ترا داغ ترا درد یہان رہتا ہے

لامکان تک کی خبر حضرت واعظ نے کہی
یہہ تو فرمائیں کہ اللہ کہان رہتا ہی

ہم تو سمجھے تھے کہ دہ یہان ہی تمہارا نوکر
کیا خبر تھی ملک الموت یہان رہتا ہی

اُنکے آتے ہی مجھے حور کا آیا جو خیال
بولے گھبرا کے کوئی اور یہان رہتا ہی

اپنے کوچہ مین نئی راہ نکال اپنے لئے
کہ یہان مجمع آفت زدگان رہتا ہی

جیسی دو آنکھین ہین دو دل بھی ملے ہین مجکو
وقت پر ایک یہان ایک وہان رہتا ہی

گرچہ وہ کوستے ہین فخر ہی اسکا مجھکو
نام میرا ہی اُنہین ورد زبان رہتا ہی

کچھہ مجھے وہم بندھا کرتے ہین تنہائی مین
کچھہ اُنہین بھی مری جانب سے گمان رہتا ہی

کیا کرون عشق مین بیتابی دل کا شکوہ
صبر کرنے سے بھی پہرون خفقان رہتا ہی

میرے مطلب کی کہانی سے اُنہین ہی نفرت
یہی افسانہ مجھے نوک زبان رہتا ہی

زخم آلے تو سبھی خشک ہوا کرتے ہین
داغ مٹتا ہی نہین اسکا نشان رہتا ہی

لطف وہ عشق مین پائے ہین کہ جی جانتا ہی
رنج بھی ایسے اٹھائے ہین کہ جی جانتا ہی

جو زمانے کے ستم ہین وہ زمانا جانے
تونے دل اتنے ستائے ہین کہ جی جانتا ہی

مسکراتے ہوے وہ مجمع اغیار کے ساتھہ
آج یون بزم مین آئے ہین کہ جی جانتا ہی

سادگی بانکپن اغماض شرارت شوخی
تونے انداز وہ پائے ہین کہ جی جانتا ہی

انہین قدمون نے تمہارے انہین قدمون کی قسم
خاک مین اتنے ملائے ہین کہ جی جانتا ہی

تم نہین جانتے اب تک یہہ تمہارے انداز
وہ مرے دل مین سمائے ہین کہ جی جانتا ہی

کعبہ و دیر مین ٹہر اگئین دونون آنکہین | ایسے جلوے نظر آئے ہین کہ جی جانتا ہی
دوستی مین تری درپردہ ہمارے دشمن | اسقدر اپنے پرائے ہین کہ جی جانتا ہی

داغ وارفتہ کو ہم آج ترے کوچے سے
اِس طرح کہینچ کے لائے ہین کہ جی جانتا ہے

تم لُبہاتے ہو بار بار کسے | ایسی باتون کا اعتبار کسے
واہ کیا شان بے نیازی ہی | دیدیا دلپر اختیار کسے
جب تلوّن مزاج وہ ٹہرے | بیوفائی کا اعتبار کسے
مانگتا ہی دعا رقیب اگر | کہینچ لایا مرا مزار کسے
میرے مرنے کے بعد روکے کہا | اب کہین گے وفا شعار کسے
تاک مین دل کی ہی نشیلی آنکہہ | اور کہتے ہین ہوشیار کسے
دیکہیے رنگ لائے کیا جوبن | لوٹتی ہی تری بہار کسے
اِک زمانے مین پڑ گئی ہلچل | کردیا تمنے بیقرار کسے

داغ کو دو ہی دن مین بہول گئے
آپ کہتے تہے جان نثار کسے

دل کے رہنے کا اعتبار کسے | اور رہنے کا اختیار کسے
دل سے دشمن کا اعتبار کسے | ہم بنائین صلاحِ کار کسے
یاد بہی ہی کہ آج بہول گئے | کل کیا تہا امیدوار کسے

موت سے پیشتر ہی مرجاؤن — اسقدر تاب انتظار کسے

جب کہا مین نے ہائے لوٹ لیا — دل پکارا کہ میرے یار کسے

غیر کو بھی بلا لیا ہمنے — وہ بنائینگے رازدار کسے

ذکرِ دشمن تو خوب تہا کہیے — اب گذرتا ہی ناگوار کسے

دل دعا کیا کرے مرے حق مین — بخشوائے گناہگار کسے

بجلیان ہین یہہ شوخیان تیری — اور کہتے ہین بیقرار کسے

داغ سے وہ اگر نہین ملتے — نہ ملین ہی یہہ افتخار کسے

ہین جوشِ دل سے دیدۂ گریان بہرے ہوئے — دونون چراغ ہین شبِ ہجران بہرے ہوئے

زخمون پہ میرے کان ملاحت کے ہاتہہ سے — خالی کئی ہوئے ہین نمکدان بہرے ہوئے

منکر ہی قتلِ غیر سے کیون دیکہہ تو ذرا — آیا ہی کون خون سے دامان بہرے ہوئے

خالی نہین فساد سے یہہ تیوری کے بل — آتے ہو تم کہین سے مری جان بہرے ہوئے

مجہہ زندِ پاکباز کو خالی سمجہہ نہ شیخ — اس دل مین ہین خزانۂ عرفان بہرے ہوئے

ہین جنتی گلی مین تری کشتگانِ تیغ — ہین اس زمین مین گنجِ شہیدان بہرے ہوئے

اے داغ دل ترا نہ شگفتہ ہوا کبھی — عالم مین ہین گلون سے گلستان بہرے ہوئے

ایسے تنگ آئے ہاتہہ سے دل کے — روے ہم غیر سے گلے مل کے

عرش سے آگے آگے ملتے ہین — کچھ کچھ آثار اپنی منزل کے
قطع اُمید ہو گئی آخر اور ٹکڑے کرو مرے دل کے
عشق پُرزور حُسن زور شکن رہ گئے آج ہاتھ مل مل کے
بوسہ دینے کا لطف تو یہ ہے ہونٹ ہلنے نپائین سایل کے
ہاتھ گردن مین ڈال کر بولے کِس سے ملئے ترے گلے مِل کے
شوق سے آپ آئینہ دیکھین ہوش اُڑ جائین گے مقابل کے

داغ کے عشق پر یہ ناز کرو
ہم ہین معشوق فرد کامِل کے

کام رُکنے کا نہین اے دلِ نادان کوئی خود بخود غیب سے ہو جائیگا سامان کوئی
بیچتا ہون جو خریدے مرے ارمان کوئی مفت دیتا ہون اگر مان لے احسان کوئی
عشق جسکو نہوا ایسا نہین انسان کوئی — آگے تقدیر ہے خوش ہو کہ پشیمان کوئی
مل گیا اور ہی غارتگرِ ایمان کوئی لیگیا لوٹ کے مجھہ سے ترے ارمان کوئی
تہا ابھی چشم تصوّر مین نمایان کوئی — ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے پنہان کوئی
لائے کیونکر یہ یقین دل سے مسلمان کوئی بے قسم کہاتے وہ کرتے نہین پیمان کوئی
پانی پی پی کے دُعا دین تجھے بسمل قاتل اُنکو پہنچا دے سرِ چشمۂ حیوان کوئی
اِن اُچٹتی ہوئی باتون کے نہین ہم قایل کرے انکار باندازۂ پیمان کوئی
دِیر ہو جاے بلا سے اُنہین آرایش مین رہ نجاے کسی کمبخت کا ارمان کوئی

رکھہ کے پیکان مرے زخمون مین لگاتا نمکی
ہوئے یون نہین دیکھہ کے انگشت بدندان کوئی

شکوۂ رنجش و بیداد بہی کرنا قاصد
مگر اتنا کہ نہ ہو جاے پشیمان کوئی

جانتے ہی ہو اُس ارمان بہرے کو کہ نہین
شب کو بیٹھا تہا کسی گوشہ مین پنہان کوئی

برسون امید شہادت مین جیئے ہم اے خضر
تیغ سے بڑہ کے نہین دم کا نگہبان کوئی

نظر آتا نہین محفل مین کہین پروانہ
بنکے بیٹھا ہی نگہبان شمع شبستان کوئی

حسرتین یون تو محبت مین بہت ہوتی ہین
دل مین رکہنے کا نکل آتا ہی ارمان کوئی

منفعل روز قیامت ہو وہ ظالم توبہ
داد خواہی سے نہ ہو جاے پشیمان کوئی

چشم بد دور وہ صیاد ہین تیری آنکھین
سامنے ہو کے نکلتا نہین انسان کوئی

ایک مہمان نے آتے ہی یہہ گہر لوٹ لیا
وہ جو دل مین ہی تو باقی نہین ارمان کوئی

دل تڑپ کر ادہر آتا ہی تو بڑہتی ہی خلش
ہی مگر دوسرے پہلو مین بہی پیکان کوئی

اُسکو مین لکھہ کے خط شوق پتا بہول گیا
غیر ہی لکھدے مرے نامے کا عنوان کوئی

طبع حاضر ہی صفائی بہی ہی نیت بہی درست
اب تو کر لیجیے خدا کے لئے پیمان کوئی

مین شب وصل زبان چوس کے چہوڑون کیونکر
کر سکے غیر سے کیون وعدہ و پیمان کوئی

اے حیات ابدی کچہہ تو سہارا دینا
نظر آتا ہی مجہے جان کا خواہان کوئی

ہی حسینون کی عدالت مین اُسکی بخشش
ہو جو ناکردہ خطا دل سے پشیمان کوئی

ہو گئی اُس بزم مین گلدستۂ نرگس کی بہا
باندہ دے اُس مین مرا دیدۂ حیران کوئی

آتشین آہ نے بل خاک نکالے دیکھو
سید ہے کرتا ہی ادہر ناوک مژگان کوئی

جب سے کی عشق سے توبہ نظر آتے ہین یہہ جواب — کہینچتا ہی کوئی دامن تو گریبان کوئی

توڑ کر عہد بُت عہد شکن نے یہہ کہا — آپ کی عمر کا رشتہ نہین پیمان کوئی

دِل مین چُبہہ جاتی ہین کسطرح تمہاری آنکہین — سچ دیکہا نہ کبہی ناوکِ مژگان کوئی

فرصتِ ناز بہی پہر دن نہین ملتی افسوس — وہ ہی مصروفِ ستم ہائے فراوان کوئی

آنکہہ مین آنکہہ تو ڈالی نہین جاتی ظالم — دِل مین دِل ڈالدے کسطرح سے انسان کوئی

مٹ چکی ہی خلشِ دِل مگر اب بہی ہی داغ
پہانس کی طرح کہٹک جاتا ہے ارمان کوئی

تری محفل مین یہہ کثرت کبہی تہی — ہمارے رنگ کی صحبت کبہی تہی

اِس آزادی مین کیا وحشت کبہی تہی — مجہے اپنے سے بہی نفرت کبہی تہی

ہمارا دل ہمارا دِل کبہی تہا — تری صورت تری صورت کبہی تہی

ہوا انسان کی آنکہون سے ثابت — عیان کب نور مین ظلمت کبہی تہی

دکن مین آئے ہم ہندوستان سے — تصور مین بہی یہہ صورت کبہی تہی

مِٹی کیا آبروئے عشق افسوس — کہ اِس ذِلت مین بہی عزت کبہی تہی

جہان سو حسرتون کی پوٹ ہی اب — یہین اِک شخص کی تُربت کبہی تہی

ذرا انصاف کیجے کون ہون مین — نہ تہی یا کچہہ مری عزت کبہی تہی

اُسی حسرت مین اب دِل مُبتلا ہی — کہ جس اُمید مین حسرت کبہی تہی

ابہی باقی ہی کچہہ آزار کا شوق — وہ پہر ہو جو مری حالت کبہی تہی

ترحم ہی تجھے ہمپر کبھی تھا
تسلی ہی دم رخصت کبھی تھی

نہ دی دو گز زمین مرقد کو میری
کہا اس کوچہ مین تربت کبھی تھی

کرین کیا اب زمانے کی شکایت
کہ دنیا منزل راحت کبھی تھی

محبت سے تری ہوتا ہے اب رنج
عداوت سے تری اُلفت کبھی تھی

شب ہجران مین سویا کون کمبخت
کبھی کچھ ہوش تھا غفلت کبھی تھی

دل ویران مین باقی ہین یہہ آثار
یہان غم تھا یہان حسرت کبھی تھی

مزا آتا نہین وہ قتل مین اب
ترے خنجر کون مین جو لذت کبھی تھی

شکایت سُن کے یہہ ہوتا ہے ارشاد
تری تقدیر مین راحت کبھی تھی

یہہ تہمت رکھکے ہم اُنسے ملین گے
ہماری آپ کی صحبت کبھی تھی

تمہاری سادگی یہہ کہہ رہی ہے
نگاہِ ناز اِک آفت کبھی تھی

ہجومِ غم سے اب تک مر نجاتا
مجھے مرنے کی بھی فرصت کبھی تھی

دِل برباد مین اُڑتی ہے اب خاک
یہہ بستی غیرت جنت کبھی تھی

یہہ دِل حاضر ہے لیجے اِس سے کیا بحث
تھی یا آپ کی نیّت کبھی تھی

نہین ہے اب نہین ہے صاف سنلو
کبھی تھی مجھکو ہان چاہت کبھی تھی

تم اترائے کہ بس مرنے لگا **داغ**
بناوٹ تھی جو وہ حالت کبھی تھی

ہم ترے کام اے دل مضطر بنائین گے
اب کے بگڑ گئے تو مکرّر بنائین گے

تصویر یار اپنی جبین پر بنائین گے
بگڑا ہوا ہم اپنا مقدر بنائین گے

جنّت کے بدلے دلمین تمہے گہر بنائین گے
یہہ یادگار ہم سرِ محشر بنائین گے

ایمان کی تو یہہ ہی غضب ہین بتان ہند
اپنا ہی سا مجھے بہی یہہ کافر بنائین گے

حرف غلط نہین مری تقدیر کا لکہا
احباب چہیلکر اسے کیونکر بنائین گے

اور و نیہ کیون نزول بلا اپنے سا ہیہ ہو
اب ہم مکان شہر سے باہر بنائین گے

کیا بن پڑیگا کوئی نہ دل کا مسوّدہ
اکثر مٹائین گے ابہی اکثر بنائین گے

ہوگا یو نہین جو تشنۂ خون ایک ایک کا
کیون میفروش بادۂ احمر بنائین گے

دینے لگا ہی ہمکو مزا خار آرزو
اسکو بڑہا کے صورت نشتر بنائین گے

باعث بگاڑ کے ہین وہی جنسے تہی امید
انسے بنین گے کام یہہ اکثر بنائین گے

افسوس ہی کہ ٹوٹ پڑیگا وہین فلک
ہم جان توڑ کر جو کہین گہر بنائین گے

جب دل بگڑ چکا تو بنائے سے کب بنا
کیا خاک وہ بنائین گے پتہر بنائین گے

دشمن ہمارے واسطے تکلیف کیون کرین
ہم آپ اپنے قتل کا محضر بنائین گے

داماں حشر خانہ بدوشون سے کب چہٹا
اسکو بہی چیر پہاڑ کے بستر بنائین گے

تیرے بگاڑنے تو بگاڑا ہی دل مرا
تیرے بناؤ بہی دم پر بنائین گے

خالی نہوگی لطف سے بیداد محتسب
ہم شیشۂ شکستہ کو ساغر بنائین گے

کہتے ہین وہ جلائین گے ہم تجہکو حشر تک
دشمن کی قبر تیرے برابر بنائین گے

ہوگا شب فراق کا غم بہی بہت بڑا
دل کو ہزار ہاتہہ کا کیونکر بنائین گے

اُس نازنین کو لکھین گے جب سطرِ اشتیاق
دل کی رگون سے ہم خطِ مسطر بنائین گے

بیکار جائیگا نہ کوئی فتنہ خرام
وہ رفتہ رفتہ شہر کو محشر بنائین گے

کیون عکس جا سکیگا جو تو ناز کر سکے
ہم آئینے مین سدِّ سکندر بنائین گے

عادت ہی ہو گئی ہے وہ دیکھین گے جب مجھے
چتون غضب کی قہر کے تیور بنائین گے

منہہ دیکھتے ہین در سے نیچی نظر کئے
پلکون سے آئینے مین وہ جوہر بنائین گے

وہ جہانکنے جو آئینگے ہم دیکھہ لینگے صاف
تصویرِ غیر روبروے در بنائین گے

وہ کم سنی مین کھیل ہی کھیلین گے تو یہی
مٹی کے تیغ و ناوک و خنجر بنائین گے

کچھہ تجھہ کو بھی تو خانہ خرابی کی قدر ہو
خانہ خراب دل مین ترے گھر بنائین گے

ہر وقت داغ کا یہی تکیہ کلام ہے
میرے حضور مجھکو تو انگر بنائین گے

گر میرے اشکِ سرخ سے زنگِ حنا ملے
جو چور کی سزا ہو وہ مجکو سزا ملے

جاتے تہے منہہ چھپائے ہوے میکدہ کو ہم
آتے ہوے اُدہر سے کئی پارسا ملے

پس ماندگانِ قافلہ کا انتظار تہا
جو رہگیر تہے راہ مین بارے وہ آ ملے

اپنی ہی شامت آگئی توبہ کے ساتھہ ہی
عہدِ شباب کے جو کہین آشنا ملے

جنت سے عار حور کی صحبت سے اجتناب
کیا جانے بندگی کا صلہ مجکو کیا ملے

شوقِ وصال خاک مین سبکو ملائیگا
تم کیون ملو کسی سے تمہاری بلا ملے

اللہ دے تو فقر کی دولت ہے سلطنت
جتنے فقیر مجہکو ملے بادشا ملے

جو اپنے دل سے آپ کرے بدمزاجیان
ایسے اکھل کھرے سے بھلا کوئی کیا ملے

دنیا مین دل لگی کے لئے کچھہ تو چاہیئے
ہم ان بتون سے ملتے ہین جبتک خدا ملے

اک بات ہم کہین تو ابھی کھوئے جاؤگے
اسطرح سے کہ تمکو نہ اپنا پتا ملے

اب منصفی ہی داور محشر کے علم پر
میرے گواہ ٹوٹ کے دشمن سے جا ملے

لو آؤ دل ملائین تمہاری نگاہ سے
شوخی سے شوخی اور حیا سے حیا ملے

اُس دل ستانکا ہی وہی دروازہ نامبر
دربان ہی تجھسے دلکو جہان پوچھتا ملے

یہہ بھید کیا ہی مجھہ سے ملا آج یون رقیب
جسطرح آشنا سے کوئی آشنا ملے

اُسکے ہجوم ناز مین کھو یا گیا ہی دل
جو اسطرحکی بھیڑ مین گم ہو وہ کیا ملے

اسواسطے اُٹھائی ہین تیری برائیان
ڈرتا ہون مین کہ اور نہ تجھہ سے بُرا ملے

اے داغ اپنی وضع ہمیشہ یہی رہی
کوئی کھچا کھچے کوئی ہمسے ملا ملے

ساقیا دے بھی مے روح فزا تھوڑی سی
یہو فا عمر کرے اور وفا تھوڑی سی

ہم تو اُس آنکھہ کے ہین دیکھنے والے دیکھو
جس مین شوخی ہی بہت اور حیا تھوڑی سی

وعدۂ غیر پہ کیا ہوتی ہی جلدی اونکو
ہاتھہ دھو ڈالتے ہین ملکے حنا تھوڑی سی

نغمہ دلکش ہو تو دمساز دم عیسیٰ ہی
کبھی آجاتی ہی کانون مین صدا تھوڑی سی

تم مرے جرم کی تفصیل نہ پوچھو مجھہ سے
کہ خطاوار بتاتا ہی خطا تھوڑی سی

ابھی بتخانہ کے سجدون سے تو فرصت ہولے
جا کے مسجد مین بھی کرلین گے ادا تھوڑی سی

مرگ فرہاد پہ حسرت سے کہا شیرین نے / عمر عاشق ہی کو دیتا ہی خدا تہوڑی سہی

واے تقدیر گرے ٹوٹ کے ناخن اپنے / رہگئی تہی گرہ بندِ قبا تہوڑی سہی

آئے ہمسایہ مین وہ گو نہ یہانتک آئے / آج مقبول ہوئی میری دعا تہوڑی سہی

کیون فلک مجہکو کہلاتا ہی غم عشق بہت / ایسے بیمار کو دیتے ہین غذا تہوڑی سہی

بعد مردن مری مرقد مین بنا دین روزن / آتی جاتی رہے دنیا کی ہوا تہوڑی سہی

منصفی شرط ہی آخر کوئی کبتک بخشے / روز ہوجاتی ہی بہولے سے خطا تہوڑی سہی

داغ یہہ مئے ہی یہہ ساغر ہی کہان کی توبہ / پی خدا کے لیے اے مرد خدا تہوڑی سہی

جانسے چہوڑ دے تو اے ستم ایجاد مجہے / کہ ملے روز نئی لذت بیداد مجہے

تم جہلاتے رہو آزار کے دینے والے / کون سنتا ہی مبارک مری فریاد مجہے

اہل محشر سے یہہ پوچہیگا خدا لگتی بات / تمنے دیکہا بہی ہی دنیا مین کبہی شاد مجہے

حسن کا دام بلا ہی جسے عالم مین / نظر آتا ہی ہر اک پہول بہی صیاد مجہے

بندگی ایسی غلامی کو اگر فرد رہو / قتل کرڈال جو کرتا نہین آزاد مجہے

آسمان ٹوٹ پڑا مجہپہ تری الفت مین / پہلے ہی سے نظر آتی تہی یہہ افتاد مجہے

کچہہ تو امید بندہے اسنے وفاداری کی / کاش دشمن ہی سمجہکر وہ کرین یاد مجہے

خانۂ دل سے یہہ ماتم کی صدا آتی ہی / غم سے آباد کیا جان سے برباد مجہے

ہچکیان **داغ** دم نزع چلی آتی ہین

شاید اُس بھُولنے والے نے کیا یاد مجھے

تُمنے بدلے ہم سے گن گن کے لیئے
ہمنے کیا چاہا تھا اسدن کے لیئے

کچھہ نرالا ہی جوانی کا بناؤ
شوخیان زیور ہین اِس حسن کے لیئے

وصل مین تنگ آکے وہ کہنے لگے
کیا یہہ جوبن تھا اسی دِن کے لیئے

چاہنے والون سے گر مطلب نہین
آپ پھر پیدا ہوُے کِن کے لیئے

فیصلہ ہو آج میرا آپ کا
یہہ اُٹھا رکھا ہی کس دِن کے لیئے

دِے مَے بے دُرد اَی پیرِ مُغان
چاہیئے اِک پاک باطن کے لیئے

دِل کے لینے کو ضمانت چاہیئے
اور اطمینان ضامن کے لیئے

مَی کشو مژدہ اَب آئی فصلِ گُل
بلبلون نے چونچ مین تنکے لیئے

ہمنشینون سے مِرے کہتے ہین وُہ
چھوڑ دین غیرونکو کیا اِن کے لیئے

ہین رُخِ نازک پہ گنتی کے نشان
کس نے تیرے بوُسے گن گن لیئے

وہ نہین سُنتے ہماری کیا کرین
مانگتے ہین ہم دُعا جن کے لیئے

آجکل مین **داغ** ہوُگے کامیاب
کیون مرے جاتے ہو دُو دِن کے لیئے

آئے بھی تو وہ منھہ کو چھپائے مرے آگے
اِسطرح سے آنے کہ نہ آنے مرے آگے

کیا دم کا بھروسا ہی پھر آئے کہ نہ آئے
جانا ہی جو قاصد کو تو جائے مرے آگے

کچھہ تذکرہ رنجشِ معشوق جو آیا
دشمن کے بہی آنسو نکل آئے مرے آگے

دل مین نے لگایا ہی مگر دیکھیے کیا ہو / سب جھینکتے ہین اپنے پر آئے مرے آگے

بجھتے ہوئے دیکھونگا نہ مین دل کی لگی کو / کوئی نہ کبھی شمع بجھائے مرے آگے

مانگی ہی دعا وصل کی کچھہ اور نہ سمجھو / کوسا ہو اگر مین نے تو آئے مرے آگے

تیور یہی کہتے تھے کہ یہہ نام ہی میرا / لکھکر کبھی حرف اُسنے مٹائے مرے آگے

دیکھے تو کوئی قاصد جانان کی دلیری / واپس مرے خط لاکے جلائے مرے آگے

بچھڑے ہوئے معشوق ملین سبکو الٰہی / تنہا کوئی جنت مین نہ جائے مرے آگے

محشر مین بھی ہی خواہش خلوت مجھے ایسی / کہتا ہون کیا میرا نہ آئے مرے آگے

کچھہ داغ کا مذکور جو آیا تو وہ بولے
آئے تھے برا حال بنائے مرے آگے

یہہ جو ہی حکم مرے پاس نہ آئے کوئی / اس لئے روٹھہ رہے ہین کہ منائے کوئی

یہہ نہ پوچھو کہ غم ہجر مین کیسی گذری / دل دکھانے کا اگر ہو تو دکھائے کوئی

تاک مین ہی نگہہ شوق خدا خیر کرے / سامنے سے مرے بچتا ہوا جائے کوئی

ہو چکا عیش کا جلسہ تو مجھے خط بھیجا / آپ کی طرح سے مہمان بلائے کوئی

ترک بیداد کی تم داد نہ چاہو مجھہ سے / کرکے احسان نہ احسان جتائے کوئی

یون شب وصل ہو بالیدگی عیش و نشاط / آپ اپنے مین خوشی سے نہ سمائے کوئی

حال افلاک و زمین کا جو بتایا بھی تو کیا / بات وہ ہی جو ترے دل کی بتائے کوئی

درد الفت کے مزے لیتے ہین قسمت والے / خون دل زہر نہین ہی کہ نہ کھائے کوئی

کیا وہ مے داخلِ دعوت ہی نہین اے واعظ
مہربانی سے بُلا کر جو پلائے کوئی

وعدہ وصل اُسے جانکے خوش ہو جاؤن
وقتِ رخصت ہی اگر ہاتھ ملائے کوئی

سردمہری سے زمانہ کی ہوا ہے دل سرد
رکھکر اِس چیز کو کیا آگ لگائے کوئی

آپ نے داغ کو مُنھہ بھی نہ لگایا افسوس
اسکو رکھتا تھا کلیجے سے لگائے کوئی

وہ کھینچتے ہین خنجر بُران کبھی کبھی
مشکل ہماری ہوتی ہے آسان کبھی کبھی

بھولے ہی بنکے کام نکلتا ہے گاہ گاہ
بنجاتے ہین ہم آپ ہی نادان کبھی کبھی

اقرار سے زیادہ ہے انکار آپ کا
ہر دم نہین نہین ہے تو ہان ہان کبھی کبھی

یہ وقت اُنکی شرم سے اُٹھتی نہین پلک
ہوتا ہے دل کے پار یہ پیکان کبھی کبھی

دل رفتہ رفتہ خوگرِ غم ہو تو خوب ہے
آیا کرے مری شبِ ہجران کبھی کبھی

وہ ہاتھ رکھکے سر پہ مرے کھاتے ہین قسم
ہوتے ہین جھوٹ موٹ کے احسان کبھی کبھی

رہ رہکے یاد آتے ہین اپنے ستم اُنھین
ہوتے ہین دل ہی دلمین پشیمان کبھی کبھی

اس جبر پر بھی ہے وہی آفت لگی ہوئی
ہوتا ہے شوق سلسلہ جنبان کبھی کبھی

میری مجال ہے جو کرون عرض مُدعا
نظرون مین بات ہوتی ہے پنہان کبھی کبھی

سُنتے ہین کان رکھہ کے فرشتے بھی اسکی بات
کہتا ہے دُور دُور کی انسان کبھی کبھی

شکرِ خدا کہ عشق نے کچھہ کچھہ اثر کیا
وہ دیکھتے ہین داغ کا دیوان کبھی کبھی

جو نکلا پنجے سے گلگیر کے دل زلف دوتا لپٹی
چھٹا جب اک بلا سے دوسری پیچھے بلا لپٹی

صبا اٹکھیلیاں کرتی ہے کیا کیا راہ میں اسنے
کبھی گل سے آ لپٹی کبھی دامن سے جا لپٹی

لپٹتا ہے گلے سے جسطرح بچھڑا ہوا کوئی
ہمارے حلق سے اسطرح وہ تیغ جفا لپٹی

کبھی لپٹا نہ تو میرے گلے سے کیوں نہ رشک آئے
رہی اے بیوفا ہر دم ترے تن سے قبا لپٹی

وہ ہوں میں کشتۂ فرقت غنیمت اسکو جانونگا
زمیں بھی میری میّت سے اگر بعد فنا لپٹی

قیامت تھک گئی جب اٹھتے اٹھتے میرے نالونسے
تو آخر مضطرب ہوکر ترے قدمونسے جا لپٹی

گھڑی میں انکی آنکھیں دیکھنا کیا شرم و شوخی میں
نگاہوں سے ادا لپٹی تو پلکوں سے حیا لپٹی

وہ ہوں گردش زدہ میں چھو لیا جب میرے دامن کو
تو چکراتی ہوئی پھرون بگولے میں ہوا لپٹی

جلانے کو مرے بزم و چمن میں رات دن دیکھو
جو لپٹا شمع سے پروانہ بلبل گل سے جا لپٹی

کوئی دیکھے تو بانکی وضع رند لاابالی کی
کہ اسکے سر سے ہے وہ لٹ پٹی دستار کیا لپٹی

وہ کہتے ہیں عجب تاثیر دیکھی خون عاشق میں
چھڑائی جسقدر ہاتونسے مہندی سوا لپٹی

نہ روکے سے رکا آخر گیا **داغ** اسکے کوچے میں
زمانا ایک کا کہنا بہت خلق خدا لپٹی

گلشن میں بھرے ہوکے شجر لائے ثمر بھی — اے بارش رحمت کوئی چھینٹا تو ادھر بھی
عاشق میں ترے حور و ملک جن و بشر بھی — دیتا ہے خدا حسن تو پڑتی ہے نظر بھی
وہ صبحکو اٹھتے ہی ملا لیتے ہیں صورت — آئینہ بھی رہتا ہے ہمراہ گل تر بھی
کیا تیز رو راہ محبت ہے الٰہی — پیچھے رہی جاتی ہے مرے دلسے نظر بھی

رکھتا ہی نہین کوئی کہان جاکے رہے دل — مثلِ گلِ بازی ہی یہ ادہر ہی ہر اُدہر ہی

مین صبح شبِ وصل نہ دیکہون اُسے جاتے — آنکہون ہی مین آجائے سپیدیِ سحر ہی

اللہ کرے ہو ترے دربان کو بہی وحشت — میرا ہی گریبان سہی پردۂ در ہی

بتخانہ مین کیون رہنے لگے حضرتِ زاہد — ایسون کا ٹہکانا نہین اللہ کے گہر ہی

اقرار سے پہلے تو رہا کرتے تہے پیغام — جب وعدہ کیا پہر نہین ہوتے وہ خبر ہی

بیٹہو ہی مرے قتل پہ کیا باندہ کے تلوار — دیکہون تو سہی باندہ ہنی آتی ہی کمر ہی

اے داغ دمِ نزع ہین وہ منتظر اس کے
کیون دیر لگا رکہی ہی جلدی کہین مر ہی

اک چیز ہی اس عالمِ ہستی مین نظر ہی — دنیا کا طلبگار رہی دنیا سے حذر ہی

اس تیر کا زخمی ہی مرا دل ہی جگر ہی — اچہونکی بُری ہوتی ہی سیدہی سی نظر ہی

دیکہون کسی محبوب کو مین سامنے تیرے — منت سے کہے تو نگہِ لطف ادہر ہی

یہہ کان تک آئیگی بُری ہو کہ بہلی ہو — رُک جائیگی کیا تیری طرح تیری خبر ہی

کیا ایک ہی ڈورے مین بندہی آنکی نزاکت — جب ہلتی ہی گردن تو لچکتی ہی کمر ہی

بیتاب تری بزم مین دیکہا جسے دیکہا — ہوش اوڑتے ہین مجہسے اوڑتی ہی ہر اوڑتی ہی خبر ہی

دل اُسنے لیا مجہکو ملی دولتِ دیدار — کیا لوٹ کا سامان اُدہر ہی ہر ادہر ہی

کہتے ہین وہ دنیا کے سب چاہنے والے — پوچہے تو کوئی ہی تمہین دنیا کی خبر ہی

جب جرمِ محبت کی سزا مل گئی اک بار — تقصیر وہی ہی جسے ہوئی بارِ دگر ہی

روندا ہی غضب لشکرِ غم نے مرے دل کو | ایسی نہین پامال کوئی راہگذر بہی
ہوتی ہی دعا کافر و دیندار کی مقبول | اللہ کی سرکار مین لُٹتا ہی اثر بہی
اچھا ہی کہ جنگل مین ہو پانی کا سہارا | لیجائے مرا نامہ رسان دیدۂ تر بہی

فرماتے ہین وہ سنتے ہین جب **داغ** کے اشعار
اللہ زبان دے تو زبان مین ہو اثر بہی

ہم سے برگشتہ کسیکی نظر ایسی تو نہی | گرچہ تہی چشم تغافل مگر ایسی تو نہی
شب کو جو حال رہا ہی وہ خدا پر روشن | تجہ سے اُمید مجہے بیخبر ایسی تو نہی
وہی دل ہی وہی لب ہین وہی اندازِ نیاز | جیسی اب ہی یہہ دُعا بے اثر ایسی تو نہی
کوئی گہڑی اور جیونگا یہہ بتادے کمبخت | فکر تجہکو کبہی ای چارہ گر ایسی تو نہی
شکل یوسفؑ کی جو تعریف سنی فرمایا | منصفی شرط ہی دیکہو ادہر ایسی تو نہی
بارہا آئے گئے نامہ و پیغام و سلام | تجہکو جلدی کبہی ای نامہ بر ایسی تو نہی
وصل کے ساتہہ ہی جاتے رہے کیا لیل و نہار | شام ایسی تو نہی وہ سحر ایسی تو نہی
آگ دل کی ہی اثر کر گئی شاید ہمین | پیشتر سوزشِ داغِ جگر ایسی تو نہی

داغ صاحب کی محبت نہ چہپائے سے چہپی
ایسی مشہور ہوئی یہہ خبر ایسی تو نہی

شکستِ عہد سے ہوتا ہی کیا ہی | اُنہین اس بات کی پروا ہی کیا ہی
ترقی کر رہی ہی اُن کی شوخی | ابہی تڑپے گا دِل تڑپا ہی کیا ہی

بڑی آنکھین تمہاری ہین اگر ہون	اِن آنکھون نے ابھی دیکھا ہی کیا ہے
حقیقت مین ہو تم دنیا سے اچھّے	حقیقت مین مگر دنیا ہی کیا ہے
ہمارے دل مین ہی ساری خدائی	خدا کے گھر مین اب رکھا ہی کیا ہے
ملے گی حشر مین کیا داد مجھکو	مری فریاد سے ہوتا ہی کیا ہے
سمجھتا ہی نہین قاصد مری بات	زبانِ نامہ بر پر کیا ہی کیا ہے
شکایت ہی سہی عرضِ تمنّا	ذرا انصاف کر بیجا ہی کیا ہے
تجھے دنیا مین لون عقبیٰ مین چاہون	بجز اِسکے مرا دعویٰ ہی کیا ہے
رہی کیون اس دلِ ویران مین حسرت	نہو وحشت تو وہ صحرا ہی کیا ہے
ہمیشہ دیکھتی ہین دل کی آنکھین —	ہمارا آپ کا پردا ہی کیا ہے
ادا ہے ابتدا مشقِ جفا کی	بہت ہوگا ستم اِتنا ہی کیا ہے
فقط اِک جان وہ بھی تجھپہ قربان	محبّت نے یہان چھوڑا ہی کیا ہے

اگر سُن لین وہ حالِ زارِ داغ
ترے کہنے کا پھر کہنا ہی کیا ہے

کسیکے ہین جلوے یہان کیسے کیسے	عیان کیسے کیسے نہان کیسے کیسے

مطلع ثانی

دیئے داغ نے امتحان کیسے کیسے	مٹائے ہین اُنکے گمان کیسے کیسے
نشیب و فراز اُنکو سمجھائے کیا کیا	ملائے زمین آسمان کیسے کیسے

ہوئین اُنسے غمازیان کیسی کیسی
بنے تھے مرے رازدان کیسے کیسے

وہ حیا و پری دل سے کرتے ہین وعدہ
تو کھاتی ہے پلٹے زبان کیسے کیسے

بنایا کئے مجھکو مجرم وہ ناحق
بلایا کئے ہان مین ہان کیسے کیسے

ملے زاہد پیر کو حور توبہ
وہان ہونگے رعنا جوان کیسے کیسے

نہ آثار عشرت نہ سامان راحت
نشان سے ہوئے بے نشان کیسے کیسے

چھٹے قافلے والے اول ہی منزل
پڑے رہگئے ناتوان کیسے کیسے

نہ مانی نہ مانی مری بات اُسنے
ہوئے دوست ہمداستان کیسے کیسے

کوئی پارسا ہو تو بھر بھر کے ساغر
پلاتا ہے پیر مغان کیسے کیسے

سکھانے پڑھانے کو ہین دوست دشمن
یہان کیسے کیسے وہان کیسے کیسے

کھلائے ہین گل نوک مژگان نے کیا کیا
بنائے ہین دل پرنشان کیسے کیسے

نہین حیدرآباد پیرس سے کچھ کم
یہان بھی سجے ہین مکان کیسے کیسے

گئے دیدہ و دل بھی ہمراہ قاصد
روانہ ہوئے ارمغان کیسے کیسے

مرے ساتھ غیرون پہ بھی آفت آئی
نکالے گئے میہمان کیسے کیسے

گذرگاہ ارمان و حسرت رہا دل
گذرتے رہے کاروان کیسے کیسے

شکایت حکایت ہی مین رات گذری
رہے تذکرے درمیان کیسے کیسے

وطن سے چلے **داغ** جب ہم دکن کو
چھٹے اہل ہندوستان کیسے کیسے

قیامت ہی اگر مین نے فغان کی
فرشتے خیر مانگین آسمان کی

تلاش اُنکو ہی میرے رازدان کی
نئی ترکیب نکلی اِمتحان کی

تمنّا اور وہ بھی اِمتحان کی
خبر تھی کِسکو مرگِ ناگہان کی

کہان ای چارہ گر دل مین حرارت
یہہ گرمی ہی فقط ضبطِ فغان کی

نہین کچھ ہرزہ گو دیوانۂ عشق
سنو تو کہہ رہا ہی یہہ کہان کی

دبا ہی خاکِ صرصر مین نشیمن
نظر پڑتی نہین اب باغبان کی

کرے گی سجدہ میت بھی ہماری
کہ مٹی دی ہی اُسنے آستان کی

شبِ غم آئے خوابِ مرگ کیونکر
یہان دیکھی ہین آنکھین پاسبان کی

تمہین سنواؤن کیونکر اس کی باتین
مرے دِل مین ہی کیفیت زبان کی

مرے مرنے سے گو اُسکو ہوئی عید
خوشی جو چاہیئے تھی وہ کہان کی

درِ جانان پہ ہنگامہ نہ دیکھا
کمان اُتری ہوئی ہی پاسبان کی

دہن کو ہی مزا تیرے دہن کا
زبان کو چاٹ ہی تیری زبان کی

خدا کے سامنے بھی بُت بنے وہ
ہمین نے اُنکی کیفیت بیان کی

یونہین رہجائے وہ بیٹھا کا بیٹھا
کھلی رہجائین آنکھین پاسبان کی

رگِ بسمل مین باقی ہی ابھی دم
لگا دے اور بھی اِک امتحان کی

دِل اُسکا ہی کہ جس نے اپنی حالت
بیان کی اور پھر تجھسے بیان کی

وہ سُنکر داغ کے اشعار بولے

خدا جانے یہہ بولی ہر کہاں کی

کبھی ہمسے نہ کہنا تیرا کہنا ہم نہ مانینگے	جو ضد آئی تو بے منوائے اصلا ہم نمانینگے
خیال غیر ہوگا دل ہمارا پاسبان ہوگا	رہین خلوت سرا مین آپ تنہا ہم نمانینگے
گواہی کون دے میرا ثبوت عشق کیونکر ہو	وہ کہتے ہین قیامت تک یہہ دعوی ہم نمانینگے
ترا ثانی کہان پیدا فقط کہنے کی باتین ہین	اگر سارا زمانہ مان لیگا ہم نمانینگے
ہم ایسے ہی تو ہین وہ ہمکو چہین اِر غیا سے	یقین آتا نہین قاصد ہر جہوٹا ہم نمانینگے
بہت ہمدرد یکجان و دو قالب ہمنے دیکھے ہین	نہین ہر کوئی دنیا مین کسیکا ہم نمانینگے
بلا سے گر کوئی اِس بات کا دل مین برا مانے	مگر معشوق ہو وعدہ کا سچا ہم نمانینگے
سوال انکا یہہ ہر دنیا مین کرلو فیصلہ ہمسے	اٹھاؤگے اگر عقبی مین جہگڑا ہم نمانینگے
وہ کہتے ہین ہم اشک و آہ سوزان کے نہین قائل	بہم ہون آب و آتش دونون یکجا ہم نمانینگے
نکل جائے اگر پہلو سے دل یہہ ہر یقین ہمکو	نکلجائیگی کبھی دل سے تمنا ہم نمانینگے
بڑہیگی تکرار کیون پہلے ہی اِسکا فیصلہ کرلو	یہہ کہنا مان لینگے ہم یہہ کہنا ہم نمانینگے

تمہین خط غلامی لکہدے کیا سند اسکی **داغ**
کہ ایسا شخص ہو بندہ کسیکا ہم نمانینگے

نزاکت مانع زور آزمائی ہوتی جاتی ہے	کہ شاخ گل سے جب انکی کلائی ہوتی جاتی ہے
پہنسا کر زلف مین دل عمر بہر انکی بلا کہیے	اسیری ہوتی جاتی ہے رہائی ہوتی جاتی ہے
مبارکباد اے صیاد کو مژدہ اسیری کو	بہت مشہور میری خوشنوائی ہوتی جاتی ہے

پڑا پاس شوخی آگے ہٹایا خوف نے پیچھے
رسائی میں بھی اُس تک نارسائی ہوتی جاتی ہے

نکلجاتی ہیں کج بل ملانا چھوڑ دو راستبازونسے
بہت سیدھی تمہاری کج ادائی ہوتی جاتی ہے

ہمیں بھی صبر آئے صاف کہدو ہم نہیں رہتے
الگ ہر چیز کیون اپنی پرائی ہوتی جاتی ہے

مخاطب ہوں کسی سے بزم میں وہ چوٹ ہے مجھپر
مرے ہی سامنے میری برائی ہوتی جاتی ہے

وہ چشم فتنہ زا سے دیکھکر آئینہ کہتے ہیں
بہت ایسی شوخ تجھمیں بیحیائی ہوتی جاتی ہے

ابھی سے کیا ہوا جاتا ہے خون مدعا یارب
کہ رنگت کاغذ خط کی حنائی ہوتی جاتی ہے

خدا جانے یہہ ہے کیا بھید کیا ہوتا ہے انکا فن
جدہر تو ہے اُدھر ساری خدائی ہوتی جاتی ہے

نہ میں آتش نہ وہ سیماب یارب کیا سبب اسکا
جہانتک دل ملاتا ہوں جدائی ہوتی جاتی ہے

خدا ہے طالب دیدار محشر کوئی رہجائے
بہت مشہور تیری خودنمائی ہوتی جاتی ہے

کدورت سی کدورت تھی مٹایا **داغ** کو جس نے
بحمد اللہ اب اُنسے صفائی ہوتی جاتی ہے

سب سے تم اچھے ہو تمسے مری قسمت اچھی
یہی کمبخت دکھاتی ہے صورت اچھی

حسن معشوق سے بھی حسن سخن ہے کمیاب
ایک ہوتی ہے ہزاروں میں طبیعت اچھی

میری تصویر بھی دیکھی تو کہا ستمگر
یہہ برا شخص ہے اسکی نہیں نیت اچھی

ہرطرح دل کا ضرر جان کا نقصان دیکھا
نہ محبت تری اچھی نہ عداوت اچھی

کس صفائی سے کیا وصل کا تونے انکار
اس عمل پر تو زبان میں تری لکنت اچھی

ہجر میں کسکو بلاؤں نہ بلاؤں کسکو
موت اچھی ہے الٰہی کہ قیامت اچھی

قبر میں نیند اُڑاتے ہیں نکیرین عبث
ان سوالوں سے تو دشمن کی حکایت اچھی

دیکھنے والوں سے انداز کہیں چھپتے ہیں
ہمکو پردہ میں نظر آتی ہے صورت اچھی

میری شامت کہ دکھائی اُسے دشمن کی شبیہ
مسکرا کر یہہ کہا اُسنے نہایت اچھی

میری تربت پہ یہہ ظالم نے کہا چھپ کر
ملگئی عیش اَبد کی تجھے فرصت اچھی

جو ہو آغاز میں بہتر وہ خوشی ہے بدتر
جسکا انجام ہوا اچھا وہ مصیبت اچھی

آدمیت سے علاقہ ہے نہ دنیا کا مزا
پھر جہنم سے ہے کس بات میں جنت اچھی

پھوٹ کر روے بظاہر جو لحد پر دشمن
اس بہانہ سے بہائی مری تربت اچھی

ہمنشینوں کو مشیروں کو ترے دیکھ لیا
بُری صحبت ہے بُری اچھی ہے صحبت اچھی

ہے سرِ ناز فروشی تو خریدار بہت
بیچ ڈالو اِسے ملجائیگی قیمت اچھی

عیب اپنے بھی بیان کرنے لگے آخر کار
ہوگئی اُنکو بُرا کہنے کی عادت اچھی

خودستائی پہ نہ محمول ہو اے شکِ مسیح
کہوں کس مُنہہ سے کہ ہے میری طبیعت اچھی

تم بناؤ تو سہی مہر و محبت کے گواہ
ایسے دعوے میں تو جھوٹی بھی شہادت اچھی

زور و زر سے بھی کہیں **داغ** حسین ملتے ہیں
اپنے نزدیک تو ہے سب سے اطاعت اچھی

ہجر کی یہہ رات کیسی رات ہے
ایک میں ہوں یا خدا کی ذات ہے

اُنکی فرمایش نئی دن رات ہے
اور تھوڑی سی مری اوقات ہے

تمکو صحبت غیر سے دن رات ہے
دیکھو اپنی بات اپنے ہات ہے

آپ کی ہر بات مین یہہ بات ہی ‫ | چال ہی فقرہ ہی دم ہی گہات ہی
حور کی خواہش پہ یہہ طعنے ملے ‫ | واہ کیا نیت ہی کیا اوقات ہی
تونے قاصد جو کہی دل کو لگی ‫ | یہہ اُسی کافر کے مُنہہ کی بات ہی
پہر خدا جانے کہان تم ہم کہان ‫ | عیش و عشرت کی یہی اک رات ہی
جان کے خواہان ہین سب جان جہان ‫ | سچ ہی بے پروا اُسی کی ذات ہی
ذکر دشمن پر بگڑنا ہی بجا ‫ | واقعی لگتی لگاتی بات ہی
شکوے کے بدلے کیا شکر ستم ‫ | پہر خفا ہین کیا مزے کی بات ہی
اُنکا قاصد لے چلا ہی دل مرا ‫ | تازہ فرمایش نئی سوغات ہی
یہہ ملا اظہار الفت پر جواب ‫ | آپ ایسے ہی تو ہین کیا بات ہی
شب کو جاگین بزم مین وہ دن کو سوئین ‫ | رات کا دن اور دن کی رات ہی
اُسنے باتون کا مری دیکر جواب ‫ | کہدیا خاموش یہہ شہ مات ہی
کیون پہسل پڑتے ہین ملک حسن مین ‫ | کیا وہان برسات ہی برسات ہی
جب کہا مین نے کہ لو مرتا ہون مین ‫ | بولے بسم اللہ اچہی بات ہی
ضعف سے اُٹہتے نہین دست دعا ‫ | اب ہماری شرم اُسکے ہات ہی
کہتے ہین دشنام دیکر لیجئے دل ‫ | مفت کیون دیتے ہو کیا خیرات ہی
باوفا ہین غیر اسکی کیا دلیل ‫ | اُنکا دعوے محض بے اثبات ہی

داغ سے جا کر ملے تہے ہم ہی آج

آدمی خوش وضع خوش اوقات ہو

اب وہ یہہ کہہ رہے ہین مری مان جایئے / اللہ تیری شان کے قربان جایئے

بگڑے ہوے مزاج کو پہچان جایئے / سیدہی طرح نہ مانیے گا مان جایئے

اللہ جانتا ہی اگر جان جایئے / اس دل کے شوق کو تو ابہی مان جایئے

کسکا ہی خوف روکنے والا ہی کون ہی / ہر روز کیون نجایئے مہمان جایئے

محفل مین کسنے آپ کو دل مین چہپالیا / اتنون مین کون چور ہی پہچان جایئے

ہین تیوری مین بل تو نگاہین پہری ہوئی / جاتے ہین ایسے آنے سے اوسان جایئے

دو مشکلین ہین ایک جتانے مین شوق کے / پہلے تو جان جایئے پہر مان جایئے

انسان کو ہی خانہ ہستی مین لطف کیا / مہمان آیئے تو پشیمان جایئے

گو وعدہ وصال ہو جہوٹا مزا تو ہی / کیونکر نہ ایسے جہوٹ کے قربان جایئے

رہجاے بعد وصل بہی چیٹک لگی ہوئی / کچہہ رکہیے کچہہ نکال کے ارمان جایئے

اچہی کہی کہ غیر کے گہر تک ذرا چلو / مین آپ کا نہین ہون نگہبان جایئے

آئے ہین آپ غیر کے گہر سے کہڑے کہڑے / یہہ اور کو جتایئے احسان جایئے

دونون سے امتحان وفا پر یہہ کہدیا / منوائیے رقیب کو یا مان جایئے

کیا بدگمانیان ہین انہین مجکو حکم ہی / گہر مین خدا کے بہی تو نہ مہمان جایئے

کیا فرض ہی کہ سب مری باتین قبول ہون / سن سن کے کچہہ نہ مانیے کچہہ مان جایئے

سودائیان زلف مین کچہہ تو لٹک بہی ہو / جنت مین جایئے تو پریشان جایئے

دل کو جو دیکھہ لو تو ہی پیار سے کہو
قربان جائیے ترے قربان جائیے

جلنے نہ دونگا آپ کو بے فیصلہ ہوئے
دل کے مقدمے کو ابھی چھان جائیے

یہہ تو سبب کہ آپ کو دنیا سے کیا غرض
جاتی ہے جس کی جان اُسے جان جائیے

غصہ مین ہاتھہ سے یہہ نشانی نہ گر پڑے
دامن مین لیکے میر اگریبان جائیے

یہہ مختصر جواب ملا عرض وصل پر
دل مانتا نہین کہ تری مان جائیے

وہ آزمودہ کار تو ہر گز ولی نہین
جو کچھہ بتائے داغ اُسے مان جائیے

اِس لئے وصل سے انکار ہے ہم جان گئے
یہہ نہ سمجھے کوئی کیا جلد کہا مان گئے

تو وہی سب بت کافر ترے قربان گئے
جو خدا کو بھی نہ مانین وہ تجھے مان گئے

دعوی مہر و وفا پر وہ برا مان گئے
اُلٹے نادم ہوے احسان کیے احسان گئے

غیر کے دل مین نہون اُسکی تلاشی لینا
کہ شب ہجر مین چوری مرے ارمان گئے

تیرے عاشق کا جنازہ نہ گیا ہو گیے
ابھی اس راہ سے کچھہ لوگ پریشان گئے

کیا کرے دیکھیے ہر روز کا آنا جانا
کہ جہان شام ہوئی اور وہ مہمان گئے

دیکھہ کہتے ہین اسے آئی گئی کا سودا
ہم ترے آتے ہی سو جان سے قربان گئے

آپ ہی قید ہوے جاتے ہو اپنے گھر مین
بدلیان رہتی ہین وہ آئے یہہ دربان گئے

یا الٰہی کہین لٹتی تو نہین راہ عدم
جانے والے جو یہان چھوڑ کے سامان گئے

کہتے ہین شکوہ بیداد کریگا پوچھا
حشم اگر روز جزا تیرا کہا مان گئے

رہنمیٔ دشت محبت مین نہ کچھہ ساتھہ دیا
حضرت خضر ہی دوچار ہی میدان گئے

آجکل نالۂ بلبل مین بھی تاثیر نہین
کیا عجب گل یہہ پکارے کہ مرے کان گئے

اُنکے عاشق ہین وہ جانین کہ نجانین ہمکو
یہہ سمجھتے ہین کہ جب جان گئے مان گئے

عشق منہہ پر مرے لکہا ہو تو کیا اسکا علاج
جان پہچان نہ تھی اور وہ پہچان گئے

مجھکو مشتاق نہ رکھنا تھا شب وصل اُنہین
حور کے واسطے کیا چھوڑکے ارمان گئے

ہمنے آتے ہی یہہ محفل مین تماشا دیکھا
غیر کے ہوش اُڑے آپ کے اوسان گئے

خانۂ دل ہی الٰہی کہ مسافرخانہ
کتنے ہی آئے یہان کتنے ہی ارمان گئے

آزمایش ہی یہ ٹھیرا تھا محبت کا ثبوت
اب تو پہچان گئے جان گئے مان گئے

خلش خار تمنا نے لٹا رکھا تھا
تیرے ارمان گئے دل سے کہ پیکان گئے

بندۂ عشق ہوا ایسے کہ الٰہی توبہ
تم تو معشوق کو اے داغ خدا جان گئے

وہ نیم وعدہ کرکے جو خاموش ہوگئے
امیدوار ہوش سے بیہوش ہوگئے

تلچھٹ بھی آج حضرت زاہد نے صاف کی
مینوش کیا ہوئے کہ بلانوش ہوگئے

کافی ہے میرے قتل سے اتنا انہین لحاظ
دو چار دن کے واسطے روپوش ہوگئے

احباب کو جنازہ اُٹھانا بھی بار تھا
ہم خاک مین ملے وہ سبکدوش ہوگئے

بگڑا مزاج اُنکا تو محفل بگڑ گئی
سامان عیش اُڑکے مرے ہوش ہوگئے

ماتم ہر طفل اشک کا یا دل کا سوگ ہے
کیون مردمان دیدہ سیہ پوش ہوگئے

ہان ہان ٹہر ٹہر کے اُٹھا رخ سے تو نقاب / پیدا طبیعتون مین بہت جوش ہو گئی

کیا کیا شب فراق رہی ہمکو بیخودی / اکثر ستون در سے ہم آغوش ہو گئی

میری برائیان تو نکرتا ہو مدعی / کیا غور ہر کہ وہ ہمہ تن گوش ہو گئی

اے **داغ** سب زمانۂ ماضی کے ذوق شوق / یکبار دل سے محو و فراموش ہو گئے

اُس نے جب اک نگاہ دیکھا ہر / حال دل کا تباہ دیکھا ہر

سچ بتا تو نے بھی شب فرقت / کبھی روز سیاہ دیکھا ہر

دل ہر دونون طرف کا جانب دار / کہین ایسا گواہ دیکھا ہر

مجھکو بے جرم کیون سزا ملتی / کچھ نہ کچھ تو گناہ دیکھا ہر

بزم مین مجھکو تاک کر بولے / چپ کے بیٹھے ہو واہ دیکھا ہر

ساتھہ اُس بت کے اہل تقویٰ کو / صورت گرد راہ دیکھا ہر

آئینہ دیکھہ دیکھکر تمنے / کیا سفید و سیاہ دیکھا ہر

اُس سے پوچھا ہر اُسنے اپنا حال / جب کوئی داد خواہ دیکھا ہر

واقعی ہمنے تیرے کوچہ مین / **داغ** کو گاہ گاہ دیکھا ہر

ساتھہ شوخی کے کچھہ حجاب بھی ہر / اس ادا کا کہین جواب بھی ہر

رحم کر میرے حال پر واعظ / کہ اُمنگین بھی ہین شباب بھی ہر

عشق مین ہر متاعِ درد کی قدر	یہہ گران بہی ہر انتخاب بہی ہر
مار ڈالا ہے اس دورنگی نے	مہربانی بہی ہر عتاب بہی ہر
سن لی کیفیتِ جہان واعظ	دیکھہ اس قسم کی شراب بہی ہر
کیا رہیگا یہی ترا عالم	ساتہہ عالم کے انقلاب بہی ہر
جھٹپٹے وقت گہر چلے جانا	دن بہی ہر گرم آفتاب بہی ہر
عشق بازی کو ہر سلیقہ شرط	یہہ گنہ بہی ہر یہہ ثواب بہی ہر
کچھہ مجہے یاس کچھہ مجہے اُمید	صبر کے ساتہہ اضطراب بہی ہر
اس جفا پر وفا کرون کبتک	آدمیت کا کچھہ حساب بہی ہر
تجھہ سا ناآشنا نہین کوئی	بیوفا جان بہی شباب بہی ہر
دل ہمارا ہر تشنۂ مقصود	دشت مین بحر بہی سراب بہی ہر
سو جہنم ہر اک تری رنجش	اس سے بڑہکر کوئی عذاب بہی ہر
ہوش مین ہو تو کچھہ کہین تم سے	نشۂ بہی ہر خمارِ خواب بہی ہر

داغ کا کچھہ پتا نہین ملتا
کہین وہ خانمان خراب بہی ہر

پہرے راہ سے وہ یہان آتے آتے	اجل مر رہی تو کہان آتے آتے
نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہر کوئی	بہت دیر کی مہربان آتے آتے
سنا ہر کہ آتا ہر سرنامہ برکا	کہان رہگیا ارمغان آتے آتے

یقین ہے کہ ہو جائے آخر کو سچّی
مرے منہہ مین تیری زبان آتے آتے

سُنانے کے قابل جو تھی بات اُنکو
وہی رہگئی درمیان آتے آتے

مجھے یاد کرنے سے یہہ مدعا تھا
نکلجائے دم ہچکیان آتے آتے

کلیجا مرے منہہ کو آئیگا اِک دن
یونہین لب پر آہ و فغان آتے آتے

ابھی سن ہی کیا ہے جو بیباکیان ہون
اُنہین آئینگی شوخیان آتے آتے

چلے آتے ہین دل مین ارمان لاکہون
مکان بھر گیا میہمان آتے آتے

نتیجہ نہ نکلا تھکے سب پیامی
وہان جاتے جاتے یہان آتے آتے

تمہارا ہی مشتاقِ دیدار ہوگا
گیا جان سے اِک جوان آتے آتے

تری آنکھ پھرتے ہی کیسا پھرا ہے
مری راہ پر آسمان آتے آتے

پڑا ہے بڑا پیچ پھر دلّگی مین
طبیعت رُکی ہے جہان آتے آتے

مرے آشیان کے تو تھے چار تنکے
چمن اُڑ گئے آندھیان آتے آتے

کسینے کچھ انکو ابھارا تو ہوتا
نہ آتے نہ آتے یہان آتے آتے

قیامت بھی آتی تھی ہمراہ اُس کے
مگر رہگئی ہمعنان آتے آتے

بنا ہے ہمیشہ یہہ دل باغ و صحرا
بہار آتے آتے خزان آتے آتے

نہین کھیل اے داغ یارون سے کہدو
کہ آتی ہے اُردو زبان آتے آتے

ملگئی بیخودیِ شوق مین راحت کیسی
ہوگئی دونون جہان سے مجھے رخصت کیسی

کیا کہون دل نے اُٹھائی ہے اذیت کیسی — مرنے والے کی رہی رات کو حالت کیسی

چھوڑ دی مشق ستم چھٹ گئی عادت کیسی — باندہ لی آپ نے ساتھہ اپنے عداوت کیسی

ایک دل لاکھہ خیال ایک نظر لاکھہ جمال — کوئی دیکھے تو یہہ وحدت مین ہے کثرت کیسی

کسکی ٹھوکر کا ہے مشتاق مزارِ عاشق — بے نشان ہو کے اُبھر آئی ہے تربت کیسی

اپنی آنکھون مین سمایا ہے کچھہ ایسا جلوہ — نہین تمیز بُری ہوتی ہے صورت کیسی

کھینچتا ہے مجھے کانٹون مین جنون وقتِ علاج — اور شرماتی ہے وحشت کہ یہہ وحشت کیسی

عکس بھی آئینہ مین چار گھڑی بعد آیا — بڑھ گئی حد سے سوا اُنکی نزاکت کیسی

خارِ خارِ سرِ بستر سے نہ چھوٹا دامن — رہی کانٹون مین اُلجھکر شبِ فرقت کیسی

مجھپر الزام ہے کیون تو نے مرا غم کھایا — اور ہوتی ہے امانت مین خیانت کیسی

بندہ چاہے جو خدائی کوئی مل سکتی ہے — لوگ قسمت کو لئے پھرتے ہین قسمت کیسی

عیش و اقبال عجب شے ہے یہہ ہم دیکھتے ہین — چار ہی دن مین بدل جاتی ہے صورت کیسی

جورِ معشوق کی پرسش ہی نہین دنیا مین — اپنے بندہ سے خدا کو ہے محبت کیسی

خواری عشق کا رتبہ کوئی ہمسے پوچھے — ایسی ذلت کی کیا کرتے ہین عزت کیسی

عذر بیجا ہی سے ظالم نے نہ دی مجھکو نجات — شکوہ ہجر کہان شرح مصیبت کیسی

امتحان اور جو باقی ہین وہ یون ہوتے ہین — یہہ بھی انداز ہے مجھہ سے اُنہین نفرت کیسی

ساتھہ غیرونکے وہ کیا چھوڑ گئی چنگاری — میرے ہمراہ جلی ہے مری تربت کیسی

حور سے بحث نہین ہان یہہ بتا اے زاہد — لاکھہ دو لاکھہ مین ہے ایک وہ صورت کیسی

دوست یکرنگ جو اکجا کہین مل بیٹھے ہین
لطف کے ساتھہ گذر جاتی ہی صحبت کیسی

مین جو خاموش ہون یہہ صرف تمہارا منہہ ہی
ورنہ ہر بات ہوا اک تیر شکایت کیسی

دہمکیان دیتے ہو تم جذبۂ دل کی اے داغ
بندہ پرور یہہ محبت مین حکومت کیسی

جا کر اُس بزم مین آجاتی ہی شامت کیسی
میرے اللہ نے رکھہ لی مری عزت کیسی

عشق نے دی ہین دعائین دم رحلت کیسی
مجھسے مل ملکے گلے روئی ہی حسرت کیسی

آدمی مرکے جیئے ہی یہہ مصیبت کیسی
یہین انصاف نہو جائے قیامت کیسی

کبھی آتی ہین تصور مین جو دو تصویرین
کیا کہون مین کہ بھٹکتی ہی طبیعت کیسی

سحر و سفّاکی و بیباکی و شوخی و عتاب
جسکی آنکھون مین یہہ فتنے ہون مروت کیسی

لے ہی تو لینگے گنہگار و نکے ہوتے زاہد
یہہ تو دوزخ کے بھی قابل نہین جنت کیسی

خواب مین بھی جو بُرا اُسنے کہا سبنے سُنا
جلد ہوتی ہی بُری بات کی شہرت کیسی

آپ ہی جور کرین آپ ہی پوچھین مجھسے
یہہ تو فرمایئے ہی آج طبیعت کیسی

اب تو دو چار ہی نالون کا رہا تھا جھگڑا
ہار دی حضرت دل آپ نے ہمت کیسی

چل کے دو چار قدم آگ لگا دی کسنے
تلملاتی ہوئی پھرتی ہی قیامت کیسی

اُسکو مین نے زخم کلیجے سے لگا رکھا ہی
درد نے پائی مرے سینہ سے راحت کیسی

بے محل بات بھلی بھی تو بُری ہوتی ہی
شکر کرتے ہوئے ڈرتا ہون شکایت کیسی

کوئی دنیا مین نہین تیری طرح ہرجائی
اے اجل تجھکو بھی ہی گردش قسمت کیسی

تھمیے تھمیے نہ نکلجائے مری جان حزین
مین تو رخصت نہوا آپ کی رخصت کیسی

سنیے کہان رات کو آئینہ تو لیکر دیکھو
اور ہوتی ہی خطاوار کی صورت کیسی

اپنے جینے کی دعا بھی تو نہین کیجاتی
سی دیئے ہونٹ خموشی نے شکایت کیسی

نکہہ یار کو مین دل مین جگہہ دون لیکن
چور ہو جب کوئی مہمان تو عزت کیسی

چھیڑ ہر وقت کی اچھی نہین یہہ یاد رہے
کبھی کیسی ہی کبھی اپنی طبیعت کیسی

بخشدے پرسش اعمال سے پہلے یارب
پوچھکر کوئی اگر دے تو سخاوت کیسی

شعر تر نکلے تو وہ لخت جگر اپنا ہی
اپنی اولاد سے ہوتی ہی محبت کیسی

دل کو سمجھائینگے بہلائینگے پھسلائینگے
بعد مرجانے کے مل جائیگی فرصت کیسی

نظر آتا ہی پریرو جو کوئی شوخ و شریر
گدگداتی ہی پھر اے داغ طبیعت کیسی

کیا خوف ہی انکو جو ملے داد کسیکی
کچھہ کھائیے تو جاتی نہین فریاد کسیکی

ہر دل مین سنئے درد سے ہی یاد کسیکی
ملتی نہین فریاد سے فریاد کسیکی

منصف ہو اگر دو ہیگے تم داد کسیکی
سنتی ہی پڑیگی تمہین فریاد کسیکی

جب قطع تعلق ہی تو پھر پاس کہانکا
رکھتا لگی لپٹی نہین آزاد کسیکی

آرام طلب ہون کرم عام کے طالب
یون مفت مین لٹتی نہین بیداد کسیکی

دل تہامے ہوے پھرتے ہین سب گبر و مسلمان
کیا یاد ہی کیا یاد ہی کیا یاد کسیکی

اس حسن جہان سوز سے برپا ہی قیامت
ایسے مین کرے کیا کوئی امداد کسیکی

بڑہتی ہی محبت کی اسیری مین اسیری
پوری نہین ہوتی کبھی میعاد کسیکی

پڑتی ہی نہین کل کسی کروٹ کسی پہلو
آئے تجھے آئی دِلِ ناشاد کسیکی

ایمان تو جب لائین ہم ایشان کرین
مٹ جاے اگر لذتِ بیداد کسیکی

نکلی تو سہی جان اگر سہل نکلی
اٹکی نہین رہتی مرے جلاّد کسیکی

جب دیکھتی ہی نالۂ بلبل مین اثر کچھ
اُسکو بہی اُچک لیتی ہی فریاد کسیکی

اللہ کرے زندہ رہین دیکھنے والے
اُف اُف وہ حسین شکل خداداد کسیکی

یہہ حسن کا فتنہ جو بنا بڑہ کے قیامت
تعمیر کسی کی ہی تو بنیاد کسیکی

گہبراکے اگر موت بہی مانگون تو کہین وہ
جاگیر نہین ہی عدم آباد کسیکی

کیا عیش بہلا دیگا یہہ آزار یہہ تکلیف
جنت مین بہی یاد آئیگی بیداد کسیکی

ہی اُلفتِ دشمن مین بُرا حال کسیکا
ای حضرتِ دل کیجیئے امداد کسیکی

کمبخت وہی نہو دیکھو تو جاکر **داغ**
بے چین کیئے دیتی ہی فریاد کسیکی

پرسش جو اُنسے ظلم کی روزِ جزا ہوئی
اتنا ہی کہہ کے چہوٹ گئے وہ خطا ہوئی

دِل لیکے پوچھتے ہو تری چیز کیا ہوئی
اچھی کبھی یہہ ایک ہی ای دِلربا ہوئی

کس دِن قبولِ خاطرِ اہلِ وفا ہوئی
ناصح کی بات بات ہماری دعا ہوئی

جلوہ دِکہا کے دیکھہ لیا بزمِ ناز مین
وہ مرگیا وہ رُوح کسیکی ہوا ہوئی

بے دُو بدُو ہوے نہ نکلتا کبھی غبار
آج اُنسے صاف صاف مری برملا ہوئی

پوری ابھی سُنی بھی نہین تمنے داستان — اک بات مین بگڑ گئی یہہ بات کیا ہوئی

کیون مین نے کی شکایتِ ہجران بجا درست — کہتا ہون ہات جوڑ کے بخشو خطا ہوئی

جاتے ہین بزمِ غیر مین ہم بھی بھرے ہوے — دو ٹوک اُنسے یا نہوئی آج یا ہوئی

جلتا ہی دیکھہ دیکھہ کے تجھکو ہر اک بشر — کیا بند تیرے عہد مین راہِ فنا ہوئی

رحمت کے کارخانے ہین واعظ کچھہ اور ہی — بخشش اُسیکی ہو گئی جس سے خطا ہوئی

بندِ قبا شکستہ ہین دامن ہی چاک چاک — کسکی طرف سے یہہ تو کہوا ابتدا ہوئی

خنجر مین تیرے خون کی بو آرہی ہی آج — کیا جانے کس غریب کی حاجت روا ہوئی

دِل ہاتھہ سے گیا ہی تو پھر مل ہی جائیگا — یہہ جان تو نہین کہ ہوئی جب جدا ہوئی

اِتنا اثر تو نالۂ پُر درد نے کیا — چارون طرف سے حق مین ہمارے دعا ہوئی

کہتے ہین وہ ہماری اطاعت کریگا کیا — جس بندۂ خدا سے نہ طاعت ادا ہوئی

واعظ مئے طہور کی قیمت گران بہی ہی — مین وام پھیر لونگا اگر بد مزا ہوئی

مشہور ہی زمانہ مین دونون کی لاگ ڈانٹ — میری فغان ہوئی کہ تمہاری ادا ہوئی

یا پی پلا کے حضرتِ زاہد بھی رنگ لائے — یا یہہ ہوا کہ دخترِ رز پارسا ہوئی

قاتل نے بعدِ قتل پڑہی عید کی نماز — میری قضا کے ساتھہ یہہ اچھی ادا ہوئی

جب اُنسے پوچھتا ہون دلِ گم شدہ کو مین — وہ مجھسے پوچھتے ہین کہ میری کیا ہوئی

اے داغ کسکو دیکھہ لیا تونے خیر ہی
ابتک تو ہوش مین تہا تجھے کیا بلا ہوئی

دنیا مین ہین سب عیش کے سامان کوئی دن — یہہ جلوے نظر آتے ہین نادان کوئی دن

ہین نغمۂ مرغان خوش الحان کوئی دم کے
ہین رنگ و بہار چمنستان کوئی دن کے

عالم ہی شب و روز ترے وصل کا خواہان
کرتا ہی کوئی رات کے ارمان کوئی دن کے

ڈرتی ہی بلا ہی تو مرے روز سیہ سے
ہو سکتی ہی روکش شب ہجران کوئی دن کے

بیباک ہوے جاتے ہین اب وہ کوئی دن مین
دربان کوئی دن کے ہین نگہبان کوئی دن کے

دل دیکھے اب اُس شوخ پہ جاتی ہی مری جان
ہین اور بہی تقدیر مین نقصان کوئی دن کے

لیجائے کہان دیکھیے اب گردش قسمت
دل مین ہم ای داغ ہین مہمان کوئی دن کے

اطاعت مین اغیار خامی کرینگے
ہمین بندہ پرور غلامی کرینگے

وہ کیا چارۂ تلخکامی کرین گے
یہی نا کہ شیرین کلامی کرینگے

کرونگا جب اظہار رنج و مصیبت
حمایت مری اُنکے حامی کرینگے

یہہ ٹہیری ہی آوارگان محبت
جناب خضر کو مقامی کرینگے

ہوے آپ بدنام جن جن کے پیچہے
وہی آپ کی نیکنامی کرین گے

یہی غم رہیگا مرے دوست اُنسے
ذرا پختگی مین جو خامی کرینگے

یہہ جانو کہ ہوگی جہان خاک عاشق
وہین تو وہ محشر خرامی کرین گے

کرین ہم دعا آپ سے توبہ توبہ
یہہ کوفی کرینگے یہہ شامی کرین گے

کوئی کچہہ پڑہا یا کرے مغبچون کو
یہہ بس یاد اشعار جامی کرینگے

کہانتک اٹہائین یہہ نازک مزاجی
کسی اور کی اب غلامی کرینگے

رہیگا نہ دشمن تو مجہکو خوشی کیا
وہ خود اُسکی قایم مقامی کرینگے

قیامت بہی مٹ جائیگی ہر قدم پر
قیامت کی وہ خوشخرامی کرینگے

مرے قتل کے روز میلا لگیگا
یہہ جلسہ وہ اِک دہوم دہامی کرینگے

عجب شان پر رحمتِ عام ہوگی
خوشی خاص بندونمین عامی کرینگے

نہ گہبراؤ تم **داغ** مطلب تمہارا
ادا اب پیامی سلامی کرینگے

دل پریشان ہوا جاتا ہی
اور سامان ہوا جاتا ہی

خدمتِ پیرِ مغان کرزاہد
تو اب انسان ہوا جاتا ہی

موت سے پہلے مجہے قتل کرو
اُسکا احسان ہوا جاتا ہی

لذتِ عشق الٰہی مٹ جائے
درد ارمان ہوا جاتا ہی

دم ذرا لو کہ مرا دم تمپر
ابہی قربان ہوا جاتا ہی

گریہ کیا ضبط کرون اے ناصح
اشک پیکان ہوا جاتا ہی

بیوفائی سے بہی رفتہ رفتہ
وہ مری جان ہوا جاتا ہی

عرصۂ حشر مین وہ آپہنچے
صاف میدان ہوا جاتا ہی

مدد اے ہمتِ دشوار پسند
کام آسان ہوا جاتا ہی

چہائی جاتی ہی یہہ وحشت کیسی
گہر بیابان ہوا جاتا ہی

شکوہ سُن آنکہہ ملا کر ظالم
کیون پشیمان ہوا جاتا ہی

آتشِ شوق بجھی جاتی ہی — خاک ارمان ہوا جاتا ہی

عذر جانے مین نکر ای قاصد — توبہی نادان ہوا جاتا ہی

مضطرب کیون نہون ارمان دل مین — قید مہمان ہوا جاتا ہی

داغ خاموش نہ لگجائے نظر — شعر دیوان ہوا جاتا ہے

حسن آل آپکو کیا مہنگی ہی یا سستی ہی — ہم نہین بیچتے کچھہ زور زبردستی ہی

مجھکو جلوے سے غش آیا اُسے گذرا یہہ گمان — نیند غفلت کی ہی یا چہائی ہوئی مستی ہی

ای فلک چین سے دم بھر تو پڑا رہنے دے — ہم بہی بستے ہین جہان خلقِ خدا بستی ہی

ہی ہمیشہ رخِ رنگین کی بہار ای گلِ تر — روکشی اُس سے کرے تو تری کیا ہستی ہی

ہات سے دامنِ اُمید کرم چھوٹ گیا — ہم یہہ سمجھے کہ یہی وجہ تہیدستی ہی

زہر چڑھتا ہی تری زلف کے نظارے سے — مار رکھتی ہی یہہ ناگن یونہین کب ڈستی ہی

ہی یہہ آب بے اثری غیر کے طعنے کیسے — ہمپر آوازے ہماری ہی فغان کستی ہی

دل کے ٹکڑے اُڑے تن کو خبر تک نہوئی — چشمِ بد دور رہو قاتل کی سُبکدستی ہی

نعمتین سارے جہان کی ہون تو پروا نہ کرے — فاقہ مستی تری کیا بات ہی کیا مستی ہی

کوئی دم موت کا کھٹکا نہین جاتا دل سے — نیستی کہتے ہین جسکو وہ یہی ہستی ہی

کہین رو تا تو اِدہر سے نہین گذرا مجنون — پانون سے ناقۂ لیلی کے زمین دہستی ہی

حوصلہ چاہیے انسان کو پائے جو عروج — پست ہمت کو بلندی بہی جو ہی پستی ہی

پھر گلگشت جو آتا ہر وہ نازک اندام
آدمی روح کو آرام سے رکھے ہردم

شاخِ گل تارِ رگِ گل سے کمر کستی ہر
ورنہ پھرا و رہی عالم کو یہ چل بستی ہر

حیدرآباد رہے تا بہ قیامت قایم
یہی اب داغ مسلمانون کی اِک بستی ہر

غیر سے میری طرفداری ہے
اُنکو وعدہ مین بھی دشواری ہر
میرے دلمین وہ حنائی فندق
چشم فتان مین کہان شرم و حیا
غمزہ و ناز نے کھینچی تلوار
کم نہین موت سے دل کا آنا
سنگِ اسود نہ ٹلا کعبہ سے
آنکھین بھرتی ہین
کیا کرین شور
عرض مطلـ
آئے چکر میر
اُتنی ہی را
یہہ رہے

یہہ نئی طرح کی عیاری ہر
مجھکو ایک ایک گھڑی بھاری ہر
اِک چمکتی ہوئی چنگار
مردمک مردم
کس سے
سے

داغ دشمن سے بھی جھک کر ملیے
کچھ عجب چیز ملنساری ہے

خوش کسی حال مین انسان رہا ہو نہ رہے
دست معشوق سہی پنجۂ وحشت نہ سہی
نہ کیا قتل یونہین سبکو گھلا کر مارا
میرے ہی قتل کی حسرت ہے بردلمین تو ہی
نہ سے خبردار ہوا یا ہوگا
ہکا ہم جان لگا کر سودا
رہا فندق بند
ت ہو

ہو کے بیفکر کسی آن رہا ہو نہ رہے
ثابت اپنا تو گریبان رہا ہو نہ رہے
مرنے والون کے سر احسان رہا ہو نہ رہے
بجز اسکے کوئی ارمان رہا ہو نہ رہے
پھر حقیقت مین وہ انسان رہا ہو یا نہ رہے
اس مین انجام کو نقصان رہا ہو نہ رہے
سادہ اُس تیر کا پیکان رہا ہو نہ رہے
کوئی باندھے سے تو مہمان رہا ہو نہ رہے
غیر کے ہاتھہ یہہ میدان رہا ہو نہ رہے
ہمراہ نگہبان رہا ہو نہ رہے

ہے مین
ہے

ا رہے یا نہ رہے
ن رہے یا نہ رہے
ن رہے یا نہ رہے

اب تو کھالی ترے ملنے کی قسم او ظالم / آن رہجائے مری جان رہے یا نہ رہے

ہوش مین آ او نہ گھبراؤ جواب اسکا دو / شب کو جا کر کہین مہمان رہے یا نہ رہے

آج یارون نے مری موت کی تیاری کی / یہہ بھی کل دیکھیے سامان رہے یا نہ رہے

جلوۂ یار قیامت ہی جناب ناصح / کہیے حضرت کے بھی اوسان رہے یا نہ رہے

جذب دل کی نہ خبر تھی تو لگایا کیون ہاتھ / آپ کے تیر مین پیکان رہے یا نہ رہے

تو تو اک بار مرے دل کی تمنا بر لا / پھر بلا سے کوئی ارمان رہے یا نہ رہے

ہات سے وقت گیا آپ جو قابو سے گئے / عمر بھر کوئی پشیمان رہے یا نہ رہے

تیری تصویر نے دیکھی تھی کب ایسی صورت / دیکھکر **داغ** کو حیران رہے یا نہ رہے

قیامت ہین بانکی ادائین تمہاری / ادھر آؤ لیلون بلائین تمہاری

جو پوچھا کبھی شغل تنہائی اوسنے / کہا گنتے ہین ہم خطائین تمہاری

زمانے مین ہین یادگار زمانہ / وفائین ہماری جفائین تمہاری

ہمین دوگے انعام کیا روز محشر / جو ہم بات بگڑی بنائین تمہاری

پھڑک جائے کیونکر نہ انسان سنکر / رسیلی سریلی صدائین تمہاری

تجلی کی موسیٰ سے ہون دو دو باتین / اگر شکل ہم دیکھہ پائین تمہاری

ہمین ہے تمہارے ہی سم آب و دانہ / قسم بھی جو کھائین تو کھائین تمہاری

ہر اک داستان ہی نہایت مزے کی / ہم اپنی کہین یا سنائین تمہاری

کرین آنکھہ سے ہم نظارے تمہارے
سنین کان سے ہم صدائین تمہاری

کرو صدقہ غیرونکو سر پر سے اپنے
بڑے لینے والے بلائین تمہاری

بظاہر محبت جتانے سے حاصل
مجھے کوستی ہین دعائین تمہاری

وہ گھبرا گئے آخر ای حضرتِ دل
کہانتک سنین التجائین تمہاری

یقین ہے کہ اب سے زیادہ قلق ہو
محبت جو ہم آزمائین تمہاری

شبِ غم وہان سے یہہ پیغام آیا
اثر کر چکین بس دعائین تمہاری

اٹہائے ہین صدمے بہت **داغ** تمنے
الٰہی مرادین برآئین تمہاری

نگہہ نکلی نہ دل کی چور زلفِ عنبرین نکلی
ادہر لا ہات مٹہی کہول یہہ چوری یہین نکلی

تری خاطر سے کہدون آرزوائے نازنین نکلی
نہین نکلی نہین نکلی نہین نکلی نہین نکلی

تہہ شمشیر گھٹ گھٹ کر مری جان حزین نکلی
تمنا آپکے دِل کی بہی نکلی یا نہین نکلی

ہٹی چین جبین تو چاند سی تیری جبین نکلی
پڑی جب گلجہڑی دلمین نہین سلجہی نہین نکلی

دعائے بے اثر کی جب تو لی کچھہ بہر بازی
کلیجے سے ہمارے جل کے آہ آتشین نکلی

اُٹھے دستِ دُعا کیا ضعف نے ایسا گھلایا ہے
جسے مین ہات سمجہا تہا وہ خالی آستین نکلی

بہت آنکہین لگی رہتی ہین اُسکی چشم پرفن پر
ہماری تاک مین جو تہی وہ خود زیرِ کمین نکلی

بجا ای حضرتِ واعظ کہان دُنیا کہان جنت
نرالی آن بانکی وضع جب نکلی یہین نکلی

رسائی ضعف سے مشکل تہی اُسکے روئے زیبا تک
ہماری آہ سے مل کر نگاہِ واپسین نکلی

وہ اپنی ہر ادا کی آپ ہی تعریف کرتے ہین
نگہہ تیغ جسپہ مارا زبان سے آفرین نکلی

کہون کیا پہلے ہی آنکھین نکالین آپنے مجھپر
ابہی کمبخت پوری بات منہہ سے نہین نکلی

مجھے خوش دیکھکر تم کیون مبارکباد دیتے ہو
نہ پوچھو وصل کی حسرت کہان نکلی کہین نکلی

نکلکر تم مری آغوش سے اس حال کو پہونچے
کہین سے چلدیا دامن کہین ہے آستین نکلی

ہمارا حال دنیا مین کوئی کب دیکھ سکتا ہے
توقع چشم جانان سے تہی وہ بہی شرگین نکلی

زمانے کو تو یہہ ارمان مجھکو اسکا رونا ہے
وہ تہی کیا ہوا حسرت جو وقت واپسین نکلی

مرے ہی سامنے بادِ صبا نے کیون نقاب الٹی
چہری کہینچے ہوے اُس شوخ کی چین جبین نکلی

مجھکا ناخانہ ویران محبت کا کہان ہوتا
نہ اس لایق فلک نکلا نہ اس قابل زمین نکلی

تمہین دعوی تہا ہم ہونگے مقابل ماہِ کامل سے
خدا کی شان ہے لو وصل کی شب چودہوین نکلی

نیاز و نازِ عشق و حسن دیکہا قیس و لیلی مین
جو یہہ صحرا نشین نکلا تو وہ محمل نشین نکلی

یہہ انکو لاگ ہے وہ پوچھتے ہین ہر ستمگر سے
ہماری سی کوئی صورت کہین دیکہی کہین نکلی

اجل نے دی مہلت بات کی بہی ہچکی حسرت
اُدہر گہر سے وہ نکلے [illegible] جان حزین نکلی

مری طبع رسا [illegible] داغ [illegible]
[illegible] پہر زمین نکلی

عرض [illegible] کو گلا [illegible] سمجھے
کیا کہا مین نے آپ کیا سمجھے

اُن [illegible] کو کوئی کیا سمجھے
نگہہِ ناز سے خدا سمجھے

وعدہ [illegible] خوشی کے ساتھ
ہم تو اسکو بہی اک ادا سمجھے

چلتے چلتے وہ کہہ گئی مجھ سے
ہم تجھے مطلب آشنا سمجھے

پردے پردے مین گالیان دیکر
مجھ سے وہ پوچھتے ہین کیا سمجھے

اپنے بے چین دل کے آگے ہم
اُس کی شوخی کو بھی حیا سمجھے

ان کنایون کو اپنے تم سمجھو
بات وہ ہی جو دوسرا سمجھے

خط کو دیکھا نہ دیکھا چاک کیا
اُسکو مطلب جو مدعا سمجھے

سچ تو یہ ہے کہ وہ بت مغرور
اپنے آگے کسیکو کیا سمجھے

کیا یقین ہی مری محبت کا
وہ شکایت کو التجا سمجھے

جب کہا اُسنے تجھ سے سمجھین گے
مین نے بھی طعن سے کہا سمجھے

تو پرائی سمجھ پہ کام نکر
رمز اُلفت کو غیر کیا سمجھے

دل نے سمجھا ہی دوست دشمن کو
ایسے نافہم سے خدا سمجھے

آدمیت کی شرط ہی اے داغ
خوب اپنا برا بھلا سمجھے

دل کو کیا ہو گیا خدا جانے
کیون ہوا ہیا اُداس کیا جانے

اپنے غم مین بھی اُسکو صرفہ ہی
نہ کھلا جانے [illegible] و [illegible] کیا جانے

اس تجاہل کا کیا ٹھکانا ہی
حال [illegible] نے

کہدیا مین نے راز دل اپنا
اسکو تم [illegible] نے

کیا غرض کیون ادھر توجہ ہو
حال دل آپ [illegible] نے

جانتے جانتے ہی جانے گا — مجھ مین کیا ہر ابھی وہ کیا جانے

کیا ہم اُس بدگمان سے بات کرین — جو ستایش کو بھی گلا جانے

تم نہ پاؤگے سادہ دِل مجھ سا — جو تغافل کو بھی حیا جانے

ہر عبث جرمِ عشق پر الزام — جب خطاوار بھی خطا جانے

نہین کوتاہ دامنِ اُمید — آگے اَب دستِ نارسا جانے

جو ہو اچھا ہزار اچھون کا — واعظ اُس بت کو تو بُرا جانے

کی مِری قدر مثلِ شاہِ دکن (دام اقبالہٗ) — کسی نواب نے نہ راجا نے

اُس سے اُٹھیگی کیا مصیبتِ عشق — اِبتدا کو جو انتہا جانے

داغ سے کہدو اَب نہ گھبرائے — کام اپنا بنا ہوا جانے

کمر کی طرح بے نشان ہر دہن بھی — دَہن کا ہر دعوی تو کیجے سخن بھی

ہزارون طرح کے ہین سامان اِس مین — پُرانی ہر سرکارِ چرخِ کہن بھی

سنبھل کر ذرا پانون رکھیے زمین پر — اگر چال بگڑی تو بگڑا چلن بھی

بہت خوبرو دل مین بیٹھے ہوئے ہین — مگر بزمِ جنت ہر یہہ انجمن بھی

نہ خط بھیجتا ہر نہ آتا ہر کوئی — عَدَم ہو گیا ہر ہمارا وطن بھی

اگر دِل مِلائے تو مِلجائے باہم — زبان سے زبان بھی دَہن سے دَہن بھی

تجھے ابرُوے یار سیدھا نہ دیکھا — عجب بانکپن ہر ترا بانکپن بھی

وہان کچھ نہ بولا گیا نامہ بر سے — خدا نے دیئے تہے زبان بہی دہن بہی

نہ مانا برا میرے شکوے کا اُسنے — بڑے کام آیا یہہ دیوانہ پن بہی

بلاسے ہون برباد ہم اُڑکے پہنچین — نہین آتی ہم تک ہوا سے وطن بہی

طریق محبت مین رہبر ہوا چہا — یہی راہ آسان بہی ہی کٹھن بہی

شرارت سے خالی نہین اُنکی باتین — جہان سادگی ہی وہان بانکپن بہی

سلامت رہے شاہ محبوب یارب — رعیت بہی آباد ملکِ دکن بہی

وُہی چارہ فرمائے اہل غرض ہی — وہی دستگیر غریب الوطن بہی

فلاطون حسر دہر ہی تو لقمان حکمت — سکندر حشم ہی تو جم انجمن بہی

مرا شاہ ہی مالکِ ملک و دولت — مرا شاہ ہی قدر دانِ سخن بہی

خدا کی عنایت سے ہی داغ سب کچھہ
جو وہ مہربان ہی تو شاہِ دکن بہی دام اقبالہٗ

سیکڑون ملتے ہین الزام کے دینے والے — ایک وہ ہی نہین آرام کے دینے والے

میرے قاصد کو دیا اُسنے یہہ جہنجلا کے جواب — کون ہوتے ہین وہ پیغام کے دینے والے

وعدۂ وصل پہ یہہ پختگی و استحکام — آفرین ای طمع خام کے دینے والے

جان نثارون کو ملا کرتے ہین اکثر دشنام — تم سلامت رہو انعام کے دینے والے

اِس خرابات سے وُہ اہل خرابات گئی — جام بہر کر مئے گلفام کے دینے والے

آبرو عاشق بدنام کی کب رہتی ہی — نام رکہتے ہین بجہے نام کے دینے والے

عشق کے حکم سے ہے دستِ جنون سر کا
کام لیتے ہین سبھی کام کے دینے والے

ناتوانی پہ نہ جا تو کہ ہمین باقی ہین
سو دعائین تجھے دل تھام کے دینے والے

اب مکرر سلمنے خاموش ہے کیون کیا بات
لب گستاخ سے دشنام کے دینے والے

دو ہی تو وعدۂ دیدار کرینگے پورا
مجھکو دہوکے سحر و شام کے دینے والے

وہی اچھے وہی دانا ہین تمہارے نزدیک
مشورے تمکو برے کام کے دینے والے

آپ ہین جان کے ایمان کے لینے والے
آپ ہین درد کے آلام کے دینے والے

غیر کیا دیگا تمہین نقد دل و جان اپنا
نہین ہوتے کبھی اس نام کے دینے والے

قتل عشاق کا وہ حکم نہ دیتے بیوجہ
کچھہ سمجھہ لیتے ہین احکام کے دینے والے

صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ و سلم

داغ عاصی کو ملے نعمتِ فردوس و نعیم
یا نبی ولتِ اسلام کے دینے والے

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہہ دل محبوبِ سبحانی کے صدقے
محی الدین جیلانی کے صدقے

مرے دل پر چلے وہ خنجرِ عشق
ملک ہون جس کی قربانی کے صدقے

تمہاری ذات سے ہے نظم عالم
جہانبانی کے سلطانی کے صدقے

نثارِ قبۂ انور مہ و مہر
فرشتے قبر نورانی کے صدقے

تمہارے لطف پنہانی کے قربان
تمہارے فیض روحانی کے صدقے

یہہ زیبا ہے جو ہون لوح و قلم بھی
تمہارے اسم لاثانی کے صدقے

سبک روحی مین کب ہے لذتِ درد
دم بسمل گرانجانی کے صدقے

یہہ دِل ہوا و رجوشِ قلزمِ عشق | یہہ کشتی موج طوفانی کے صدقے

فدا ہے شمع پر پروانہ ہو کر داغ
ہم اپنے قُطبِ ربانی کے صدقے

محبت ہی مجھے اُس رہگذر سے | جنازہ بھی مرا جائے اُدھر سے

بچانا آفتِ تیرِ نظر سے | الٰہی یہہ بلا آئی کدھر سے

لچکتی ہی بہت بارِ نظر سے | ہمارے ہاتھ لپٹا لو کمر سے

نگہہ دل سے لڑے مژگان جگر سے | بندھا ہی مورچہ کیا گھر کے گھر سے

ٹپکتا ہی یہہ صاف اسکی نظر سے | بہت باتین ہوئین ہین نامہ بر سے

نہ رُوکا شامِ فرقت کو کسی نے | دوہائی دے رہا تھا مین سحر سے

کیا ہے ضبط جب دردِ محبت | گرے ہین ٹپ ٹپ آنسو چشمِ تر سے

اُنہین فرصت کہ اسکا سر اُتارا | ہمین فرصت کہ چھوٹے دردِ سر سے

ہم اپنی جان پر کھیلے ہوئے ہین | لڑائی ہو پڑی ہے چارہ گر سے

خدا کی دین ہی غم ہو کہ شادی | یہہ بندے لائے ہین کیا اپنے گھر سے

تمہارا دیکھنا کیونکر نہ دیکھون | نظر کی چوٹ رُکتی ہی نظر سے

نرالی وضع زاہد نے بنائی | یہہ ہی انسان کیا جانے کدھر سے

ملی سوز و گداز ہجر کی داد | پُچھے آنسو مرے شمعِ سحر سے

شبِ فرقت تمہین اتنے تو مل لے | کہ مین باتین کرون دیوار و در سے

ندیکھا کر مجھے غصہ سے ظالم — تری آنکھون سے بہی کیون غضب برسے
مزا آتا ہے اُنکے رُوٹھنے مین — ہمیشہ چہیڑ ہوتی ہے ادہر سے
دعا ہم سے کروگے آخرکار — یہہ ہم سمجھے ہوے تہے پیشتر سے
اُنہین تو حور ہی سے لاگ ٹہیری — الٰہی لاون جنت کسکے گہر سے

رقیب روسیہ کیون سر چڑہا ہے
اُسے صدقہ کرو تم **داغ** پر سے

لذت سیر دگر چشم تمنا لیگی — ایکبار اور بہی دنیا اہی پلٹا لیگی
دل کا سرمایہ وہ دزدیدہ نظر کیا لیگی — اُتنا دینا بہی پڑیگا اُسے جتنا لیگی
شکوہ دہر نہ بیداد فلک کی فریاد — حشر مین خلق خدا نام تمہارا لیگی
پردہ در ہوگی محبت یہہ خبر تہی کسکو — ہاتہہ مین دامن یوسف کو زلیخا لیگی
نہ کرین میرے لئے حضرت ناصح تکلیف — خود طبیعت دل بیتاب کو سمجہا لیگی
لُٹ چکی جان و دل و صبر و خرد روز وصال — کیا دہرا ہے شب غم آکے یہان کیا لیگی
ایک مدت سے ہی برباد ہماری مٹی — دیکھیئے کب ترے دامن کا سہارا لیگی
چارہ گر ہونگے تجہے کپڑے چہڑانے مشکل — آٹہے ہاتون مری وحشت کبہی ایسا لیگی
خاص بخشوگے تمہین اپنے گنہگارون کو — بخشش عام نہ انکا کبہی ٹہیکا لیگی
کج اداؤن کو بہت ہمنے کیا ہے سیدہا — ہمسے کیا بل کی تری زلف چلیپا لیگی
چین سے آپ رہین کچہہ مری پروا نہ کرین — کیا شب ہجر بلا ہے کہ مجہے کہا لیگی

دل کا سودا تری زلفون سے بنا رکہا تہا
کیا خبر تہی کہ نگہ مفت مین ہتیا لیگی

شب کو دیکہیگی جو یہہ داغ دل و چاک جگر
خوف سے کاہکشان دانتو مین تنکا لیگی

غیر ہی خواب شب وصل مین اے آہ رسا
کام نجائیگا سوتے کو اگر جا لیگی

اوپری دل ہی سے اسد دل کے خریدار ہو
جسکو تم لوگے اُسی چیز کو دنیا لیگی

کام بگڑا نہ بنائے سے بنیگا ہرگز
میری تدبیر نہ تقدیر سے بدلا لیگی

درد و غم رنج و الم مول لئے کیا کیا کچہہ
اور کیا کیا نہ مری خواہش بیجا لیگی

گرم بازاری دل دیکہہ کے وہ کہتے ہین
ہم نہ لینگے اُسے جس چیز کو دنیا لیگی

دل سودا زدہ آزار محبت لیگا
عقل دیوانی نہین ہی جو یہہ سودا لیگی

شاہ دیندار کا وہ فیض ہی جاری ای داغ
حشر تک جس سے مرے دین کے دنیا لیگی

جب سے بسی ہوئی کسی گلگون قبا مین ہی
مین کیا کہون کہ نکہت گل کس ہوا مین ہی

گرویدہ اس ستم پہ بہی رہتے ہین سیکڑون
میری وفا کا رنگ تمہاری جفا مین ہی

خالی نہین ہی انکی شرارت سے شرم بہی
جو کچہہ بچے ادا سے وہ شوخی حیا مین ہی

افسوس یہہ ہوئی نہ مقدر مین غیر کے
مضبوط جو گرہ ترے بند قبا مین ہی

گذری کبہی نہ چین سے ہمکو کوئی گہڑی
جو ابتدا مین غم تہا وہی انتہا مین ہی

ای خضر بادہ خوار کو کیا اسکی آرزو
کیفیت شراب بہی آب بقا مین ہی

آسودگان خاک کی آہین لگی نہ ہون
دامن دم خرام ترا کس ہوا مین ہی

افسردہ خاطری مین بہی ہی آگ شوق کی
پوری بجھی نہین یہہ بجھائی ہوئی سی ہی

تم دل سے مہربان ہو اسکا یقین نہین
یہہ طرز التفات اُڑائی ہوئی سی ہی

دہویا ہی تمنے تیغ کو باقی ہی نم ابہی
یہہ خون مین کسیکے نہائی ہوئی سی ہی

ہی چشم نیمباز پہ دہوکا خمار کا
یہہ تو لڑی ہوئی سی لڑائی ہوئی سی ہی

میرا نشان جو کوچہ جانان مین دیکھیے
اک مشت خاک وہ بہی اُڑائی ہوئی سی ہی

دست فلک سے ہاے مری سرنوشت بہی
موہوم اک لکیر مٹائی ہوئی سی ہی

چشمک زنی نہ کی ہو کسی چشم مست نے
نرگس کی آنکھہ آج جو آئی ہوئی سی ہی

رنگت اُڑی ہوئی سی ہی کیا آج داغ کی
چہرہ پہ مُردنی بہی تو چہائی ہوئی سی ہے

ہر دم اُسی کی دُہن ہی اُسیکا خیال ہی
چہوٹے چہٹاے ربط پر اب تک یہہ حال ہی

لو دُو ہی دن کے بعد یہہ انکا خیال ہی
چہوڑو بہی رسم و راہ کہ انکا وبال ہی

مین کیا کہون کہ جو مجہے شوق وصال ہی
تم دیکہہ لو فقیر کی صورت سوال ہی

جب ہو نہ اعتبار تو کہنے سے فائدہ
اللہ جانتا ہی جو اس دل کا حال ہی

سنکر مری زبان سے برائی رقیب کی
غصے کو تمنے ضبط کیا یہہ کمال ہی

قسمت سے بنہہ گئی ہی چلو فیصلہ ہوا
میرا کمال ہی نہ تمہارا کمال ہی

لیل و نہار اپنے گذرتے ہین ایک شکل
جو شب کو خواب تہا وہی دنکو خیال ہی

مین ہون گداے میکدہ مجہہ پر کیون حرام
قاضی کو بہی تو مفت کی داغ حلال ہی

کس طرح لے سکون ترے ذرِّ جفا سے دل
اندیشہ ہو گیا کہ یہہ چوری کا مال ہے

وہ کہہ رہے تھے بزم مین خنجر نکال کر
اُس دِل کو لاؤ جسمین اُمیدِ وصال ہے

جینا ہے ننگِ عشق تو مرنا خلافِ عقل
یہہ بھی محال ہے مجھے وہ بھی محال ہے

کافر نہ مین ہون اور محشر ہی بزمِ یار
اپنے کئے سے پھر مجھے کیون انفعال ہے

اے داغ اُنکی رنجشِ بیجا کا کیا علاج
اپنے قصور پر بھی تو مجھہ سے ملال ہے

دِل لے ہی چکے ناز سے شوخی سے ہنسی سے
اب اُنکی بلا آنکھہ ملاتی ہے کِسی سے

مانگی ہین نیازین بھی مانگی ہین دعائین
اللہ بچائے مجھے تیری خفگی سے

آئینے مین کیا دیکھتے ہو اپنی ادائین
اِس ناز اس انداز کو پوچھو مرے جی سے

اِرشاد ہوا ہے کہ تجھے قتل کرینگے
پھر یہہ بھی ہے تاکید کہ کہنا نہ کِسی سے

معشوقون کو عشاق نے بیدرد بنایا
انصاف تو یہہ ہے کہ ہوئی چوک سبھی سے

ہم کیون اُنھیں سمجھا کے عبث رنج اٹھائین
کچھہ بات ہو مطلب نہ بُری سے نہ بھلی سے

گھر پھونک دیئے آتشِ الفت نے ہزارون
یہہ آگ قیامت کی لگی دِل کی لگی سے

ہون محوِ تصوّر مری باتون پہ نجاؤ
کچھہ بیخودیِ شوق مین کہتا ہون کسی سے

ایسا ہو فسانہ تو وہ کیون غیر کو تاکین
اُلفت بھی مجھی سے ہے عداوت بھی مجھی سے

دیکھی نہ بہار اور ثمرِ عشق کا پایا
اِس باغ مین پھل پیشتر آتا ہے کلی سے

در پردہ تو ہوتے ہین گلے اُنکے ہزارون
دیکھا تو دُعا صاف نکلجاتی ہے جی سے

دانستہ ہی رو لیتے ہیں اُس بزم میں جا کر / اندیشہ ہے مر جائیں نہ ہم فرطِ خوشی سے

مہمان کہیں جانیکو ہیں آپ بھی تیار / بس لیجیے سلام اپنا بھی وعدہ ہے کسی سے

پہچانو تو کس نقشِ کفِ پا کی ہے یہ خاک / اکسیر اُٹھا لائے ہیں دشمن کی گلی سے

گستاخ ہوا جب نہ پذیرا ہوئی منت / نکلا تو سہی کام مگر بے ادبی سے

بھولے سے پیا بھی کوئی ساغر تو گنہ کیا / اک عمر ہوئی توبہ کیے بادہ کشی سے

شہرہ تھا کہ ہے خنجرِ قاتل میں بہت آب / دم سوکھ گیا اُسکا مری تشنہ لبی سے

میں وصل کا سائل ہوں جواب اسکا تو دیجے / کیوں چپ ہو کیا پوچھنے جانا ہے کسی سے

وہ شامِ شبِ وصل سے برہم ہیں الٰہی / آثارِ قیامت ہیں نمودار ابھی سے

اے داغ کریں وہ ستم ایجاد کہاں تک / کیا ناک میں دم ہے تری ایذا طلبی سے

مشکل ہے ان آنکھوں سے خدا کو کوئی دیکھے / دیکھے تو بُتِ ماہ لقا کو کوئی دیکھے

اُس چشمِ فسونگر کی حیا کو کوئی دیکھے / اُس ظالمِ مظلوم نما کو کوئی دیکھے

میرے نفسِ سرد پہ ہیں طعنہ زن احباب / اِسوقت زمانہ کی ہوا کو کوئی دیکھے

کہتے ہیں کہے جائیں بُرا حضرتِ واعظ / پیکر تو مئے روح فزا کو کوئی دیکھے

کھل کھیلیے کھلجائیے دل کھول کے ملیے / کبتک گرہ بندِ قبا کو کوئی دیکھے

جب ذکر ہوا طولِ حیاتِ ابدی کا / وہ بولے مری زلفِ رسا کو کوئی دیکھے

تقریر سنے کوئی کہ تعریف تمہاری / انداز کو دیکھے کہ ادا کو کوئی دیکھے

کہتا ہی کہ مرجاؤ تو کچھہ ہمکو یقین ہو
بیدرد کی اِس شرطِ وفا کو کوئی دیکھے

اِسواسطے لیجاتے ہین غیر اُنکو اُڑا کر
ایسا نہ ہو نقشِ کفِ پا کو کوئی دیکھے

اِی پردہ نشین تنگ ہین سب اہلِ بصارت
کیا دخل ترے ناخنِ پا کو کوئی دیکھے

نیرنگیِ اندازِ صنم کو کوئی سمجھے
دِلبستگیِ مردانِ خدا کو کوئی دیکھے

جو دیکھتے ہین چشمِ تحیر سے ترا حُسن
اُن دیکھنے والون کی ادا کو کوئی دیکھے

اِی داغ سُنتے ہین بہت اگلے تو فسانے
کیا حال ہی اب اہلِ وفا کو کوئی دیکھے

دِل جگر سب آبلون سے بھر چلے
مرچلے ای سوزِ فرقت مرچلے

کہتی ہی رگ رگ ہمارے حلق کی
دم مین دم جبتک رہے خنجر چلے

راہ ہی دشوار و منزل دُور تر
پا شکستہ کیا کرے کیونکر چلے

جس جگہ ٹھیرا دیا ٹھیرے رہے
جس طرف کو لے چلا رہبر چلے

دیکھئے پس ماندگان پر کیا بنے
ہم تو اپنی سی بہت کچھہ کر چلے

کیسی ہلچل ہی سرائے دہر مین
سب مسافر چھوڑ کر بستر چلے

حضرتِ دِل تہی یہی شرطِ وفا
آپ میرے حق مین یہہ کیا کر چلے

کربلا ہی کوے قاتل کی زمین
شام کو پہنچے وہین دِن بھر چلے

غیر کیا جانے کہ پردے پردے مین
دار وہ جسپر چلے اُسپر چلے

مار ڈالے گی قفس مین بوئے گُل
ہم اسیرون سے ہوا بچکر چلے

موجِ طوفانی و گرداب محیط
اپنی کشتی کِس طرف بچکر چلے

حسرتون سے کیون نہو دِل پائمال
اِس زمین پر سیکڑون لشکر چلے

منزلِ مقصود کے خواہان ہین سب
ساتہہ کِس کِسکو کوئی لیکر چلے

کیا دہرا تہا اِس تہی خمخانہ مین
ہم بہی آکر اپنا بہرنا بہر چلے

ٹکنے دیتی ہی کہین وحشت ہمین
چہانکر جنگل پہر اپنے گہر چلے

جادۂ راہِ حقیقت چہوڑکر
قافلے کے قافلے اکثر چلے

داغ کے لب پر ہی مصرع درد کا
جبتلک بس چل سکے ساغر چلے

اب کیون نکرون نالہ مجھے ڈر تو نہین ہی
یہہ عرصۂ محشر ہی ترا گہر تو نہین ہی

مطلعِ ثانی

گو وصل ہو لیکن مجھے باور تو نہین ہی
ہان دِلمین نہو اُنکے زبان پر تو نہین ہی

پہر جاے تو پہر جاے بلا سے نہین پروا
کچہہ اُنکا دِل میرا مقدر تو نہین ہی

کیون موڑ دِیدا دہون کچہہ وجہہ بہی اِسکی
لکہا ہوا عاشق مرے منہہ پر تو نہین ہی

چبہتی ہی تری بات مرے دِلمین ہمیشہ
آخر یہہ زبان ہی کوئی نشتر تو نہین ہی

کِس طرح نہ قدرت کا تماشا نظر آئے
آئینۂ رُخ صاف ہی پتہر تو نہین ہی

جاتی ہی رہیگی یہہ پریشانیِ دِل بہی
آشفتگیِ زلفِ معنبر تو نہین ہی

معشوق کا جب ذکر کیا مجھسے کسی نے
گہبرا کے یہہ پوچہا وہ ستمگر تو نہین ہی

پیغامبر کی سمجھے باتون کا یقین کیا
اے دل یہہ کچھ ارشاد پیمبر تو نہین ہے

فرمایئے اب شوق سے جو مدنظر ہو
دل آپ کے فرمانے سے باہر تو نہین ہے

کرتا ہے امام آج بہت سہو کے سجدے
پوشیدہ جماعت مین وہ کافر تو نہین ہے

ہر ایک کو دیتے ہو فلک کیون درم داغ
ہر شخص کا روزینہ مقرر تو نہین ہے

آئینہ سے ہو جائیگی اُس رُخ کی صفائی
یہہ کینہ دارا و سکندر تو نہین ہے

احسان ہو ہمپر جو ہمین آپ بتا دین
دنیا مین کوئی آپ سے بہتر تو نہین ہے

پھر قصدِ صنم خانہ کیا **داغ** جو تونے
کمبخت ترے پانون مین چکر تو نہین ہے

واہ کس کی دون جو ہون دونون برابر سامنے
وہ جب آتے ہین تو آتا ہے مقدر سامنے

ہمکو کیا حاصل حسینون مین ہو گر تم آفتاب
شب کو آتے نہین ہوتے ہو دن بہر سامنے

لین ہے مر دلمین کسی کافرنے کیا کیا چٹکیان
جب نظر آیا مجھے اللہ اکبر سامنے

تازہ ہنگامے دکھاتا ہے ہمین وہ فتنہ گر
روز ہوتا ہے نیا سامان محشر سامنے

ہم اگر مانگین تو اے زاہد یہہ بیشک ہے گناہ
بے طلب رکھدے جو کوئی بھر کے ساغر سامنے

سُن چکے بس لن ترانی ہو چکا ایسے حجاب
آئیے اب آئیے اے بندہ پرور سامنے

یا الٰہی خیر ہو بیٹھے ہین وہ یون بزم مین
تیغ رکھی ہے برابر اور خنجر سامنے

جسطرح جی چاہتا ہے اسطرح ہو بے حجاب
یون تو منہ نیکو وہ ہو جاتا ہے اکثر سامنے

دیدہ و دل کی یونہین تسکین ہونی چاہیے
ایک دلبر ہو بغل مین ایک دلبر سامنے

وہم ہی اُسکو کہین دامِ وفا مین آ نہ جاؤن
کوئی روکے سے کہین رُکتا ہُون مین شوریدہ سر
اسلئے رکھہ لی بُرائی سب کی لکھکر سامنے
توڑ ڈالون ہو اگر سدِّ سکندر سامنے

بت پرستی سے توکی توبہ مگر یہہ حال ہے
سر پٹکنے کے لئے رہتا ہی پتھر سامنے
مجکو اُنکے جلوۂ دیدار سے غش آگیا
وہ یہہ کہتے ہین کیا بیخود اِسے سر سامنے

ای نگاہِ شوق بس اتنی نہ تیزی چاہیئے
ہے یہی صورت تو ہونگے وہ مقرر سامنے

دیکھیئے ای **داغ** کیا ہوتی ہی پاداشِ عمل
دیکھنے والا ہو تو ہے روزِ محشر سامنے

نگاہِ شوخ جب اُس سے لڑی ہے
تو بجلی تہرتہرا کر گر پڑی ہے
اُسے بہی مجکو بہی ضد آپڑی ہے
خرابی بیچ والون کی بڑی ہے

لہو کی بوند مژگان سے جہڑی ہے
یہی گلزارِ دل کی پنکہڑی ہے
قیامت مین قیامت کر گیا کون
کہ دِل تہامے صفِ محشر کہڑی ہے

کرین کیا رند توبہ مے سے زاہد
کہ یہہ تو اُنکی گہٹی مین پڑی ہے
قدم جمتا نہین تیری گلی مین
کسی بیتاب کی میّت گڑی ہے

عدو بہی تنگ ہے اُنکے ستم سے
اُسے اپنی مجہے اپنی پڑی ہے
ابہی مین نے کیا تہا یا د اسکو
وہ آیا عمر قاصد کی بڑی ہے

بنا ہے مدعی پیغامبر بہی
جڑی ہے جب مری کہوٹی جڑی ہے
کیا ہے مین نے ضبطِ آہ جبدم
انی برچہی کی سینے مین گڑی ہے

گل بستر ستارے بن گئے ہین
ترے ماتھے سے جب افشان جھڑی ہے

یہہ کہتا ہی مرا شوق شہادت
تری تلوار پہ ہولونکی جھڑی ہے

وہ روٹھین غیر سے تو ہم منائین
پرائی آفت اپنے سر پڑی ہے

تجھے دیتا ہون اپنی جان بھی مین
مرے دل سے مری ہمت بڑی ہے

ٹلین وہ کب جو دل لینے پہ اڑ جائین
یہہ کیا کچھہ کھیل چوسر کی اڑی ہے

الٰہی کب سحر ہوگی شب ہجر
قیامت کی گھڑی ہی جو گھڑی ہے

بگڑ کر ہمنے سو الزام پائے
اب اُنکی ہر طرح سے بن پڑی ہے

غزل اک اور بھی اے **داغ** لکھو
طبیعت اس زمین مین کچھہ لڑی ہے

نظر کعبے مین اوس بت پر پڑی ہے
کہان جا کر مری قسمت لڑی ہے

مجھے انجام الفت کی پڑی ہے
یہہ غم آٹھون پہر چونسٹھہ گھڑی ہے

یہان مشق تغافل ہر گھڑی ہے
پرائے دل کی اونکو کیا پڑی ہے

ترے در پر تڑپتے کسکو دیکھا
کہ ہر دیوار سکتے مین کھڑی ہے

پرائے مال پر اتنا تقاضا
تمہین دل دینگے کیا جلدی پڑی ہے

مروت بھی ہو تیری آنکھہ مین کاش
نشیلی ہی رسیلی ہی بڑی ہے

زبان تک آسکے کیا حرف مطلب
ہماری آہ سینے مین اڑی ہے

خزان سے ہی بہار حسن محفوظ
گل عارض کی کب پتی جھڑی ہے

نہ بیٹھی تیغ عشق اُس سنگدل پر / اُچٹ کر چوٹ مجھپر ہی پڑی ہے

حسینون کو بُرا کہتا ہے ناصح / اِنہین باتون پہ مجھسے ہو پڑی ہے

جفاے آسمان کی انتہا کیا / بڑون کی بات جو کچھ ہو بڑی ہے

خدا سے اِلتجا ہے ناخدا کیا / مری کشتی بھنور مین جا پڑی ہے

اِدہر وحشت لئے جاتی ہی مجھکو / اُدہر حدّاد نے بیڑی گھڑی ہے

دِل اپنا بیچتے پہرتے ہین لاکہون / محبت آجکل پیسے دہڑی ہے

جنازہ دیکھہ لو عاشق کا دَر پر / سواری اِس مسافر کی کہڑی ہے

ہمارا دم ہے خنجر مین دمِ ذبح / ہماری جان قاتل مین پڑی ہے

امانت رکھہ تو لون داغ محبت / مگر ڈرتا ہون یہہ جو کہون بڑی ہے

ڈبونا چاہتا ہے قلزم عشق / کنارے پر مری کشتی اڑی ہے

گہری ہی سو بلاؤن مین مری جان / یہہ تنہا ہے اکیلی ہے چہڑی ہے

وہی اِک بات ہی لیکن تری بات / عدو سے نرم ہے مجھسے کڑی ہے

ملازم شاہِ آصفجاہ دام اقباله کے ہین
[illegible] کی قسمت بڑی ہے

ناوک لگا جگر پہ تو دل پر سنان لگی / کاری لگی نظر تری کافر جہان لگی

ہم بھی ہان دعا کے بعد پہنچتے تو خوب تہا / کیون چرخ تک زمین سے اِک نردبان لگی

شام شب وصال مین پہولی نہین شفق / تلوؤن سے تیرے آگ یہہ آسمان لگی

آتا ہے تمکو تلخیٔ دشنام مین مزا
اِس چاٹ پر لگی تو تمہاری زبان لگی

پوچھا جو عشق غیر کی تمکو لگی ہی چوٹ
آنکھون مین آنکھہ ڈال کے بولے وہ ہان لگی

اچھا کہا جو حور کو کیا قہر ہوگیا
ایسی تمہارے دلکو بُری مہربان لگی

میرا فسانہ تونے جو ای پند گو سُنا
کچھہ تیرے ہاتہہ بات بہی ای نکتہ دان لگی

پوشیدہ دل کی چوٹ قیامت کی چوٹ ہر
فرہاد کے تو سر پہ لگی یہہ کہان لگی

تقدیر نے نہ جمنے دیا اُس جگہہ مجھے
اُکھڑے قدم وہان سے طبیعت جہان لگی

رو رو کے کہہ رہے ہین وہ مُردے پہ غیر کے
کسکی بُری نظر تجھے ای نوجوان لگی

بیتاب مجھکو دیکھہ کے وہ پوچھتے ہین داغ
کمبخت تیرے چوٹ بتا تو کہان لگی

کل کچھہ طبیعت اپنی جو مشکوک ہوگئی
آج اُنسے دو ہی باتون مین دو ٹوک ہوگئی

ہوتا نہین ہے کچھہ غم دو جہان سے بہی
ای دل یہہ کس بلا کی تری بہوک ہوگئی

کیون غیر کی طرح سے نہ ہم بیوفا ہوئے
اِس عاشقی مین ہمسے بڑی چوک ہوگئی

مدت سے رسم مہر و وفا مین کمی تو تہی
آخر ترے زمانے مین متروک ہوگئی

برسات ہی مین مست ہر اُن کی ہی صدا
کویل کی کوک ... سکے لئے کوک ہوگئی

سب کچھہ ہمارے دلکو ملا کیا نہین ملا
تیری نگاہِ لطف جو مسلوک ہوگئی

اور داغ اب نہین درم داغ بہی نصیب
دنیا فلک کے ہاتہہ سے مفلوک ہوگئی

ابروے یار کیون نہ کھنچے اِس مثال سے
اُسکے تو ناخنون مین پڑے ہین ہلال سے

رہتی ہی اطلاع اُنہین دل کے حال سے
ملتی ہین گالیان مجھے پہلے سوال سے

دِل کو بچا رہا ہون بتون کے خیال سے
اللہ تو علیم ہے بندے کے حال سے

جانا کہ یہہ بہی ایک طرح کا لگاؤ ہے
ناخوش ہوا نہ مین کبہی اُنکے ملال سے

جانین ترے خرام کو طاؤس و کبک کیا
لینی تہی اِسکی داد کسی پایمال سے

کیا شکوۂ فراق کرون اِسکی فکر ہے
بے لطفیان بڑہینگی ترے انفعال سے

صُحبت مین اِن حسینون کو آتا ہے کیا مزا
وعدہ کیا ہے اُسنے بڑی قیل و قال سے

ای محتسب نہ لوٹ اِسے تو یہہ حکم دے
مسجد بنا سے پیر مغان اپنے مال سے

بخشش نہوگی غیر کی یہہ مُجھسے پوچھیے
بندے کو اطلاع ہے عقبے کے حال سے

احوال چارہ گر سے کہانتک بیان کرون
دم ناک مین ہی روز کی اِس دیکھہ بہال سے

دو چار وہ ہمین نے تو لٹکے بتا دیئے
مشہور تم جہان مین ہوے جس کمال سے

اِحسان مانتا ہون ترا اے دلِ حزین
وہ شاد شاد ہین مرے حزن و ملال سے

ملتی نہین ہے راہ نکیرین کے لئے
کیا قبر اَٹ گئی مری گرد ملال سے

بیجا ہے رشکِ غیر بجا ہے یہہ رُوٹھنا
جانے بہی دو ملال بڑہیگا ملال سے

کہتے ہین کیون خدا کو کیا یاد جب ہین
فرصت بڑی ملی تجھے میرے خیال سے

ہیچ ہر کسیکا چاہنے والا ہو کوئی ہو
دوزخ کو عید ہوتی ہی کافر کے حال سے

اتنک نتک کے بند ہوتی ہی یہہ چشم انتظار
آتا ہے شب کو خواب تمہارے خیال سے

ہوتا ہے خشک دامنِ تر کیا طلسم ہے
طوفانِ گریہ و عرقِ انفعال سے

اے دستِ وحشت اور تجھے چاہیئے اگر
دامن فلک سے چھین گریبان ہلال سے

حیرت ہے اُس نے صبح کو مجھسے بیان کین
باتین جو کی تہین رات کو اُسکے خیال سے

اے داغ ہے دکن سے بہت دور لکھنؤ
ملتے امیر احمد و سیّد جلال سے

کیجیئے انصاف یہہ ناحق کا جھگڑا ہمسے ہے
دل دیا ہے غیر کو اُسکا تقاضا ہمسے ہے

وصل کا وعدہ کسی سے ہو وہ گویا ہمسے ہے
کیا یقین ہے جانتے ہین ہم یہہ ایما ہمسے ہے

مٹ گئی جب ہم توجانو مٹ گئی ساری بہار
ہم ہین دنیا مین تو یہہ گلزارِ دنیا ہمسے ہے

وصفِ یوسف پر بتِ کافر نے جھنجلا کر کہا
ہم تو دیکھین اُسکی صورت کون اچھا ہمسے ہے

لیلی و مجنون کا قصہ کوئی سنتا ہی نہین
بحث عالم کو فقط یا تم سے ہے یا ہمسے ہے

دل یہہ کہتا ہے ہمارے دم سے ہین آثارِ عشق
درد ہمسے ہے تپش ہمسے ہے سودا ہمسے ہے

کیون نہ حیرت ہو کہ بغض و کینہ و رنج و ملال
ہمکو دشمن سے نہین ہے ہمکو جتنا ہمسے ہے

دل جلوںنے آپ بل بہرتے ہین یہہ اچھا نہین
چرخِ کجرفتار بہی گر ہے تو سیدھا ہمسے ہے

جا چکی تہی رسمِ الفت مٹ چکا تہا نامِ عشق
اب زمانے مین کچھ ان باتون کا چرچا ہمسے ہے

واہ کیا کہنا کیا اچھا دیا تمنے جواب
شکوۂ بیجا کو سنکر نازِ بیجا ہمسے ہے

دلمین بہی آئے تصور مین بہی آئے بے حجاب
انکو ظاہر مین فقط آنکھونکا پردا ہمسے ہے

وعدۂ دیدار کیسا اور کیا پیمانِ وصل
کیا کہین کیونکر کہین جو قول اُنکا ہمسے ہے

چین کیجے عیش کیجے مجمع اغیار مین / آپ کو اب واسطہ مطلب غرض کیا ہمسے ہے

ہمسے جو ملتے نتھے اب اُنسے ہم ملتے نہین / جلسے تہی ہمکو شکایت اُنکو شکوا ہمسے ہے

دل مین وہ گہبرا رہے ہین اور مجھسے حشر مین / کہتے ہین کہہ ڈال جو کچھہ تجکو کہنا ہمسے ہے

یارب اُس سے ہین بہت وابستہ اپنی خواہشین / آسمان کو بہی کسی شی کی تمنا ہمسے ہے

صاف ہوجاؤ تو پہر ہو گفتگو بہی صاف صاف / جسقدر تکرار ہے یہہ رنجش اہم سے ہے

کوئی کافر بہی کہے اے **داغ** اُنکی آرزو
اے تیری شان اب تمنا کی تمنا ہمسے ہے

ڈہونڈتے پہرتے ہین اک عالم مین شیدائی تجھے / لگ گئی کسکی نظر اے حسن زیبائی تجھے

یہہ بٹے کیا خوب کیا حصے عاشق معشوق کے / ناشکیبائی مجھے دی اور رعنائی تجھے

تو مرے سر پر کہڑی رہتی ہی ہر دم اے اجل / اور پہر سارا جہان کہتا ہی ہرجائی تجھے

چہیڑ کا موقع کوئی ملتا نہ تہا اچہا ہوا / پہر سے دلمین آئی شوخی جب حیا آئی تجھے

دہن لگی رہتی ہے اپنی دوست کی آٹہون پہر / مین غنیمت جانتا ہون کنج تنہائی تجھے

شکوہ بیداد کیسا کیسی فریاد ستم / رنج ہی جبر قیامت کیون اُٹہا لائی تجھے

ایکطرف اہل ہوس ہین ایکطرف مین اہل عشق / بزم آرائی مین آتی ہی صف آرائی تجھے

جلتے ہی سینے مین آیا باہر اے پیکان یار / ہو گئی اتنے مین کس کس سے شناسائی تجھے

بے حجابی کا بہانہ کوئی تجھسے سیکھہ جائے / غیر کے آتے ہی ظالم آئی انگڑائی تجھے

جستجو جسکی ہی اپنے آپ مین تو دیکھہ لے / دیکھنے کو دی ہی اے غافل یہ بینائی تجھے

تو اگر سن لے تو کیا جانے کرے کیسا غرور
دیکھکر سمجھا ہی جو تیرا تماشائی تجھے

گر یہی جھگڑے رہے باہم تو ملنا ہو چکا
رنج تنہائی مجھے ہی فکر رسوائی تجھے

کاش تھمنے دے ٹھہرنے دے مگر دلکی تپش
گو بمشکل کھینچکر میری کشش لائی تجھے

دوست کو دشمن سمجھ لیتا ہی تو دشمن کو دوست
آگئی ہے بانکپن کے ساتھ کجرائی تجھے

ہم کرینگے مرتے مرتے آپ ہی اپنا علاج
چارہ گر آتی نہین ہی چارہ فرمائی تجھے

آئین کیون میرے دل ویران مین فرماتے ہین وہ
کیا غرض ہمکو مبارک دشت پیمائی تجھے

تیری انائی کے قائل تھے سب افلاطون منش
شاعری نے کردیا ای داغ سودائی تجھے

جمع ہین پاک اک زمانے کے
ہاے جلسے شراب خانے کے

ذکر بیفائدہ نہ کر واعظ
اس زمانے مین اُس زمانے کے

دل سے کہتا ہی یہہ لب سوفار
تیر قربان اس نشانے کے

برق پھونکے اُڑائے باد خزان
چار تنکے ہین آشیانے کے

ہے مری داستان ہی کیا مرغوب
حرف بکتے ہین اس فسانے کے

شب وعدہ اُمید وصل کسے
ہم تو ہین منتظر بہانے کے

کعبہ و دیر مین دہرا کیا ہے
گرد ہین تیرے آستانے کے

شب فرقت ترے تصور سے
مشورے ہوتے ہین زمانے کے

تخم الفت سے ہی دو نور اشک
لاکھ دانے ہین ایک دانے کے

لعل لب اور گوہر دندان	یہہ جواہر ہین کس خزانے کے

اہلِ جنت کے بہی دلونپہ داغ
نقش ہین اِس نگار خانے کے

رکہدین اگر شبیہہ بہی مجہہ بادہ نوش کی
خالی بہری دُکان کرے میفروش کی

کیون ناصحونکو فکر ہے مجہہ بادہ نوش کی
صدقہ وہ دین جواسو نکا بنوائین ہوش کی

تربت پہ میری ڈالدین اُسکی گلی کی خاک
حاجت نہین ہے اِسکے لئے تہر پوش کی

کب تک حجاب آنکہہ ملادے پیو پلادو
کیفیت انجمن مین رہے نا و نوش کی

بنکار اُٹہے مست محبت تو ہے وہ راز
بیہوشیون مین یہہ کبہی لیتا ہے ہوش کی

دل خون ہوگا توبہ سے عہد شباب مین
واعظ بہی تو عمر ہے جوش و خروش کی

وہ دل کے ولولے وہ جوانی کے زور شور
اِک داستان ہے اپنی طبیعت کے جوش کی

دیکہا جمال یار سنی داستانِ عشق
دعوت یہہ ساری عمر رہی چشم و گوش کی

زاہد کی سرخ آنکہون سے معلوم ہوگیا
رندونسے جو بچی تہی وہ حضرتنے نوش کی

تدبیر بارِ دل کی اگر پوچہتا ہون مین
کہتے ہین پہلے فکر کرون بارِ دوش کی

پایاب ہے شناورِ دریاے عشق کو
اے بحر اصل کیا ترے جوش و خروش کی

باہم تری نگاہ وحیا مین ہے کیون سلوک
غماز سے کبہی نہ بنی عیب پوش کی

ہر خوبرو کو داغ سمجہتا ہے عاشقی
عیار ہے [illegible] کہی اس خود فروش کی

دلمین عاشق کے تصور سے کھٹک ہوتی ہے
ان حسینوں کی غضب نوک پلک ہوتی ہے

اس تبلنے سے بہائے سرِ محفل آنسو
کہہ یا اُسنے کہ آنکھون مین کھٹک ہوتی ہے

جلوہ بے پردہ تو ہوتا ہے فقط ہوش رُبا
وہ قیامت ہے جو چلمن کی جھلک ہوتی ہے

سہمے جاتے ہین ڈرے جاتے ہین وہ عاشق سے
کم سنی ہر ابھی اس سن مین جھجک ہوتی ہے

درد فرقت بھی الٰہی نہ دعا دیجائے
آج یہہ کیا ہے کہ تھم تھم کے کسک ہوتی ہے

جسنے سونگھی ہے وہ خوشبو کوئی اُس سے پوچھے
باسی ہارونکے جو پھولون مین مہک ہوتی ہے

سادہ دل ہین جو انہین آئینہ رُو کہتے ہین
آئینہ مین کہین بجلی کی چمک ہوتی ہے

پست ہمت کبھی پاتے نہین عالم مین عروج
قاعدہ ہے کہ نہین زیر فلک ہوتی ہے

کوئی تو غم ہے جو کی آپ نے آرائش ترک
سادگی اور مجھے باعثِ شک ہوتی ہے

جھومنا اور وہ ہنسنا ترے دیوانونکا
عجب انداز کی کچھہ اُنمین لٹک ہوتی ہے

کون بیکس کا معاون ہے بجز ذاتِ خدا
غیب سے اُسکی مدد اُسکی کمک ہوتی ہے

آتشِ رنگِ حنانے تو جلایا دل کو
اُسکی تاثیر بھی سرد و خنک ہوتی ہے

وہ بُرائی سے بھی گو غیر کا مذکور کرین
بدگمانی مجھے پے شبہہ و شک ہوتی ہے

اس نزاکت پہ سنے کیا وہ ہماری فریاد
غنچہ چٹکے تو کہے سر مین دھمک ہوتی ہے

ہاتھہ رکھہ لیتے ہین وہ ڈر کے کمر پر اپنی
شاخ گلبن مین ہوا سے جو لچک ہوتی ہے

دِل اندھا دُھند ہی آتا ہے ہمیشا داغ
ان مین ابھی نہ کچھہ چھان پھٹک ہوتی ہے

اچھی کہی کہ عشق مین بیمار کیون ہوے — اچھون کے آپ در پئے آزار کیون ہوے

تیرے لبون سے وصل کے انکار کیون ہوے — یہہ ناز کی مین قابل گفتار کیون ہوے

پی کر نہ توبہ کی ہو تو واعظ زبان چلے — یہہ اعتراض کیا ہے کہ میخوار کیون ہوے

کیا یہہ شریر آنکھ لڑائیگا گھر نہین — تم اسکے بدلے لڑنے کو تیار کیون ہوے

کس کی مجال اُسنے کہے میرے باب مین — اقرار کیون کیے اُنہے انکار کیون ہوے

ہم ذمہ دار ہو گئے اخفاے راز کے — عاشق ہوے تو محرم اسرار کیون ہوے

کہتے ہین تمنے مجھکو بنایا ستم شعار — الزام ہے کہ طالب آزار کیون ہوے

غفلت مین خواب چین سے سوتے تھے اپنی نیند — کسنے جگا دیا ہمین بیدار کیون ہوے

یہہ کیا کہا فلک کو جلانا نہ آ سکے — اپنی تو کہیئے آپ ستمگار کیون ہوے

دیکھا نہین یہہ شان یہہ جلوہ کچھ اور ہے — بت کہکے تجھکو لوگ گنہگار کیون ہوے

منھہ مانگے دام بوسۂ لب کے نہ دیسکے — پہر حضرت دل آپ خریدار کیون ہوے

کہتا ہے عاشقونکو وہ کافر یہہ طنز سے — بندے خدا کے میرے طلبگار کیون ہوے

ہمکو دکھا کے جلوہ یہہ آواز کسنے دی — چلدو یہان سے نقش بدیوار کیون ہوے

ہونا ہی تھا وصال جو ہونا تھا وصال — یہہ مرحلے تو سہل تھے دشوار کیون ہوے

خجلت تو کہہ رہی ہے نہایت بُرا کیا — رحمت نہ یہہ کہیگی گنہگار کیون ہوے

دل کہہ رہا ہے اُس سے کہو ماجراے عشق — مین کہہ رہا ہون کہکے گنہگار کیون ہوے

اپنا سا وہ سرا نظر آنے لگا مجھے — جلتا ہون مین وہ آئینہ رخسار کیون ہوے

کیا جانے کیا دکھائی دیا انکو خواب مین
ہیو قت آج شکوہ وہ بیدار کیون ہوے

اے داغ اک زمانے کے دلمین ہے گھر ترا
وہ نام سنکے نام سے بیزار کیون ہوے

کاوش فلک تفرقہ پرداز ہمین سے
کیون اسے خلل انداز یہہ انداز ہمین سے

ہوتے ہین ادا عشق کے انداز ہمین سے
یہہ سحر ہمین ہین یہہ اعجاز ہمین سے

ہرچند کچھہ ایسی ہی ہین باتین کہ نہ سنیئے
کیا کیجیئے کہتے ہین وہ سب راز ہمین سے

ہمسے ہی سر بزم چُراتے ہین نظر بہی
لڑتی ہی ہے پہر چشم فسونساز ہمین سے

سو دیکہنے والے ہون تو یہہ آنکھہ کہان ہے
تصویر تری کیون نہ کرے ناز ہمین سے

صیاد کی بیداد نہین کنج قفس مین
ٹوٹے ہین پہڑک کر پر پرواز ہمین سے

اُٹھتا ہے ترے کوچے سے کب شور قیامت
لاکھون ہین یہان گوش بر آواز ہمین سے

اشک آنکھہ کے پردے مین ہین باہر نہین آتے
غمزے کی لیا کرتے ہین غماز ہمین سے

تو قیر پہر اُس بزم مین اپنی ہے مساوی
گر غیر ہوے صاحب اعزاز ہمین سے

ایجاد کیئے رسم محبت مین ہمین نے
انجام کو پہونچیگا یہہ آغاز ہمین سے

دیکہین تری طاقت تری تلوار کی برش
دو چار اگر اور ہون سرباز ہمین سے

ہمنے ہی تو پالا دل مفسد کو بغل مین
کرتا ہے دغا پہر یہہ دغا باز ہمین سے

ہنگامۂ محشر مین بہی اللہ کرے داغ
راضی ہو تو ہو وہ بت طناز ہمین سے

یہہ ٹپکتا ہے رنگ بسمل سے
ہو لی کھیلیگا آج قاتل سے

نازِ اعدا اُٹھیگا مشکل سے
دل بدل لیجیئے مرے دل سے

ہو گئی یاس عہدِ باطل سے
ہمکو جینا پڑا مرے دل سے

میری تصویر بھی وہ دیکھتے ہین
کس بُری آنکھہ کس بُرے دل سے

تیر تیرا ہے اور دل میرا
اب چھٹے گا یہہ ساتھہ مشکل سے

کس نے مذکور کردیا میرا
بگڑے بیٹھے ہین ساری محفل سے

اب زبانسے وہ پھر نہین سکتین
جو دعائین نکل گئین دل سے

کیون ہوا ناخدا کو اطمینان
ابھی کشتی ہے دور ساحل سے

بڑھگیا رتبہ تماشائی
آنکھہ ملتی ہے پیشتر دل سے

اب ادھر رخ کرے تو مین جانون
تیر تیرا اٹک گیا دل سے

بات بگڑی بنی ہے قاصد کی
کام آسان ہوا ہے مشکل سے

ہے اک آندھی غبار مجنون کا
ساربان ہوشیار محمل سے

مٹ گئی ہم تعجب یہہ اُسنے کہا
تونے شکوے کیئے تھے کس دل سے

صبر کرنا پڑا ہمین کو مگر
وہ نہ شرماے عہدِ باطل سے

جب سے دیکھا ہے میرے دلکا داغ
انکو نفرت ہے ماہِ کامل سے

مین تو کیا ہون کہ تیغ و خنجر بھی
دم چُراتے ہین میرے قاتل سے

محتسب آگیا تو اے ساقی
ہم اذان دینگے اُٹھکے محفل سے

آئینہ رکھدیا میرے آگے
کہ اسے رشک ہے مقابل سے

کیا کہون وجہ بدحواسی کی
ہوش پران ہین تنگ محفل سے

طالب وصل جا نکر پہلے
کرتے ہین وہ سوال سائل سے

جذب دل کھینچ لائیگا اسکو
ایک کیا ہے ہزار منزل سے

آتش عشق مین مزا کیا ہے
پوچھیے اسکو داغ کے دل سے

ملتا ہے محبت کا مزہ زہر فنا سے
گلی بھی کرین ہم نہ کبھی آب بقا سے

وہ دل پہ چھری پھیر گئے ناز و ادا سے
اب کوئی مرے کوئی جیے انکی بلا سے

کیا وجہ بگڑنے کی میری آہ رسا سے
یہہ خوب ہوئی آپ تو لڑتے ہین ہوا سے

وہ کہتے ہین گھبرا کے مرے دست دعا سے
کیا عرش پہ جا پہنچے ہین یہہ ہات ذرا سے

ہم تیرے سوا اور ہون کس چیز کے طالب
کیا چھوڑ دیا مانگنے والون نے خدا سے

معشوق سے چھوٹے یہہ کبھی ہو نہین سکتا
مجبور ہے ورشیوہ بیداد وجفا سے

اب قامت زیبا نے اٹھائی ہر قیامت
فتنے بھی ذرا سے ہین کبھی تم بھی ذرا سے

اللہ رے کیا فتنہ گری ہر دم رفتار
بجتی ہے قیامت ترے دامن کی ہوا سے

جائے طرف گور غریبان جو وہ قاتل
لبیک کا شور اٹھے مزار شہدا سے

عاشق کو کسیطرح ملے جائے یہہ نعمت
کیا خون جگر کم ہے مئے روح فزا سے

شکوہ ہو بہانہ ہو کچھہ اسکی نہین پروا
جو بات ہو وہ کیجیے انداز و ادا سے

کیا خاک ٹرینگی میرے دِل سے تری آنکھین
کیا حشر کے دِن مجھیہ نہ توڑینگی قیامت
دِل مین ہی اِسیطرح گرہ پڑ گئی ہو گی
انسان یہہ شی اپنی خوشی سے نہین دیتا
گلزار محبت سے کبھی خوش نہین ہوتے
بیتاب ہون بیہوش نہین ہون جو نہ سمجھون
ناوک ہی نہ برچھی ہی نہ خنجر ہی نہ تلوار
مین بزم سے اُٹھہ جاؤن نکلجاؤن چلا جاؤن
ابرو وش پر اُنکے ہی کمان ہاتھہ مین ہی تیر

جو شرم سے جھکتی ہین چڑھتی ہین حیا سے
وہ چوکنے والے ہین کہین جور و جفا سے
یہہ عقدہ کھلا ہمکو ترے بند قبا سے
اِسواسطے دِل لیتے ہین وہ مکر و دغا سے
وہ کہتے ہین دم ناک مین ہی بوئے وفا سے
دم دیتے ہین یہہ آپ جو دیتے ہین دِلاسے
یہہ یہہ وہ دِل ہی ہین مرے خون کے پیاسے
کیا بات ہوئی خیر تو ہی کیون ہو خفا سے
اِس عہد مین مرنے کا نہین کوئی قضا سے

جب دیکھتے ہین **داغ** کو ہوتا ہی یہہ ارشاد
معلوم نہین زندہ ہے یہہ کسکی دعا سے

مرض عشق کی دوا ہی ہے
کچھہ جفا ہی ہی کچھہ وفا ہی ہے
عاقبت مین ہی دِلکو چین نہین
زندگی اور اِس زمانے کی
دیر کے جانیوالو نسے کہدو
تیری امداد کے لئے ای آہ

مجھہ مین دیکھو تو کچھہ رہا ہی ہے
دِل لگی کا یہی مزا ہی ہے
اِس محبت کی انتہا ہی ہے
ایسے جینے کا کچھہ مزا ہی ہے
تم مین اِک بندہ خدا ہی ہے
پیچھے پیچھے مری دعا ہی ہے

کیا یونہین مر گئے ترے عاشق
بخشوایا کہا سنا بھی ہے

مین سناؤن تو داستان اپنی
آپ کو بات کا مزا بھی ہے

رشک پر صبر ہو سکے کیونکر
یہہ کسی سے کبھی ہوا بھی ہے

تو نے پوچھا نہ ایکدن ہم سے
کچھہ ترے دِل مین مدعا بھی ہے

چار دن کے شباب پر یہہ غرور
ابتدا ہے تو انتہا بھی ہے

دیکھکر دل کو پوچھتے ہین وہ
اِس مکان مین کوئی رہا بھی ہے

رمزِ الفت بتائیے نہ مجھے
آپ سے کوئی پوچھتا بھی ہے

کچھہ ہے بیجا عتاب بھی اُنکا
کچھہ یونہین سی میری خطا بھی ہے

ہان ذرا پھر قسم تو کہا لیجے
آجکل جھوٹ مین مزا بھی ہے

نہین سنتے وہ اپنے مطلب کی
یہہ کسینے کہین سنا بھی ہے

سبکو ملتی ہے دولتِ دیدار
اُسمین حصہ فقیر کا بھی ہے

حالِ دل کب ادا ہوا پورا
کچھہ کہا بھی ہے کچھہ رہا بھی ہے

کیون تجھے چپ لگی ہے اے قاصد
منہہ سے تو پھوٹ کچھہ کہا بھی ہے

ڈھونڈتی ہین تجھے مری آنکھین
اے وفا کچھہ ترا پتا بھی ہے

چتونین شوخ چلبلی تقریر
اس مین پھر شرم بھی حیا بھی ہے

اُسکو عاشق ہی لوگ کہتے ہین
داغ کا نام دوسرا بھی ہے

مٹے داغ دل آرزو رہگئی
چمن اُڑ گیا اور بو رہگئی

کہان دل مین اب آرزو رہگئی
وہ مدت سے بنکر لہو رہگئی

شب وصل کی کیا کہون داستان
زبان تہک گئی گفتگو رہگئی

بہت ہی شب غم بلائین ٹلین
خدا جانے کسطرح تو رہگئی

چلے ہم تری بزم سے تشنہ کام
تمناے جام و سبو رہگئی

بہت چل بسے یار اے زندگی
کوئی دن کی مہمان تو رہگئی

کہان نشے کہان لے گیا ہمکو شوق
مگر رہگئی جستجو رہگئی

بہرے چاک دل مین نمک چارہ گر
اگر احتیاج رفو رہگئی

میرا سر گیا ایک ہی وار مین
ہوس تجہکو اے جنگجو رہگئی

نہ دہوئے اگر جا نسے اپنے ہات
تو عاشق سے شرط وضو رہگئی

پہرے ہی تو کچہہ دست نازک سے تیغ
یہہ کیا ہوکے زیب گلو رہگئی

دکہا کر جہلک کون چلتا ہوا
نظر ڈہونڈتی چارسو رہگئی

گیا دل گیا **داغ** اُس بزم مین
غنیمت ہوا آبرو رہگئی

آئینے سے وہ کہتے ہین تیری نظر ہوئی
اے چشم شوق اُسکی تجہے بہی خبر ہوئی

جو مجہہ پہ چشم لطف تہی اب غیر پر ہوئی
دنیا کی طرح یہہ بہی اِدہر کی اُدہر ہوئی

محشر مین راز عشق خدا سے بہی یون کہا
جسکی نہ کانون کان کسیکو خبر ہوئی

میری بلا سے ٹوٹ کے پیکان جو رہ گیا
حاصل مجھے تو لذت زخم جگر ہوئی

اسکا بہی اعتبار ہی گویا برائے نام
تیری نگاہ لطف بہی تیری کمر ہوئی

کچھہ روز وعدہ یاس کی حالت عجیب تہی
کیا کہیئے کسقدر نہوئی کسقدر ہوئی

کرلینگے حور کا بہی نظارہ دم اخیر
دنیا کی تاک جہانک سے فرصت اگر ہوئی

کہتے ہین مجھسے مر نہ گئے میرے نام پر
کیا چاہ مین وہ چاہ جو منہہ دیکھکر ہوئی

رکہا نگاہ مین جو دل بیقرار کو
اُنکی ان سے اور شوخ تمہاری نظر ہوئی

کیا امتحان کرون کہ نہ چہوٹیگی جان پر
اُسکو خدانخواستہ اُلفت اگر ہوئی

اب کہہ رہا ہون اُسکے تصور سے مُدعا
پیغامبر کی یاد بہی پیغامبر ہوئی

دل کو بغل مین پال کے مجبور ہوگئے
دشمن کے ساتہہ عمر ہماری بسر ہوئی

جا تو سہی دکہا تو سہی اُسکو خط مرا
آگے سے آگے فکر تجھے نامہ بر ہوئی

بچتی تہی دُخت رز کی حُرمت کسیطرح
یہ نیک بخت ہار کے قاضی کے گہر ہوئی

گو عرض مدعا پہ زبان قطع کیون نہو
اب کیا چہٹیگی وہ جو خطا عمر بہر ہوئی

کہتے ہین بار بار وہ مجھسے شب وصال
ہے ہے اگر نہ تیری دعا سے سحر ہوئی

ہمسایے مین یہہ شور ہی لو داغ کی خبر
کم بخت کو تڑپتے ہوے رات بہر ہوئی

زاہد کو روز حشر بڑی امتحان کی
پیر مغان نے خلد مین جا گرد کان کی

دم بہر مین پار آہ تہی اک نوجوان کی
پیری کسیطرح نہ چلی آسمان کی

قاصد بھی اُسکو دیکھہ کے دیوانہ ہوگیا
تعریف غیر سنکے جو مین نے دیا جواب

کسکو گلہ نہین تری بیداد وجور کا
سرکاٹ کر لگاتے ہین گردن کے ساتھہ

گو جانتا ہون جھوٹ مگر اِسکو کیا کرون
یہہ شکوۂ رقیب پہ مجھکو ملا جواب

آہٹ نہین سُنی کہ مجھے ڈوسے لیا
روکا اِسی بہانے سے اظہارِ شوق پر

کب تک بنا بنا کے کہون ماجرائے دل
فرمائشین ہین روز نئی داستان کی

پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی
اِس بات پر خفا ہین کہ ہم سے زبان کی

کیونکر زبان بند ہو سارے جہان کی
کچھہ رنگتی ہے اُنکو ہوس امتحان کی

کہاتے ہین پیار سے وہ قسم میری جان کی
لوگون سے تونے کیون مری خوبی بیان کی

پسلی پھڑک اُٹھی تھی مگر پاسبان کی
معلوم ہی ہین نہین حاجت بیان کی

کیا پھر بھی دل کے دینے مین اے داغ عذر ہو
گر وہ قسم دلائیے تمہین اپنی جان کی

کبتک کھچے رہوگے کبتک تنی رہے گی
اُسکی نگہہ سے ہر دم جی پر بنی رہے گی

ملکر تو اُنسے دیکھین آیندہ جو مقدر
گشتہ کیا ہے اُسکے تیرِ نگہہ نے مجھکو

ہر بندۂ خدا پر کب تک ستم رہیگا
تنگ آکے دلگے ہاتون چاہا تھا ہمنے مرنا

کسکی بنی رہی ہے کسکی بنی رہے گی
برچھی مین دل رہیگا دل مین انی رہے گی

یا دوستی رہے گی یا دشمنی رہے گی
میرے مزار پر بھی تیر افگنی رہے گی

یہہ تیرے دل مین کافر کبتک ٹھنی رہے گی
یہہ کیا خبر تھی برسون یون جانکنی رہے گی

جلوہ اگر دکہاؤ تو پہر مُنہہ چہپاؤ
اک صاعقے کی باقی کیا روشنی رہے گی

بہہ جاے اُنسے اپنی جسطرح ہے غنیمت
یہہ جانتے ہین اکثر بگڑی بنی رہے گی

مر مر کے ہم جیے ہین سو امتحان دیئے ہین
ای بدگمان کبتک یہہ بدظنی رہے گی

ہمسے نظر ملا کر بیتاب دل کو دیکہو
برق جہان سے کبتک چشمک زنی رہے گی

لوٹین گی وہ نگاہین ہر کاروان دل کو
جبتک چلے گا رستہ یہہ رہزنی رہے گی

ای داغ تیری صورت دیکہین گے وہ نہ ڈرکر
چہائی ہوئی جو مُنھہ پر یون مردنی رہے گی

جور کی خو ترے دل سے نہ ستمگار گئی
عمر بھر اپنی وفا سب یونہین بیکار گئی

آتے جاتے مری بالین پہ قضا ہار گئی
آئی سو بار شبِ وعدہ تو سو بار گئی

جسکو کہتے ہین اثر وہ نہ ملا ہے نہ ملے
کیا گئی آہ فلک کے بہی اگر پار گئی

تاک جہانک اپنی نگہہ کو رہی اُس کوچے مین
روزنِ در سے ہٹی تو سرِ دیوار گئی

جان کیا رُکنے کی شی ہے کہ جسے روک سکین
نہ گئی آج اگر کل یہہ چلن ہار گئی

چین سے بیٹہے ہو کیا تمکو خبر ہے کہ ہمین
آبرو آج عدو کی سرِ بازار گئی

رکہہ لئے مُنہہ پہ عبث ہات حیا سے تمنے
لذتِ وصل ملی لذتِ دیدار گئی

اسکا مُنہہ دیکہتے ہی خواب مین ہم چونک اُٹہے
اپنے ہات آئی ہوئی دولتِ بیدار گئی

نگہہ ناز کو ہمنے جو چہپایا دل مین
وہ یہہ کہتے ہین کہ چوری مری تلوار گئی

میرے گہر خوف سے تہم تہم کے قدم رکہتے ہو
کیا ہوا اب وہ کہان شوخیِ رفتار گئی

آتے تو چلے ہین وہ مری راہ پہ لیکن — باقی ہے ابہی منزلِ دشوار ذراسی

اندیشہ ہے اک صاحب تقوے کی نظر کا — مے چہوڑ دیا کرتے ہین میخوار ذراسی

اے شوخ غضب ہے تری ابرو کا اشارہ — کیا دیکہیے کرتی ہے یہہ تلوار ذراسی

دشنام پس بوسہ جو تو دے تو مزا ہے — تلخی بہی ہو اے لعل شکربار ذراسی

اُس فتنۂ عالم سے یہہ کہتی ہے قیامت — دے ڈال مجہے شوخی رفتار ذراسی

موسی کو تو جب بہی نہ رہی تاب نظارہ — جہلکی تہی پئے طالب دیدار ذراسی

اُس شان رحیمی نے بہت رنگ دکہایا — جو وقت جہکی چشم گنہگار ذراسی

زاہد مری خاطر سے مسلمان سمجہکر — دل توڑ نہ تو پی لے میرے یار ذراسی

سو ٹکڑے کرون دل کے تو لے کوئی خریدار — وہ کہتے ہین یہہ جنس ہے درکار ذراسی

کہلجاتے ہین اکثر ترے نقشے تری چالین — باقی ہے کسر تجہہ مین یہہ عیار ذراسی

ہمسایے مین وہ آئے تہے جب جہانکنا چاہا — اونچی رہے سر سے مری دیوار ذراسی

اکثر تو رقیبون سے مرے ہوتے ہین شکوے — تعریف بہی ہو جاتی ہے اک بار ذراسی

جب ہمکو مئے تلخ میسر نہین ہوتی — افیون ہی کہا لیتے ہین ناچار ذراسی

بیداد فلک نے تو بہت زور دکہایا — کر تو ہی کمی اے ستم یار ذراسی

ساقی مجہے ترسا کے پلاتا ہے مئے ناب — اک بار بہت سی نہین ہر بار ذراسی

کہتا ہے وہ ہم داغ کو دل مین نہین کہتے
مین چاہون جگہہ دے مجہے دلدار ذراسی

رہیگا عشق ترا خاک مین ملا کے مجھے
کہ ابتدا مین ہوئے رنج انتہا کے مجھے

دیئے ہین ہجر مین دُکھ درد کس بلا کے مجھے
شب فراق نے مارا لٹا لٹا کے مجھے

ہوا ہے مد نظر اس طرح سے ترسانا
بناؤ کرتے ہین بدگمان بتا کے مجھے

عدو کے شکوے پہ یہہ انفعال بہی ہے نیا
وہ مُنہہ ہی مُنہہ مین سناتے ہین سر جھکا کے مجھے

نہ کی شکایت معشوق شرم عصیان سے
کہ اور جھیپ چڑہی سامنے خدا کے مجھے

ہجوم یاس مین گھر کر دُوہائی دی دل نے
یہہ لوٹے لیتے ہین تنہا غریب پا کے مجھے

ارادہ قتل کا ہے یا ہین شکل کے مشتاق
وہ گھورتے ہین بہت سامنے بلا کے مجھے

عجیب غیر کے افسانے مین ہے کیفیت
یہہ حال سنیئے ذرا سی کبہی پلا کے مجھے

مکدر اہل فلک میری مشت خاک سے ہین
بگاڑ ڈال دیا آدمی بنا کے مجھے

طریق مہر و وفا مین کمی کی کیئے ہی نہی
خیال تہا وہ نہ پچہتائے آزما کے مجھے

بغیر موت کے کس طرح کوئی مرتا ہے
یقین نہ آئے تو وہ دیکہہ جائین آ کے مجھے

بلائے عشق تو دشمن کو بہی نصیب نہو
مرا رقیب بہی رویا گلے لگا کے مجھے

کہا یہہ دل نے چلو آج کوئے قاتل مین
اجل کہان سے کہان لیگئی لگا کے مجھے

ہر ایک شخص کو حاصل جدا ہے کیفیت
جفا کے لطف تجہے ہین مزے وفا کے مجھے

ستم تو یہہ ہے کہ پہر اس خوشی کی قدر نہین
تم اپنے دِل مین ہو خوش کسقدر ستا کے مجھے

غضب ہے آہ مری **داغ** نام ہے میرا
تمام شہر جلاؤگے کیا جلا کے مجھے

اشعارِ متفرقات

روز نخست عشق سے حسن ہی سرفراز تہا
کون نیاز مند تہا تو ہی تجہے نیاز تہا

دیگر

وہی پیش نظر آیا کہ تہا جس بات کا کہٹکا
رکا جب ہاتہہ قاتل کا مری آنکہون مین دم اٹکا

دیگر

نیلی پیلی کرتے ہین آنکہین وہ مجہکو دیکہکر
ایک رنگ آتا ہے اِک جاتا ہے مجہہ رنجور کا

دیگر

غیر کو گہر مین چہپایا مری آنکہین ڈہانکسین
کہیل یہہ آنکہہ مچولی کا نرالا دیکہا

دیگر

آپ نے کیونکر کیا اِقرار کیونکر ہو گیا
اور پہر اُسپر یہہ حیرت مجہکو باور ہو گیا

دیگر

کرم اے ابر رحمت دہو ہماری روسیاہی کو
کہ آب غسل میت سے یہہ داغ اپنا چہوٹے گا

قدم لینے کو کانٹے منتظر ہین دشتِ وحشت مین
سنا ہی آج زندان سے ترا دیوانہ چہوٹے گا

دیگر

اے داغ ہے ایسی ترے اشعار مین گرمی
سنکر جسے آجائے سخنور کو پسینا

دیگر

دمِ تکبیر مِرا قاتلِ نادان جو تشنہ تہا
زبان تیغ پر بیساختہ اللہ اکبر تہا

جب آئے روبرو وہ کہہ گئے دیکہا نہین ہمکو
کیا ملزم کہ تیرے سامنے تیرا مقدر تہا

دیگر

روزہ نہ کُہلا عید کے دِن بہی رمضان کا
دشمن ہی رہا شیخ حرم پیرِ مغان کا

تپشِ دل کا تماشا نہ رہا
جب کوئی دیکہنے والا نہ رہا

دیگر

لٹ گئی خود آئینہ مد مقابل کیا ہوا
آپ اپنی تو خبر لین آپکا دِل کیا ہوا

گرچہ اُنسے بہی گیا خوش ہون مگر اِس بات سے
میرے دل کو کہہ رہے ہین وہ مرا دل کیا ہوا

دیگر

کیا جو وعدہ تو ملنا ضرور تہا کہ نہ تہا
کوئی تمہارے لئے ناصبور تہا کہ نہ تہا

دیگر

ایک ہی عید سے کیا صبر مری جان ہو گا
اور بہی بعد قسم کے کوئی پیمان ہو گا

مجکو وعدے نے ترے جی سے گذرنے ندیا	دیگر	مین نے چاہا تہا کہ مرجاؤن تو مرنے ندیا
وعدہ لیتے ہی وہ باتون مین لگا یا ہمنے		دیر تک اسکو کسیطرح مکرنے ندیا
کیا مرے نام سے محشر مین نہ ڈگر ہوتی		اس نے جہگڑا وہ کیا فیصلہ کرنے ندیا

ردیف تاے ہندی

ظالم یہ دیکہہ چوب پڑی میری آنکہہ مین		کاری لگی ہے کیا تری ترچہی نظر کی چوٹ
آگے آنکہون کے اندہیرا چہا گیا		کچہہ دکہائی دے تو دکہاؤن دل کی چوٹ

ردیف جیم فارسی

ہر وقت دل کے یار ہین تشویش فکر سوچ		ہر آن مین ہزار ہین تشویش و فکر سوچ

ردیف دال ہندی

چار دن کا ہے سب غرور گہمنڈ		کیجیے اپنے دل سے دور گہمنڈ

ردیف راے مہملہ

جب شباب آکر زلیخا کے دوبارا دن پہرے		کہل گئین آنکہین سبہی یوسف کی یہ عالم دیکہکر
سر ہی جائے تو نہ جائیگا یہہ سودا ہوکر	دیگر	مجہکو لپٹا ہے جنون جہاڑ کا کانٹا ہوکر
شامت مری دل اذنکو دکہایا نکال کر	دیگر	چلتے ہوئے وہ جیب مین چپکے سے ڈالکر
مرگ رقیب کا نہ زیادہ ملال کر		تیرا کدہر خیال ہے اپنا خیال کر
الفت کی ہم بلا مین پہنسے دیکہہ بہالکر		دل کو غضب مین ڈالدیا آنکہہ ڈالکر
مجہکو دیا ہے گرچہ لب یار نے جواب		آنکہین یہ کہہ رہی ہین دوبارا سوال کر

کیا کوئی اس کنایہ کو پہچانتا نہین	دیتے ہو گالیان مجھے غیرون پہ ڈہال کر
ان سنگدل بتون کو نہ ای داغ رحم آئے	رکھدے جو کوئی اپنا کلیجا نکال کر

ردیف رائے ہندی

غرض نہین ہمین ذکر عدو نہ چہیڑ کہ چہیڑ	ہماری تجھسے نہین گفتگو نہ چہیڑ کہ چہیڑ

ردیف زائے معجمہ

واقف نہین ہم عشرت و آرام سے کیا چیز	کہتے ہین مے ناب کسے جام ہے کیا چیز

ردیف ضاد معجمہ

کرتے ہین وہ تمام حسینون پر اعتراض	پہر وہ بہی اسطرح کہ نہ اُٹھے ہر اعتراض
لکہا جواب خط نہ جدا میرے خط ہی پر	اُس نکتہ چین نے بہیجدیئے لکھکر اعتراض
اٹھکہیلیون کی چال سے چلنا نہ حشر مین	عالم کریگا تمپہ سر محشر اعتراض
اہل زبان کی قدر تو اہل زبان کو ہے	بے سوچے سمجھے ہونے لگے گہر گہر اعتراض
ای داغ کیون حریف کو ہو اس سے فائدہ	کرتے نہین سخنور و دانشور اعتراض

ردیف قاف

تڑپنے والون کی تصویر کہینچے یون بہزاد	ادہر جواب مین دل ہو اُدہر جواب مین برق

ردیف نون

آپ کے سر کی قسم زلف مین ہم [illegible]	جو الجہتی ہین الگتی ہین تمہاری آنکھین

دیگر

کہون کیا خواب مین دیکہ [illegible]	کہ اب تک دیکہیے شعلے ان آنکہون سے نکلتے ہین

جو متاع ہنر بیش بہار کہتے ہین ‌ دگر ‌ انکو آنکہون سے خریدار لگا رکہتے ہین

اِسے تاکا اُسے جہانکا یہی نقشہ دیکہا ‌ دگر ‌ چلتی پہرتی ہین قیامت کی تمہاری آنکہین

جب جان کا سُوال ہو کیا دے کوئی جواب ‌ دیگر ‌ مین چپ رہا تو کہتے ہین تو نے سُنا نہین

خیال ذرہ ریگ بیابان کو ئی جاتا ہے ‌ دیگر ‌ پہر سنگے ہر مرے تُربت مین ہی مجنونکی آنکہون مین

کرے دعوی ہمچشمی تو مژگان دراز اُسکی ‌ ‌ چبہو سئے خوب نکلے نرگس شہلا کی آنکہون مین

ہین لال پری نشۂ مے سے پری آنکہین ‌ دیگر ‌ پہر اُسپہ دُہوان دہار وہ کاجل بہری آنکہین

وہ نقد دل کو ہمیشہ نظر مین رکہتے ہین ‌ دگیر ‌ جو آنکہون والے ہین اچّہا بُرا پرکہتے ہین

ہمارے شمعرو کے سامنے یون شمع پر جلنا ‌ دگیر ‌ الٰہی کیسی چربی چہائی پروانے کی آنکہون مین

سما جائے اگر وہ غیرت گل تیری آنکہون مین ‌ ‌ نظارہ گل کا گزرے خار بلبل تیری آنکہون مین

آدمی کو بُری نظر سے نہ دیکہہ ‌ دیگر ‌ اے فلک خاک تیری آنکہون مین

خیر سے کاجل گہلا رہتا ہے اب تو ہر گہڑی ‌ دیگر ‌ اِس بلا کو پالنا آنکہون مین دیکہہ اچہا نہین

بیوجہ نہین آپ کی شرمائی ہین آنکہین ‌ دگیر ‌ آشوب ہے یا نشہ سے جہک آئی ہین آنکہین

زاہد کو ہے پہر جلوۂ دیدار کی حسرت ‌ ‌ بجلی کی چمک دیکہہ کے چندہیا گیین آنکہین

کیا یہہ بتان خوشرو اِک ہمکو کہینچتے ہین ‌ دیگر ‌ اپنی طرف یہہ کافر عالم کو کہینچتے ہین

ہزارون تارک دنیا جہان مین دیکہے ‌ دیگر ‌ جہان مین تارک جنت وہ کون ہے مین ہون

بات کرتے ہین خوشی کی بہی تو اک رنج کے ساتہہ ‌ دیگر ‌ وہ ہنساتے بہی ہین ایسا کہ رُلا دیتے ہین

جو بار بار نہہ وہ ترا عتاب نہین ‌ دیگر ‌ نہ غصہ ہے شباب نہین

ہم اپنے رنگ میں ہیں مورد رنج و آفت ہیں — دیگر — یہہ سب حضرت کی خوبی ہے جو کچھہ ہیں حضرت ہیں

عشق میں دل کہین حواس کہین — دیگر — ایسے رہتے ہین اپنے پاس کہین

کون پردے مین چھپ کے بیٹھا ہے — بھر کے جاتا ہے کیون گلاس کہین

مجھکو ہے اُس سے احتمال وفا — نہ غلط ہو مرا قیاس کہین

زہر کھاتے ہین تنگ آکر ہم — یہہ دوا آسے دل کو راس کہین

بزم مین داغ گر نہین تو نہو — یہین ہوگا وہ آس پاس کہین

ردیف واو

تو ہمسے بدگمان تو دل مبتلا نہو — تیری بُرائی چاہینگے تیرا بُرا نہو

بے وجہ یہہ نیاز نہین غور کیجیے — کیون التجا کرین جو کوئی مدعا نہو

اول تو یہہ دعا تھی کہ وہ بھی ہو بیقرار — اب کہہ رہا ہون یہہ کہین میرا کہا نہو

دل جائے جان جائے قیامت ہی کیون نہ آئے — سب کچھہ مجھے قبول مگر تو خفا نہو

وہ نظر باز وقت نظارہ — دیگر — آنکھون آنکھون مین کھا گیا دل کو

مری طرح سے شب غم کوئی تباہ نہو — دیگر — کرون گواہ خدا کو تو وہ گواہ نہو

وفائے وعدہ خدا جانے آج ہو کہ نہو — دیگر — درست خیر سے اسکا مزاج ہو کہ نہو

گناہ کیا ہمسے و معشوق کی طلب و عظ — جب آدمی ہے تو پھر احتیاج ہو کہ نہو

ردیف ہائے ہوز

بادہ کشی سے ایسی توبہ — یا مرے اللہ میری توبہ

میرے دلسے کوئی پوچھے غم الفت کے مزے	دیگر	کہ لگا رکھا ہی مدت سے اِسے جان کے ساتھ
جھگڑے لگے ہین یون تو بہت آدمی کے ساتھ	دیگر	یارب نہو کسیکو محبت کسیکے ساتھ
جب یہہ نہو تو کیون نہو دنیا و دین خراب		سارے لگاو رہتے ہین دل کی لگی کے ساتھ
کہدے ایمان سے تو غیر کے گھر جانے کی		کہ فقط جائیگا ایمان ہی انسان کے ساتھ

ردیف یاے تحتانی

بھرے بیٹھے ہو تم محفل مین ای داغ		کہے دیتی ہے خاموشی تمہاری
جو بیٹھی انکھین تو پلکین ہی کوئی پل کی ہین		رہی ہین بس یہی آنکھون کی سوئیان باقی
ہلا یا جب مری آہ و فغان نے	دیگر	زمین پکڑی ہے کیا کیا آسمان نے
رقیبونسے ہی دوستداری تمہاری	دیگر	نبھے گی نہ ہرگز ہماری تمہاری
ہر رنگ مین ہے داغ سا نیرنگ کہان ہے	دیگر	بوڑھون مین وہ بوڑھا ہی جوانون مین جوان ہے
رنج دیتے ہین اسیکو آپ جو رنجور ہے	دیگر	یہہ کہان کی رسم ہے کس ملک کا دستور ہے
خاک مین تم ملانے آئے ہو	دیگر	یون بھی کوئی کسی سے ملتا ہے
ای داغ یہ کیا بات ہی ہمکو تو بتاو	دیگر	رہتا ہے وہان ذکر تمہارا کئی دن سے
ساقیا چاٹ لگی چاہیئے پیمانے کی	دیگر	ہم تو لے ڈالین گے مٹی ترے میخانے کی
کہتے ہین لوگ تیری طبیعت الٹ گئی	دیگر	یہہ جانتے نہین مری قسمت الٹ گئی
غضب ہی اس ستمگر پر دلِ امیدوار آئے	دیگر	کرم سے جسکو نفرت ہو وفا سے جسکو عار آئے
اپنی تقدیر پہ گریان جو شبِ غم ہوگی	دیگر	گل خورشید قیامت پہ بھی شبنم ہوگی

غیر پر اُنکی طبیعت آئی
دِل پہ ہر روز اک آفت آئی

دیگر
گر یہہ سچ ہے تو قیامت آئی
یہہ گئی اور قیامت آئی

دیگر
ہم اپنے کاتب اعمال کو ملا لینگے
گناہ سہل ثبوت گناہ مشکل ہے

دیگر
یہہ کیا ہے حضرت ناصح ذرا سنو تو سہی
ہر اک سے کہتے ہو میری ذرا سنو تو سہی

دیگر
باطن مین کینہ اور بظاہر یہہ بات ہے
دنیا کہے کہ داغ پہ کیا التفات ہے

دیگر
محبوبیت کی شان نہین ہے ستمگری
محبوب ہو کے آپ دِل آزار کیون ہوے

گر ہو نہو تو یہہ خود دئے شوق جرم ہو
کیا جانین ہم سزا کے سزاوار کیون ہوے

اپنے جمال ہوشربا کی خبر ہی ہے
کہتے ہو ہم سے طالبِ دیدار کیون ہوے

تہوڑے دنون مین لطفِ اسیری ملا نہ تہا
ہم کیا کہین کہ چھٹ کے گرفتار کیون ہوے

دیگر
مِلا کر آنکہہ سے اسکو گریان کر دیا کسنے
کہ اپنی آنکہہ نم کی قطرۂ شبنم سے نرگس نے

دیگر
اہلِ محفل سے ملائی آنکہہ جب اُسنے ذرا
مختلف سب سے اشارے ہو گئے آنکہ کے

بولے وہ ماہِ مصر کی تصویر دیکہکر
ہان خیر کچہہ درست ہے یہہ آنکہہ ناک سے

دیگر
تنہا جو آئیے مری آنکہون پر آئیے
ساتہہ اپنے غیر کو نہ کبہی لیکر آئیے

دیگر
دیکہا نہ وقتِ ذبح ہی اُس رشک حور کو
آنکہین اُلٹ گئین یہہ مصیبت تو دیکہیے

کرتا ہے داغ کوچۂ قاتل مین تاکجہانک
پردے پڑے ہین آنکہون پہ غفلت تو دیکہیے

دیگر
ٹہیکری آنکہون پہ دانستہ جو مجنون رکہتا
لیلیٰ پردہ نشین جامے سے باہر ہوتی

دیگر
اُسنے نگاہ ملتے ہی دِل پر لگی وہ چوٹ
بجلی سی اپنی آنکہون کے نیچے چمک گئی

دل کو جو ایسا ہی نگاہ سے اور ہر	دیگر	آنکھون مین بیٹھے ہین ڈھٹائی تو دیکھیے
آپ کی آنکھون مین کس طرح نہ ٹیسو پھولے	دیگر	زردی ہے چہرہ ہمارا اثر کرتی ہے
خورشید میرے سامنے یا شمع طور ہے	دیگر	آنکھین جو تیورا گئین یہہ کس کا نور ہے
اُس بدگمان کو نشۂ مے کا گمان ہے	دیگر	آنکھین چڑھی ہوئی ہین ہماری بخار سے
ہر طرف مجمع اغیار رہا دیکھا ہم نے	دیگر	آنکھین دوڑائین تری بزم مین کیا کیا ہم نے
ہفت افلاک سے تاثیر دعا مانگتی ہے	دیگر	سات گھر بھیک یہ مانند گدا مانگتی ہے
چھپکے بیٹھے ہو مرے دل مین یہہ پردا کیا ہے	دیگر	دیکھنے والے سے پوچھے کوئی دیکھا کیا ہے
جو گھڑی عیش کی گذرے وہ غنیمت جانو		زندگانی کا مری جان بھروسا کیا ہے
بالین سے نہ اُٹھا تھا کیا تم نے قیامت کی	دیگر	لو بیٹھ گئین آنکھین بیمار محبت کی
غم حسین مین اُٹھیگا سرخرو ای داغ	دیگر	یہہ بوجھ تونے اُٹھایا علی علی کر کے
تو کرے الطاف دشمن پر ستم یہہ بھی تو ہے	دیگر	غم غلط ہو غیر کا مجھکو الم یہہ بھی تو ہے
کوے جانان مین اوڑا لیچل تن لاغر مرا		ایک تنکا اے نسیم صبحدم یہہ بھی تو ہے
کیا تڑپنے ہی کو خالق نے طبیعت دی ہے	دیگر	صبر دیگا وہی جس نے تری الفت دی ہے
بادشاہونکو بھی لوگ ہین دینے والے		یہہ فقیرون ہی کو اللہ نے ہمت دی ہے

خمسہ بر غزل خود مصنف

کہتا ہے کیا کہ جاہل رندانے آدمی ہین		رندانے آدمی تو فرزانے آدمی ہین
جو آدمی ہو لیکن وہ جانے آدمی ہین		زاہد نہ کچھ برے ہین یہہ مستانے آدمی ہین

تجھکو لپٹ پڑینگے دیوانے آدمی ہین

یہہ لوگ وہ ہین انسے الفت ہزار کیجے — انکو یہہ فکر ہر دم چوکین تو وار کیجے
انسے جو ربط کیجے بیگانہ وار کیجے — غیرون کی دوستی پر کیون اعتبار کیجے

یہہ دشمنی کرینگے بیگانے آدمی ہین

یہہ سچ کہ لوگ جو ہین سو درد و غم سہارے — ظلم و ستم کے کشتے اندوہ و غم کے مارے
منت سے پوچھتے ہین آزار و رنج سارے — جو آدمی پہ گذرے وہ اک سوا تمہارے

کیا جی لگا کے سنتے افسانے آدمی ہین

جب غیر کوئی آئے بے شبہ اُسکو ٹوکے — ہم روز کے سلامی کیون کہائے ہم پہ دہوکے
اب جی مین ٹہن گئی ہے جائینگے جان کہو کے — کیا چور ہین جو ہمکو دربان در پہ روکے

کہدو کہ یہہ تو جانے پہچانے آدمی ہین

دے جلد بہر کے ساغر جو کچھہ ہو خم مین باقی — غافل یہہ صحبت مل ہے امر اتفاقی
کم ظرف جو ہون اُنسے کر تو یہہ خوش مذاقی — مے بوند بہر پلا کر کیا ہنس رہا ہے ساقی

بہر بہر کے پیتے آخر پیمانے آدمی ہین

قسمت پر اپنی مجھکو کیونکر نہ آئے حسرت — ناکارۂ جہان ہون صورت نہ میری سیرت
تمکو ہی کچھہ نرالی ایسی نہین کدورت — مین وہ بشر کہ مجھسے ہر آدمی کو نفرت

تم شمع وہ کہ تمپر پروانے آدمی ہین

بے محنت مکین کب کوئی مکان بنا ہے — دیکھو خلیل ہی سے کعبہ بنا ہوا ہے

ہے گرچہ ایک خرابہ لیکن تمہاری جا ہے
تمنے ہمارے دل مین گہر کرلیا تو کیا ہے

آباد کرتے آخر ویرانے آدمی ہین

ہم عشق کے ہین بندے کب عشق ہمسے چہوٹا
یہہ عشق کا مزا ہے ہو لب پہ جام صہبا
صہبائے عشق کو بہی کہتے ہین آپ بیجا
اے شیخصاحب اِس جا کیجے ایا

حضرت کو تا کہ کوئی یہہ جانے آدمی ہین

اِن خدمتونکا اپنی حق لینگے روز محشر
دنیا مین جانتے ہو جیسے فدا ہین تمپر
پہر بندگی ہماری دیکہو گے بندہ پرور
جب داورِ قیامت پوچہیگا تمپہ رکہکر

کہدینگے صاف ہمتو بیگانے آدمی ہین

اے کشتۂ تغافل اے بسمل جدائی
مجروح ناوکِ غم مقتول بیوفائی
کب ہوتی ہے کسی سے جو تونے کر دکہائی
شاباش داغ تجکو کیا تیغ عشق کہائی

جی کرتے ہین وہی جو مردانے آدمی ہین

خمسہ بر غزل حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ

این چہ رفتار ست بیجا میروی
بیخو دانہ مست صہبا میروی
میروی وبے محابا میروی
سرو سیمینا بصحرا میروی

نیک بد عہدی کہ بے ما میروی

تا ئی نظارۂ روئے نکو
جلوۂ دیدار محشر ہو تو ہو

کب ملا یہہ دن کلیم طور کو — اے تماشا گاہِ عالم روے تو

تو کجا بہرِ تماشا میروی

کون کرسکتا ہی تجھسے ہمسری — سب حسینون پر ہی تجھکو برتری

ہے حجاب و شرم طرزِ دلبری — روے پنہان دارد از مردم پری

تو پری رو آشکارا میروی

حسن تیرا غیرتِ شمس و قمر — ناز تیرا دلکش و جادو اثر

خوش ہو کیا ایسا کسیکو دیکھکر — گر تماشاے کنی در خود نگر

کے بجو شتر زین تماشا میروی

آدمی سے بولتا ہے آدمی — فکر یہہ کیسی ہے کیسی خامشی

منتظر ہون دیر سے کہہ تو ہی — مے نوازی بندہ را یا مے کشی

مے نشینی یک نفس یا میروی

ہے حرام ناز سے دل شاد شاد — گرچہ پامالی ہی ہو حد سے زیاد

عاشق پا بوس کی آئے مراد — گر قدم بر چشمِ من خواہی نہاد

دیدہ بر رہ مے نہم تا میروی

جو ترا شیدا ہوا روزِ نخست — تیری فرقت مین رہا کب تندرست

داغ نے اچھا سنا یہہ شعر چست — دیدۂ سعدی و دلِ ہمراہِ تست

تا نہ پنداری کہ تنہا میروی

سلام

انکو بھاتے تھے جو زیرِ آسمان بیٹھے ہوئے
بھوکے پیاسے بیوطن بے خانمان بیٹھے ہوئے

شورِ ماتم سنکے اہلبیت کا سب اہلِ شام
شادیان کرتے تھے گھر مین شادمان بیٹھے ہوئے

شاہ اسپر بھی اُٹھا دیتے تھے اعدا کے قدم
تیر تن پر دل پہ داغ جانستان بیٹھے ہوئے

وا دریغا دست عابد مین تو ہو اُنکی مہار
اور اونٹون پر چلین کچھ سار بان بیٹھے ہوئے

کربلا سے شام تک دم دم کی جاتی تھی خبر
جابجا تھے ڈاک پر سب خطرسان بیٹھے ہوئے

اُمّتِ عاصی کے حق مین شاہ نے مانگی دُعا
جانب قبلہ زمین پر نیم جان بیٹھے ہوئے

جب مدینہ مین شہادت کی خبر اُڑ کر گئی
کچھ کھڑے روتے تھے کچھ پیر و جوان بیٹھے ہوئے

کوفیون نے خود بلا کر یہہ ستم برپا کیا
اپنے گھر تھے چین سے شاہِ زمان بیٹھے ہوئے

حلق پر خنجر چلا سبطِ رسول اللہ کے
کھائی ہین عابد نے غم کی برچھیان بیٹھے ہوئے

بیٹھے بیٹھے پشت مین پڑ ہی پڑ ہی شہ نے نماز
زخم کاری تھے بہت تا استخوان بیٹھے ہوئے

راہِ تسلیم و رضا مین اہلبیتِ مصطفیٰ
صبر کا کرتے تھے باہم امتحان بیٹھے ہوئے

کہہ رہے تھے العطش جس وقت سب اہلِ حرم
سب کی سنتے تھے شہِ کون و مکان بیٹھے ہوئے

قطعہ

حضرتِ عابد کو زندان مین بھی تھا اتنا لحاظ
ہم سے غافل ہون نہ دَر پر پاسبان بیٹھے ہوئے

رات کو چپ چاپ ہوتی تھی کوئی دم کو اگر
پھر ہلا دیتے تھے اپنی بیڑیان بیٹھے ہوئے

شاہ کے ماتم مین روئے ہین بہت حور و مَلک
دیکھنا جنت مین بھی ہم نگے مکان بیٹھے ہوئے

حج زیارت کر چکے اب کربلا کو بھی چلو
داغ مدّت ہو گئی تمکو یہان بیٹھے ہوئے

سلام اسکو کیا جسنے نام چار طرف
اُسی کے نام درود وسلام چار طرف

پڑی تھی گھیرے ہوے فوج شام چار طرف
حسین بیچ مین تھے روک تھام چار طرف

خضر بھی لا نہ سکے ایک بوند پانی کی
یہہ اشقیا کا رہا انتظام چار طرف

نکل کے جائین شہ دین نہ کربلا سے کہین
پہونچ گیا تہا یہی حکم عام چار طرف

جب ایکبار ہی ساری سپاہ ٹوٹ پڑی
کیا ہے شاہ نے کیا قتل عام چار طرف

مدد کہین سے نہ پہنچے یہہ سبکو دہڑکا تہا
حسینؑ ابن علیؑ کا تہا نام چار طرف

یہ عرض شاہ سے کی حر نے کیجئے اپنا
نہ بہٹکے یا مرے مولا غلام چار طرف

عدو کی جان پہ گرتی تھی ہر طرف بجلی
چمک رہی تہی جو تیغِ امام چار طرف

اِدہر تو خیمۂ اطہر مین ہر طرف ماتم
اُدہر خوشی کی پڑی دہوم دہام چار طرف

قضا بہی آئی تو مر مر کے آئی مقتل مین
عجب طرحکا رہا اژدہام چار طرف

در آیا جب صفِ اعدا مین ابنِ شیرِ خدا
تو بہاگتے نظر آئے تمام چار طرف

بلا بلا کے کرین کربلا مین شہ کو شہید
پہونچ گئے تہے یہہ خفیہ پیام چار طرف

ہزار قتل کئے ذو الفقار حیدرؑ نے
قضا نے خوب کیا اپنا کام چار طرف

کہڑی ہوئی تہین شہیدونکے واسطے حورین
لئے ہوئے مے کوثر کے جام چار طرف

محبِّ آلِ محمدؐ محبِّ حق ہوگا
یہہ مشتہر ہے نبیؐ کا کلام چار طرف

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

مثال خلط عناصر تھے متفق دشمن — اگرچہ پھیلے ہوئے تھے تمام چارطرف
رہیگا حشر تک اے داغ ربع مسکون مین — غم حسین علیہ السلام چارطرف

رباعیات

سب بے مہری ہمہر سے دل سرد ہوا — جو حوصلہ تھا پست ہوا گرد ہوا
جو صاحب درد ہو کرے داغ کی قدر — بیداغ ہوا کوئی تو بیدرد ہوا

وله

بیفائدہ انسان کا گھبراتا ہے — ہر طرح اُسے رزق تو پہچاتا ہے
قارونکے خزانہ سے بھی ملجائیگا — منظور جو اللہ کو دلواتا ہے

وله

صد شکر پہنچ فخر زمان تک تو ہوئی — معراج مجھے یسے مکان تک تو ہوئی
پستی سے فلک نما پہ آیا اے داغ — اونچی مری تقدیر یہان تک تو ہوئی

وله

دریا کو اگر گوہر خوشآب دیا — گردونکو اگر مہر جہانتاب دیا
اے داغ وہ اتفاق تھا یہ تیرا حصہ — اللہ نے حاتم تجھے نواب دیا

وله

ہر صاحب اقبال وقارالامرا — ہے مظہر اجلال وقارالامرا
اے داغ عجب کیا ہے بہترین سے بہتر دن — ماضی کو کہے حال وقارالامرا

وله

شہرت ہے بڑی شان سے آئے نواب ۔ اقبال کے سامان سے آئے نواب
جان آگئی اے داغ ہمارے تن مین ۔ جب ہمنے سنا کان سے آئے نواب

وله

دریاے سخا کان عطا کون کہ آپ ۔ مشکل کے مری عقدہ کشا کون کہ آپ
داغ اپنی پریشانی دل کس سے کہے ۔ نواب وقار الامرا کون کہ آپ

وله

مجھسا نہو دکھہ درد کا سہنے والا ۔ بیقاعدہ بقاعدہ رہنے والا
حضرت سے مرا شوق حضوری جو کہے ۔ اب نہین ملتا کوئی کہنے والا

وله

ذی مرتبہ ذیشان ہے خان خانان ۔ ہر چشم مین انسان ہے خان خانان
ہر سینہ مین دل ہے اور دل مین امید ۔ قالب مین مری جان ہے خان خانان

وله

گنجینۂ دولت سے سخاوت بڑھکر ۔ ایثار و سخاوت سے شجاعت بڑھکر
نواب وقار الامرا کے اوصاف ۔ بڑھکر ہین زمانے سے نہایت بڑھکر

وله

نواب غم و رنج سے آزاد رہے ۔ اللہ کرے صاحب اولاد رہے
اے داغ ہمیشہ یہہ دعا ہے اپنی ۔ تا دور فلک خوش رہے آباد رہے

مہدی کو اگر خیر زمان کہتے ہین
زیبا ہے کہین محسن عالم ای **داغ**

ولہ

یا محسن ملک اسکو یہان کہتے ہین
جو چاہیئے کہنا وہ کہان کہتے ہین

اِس خیر کا انسان کوئی ہو تو سہی
ہر شخص کی ملحوظ ہے خاطر داری

ولہ

ذی مرتبہ ذیشان کوئی ہو تو سہی
یون دل کا نگہبان کوئی ہو تو سہی

ہے باغِ شجاعت کا شجر افسر جنگ
ذی مرتبہ ذی جاہ مسلہ ذی شان ذی عقل

ولہ

ہے بحرِ سخاوت کا گہر افسر جنگ
ای **داغ** نہین کوئی مگر افسر جنگ

خورشید سے انور ہے تری اسے منیر
نواب منیرِ ملک یکتائے زمان

ولہ

اُمید سے بڑھکر ہے ترا فیضِ کثیر
آپ اپنا جواب اپنی مثال اپنی نظیر

یہہ کہکے ڈراتے ہین مجھے سب اغیار
ایمان کی ای **داغ** جو پوچھو یہہ ہے

ولہ

دِلواؤ جو کچھہ ہمکو تو ہو وصل نگار
ہین راشی و مرتشی تو دو نون فی النار

ولہ

سلطانِ دکن کے ہوے اشفاق بہت
اشخاص نے مجھسے کئے اخلاق بہت
دِلی کو اگر جاؤن تو مِلکر جاؤن
مین آپ کے مِلنے کا ہون مشتاق بہت

جبتک ہین ضیا بخش مہ و مہر منیر
دلشاد رہے خوش رہے آباد رہے

ولہ

جبتک کواکب سے فلک پُر تنویر
نواب قدیر جنگ یا ربّ قدیر

جبتک ہر جہان مین دو ساقی باقی
باقی کی نہ کیون ہو عمر و دولت کو بقا

ولہ

جبتک ہے لذتِ تلاقی باقی
فانی فانی ہے اور باقی باقی

قطعات

قطعۂ تاریخ تہنیت مسند نشینی جناب مستطاب نواب محمد مشتاق علیخان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ والی ریاست مصطفےٰ آباد عرف رامپور

زہے نشاط زہے خرمی زہے عشرت
بنا ہے غیرتِ فردوس مصطفےٰ آباد

جہان جہان ہے خوشی عیش انبساط سرور
زبان زبان سے ادا نغمۂ مبارکباد

نگہہ نگہہ سے ٹپکتا ہے بادۂ عشرت
نفس نفس سے یہہ آواز ہے کہ آئی مراد

دہن دہن سے دعائے بقائے دولت و عمر
سخن سخن مین ہے شکر و سپاس حد سے زیاد

عروج دولت و اقبال و شان و شوکت سے
بنا ہے عالم بالا یہہ عالم ایجاد

ہوا وسادہ نشین جو ز جمعہ کو نواب
نمازیون نے دعا دیکے دی مبارکباد

زہے طراوت آب و ہوائے گلشن دہر
قدم جما کے سنبہلتا ہے باغ مین شمشاد

وہ جوش رنگ ہے ہو آب نیشتر بہی شہاب
جو فصد لے رگ شاخ نہال کی فصاد

مثال خاطر بشگفتہ ہر گل امید
برنگ غنچہ نشگفتہ ہر گل فریاد

سب اعتدال سے ہین اب عناصر اربع
سب اتفاق سے ہین آب و خاک و آتش و باد

مزاج اہل زمانہ مین ہے وہ یکسوئی
مریض کے بہی مرض مین نہ جمع ہون اضداد

چڑہا کے ساغر صہبائے عشق کو صوفی
پکار اٹہتے ہین نشے مین سرچہ بادا باد

قضا قضا کرے لیلی کے ہچکیان پیہم
کسی مریض کو بہولے سے بہی جو آئے یاد

شرار برق بھی دانتون مین ڈبے سے لے تنکا — ہوائے عدل سے ہو صرصر خزان برباد

تیرے سکون طبیعت قیام دولت سے — کہے نہ آب سے زمانہ کو کوئی بے بنیاد

فروغ نیر اقبال سے عجب کیا ہی — پڑہے اگر خط تقدیر کور مادرزاد

تیرے زمانہ مین دل ہو گئے ہین آئینہ — ہوا تہا صاف سکندر کے عہد مین فولاد

گدا کو بہی وہ تمول ہی عہد دولت مین — جو اس زمانے مین ہو خسروی کرے فریاد

ترا اشارۂ ابرو کلید قفل امید — تری نگاہ دل آرزو سے جان مراد

ڈلی ڈلی کو نمک کی ترستے ہین اعدا — مٹا ہی عہد مین تیرے وہ نام شور و فساد

اب اسکو سہو کہین ہم کہ حافظہ ٹہیرا ہین — ہمیشہ تجھکو رہا دیکے بہول جانا یاد

بہت قدیم نمکخوار معتمد ممتاز — یہہ داغ مدح سرا ساکن جہان آباد

جگر فگار و دل افگار و مضطر و غمناک — قتیل خنجر اعدا و کشتۂ حساد

اسے خدا نے با عزاز و آبرو کہا — مدام شاد رہا یہہ بفضل رب عباد

امیدوار ترحم ہی خواستگار کرم — نگاہ لطف رہے خلد آشیان سے زیاد

دعائین دیکے یہہ لکھتا ہی مصرع تاریخ
جلوس خسرو عالم پناہ نیک نہاد
سنہ ۱۳۰۱

قطعہ تاریخ مدار المہامی جنرل اعظم الدین خان بہادر

اعظم الدین خان بہادر کو — جاہ و منصب ملا بآسانی

یہہ مدار المہام عالیجاہ
مستقل ہے بحکم سلطانی

کیون نہوتا یہہ فوج کا جنرل
ہے شجاعت مین رستم ثانی

عدل و انصاف و داد و فیض و کرم
عہد دولت مین با فراوانی

داغ آشفتہ ہو گیا مجبور
ہے یہہ آزار دشمن جانی

تن ہے آلودہ ہزار امراض
دل ہے مجموعہ پریشانی

مانگتا ہی دعائین صحت کی
پہلو بپہلو بہ فضل ربّانی

اپنے جرنیل کو دیا عہدہ
ہے یہہ نواب کی ہنر دانی

اِس نیابت کی یہہ کہی تاریخ
آصفِ اعظم جہانبانی
۱۳۰۴ھ

قطعۂ تاریخ سالگرہ مبارک حضور پرنور حضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر دام بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی دام دولتہ وصولتہ سلطنتہ وحشمتہ

مسعود مبارک ہو تجھکو ای خسرو دوران سالگرہ
یہہ سالگرہ ہے سالگرہ کہتے ہین اسے ہان سالگرہ

بڑہکر ہو کلاوہ کاہکشان ہر ایک گرہ نجم تابان
اللہ کرے ہو لاکہہ برس یون لایق و شایان سالگرہ

یہہ چاند ربیع الثانی کا یہہ پیر کا دِن تاریخ چھٹی
ہر فضل خدا تیسئیسوین ہر اب ایشہ ذیشان سالگرہ

ادریس و مسیح الیاس و خضر دین بہر کلاوہ رشتۂ عمر
تا روز شمار اسکا ہو شمار ایسی ہو فراوان سالگرہ

یہہ جشن سجا یہہ دہوم مچی عالم کو ملا ہر گنج گہر
ہر عقدہ کشائے بخت جہان دُر بار و زر افشان سالگرہ

وہ شور مبارکبا دہوا سب گونج رہے ہین ارض و سما
کیا حور و پری کیا انس و ملک گاتے ہین خوش الحان سالگرہ

ہر وقت خوشی ہر آن خوشی ہر لحظہ خوشی ہر لمحہ خوشی
ہے عیش کا سامان جشن طرب ہر جشن کا سامان سالگرہ

آراستہ ہین بازار و مکان پیراستہ ہین سب پیر و جوان
ہے زینت بلدہ سالگرہ ہر رونق ایوان سالگرہ

ہر داغ دعا سلطان کو دے تاریخ لکھہ اِس تقریب کی یون
جاوید ہمایون بیحد ہو محبوب علیخان سالگرہ
سنہ ۱۳۰۶ھ

تاریخ دیگر

سالگرہ نظام
۱۳۰۷ھ

قطعہ

ہوئی ہر سالگرہ آج شاہ والا کی
خجستہ فال ہے یہہ اور نیک فال گرہ

یہہ جشن وہ ہر کہ کہتی ہر ساری خلق اللہ
کہلے نصیبون کی یارب ذوالجلال گرہ

ہزار دانہ یاقوت کی بنے تسبیح
بڑہے کلاوہ مین ہر سال ایک لال گرہ

لکہا ہے داغ نے یہہ اسکا مصرع تاریخ
ہزارون سال مبارک یہہ جشن سالگرہ
۱۳۰۷ھ

قطعہ مبارکباد در تقریب ولادت باسعادت دختر نیک اختر حضور پرنور حضرت میر محبوب علیخان بہادر نظام آصفجاہ دام اقبالہ و ملکہ

ای خسرو جم حشم فلک قدر
ہے عہد ترا بسا مبارک

اللہ رکہے تجہے سلامت
ہو عشرت جانفزا مبارک

اللہ نے دی ہے شاہزادی
اللہ کی یہہ عطا مبارک

چلہ ہے سکندر النسا کا
یہہ رسم کرے خدا مبارک

اس دن کی دعائین مانگتے تہے
یہہ دن ہے بہت بڑا مبارک

ہوتی ہے ولادت اسمین مسعود
ہے ماہ صیام کا مبارک

آئی رمضان مین عید گویا
سب عیدون سے ہے سوا مبارک

دیکہے چہٹی چلے شادیان سب
جلسون کا ہو دیکہنا مبارک

ہے مطرب فلک طرب ساز — آتی ہے یہی ندا مبارک
سب اہل زمین و اہل افلاک — کہتے ہین جدا جدا مبارک
پھولین پھلین نونہال شاہی — مقبول ہو یہہ دعا مبارک
سرسبز رہے ریاض اولاد — اِس باغ کی ہو فضا مبارک
عالم کو خوشی ہر کہہ رہے ہین — سب دوست سب آشنا مبارک
تقریب سعید و جشن فرخ — دنیا مین ہے جابجا مبارک

تاریخ کہی ہے **داغ** نے آج
نو رس سبھے بادشا مبارک
سنہ ۱۳۰۵ھ

قطعہ مبارکباد سالگرہ شاہزادی اعلیحضرت حضور پرنور نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ وخلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

ہوئی ہے سالگرہ آج شاہزادی کی — رہے ہمیشہ الٰہی بہارِ سالگرہ
برائے نذر شہنشاہ **داغ** لکھہ تاریخ — زیاد تا بہ ابد ہو شمارِ سالگرہ
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ حصول شرف حضوری حضور پرنور اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ وخلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

قدمبوس حضرت کا حاصل ہوا — بڑے شوق سے اور ارمان سے

حضوری کی تاریخ پوچھیں اگر — یہہ کہدو ملے داغ سلطان سے
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ تصنیف و طبع دیوان جناب مستطاب خادم حضرت ختمی پناہی حاجی حرمین شریفین مشیر قیصر ہند نواب کلب علیخان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ رئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلائ ستارہ ہند والی مصطفے آباد عرف رامپور دام ملکہم و اقبالہم

برس دن میں کہا دیوان ایسا میرے آقا نے — سخن ہر نام اسکا طبع نیکو اسکو کہتے ہیں
کہیں ہیں داغ نے اک بیت میں دو اسکی تاریخیں — یہہ ہر وہ بیت شک بیت ابرو اسکو کہتے ہیں
یہہ اول مصرع تاریخ ہر تالیف دیوان کا — زہے معجز بیانی عطر اردو اسکو کہتے ہیں
سنہ ۱۲۹۲ھ

جو پوچھے کوئی سال طبع پڑھ دوں مصرع ثانی
چھپا مطبع میں اچھا نقش جادو اسکو کہتے ہیں
سنہ ۱۲۹۳ھ

ایضاً

کیا خسرو آفاق نے دیوان کہا ہر — اللہ رے اللہ رے یہہ دستگہ نظم
کسطرح یہہ دیوان نہو سامعہ افروز — کہتے ہیں اسے مہر سخن ہر یہہ مہ نظم
ہر روح فزا دل کو یہہ عیسی فصاحت — ہے راہنما شوق کو یہہ خضر رہ نظم

اے داغ ہوا طبع کلام شہ والا

اس نظم کی تاریخ کہی مین نے شہ نظم
سنہ ۱۲۹۵

ایضاً

خسروِ عہد کا چھپا دیوان
سخن تازہ اسکو کہتے ہین
ملگیا اس کلام سے ای داغ

کیون نہو عرش پر دماغ کمال
تر و تازہ ہے اس سے باغ کمال
ورنہ معدوم تہا سُراغ کمال

یہہ نتیجہ ہے طبع روشن کا
اسکی تاریخ ہے چراغ کمال
سنہ ۱۲۹۵

تاریخ طبع کلیات میان منیر صاحب

چہ خوب طبع شد این بے نظیر کلیات
خوش ست مصرع سال شروع طبع ای داغ

خوشا تجلی طبع جہان فروز منیر
طلوع شد بادہ مہر نیمروز منیر
سنہ ۱۲۹۵

ایضاً

جب یہہ دیوان ہو چکے مطبوع
داغ نے اسکی یہہ کہی تاریخ

ہو گئی نظم و نثر عالمگیر
آفتاب منیر و بدر منیر
سنہ ۱۲۹۶

قطعۂ تہنیت خلعت ریاست نواب مشتاق علیخان بہادر والی رامپور

نواب کو ہو حصول یارب | دارین مین برتری بلندی
خلعت کا ہو داغ عیسوی سال | تشریف شریف ارجمندی

۱۸۸۸ء

تاریخ وفات فرزند جناب راجہ گردہاری پرشاد بہادر

راجہ منشی نغز گو باقی تخلص نیک خو | ذی حشم ذی رتبہ عالی منزلت عالی دماغ
ایفلک افسوس یون ہو مبتلائے حادثات | اسطرح برباد ہو جائے یکایک اسکا باغ
سال بہر مین دونون فرزند آگے پیچہے اٹہگئے | آفتاب خاندان وہ تہا تو یہہ گہر کا چراغ
سچ ہی ہستی کے لئے لازم ہوئی ہی نیستی | تنگنائے دہر مین حاصل نہین تا ہو فراغ
ایکدن عشر تکدہ چالیس دن ہی غمکدہ | اس جہان پرالم مین کوئی کیا ہو باغ باغ
آدمی کو چاہیئے صبر و شکیبائی کرے | جو خدا کے بہید ہین ملتا ہی کب اُنکا سراغ
داغ نے یہہ عیسوی سنہ مین لکہی تاریخ آج | آہ باقی کو ہوا اب دوسرے بیٹے کا داغ

۱۸۸۸ء

تاریخ ناول منشی ریاض احمد صاحب خیرآبادی

یہہ فسانہ کسقدر رنگین ہوا | ہو سکے کیا ہمسے تعریف ریاض
داغ لکہدو اسکا سال عیسوی | ناول نادر ہے تالیف ریاض

۱۸۸۹ء

تاریخ طبع دیوان مرزا محمد قادر بخش تخلص صابر

تجھے آفرین عاقل خوش بیان	کیا اپنے اُستاد کا حق ادا
یہہ تاریخ اُسکی کہی داغ نے	خوشا پاک دیوان صابر چھپا
	سنہ ۱۳۰۴ھ

ایضاً

شہ سخن سخن سنج شاہزادۂ دھلی	چہا فصیح و بلیغ ست و شُستہ و معقول
بگفت داغ چنین سال طبع دیوانش	بسان نتیجۂ افکار صابر مقبول
	سنہ ۱۳۰۴ھ

تاریخ وزارت نواب رفعت جنگ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر بشیر الدولہ سر آسمانجاہ محمد مظہر الدینخان بہادر مدار المہام سرکار عالی

پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک دکن	پھر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر
قابل مدح و دعا ہیں لایق وصف و ثنا	بادشاہت بے بدل ہی تو وزارت بے نظیر
یہہ دلاور ہی سکندر وہ بہادر تہمتن	شاہ عالمگیر دستور معظم شیر گیر
حبذا خاقان دوران مرحبا نواب عہد	اُس سے جان آرام میں ہی اس سے دل راحت پذیر
یہہ ہی شمع سلطنت تو وہ چراغ آبہت	مالک اقبال روشن صاحب رائے منیر
یہہ اگر ابر کرم ہی وہ ہی دریائے نوال	کیوں رہے ملک دکن میں نام کو بھی اب فقیر

داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھہ

مہر و ماہِ آسمان نور ہیں شاہ و وزیر
سنہ ۱۳۰۵ ہجری

تاریخ خلعت سر آسمانجاہ بہادر

ملا آج نواب کو خاص خلعت
ہوئی دھوم سی دھوم ماہی سے تا ماہ

کہی داغ نے خوب تاریخ اِسکی
وزیرِ شہنشاہ سر آسمان جاہ
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ خطاب میجری نواب میجر افسر جنگ بہادر

قدر دان ہے قیصرِ ہندوستان
کر دیا میجر ز راہِ معدلت

ہو مبارک یہہ خطاب میجری
تجکو اے نواب والا قربت

اے بہادر پاکدل پاکیزہ خوی
مدح کے قابل ہے تیری ہر صفت

قدر دان تیرا ہے شاہِ دکن دام اقبالہ
شاہ کیسا شاہ فخرِ سلطنت

مصرع تاریخ لکھا داغ نے
میجر افسر جنگ عالی منزلت
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ ـ بااختیار شدن راجہ ہرکشن سنگہ بہادر والی کشن کوٹ ملک پنجاب

جیو بیر بر ہرکشن سنگہ جی
سنا ہے ملا اختیار آپ کو

کہی داغ نے آج تاریخ سال
مبارک کشن کوٹ راجہ کو ہو
۱۳۰۵ھ

ایضاً

راجہ صاحب ذرا اسے سُنیئے
آپ کے اختیار ملنے کی

یہہ ہزارون مین ایک ہی تاریخ
بہمت بیدار ونیک ہی تاریخ
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ تیاری مکان و باغ نواب قادر الدولہ بہادر

میر نور الحسین خانِ ذی جاہ
داغ یک مصرع و دو تاریخ است

کرد قصرِ رفیع و باغ بنا
خوش جہا قصر — باغ روح فزا
سنہ ۱۳۰۵ھ — سنہ ۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ صحت اعظم الدین خان بہادر مدار المہام ریاست رامپور

کرم گستر داغ جنرل بہادر
شنیدم چو این مژدہ تاریخ گفتم

ترا منصب و جاہ و ثروت مبارک
مبارک ہر آئینہ صحت مبارک
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ انتقال نواب دِلاور النساء بیگم

جملۂ نثر تاریخی

نواب دلاور النساء بیگم پاکدامن نے انتقال کیا
سنہ ۱۳۰۵ ہجری

ایضاً

قصر جنت مین ہوئین زینت بخش	بیگم رابعہ اوصاف خصائل
بہر تاریخ یہہ کہدے اے داغ	پنجشنبہ مہ ذی الحجہ سال
	سنہ ۱۳۰۵ھ

ایضاً

شب پنجشنبہ کو ذی الحجہ مین	یہہ واقع ہوا واقعہ جسکھڑی
یہہ تاریخ اسکی کہی داغ نے	دلا ورینا طاغتی جنتی
	سنہ ۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ انتقال آفتاب بیگم نور اللہ مرقدہ

بہشت باد نصیب آفتاب بیگم را	کزین جہان بجہان دگر خرامان شد
نوشت داغ جگر تفتہ مصرع تاریخ	عجیب زیر زمین آفتاب پنہان شد
	سنہ ۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ رحلت حضرت محمد عبد النبی شاہ صاحب مجذوب قدس سرہ واقع ہنمکندہ ضلع ملک دکن

زہے درگاہ فیض آثار و پر نور	کہ از ماہی منور گشت تا ماہ
برائے چشم و دل وقت زیارت	ز عرش آید صدائے نور اللہ
درینجا ہر کہ حاجتمند آمد	مراد خویش حاصل کرد دلخواہ
بحق سورہ انا فتحنا	چہ فتح الباب گشتا بے گاہ

بعہد میر محبوب علیخان	شہ دیندار و آصف جاہ ذیجاہ
بسعی کار پردازان دولت	چہ خوش تعمیر شد الحمد للہ

بگو داغ از سرِ اخلاص تاریخ
مزارِ اشرف عبد النبی شاہ
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ رحلت حضرت سید حسن رسول نما قدس سرہ العزیز

چو کحل خاک شود زیب دیدۂ بینا سنہ ۱۱۰۳ھ	بعین عبد بود آشکار سر سما سنہ ۱۱۰۳ھ
حبیب پاک ببین نورِ شرب و بطحا سنہ ۱۱۰۳ھ	ز قبر اطہر سید حسن رسول نما سنہ ۱۱۰۳ھ

ایضاً

افکارِ داغ
سنہ ۱۳۰۷ھ

تاریخ طبع دیوان منشی اقبال حسین صاحب وکیل راجہ بیکانیر

عجب روح افزا و فرحت فزا ہے	بہار سخن سے گلستان عاشق
تم اے داغ یہ اسکی تاریخ لکھدو	تصانیف اقبال دیوان عاشق

تاریخ طبع دیوان جناب نواب احمد علیخان بہادر - رونق

سخن سنج نواب احمد علیخان
ہویدا شد اعجاز جادو طرازی
ہمہ زیب معنی ہمہ معنی آرا
چو پرسید از داغ تاریخ طبعش

سخن را کزو ہست سامان رونق
ز گفتار رونق بدیوان رونق
زہے رنگ رونق خہے شان رونق
بگفتہ شمیم گلستان رونق

سنہ ۱۳۰۷ھ

تاریخ مراجعت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی از ہنمکنڈہ

ہوئے زیب بلدہ جو شاہِ دکن
کہو خیر مقدم کی تاریخ داغ

ملا دیدہ و دل کو نور و سرور
ہنمکنڈے سے آگئے آپ حضور

سنہ ۱۳۰۷ھ

قطعہ تہنیت تسمیہ خوانی شہزادہ والاتبار میر عثمان علیخان بہادر ولیعہد شاہِ دکن

شہزادہ ہوا ہے زیبِ مکتب
سورۃ اقرأ کی آج سن لی
اللہ کرے کہ شاہ دیکھے
اس رسم کی داغ تو بھی تاریخ

آمین

سحبان ہو ثانیِ ولیعہد
سلطان سے زبانیِ ولیعہد
پیری و جوانیِ ولیعہد
لکھ تسمیہ خوانیِ ولیعہد

سنہ ۱۳۰۷ ہجری

تاریخ وفات محمد تاج الدینخان صاحب شاہجہانپوری سابق رجسٹ میجر افواج سرکار نظام

جمعہ ثانی مہ شوال بود
داغ سال ارتحالش در رقم

کز جہان شد آہ آن یکتائے عہد
بود تاج الدین خان دانائے عہد
سنہ ۱۳۰۷ھ

ایضاً

در مہ شوال روز جمعہ وائے
داغ سال رحلت از ہاتف شنید

این جہان پدرود کرد آن نوجوان
دید تاج الدینخان حال جنان
سنہ ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ تہنیت عید ذیحجّہ

میر محبوب علیخان خسرو ملک دکن
عید ذی الحجہ کی یہ تاریخ لکھی داغ نے

یا الٰہی خوش رہے صبح و مسا شاہ فلک جاہ
عید حج اسعد مبارک ہو شہ گیتی پناہ
سنہ ۱۳۰۷ھ

تاریخ سند یافتن فیض محمد خان وکیل ساکن بلند شہر

چون فیض محمد امتحان داد این بار
بنوشت دو تاریخ بیک مصرع داغ

بگرفت سند برائے کار سرکار
مختار جزو کل ــــ وکیل مختار
سنہ ۱۳۰۷ھ سنہ ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ دیوان جناب مولوی ممتاز احمد صاحب متعیم جو بالگدہ

بارک اللہ محامدِ احمدؐ — گردمستا زچون بصدق و یقین

داغ تاریخِ طبع دیوان گفت — جلوہ پردازِ نعت سرورِ دین

۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت شہزادہ بلند اقبال بادشاہ دکن طول عمرہ و قدرہ

ولادت ہوئی شاہزادہ کی آج — کہ جس سے ہوئے شاد سب خاص و عام

اسی دن کی سب مانگتے تھے دعا — دعا گو ہیں اسکے دعا گو تمام

الٰہی یہہ مولود مسعود ہو — بحقِ محمدؐ علیہ السلام

یہہ سالِ ولادت کی آئی ندا

کہ اے داغ لکھدے شبیہ نظام

۱۳۰۸ھ

تاریخ ہذا در نثر

مبارکباد سالگرہ مبارک بندگانعالی آصف جاہ ادام ملکہٗ

۱۳۰۸ھ

و لہٗ

تبارک اللہ اب آئی یہہ ساعتِ مسعود — مبارک ای شہِ عالی تبار سالگرہ

سعید و فرخ و مسعود و سعد و اسعد ہو — حضور کو مرے پروردگار سالگرہ

ہزاروں بار ہوں دربار جشن سلطانی — ہزاروں بار ہوا ی شہریار سالگرہ

شگفتہ غنچۂ خاطر ہی باغ باغ ہی خلق
زمانہ آج کے دن فیضیاب ہوتا ہے
کشود کار کا یہہ دن ہے کیا تعجب ہے

ہوئی ہر باغ جہان کی بہار سالگرہ
کہ ہے زمانے مین یہہ یادگار سالگرہ
جو کہولے آپکے مری ماہوار سالگرہ

کہا ہے داغ دعاگو نے مصرع تاریخ
اسی روش سے ہون اسّی ہزار سالگرہ
سنہ ۱۳۰۸ھ

تاریخ سرفرازی خطاب نواب داورالدولہ داورالملک داور جنگ داور مرزا علیخان بہادر

یہہ سرفرازی مبارک زیب ہی باعزوشان
سنہ ۱۳۰۸ھ

سازگار آئے الٰہی متفق لیل و نہار
سنہ ۱۳۰۸ھ

داغ نے زیبا کہا ہی سال اس بہبود کا
سنہ ۱۳۰۸ھ

میرزا صاحب ملا ہی یہہ خطاب یادگار
سنہ ۱۳۰۸ھ

تاریخ سرفرازی خطاب نواب آصف نواز جنگ آصف نوازالدولہ آصف نوازالملک سید عبدالرزاق علیخان بہادر معتمد صرف خاص سرکار نظام دکن دام اقبالہٗ

اک خطاب آصف نوازالدولہ آج
دوسرا آصف نوازالملک بھی
دن کے تھے شایان آپ ہی

شاہ نے بخشا نہایت انتخاب
جسکی قدر و منزلت ہی بیحساب
سید والا حسب عالی جناب

داغ نے تاریخ اسکی یہہ کہی

معتمد صاحب ہوئے زیبا خطاب

۱۳۰۸ھ

تاریخ سرفرازی خطاب نواب انتصار جنگ وقار الدولہ وقار الملک مولوی مشتاق حسین خان بہادر

از انتصار جنگ بہادر وقار ملک — دایم وقار دولت و زیب وسادہ باد

تاریخ این عطائے خطابات داغ گفت — افزایش خطاب مبارک زیادہ باد

۱۳۰۸ھ

تاریخ صید افگنی حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی بادشاہ ملک دکن

میر محبوب علیخان خسرو آفاق کو — سجت اسکندر دل رستم دیا اللہ نے

داغ اس شیر افگنی کا سال اگر پوچھے کوئی — کہدے اچھا شیر مارا شاہ آصفجاہ نے

۱۳۰۸ھ

ایضاً

[illegible] دوران شہ ملک دکن — کز نہیبش شیر چرخ آمد ستوہ

[illegible] چون شیر افگنی بنوشت داغ — بادشاہ شیر افگن باشکوہ

۱۳۰۸ھ

ولہ

[illegible]تہ کا ہے حساب شکار — داغ کی تم زبان سے سن لو

کہی گھسنتی کی ایک ہی تاریخ
شاہِ آصف نے شیر مارے دو
سنہ ۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخی ترتیب دیوان شہزادہ رحیم الدین حیا

طبع شہزادہ رحیم الدین
ہست کان آواوجان حیا
کرد نواب قدر دان محمود
تا ابد شہرۂ زبان حیا
زیب ترتیب دادہ جملہ کلام
کہ بماند از و نشان حیا

داغ بنوشت سال دیوانش
شاہد شوخی بیان حیا
سنہ ۱۳۰۸ھ

ایضاً

خوشا نوید نواب قدر دان محمود
سخن کی قدر یہہ ہر قدر کی بنا یہہ ہے
کیا ہے جمع کلام حیا بسعیِ بلیغ
کلام کیا ہے کہ معشوق دل ربا یہہ ہے
کلام صاف پہر اسطرح کا فصیح و بلیغ
کسی نے آنکھہ سے دیکہا ہی دیکہنا یہہ ہے

کہا ہے داغ نے سن لو یہہ مصرع تاریخ
سخن طرازی شہزادہ حیا یہہ ہے
سنہ ۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف داسوخت منشی نجیب الدین صاحب نجیب ملازم ریاست کوروائی

نجیب الدین کیا کہنا تمہارا	بنا دلبرز ما ینکا یہہ واسوخت
کہی ہے داغ نے تاریخ اسکی	ہوا جلنے جلانیکا یہہ واسوخت
	سنہ ۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ تقویم میر حیدر علی صاحب حیدرآبادی

کنون حیدر علی استاد کامل	نوشتہ دور شمس و ماہ و اختر
بگفتم مصرع تاریخ اے داغ	زہے نقش جہان تقویم حیدر
	سنہ ۱۳۰۹ھ

تاریخ طبع دیوان مشفقی میر ضامن علیصاحب جلال

دیوان با مذاق سخن سنج طبع شد	یارب رسد نوید بہر صاحب کمال
برجستہ گفت مصرع تاریخ طبع داغ	آہنگ طبع نازک ضامن علی جلال
	سنہ ۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ رحلت طوبیٰ آشیان مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ فخرالدین ولیعہد بہادر گورگانی انار اللہ برھانہ

غم فتح ملک سلطان چہ بلا بجان و دل شد	دہدش مقام جنت ز کرم کریم غفار
چو ز داغ سال رحلت دل درمند پرسید	بکشید آہ حسرت دو صد و دوازدہ بار
	سنہ ۱۲۷۲ھ

قطعہ تاریخ مقتول شدن جنرل محمد اعظم الدینخان بہادر جنرل ریاست رامپور

محمدؐ اعظم الدین خان بہادر
عظیم الشان معظم اعظم عصر

وزیر رامپور و جنرل فوج
امیر با وقار و اکرم عصر

حکیمے ماہر طرز زمانہ
فہیمے واقف کیف و کم عصر

سوم تاریخ ماہ صوم در شب
بغفلت کشتہ شد آن ضیغم عصر

بعمر چہل و پنج افسوس افسوس
رہائی یافت از قید غم عصر

عجب نبود اگر تا عرش اعلیٰ
رسد فریاد اہل ماتم عصر

بفکر سال داغ از ہاتف غیب
ندا آمد مزار رستم عصر
۱۳۱۱ھ

تاریخ رحلت مانی بیگم مرحومہ صبیۂ محمد ابراہیم خان لمبردار لونی ضلع میرٹھ

گشت این حادثہ در ماہ ربیع الثانی
در دو شنبہ بشمار آمدہ بست و چہارم

سال مرحومہ و مغفورہ چنین داغ نوشت
کاملہ رفت بفردوس ز مانی بیگم
۱۳۰۸ھ

برائے نواب محبوب یار جنگ بہادر نوشتہ شد

اے داغ آج دیدۂ جوہر شناس میں
جو آبرو ہے ہیش بہادر کے واسطے

اُس سے زیادہ ہو سر و سامان و آب و تاب
محبوب یار جنگ بہادر کے واسطے

تقریظ مثنوی ضیائے دکن مصنفہ مولوی سید باقر حسن خان صاحب المتخلص بہ ضیا معتمد مجلس عالیہ سرکار عالی

وہ عالی نسب میر باقر حسن ۔۔۔ وہ سید وہ آل شہ ذوالمنن

وہ اولاد دستور شاہ جہان ۔۔۔ مخاطب بہ نواب اسلام خان

وہ سرکار آصف مین ہین باوقار ۔۔۔ معزز مکرم بڑے عہدہ دار

عدالت کی مجلس مین ہین معتمد ۔۔۔ نہین عدل و انصاف کی جنکی حد

طبیعت منور تخلص ضیا ۔۔۔ کہین جنکو کا شمس و بدر الدجیٰ

وہ شیرین زبان اور شیرین مقال ۔۔۔ کہ پانی بھرے جنکے آگے زلال

ہنرور ہنرمند کے جوہری ۔۔۔ شفیق و کرم گستر داغ بھی

کہی مثنوی کیا عدیم المثال ۔۔۔ محرم کے لنگر کا ہے جسمین حال

وہ چمکی جہان مین ضیائے دکن ۔۔۔ کہ ہر بیت سورج کی ہے اک کرن

یہہ تاریخ بھی قابل دید ہے ۔۔۔ اسی جام مین جام جمشید ہے

ہر اک سطر گیسوے دلدار ہے ۔۔۔ ہر اک نقطہ خال رخ یار ہے

ضیائے دکن پر پڑے گر نگاہ ۔۔۔ تو قربان ہون روز و شب مہر و ماہ

بیان صاف صاف اور ایسا متین ۔۔۔ پھسلتا ہے جسپر دل سامعین

زبان وہ زبان جو فصاحت کی کان ۔۔۔ بیان وہ بیان جو بلاغت کی جان

نہین اسمین مضمون الجھے ہوئے ۔۔۔ ہزارون بکھیرے ہین سلجھے ہوئے

ہزارون مین مضمون جدت کے ساتھ ۔ لکھی پھر ایسی فصاحت کے ساتھ

ہراک لفظ بیساختہ دلنشین ۔ مگر پھر کوئی بے رعایت نہین

مضامین کی ایسی بندہی ہے لڑی ۔ کہ ساون کی گویا لگی ہے جھڑی

مرصع وہ ترکیب الفاظ کی ۔ کہ جیسے جواہر جڑے جوہری

پری بھی ہے حورِ خوش انداز بھی ۔ یہہ جادو بھی ہے اور اعجاز بھی

فسون ساز ہے ہراک ڈھنگ مین ۔ یہہ ہے شعبدہ باز ہر رنگ مین

کوئی اِسکا مصرع بگڑتا نہین ۔ حریفون سے بہی اپنے لڑتا نہین

ہراک مصرع شوخ ایسا کہا ۔ اِدہر مُنھہ سے نکلا اُدہر دل مین تہا

کہین کچھہ کہین کچھہ کہین کچھہ ہے رنگ ۔ مگر ہے زبان کا وہی ایک ڈہنگ

سُنو کیا کہا اور کیسا کہا ۔ بجا کر کہا سب سے جتنا کہا

گل اِسپر ہے بلبل یہہ ایسا ہے باغ ۔ چراغ اِسکا پروانہ یہہ وہ چراغ

طبیعت روان ایسی دیکھی نہین ۔ رُوانی مین رَو ہے کہ رُکتی نہین

کہین رُستمی کر گئے رزم مین ۔ کہین خسروی کر گئے بزم مین

جو ہے عیش کی شکل جنت کی ہے ۔ مصیبت بہی ہی تو قیامت کی ہے

نرالے مضامین ہے نئے رنگ ڈہنگ ۔ طبیعت عجب چلبلی شوخ و شنگ

چھلاوہ ہے بجلی ہے طبع روان ۔ ابھی یہہ یہان تھی ابھی ہے وہان

طبیعت کی طراریان دیکھیے ۔ عمرو کی سی عیاریان دیکھیے

کسیکو میسر یہہ حشمت نہین | نہین اسکی بندش مین [illegible]
نزاکت مین گل سے بھی بڑھکر ہے یہہ | رسائی مین بخت سکند
بلندی مین ہے آسمان بلند | منور مہ و مہر سے
زبان سے ہر اظہر بیان کی صفت | بیان سے ہر باہر زبان
دل صاف سے آئینہ منفعل | زبان پاک ایسی کہ مو مو
سخنور اگر قدر اسکی کرین | ضیا کا دہن موتیون سے
سزا وار اسکا نہین ہر کوئی | دکھائے تو دو شعر لکھ
جو کاغذ فلک کہکشان ہو قلم | سیاہی شب تیر کی ہو
صفت اسکی لکھین فرشتے اگر | نہ پوری ہو توصیف
یہہ کیونکر نہ مطبوع و مرغوب ہو | جب اسکے لئے عہد محبوب
سلامت رہین پادشاہ و وزیر | رکھے جمع اہل ہنر بے

سنین اسکی تاریخ اہل سخن
منور تہ مبین ہر ضیائے دکن
١٣٠٨ھ

قطعہ تاریخ میلاد شریف مصنفہ وزیر الدین صاحب تحصیلدار

اللہ کرے قبول اسکو | کیا خوب وزیر دین نے
ای داغ یہہ لکھدے اسکی تاریخ | میلاد شریف خوب [illegible]

١٣٠٩ھ

رکباد جشن عید الفطر در مدح حضرت بندگانعالی حضور پر نور رستم دوران
ن زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان ابن السلطان
ب علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و دام اقبالہ

ن ہمسر	بادشہ ذی حشم	تو ہے جہان کرم	تجھ سے جہان فیضیاب
ت سپاہ	خسرو گیتی پناہ	رستم دوران نظام	آصف ثانی خطاب
اقبال مین	جاہ مین اجلال مین	آپ ہی اپنا عدیل	آپ ہی اپنا جواب
نیکیان	کس سے گنی جائینگی	کل پہ مقرر ہوا	اسلئے روز حساب
ابر کرم	جیسے ہوئی دمبدم	کون پریشان ہے	کسکی ہی مٹی خراب
خاص اگر	صلح پہ ہو رستمون	شیر و شکر ہو رہین	رستم و افراسیاب
نظر	چھائے جو قطبین پر	ایک بنے آفتاب	ایک بنے ماہتاب
خوف سے	ماہی بے آب ہے	شہرۂ شیر افگنی	سنکے ہوا زہرہ آب
مایت کرے	وہ ہو قوی ناتوان	بادِ مخالف سے ہی	سینہ سپر ہو حباب
حضرت نظام	ہے یہہ پئے انتظام	قہر و سیاست بدیر	رحم و عنایت شتاب
ن تیر سے ملے	راحت عیش و سکون	دہر کو پہر کیا ہین	جب نہ رہے انقلاب
ی گلزار یون	خلق ہی گلرنگ یون	جیسے چمن در چمن	باغ مین پہولے گلاب
ا اک اک مکان	امن مین ہو الامان	شہر کی اک اک گلی	جادۂ راہ صواب

شاہ کے بدخواہ کو	اگر نہ جلا کر ڈبوئے		بحر مین کیون موج ہو	نار مین کیون التہاب
ہات ملے شمن کے گم	دولت دنیا ہوئون		آنہ سکے جسطرح	جاکے دوبارہ شباب
کثرت اولاد سے	پھولے پھلے بادشاہ		اے مرے رب کریم	ہو یہ دعا مستجاب
رزم مین ہو دلنواز	نعرۂ تکبیر و حمد		بزم مین ہو دلفریب	نغمۂ چنگ و رباب
عید کا دربار ہے	ہوتی ہین اکثر عطا		منصب و جاگیر و زر	خلعت و جاہ و خطاب
ایک زمانہ ہوا	آج ترقی پذیر		داغ ہوا خواہ بھی	ذرّہ سے ہو آفتاب
شاہ سلامت رہے	تا بقیامت رہے		عدل و سخاوت سے روز	لوٹے ہزارون ثواب

جشن شہنشاہ کا مصرع تاریخ ہے

عید مبارک تجھے ای شہ آصف جناب

سنہ ۱۳۰۸ ہجری

قطعۂ تاریخ مبارکباد ولادت باسعادت فرزند ارجمند نواب رفعت جنگ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر بشیر الدولہ سر آسمانجاہ محمد مظہر الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی

دیا آسمان جاہ کو حق نے بیٹا	یہہ عالی نسب فخر ہے خاندان کا
اس اختر سے ہی برج اقبال روشن	یہہ ہے روشنی بخش کون و مکان کا
یہہ بحر کرم کا در بے بہا ہے	یہہ ہے پھول امید کے گلستان کا

کھلا غنچۂ آرزوے خلایق — کھلا عقدۂ بخت پیر و جوان کا
ملے اسکو عمر ابد یا الٰہی — یہہ لوٹے مزا عشرت جاودان کا
پھلے پھولے یہہ نونہال امارت — تر و تازہ جبتک ہے گلشن جہان کا

جب اے **داغ** ہاتف سے تاریخ پوچھی
ندا آئی۔ **خورشید ہے آسمان کا**
۱۳۰۸ ہجری

قطعۂ تاریخ سالگرہ مبارک حضرت بندگان عالی متعالی حضور پرنور دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ

محبوب علیخان شہ ملک دکن کو — اللہ سلامت رکھے دنیا کی بقا تک
ہو عمر دراز اس شہ والا کی الٰہی — دیتے ہین دعا پیر و جوان و زن و کودک
یہہ روز وہ فیروز ہے وہ ساعت مسعود — منضم ہے خوشی دل سے غم و رنج ہے منفک
دربار دُرربا ہے سلطان دکن کا — سب اہل حشم جمع ہین فرزانہ و زیرک
گر دیکھتا جمشید بھی یہہ جشن تو کہتا — ایسا نہین سامان میسر مجھے بیشک
دیکھا نہین ایسا تو زمین کو کبھی پرنور — کرتا ہے فلک چشم کواکب سے یہہ چشمک

ہاتف نے کہا **داغ** سے یہہ مصرع تاریخ
سب نیک گھڑی سالگرہ جشن مبارک
۱۳۰۹ھ

ایضاً

وہ آج دن ہے مبارک وہ ساعتِ مسعود
شہِ دکن کی ہوئی شاہوار سالگرہ

جہان کیون نہ رہے منتظر یہہ وہ دن ہے
کہ جسکی آپ تہی امیدوار سالگرہ

کسیکی سرخ قبا ہے کوئی گلابی پوش
دکہا رہی ہے یہہ رنگین بہار سالگرہ

خطاب و منصب و جاگیر آج ملتے ہین
ہوئی ہے باعثِ عز و وقار سالگرہ

زمین سے تا بفلک دہوم دہام ہے اسکی
سعید تر ہو یہہ پروردگار سالگرہ

مرے حضور کو یارب یونہین مبارک ہون
ہزار سالگرہ سو ہزار سالگرہ

لکہی ملا کے سرِ الف **داغ** نے تاریخ
ہمیشہ شاہ کو ہو سازگار سالگرہ
سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ صحت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی حضور پرنور دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ

رہے شاہ دکن یارب سلامت
ضیا حاصل ہے جب تک مہر و مہ کو

لکہی یہہ **داغ** نے تاریخ صحت
مبارک دورِ صحت بادشہ کو
سنہ ۱۳۰۹ھ

دیگر

مرے حضور الٰہی جئین ہزار برس
شفا سے جنکی سکون ہے دل زمانہ کو

لکہا ہے **داغ** نے یہہ سال صحت سلطان
خدا نے دی ہے شفا دل زمانہ کو
سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ انتقال حکیم محمود خان دہلوی نوّر اللہ مرقدہ

خان محمود مسیحا دم و لقمان حکمت	رفت ازین دارِ فنا از طلب ودود
داغ این مصرع تاریخ شنید از ہاتف	جاے محمود شود خوب مقام محمود

قطعہ تاریخ شکار شیر افگنی اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی حضور پرنور دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ

سلطانِ دکن رستمِ دوران و دلیر	ایسا ہے زبردست کرے شیر کو زیر
لکہا سر آغاز سے یہہ داغ نے سال	بالفعل جہاندار نے مارے دو شیر
	سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت شاہزادہ نامور بلند اقبال طول عمرہ

شاہزادے کی ولادت کا ہمایون سال ہر	یا فروغ دیدہ لکہون یا چراغ دودمان
	سنہ ۱۳۰۹ھ ۔ سنہ ۱۳۰۹ھ
مجہسے ہاتف نے کہا اے داغ یہہ تاریخ لکہہ	چاند سا بیٹا مبارک اے شہ کیوان مکان
	سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت شاہزادہ دیگر طال اللہ عمرہ

چاند سا فرزند اور شاہ کو حق نے دیا	غلغلہ تہنیت چار طرف ہے کمال
ربِّ کریم اسکو دے سایہ محبوب مین	بخت سکندر کی طرح عمر خضر کی مثال
خسروِ ملکِ دکن دیکہے بہارِ چمن	پہولے پہلے تا ابد عیش مین یہہ نونہال

شاہ کا ہے فیض عام ہین متمول تمام
کوئی نہین خستہ دل کوئی نہین خستہ حال

داغ دم فکر سال غیب سے آئی ندا
یہہ کہو — پیدا ہوا اختر جاہ و جلال
سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ نو تعمیر پنج محلہ

شاہ محبوب کا مکان بنا
غیرت قصر و قیصر فغفور

اس سے بہتر ہے اور کیا تاریخ
کہدے اے داغ سیرگاہ حضور

قطعۂ تاریخ طبع دیوان معزز

ہر کہ بیند این کلام نغز را گوید ہمین
وہ چہ خوش ترکیب الفاظ است و انداز سخن

مصرع تاریخ طبعش گفت داغ دہلوی
چاپ دیوان معزز شد از اعزاز سخن
سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان خفی

واہ عصمت مآب کیا کہنا
کیا ہی اچھی کہی ہے نعت نبیؐ

تپش دل کی آگ ہے اس مین
اور اک لاگ ہے محبت کی

کیا فصیح و بلیغ ہے یہہ کلام
کہین تمکین ہے تو کہین شوخی

جسطرح رنگ و گل ہون نشہ و مُل
یون ہے چسپیدہ لفظ سے معنی

بندش اچھی زبان اچھی ہو
یہی شعر و سخن کی ہے خوبی

رگ مجذوب ہے خطِ سطر	کاغذ اسکا ہے یا دلِ صوفی
ہے دوات اسکی یا ہے دیدۂ حور	خامہ اسکا ہے یا ہے بالِ پری
حقتعالے اسے کرے مقبول	بطفیلِ محمدِ عربی ؐ

طبع دیوان کا سال تو اے داغ
کہدے ـ مطبوع عشق پاک خفی
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ تعمیر مسجد حاجی جہانگیر بخش صاحب واقع کانپور

مسجد بنائی خوب جہانگیر بخش نے	حاجی کو ہیبت رب سے محبت جو ہے کمال
اللہ اکبر اسکی عمارت ہے وہ بلند	پہنچے نہ جسکے طاق تک اندیشۂ و خیال
فرزند پانچ اُسکو خدا نے عطا کئے	با بخت و جاہ و طنطنۂ و عزت و جلال
مثلِ حواسِ خمسہ رہیں اتفاق سے	مسجد میں بیچگانہ پڑھیں پانچون نونہال

اے داغ گر زمانۂ تاریخ کی ہے فکر
لکھہ ـ کعبۂ جدید جہانگیر بخش ـ سال
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تہنیت تسمیہ خوانی فرزند قاضی حسین میاں صاحب بہادر رئیس منگرول مُلکِ کاٹھیاوار

اے زہے شادمانی و شادی	جسکو فرحت فزائے جان کہیئے
اے زہے بزم انبساط و سرور	جسکی خوبی جہان جہان کہیئے

خوب شادی کا یہہ منڈھا چھایا
نور کا جسکو آسمان کہیئے

چھتر اقبال کیجیے تحریر
ابر رحمت کا سائبان کہیئے

تختۂ گلستان اِسے لکھیئے
چادر ماہتاب بان کہیئے

یہہ سلیمان کا تخت اور ستون
سبز پریان ہین بیگمان کہیئے

لالہ کہیئے ہر اک کنول کو اگر
چوب کو شاخ ارغوان کہیئے

کیا کمانون سے بھر گیا منڈول
غیرت خانۂ کمان کہیئے

آبرؤون کی ہین دو ہلال کی ایک
شو کمانین ہین یون کہان کہیئے

ہر کمان مین ہے روشنی ایسی
جسکو ہمشکل کہکشان کہیئے

جلوۂ برق و مہر و مہ لکھیئے
اخترِ بخت خسروان کہیئے

فرحت افزا ہے ہر گلی کوچہ
غیرتِ کشتِ زعفران کہیئے

بدرِ دین کی ہوئی ہر بسم اللہ
کہ جسے بدرِ آسمان کہیئے

اُس سے پوچھون جو ہو بڑا سیّاح
کہین دیکھا ہے یہہ سمان کہیئے

آئے ہین اپنا گھر سمجھہ کے رئیس
میہمانون کو میزبان کہیئے

بٹ رہا ہے طعام کوسون تک
وہین موجود ہو جہان کہیئے

عطر بزم طرب کی خوشبو کو
نکہتِ گلشنِ جنان کہیئے

بینڈ باجے کی ہے صدا دلکش
ایسے نغمہ کو دلستان کہیئے

رقص کرتی ہے چرخ پر زہرہ
اُتر آئے ابھی یہان کہیئے

ایسے دربار کی صفات و ثنا
جاودان سنئے جاودان کہئے

اسکا چرچا کہان کہان سنیے
یہہ حکایت کہان کہان کہئے

یہی سنئے جو داستان سنئے
یہی کہئے جو داستان کہئے

مین کہے جاؤن یون مبارکباد
دوست فرمائے جائین ہان کہئے

جلوہ گر ہین یہان حسین میان
جنکو خورشید آسمان کہئے

یہہ ہے وہ میزبان خدا رکھے
داغ کو جسکا میہمان کہئے

ایضاً

ہم تجھے دیتے ہین نوشاہ مبارکبادی
کرے مقبول یہہ اللہ مبارکبادی

دہوم سی دہوم ہی شہرت سی ہی شہرت اسکی
پہونچی ماہی سے تا ماہ مبارکبادی

چہچہے بلبل گلشن کے سنے تو کوئی
شادیانہ ہے کبہی گاہ مبارکبادی

تن پہ ہر مو ہو زبان اور زبان سے ہر وقت
دون تجھے نوشہ ذیجاہ مبارکبادی

آج شب گشت مین ہین نغمہ سرا اہل طرب
گاتے جاتے ہین سر راہ مبارکبادی

تمکو اللہ کی درگاہ سے ہو عیش نصیب
دے ہر اک بندۂ درگاہ مبارکبادی

کیا تعجب ہے کہ گلشن مین چٹک کر غنچے
گائین بلبل کے جو ہمراہ مبارکبادی

وجد کیونکر نہ کرے سنکر اسے اک عالم
داغ بے مثل ہے واللہ مبارکبادی

دیگر

مبارک ہو یہہ سنت و بسم اللہ کی شادی
ہوئی ہے آج بدر الدین رشکِ ماہ کی شادی

خوشی اسکی زمانے کو ہوئی ہے عید سے بڑھکر
بڑے ارمان کی ہے آرزو کی چاہ کی شادی

کرے اللہ عمر و دولت و اقبال روز افزون
خدا وہ دن دکھائے لوگ دیکھیں بیاہ کی شادی

قیامت تک حسین نامور کا نام ہو یارب
کہ جسنے خوب ہی کی اُسکے دلخواہ کی شادی

فلک پر شادیانے زہرہ گائے قاف مین پریان
زمین سے آسمان تک ہوئی نوشاہ کی شادی

دعا ہے **داغ** کی یہہ رات دن ہر وقت ہر لحظہ
مبارک ہو تمہیں فرزندِ عالی جاہ کی شادی

مبارکباد ولادت باسعادت فرزند دلبند نواب رفعت جنگ عُمدۃ الملک اعظم الاُمرا امیر کبیر شبیر الدولہ سر آسمان جاہ محمد مظہر الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی مد ظلہ العالی کی

شادیان روز ہون سرکار مبارک تمکو
طالع فرخ و بیدار مبارک تمکو

آسمان جاہ تمہیں حق نے دیا ہے فرزند
ماہ اقبال کا دیدار مبارک تمکو

وہ دن اللہ کرے لائے دلہن یہہ دولہا
وہ سہاگ اور ہو وہ پیار مبارک تمکو

بزمِ جشن و طرب و عیش ہمایون ہو تمہیں
روز دربارِ گہر بار مبارک تمکو

صد و سی سال ہے گلبنِ باغ اقبال
پہلا پہولا ہوا گلزار مبارک تمکو

تم سلامت رہو اللہ سلامت رکہے
اور فرزند بہی پر انوار مبارک تمکو

داغ مداح یہہ دیتا ہے مبارکبادی
تہنیت نامہ کے اشعار مبارک تمکو

بتقریب شادی مرزا سراج الدین احمد خان صاحب بہادر نبیرۂ نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر انار اللہ برہانہ

جوہری لایا اِدہر لائی ہے مالن سہرا
مایۂ کان گہر حاصل گلشن سہرا

ہو مبارک تجہے نوشاہ سراج الدینخان
دے رہا ہے رخ پرنور پہ جوبن سہرا

مردم دیدہ کو بہی تاب نظارہ نرہی
دیکہیں گان کی نہ کیون ڈال کے چلمن سہرا

اِس سائی سے بڑہی عمر گل و گوہر کی
آگیا ہے جو ترے تا سرِ دامن سہرا

ہر لڑی گوہر و یاقوت و زمرد کی گندہی
چشم بد دور جواہر کا ہے معدن سہرا

شجر طور کے کیا پہول گندہے ہین ہمین
ہمنے دیکہا نہین اِس طرح کا روشن سہرا

سب نے جانا کہ یہہ چلتا ہے زمین پر خورشید
رخ نوشہ سے جو سرکا سرِ توسن سہرا

حور کو بہی یہہ تمنا ہے کہ مالن بنتی
اِسمین یہہ شرط ہے گوندہے گی سہاگن سہرا

بہردیئے داغ نے گلہائے مضامین اسمین
کیا عجب گائے اگر بلبلِ گلشن سہرا

دیگر

بنا ہے نوشہ ذیشان کا سہرا
سراج الدین احمد خان کا سہرا

سرِ نوشاہ پر ہے تاج اقبال
یہ شاہانہ سرو سامان کا سہرا

یہہ ہر چشم تماشائی کی حسرت — کہ بن جائے مری مژگان کا سہرا
نہین پہولا سماتا آپ مین آج — خوشی سے یہہ گل خندان کا سہرا
ہوا مقیش کے سہرے سے ظاہر — شعاع نیر رخشان کا سہرا
رخ نوشاہ پر نور علی نور — سجا ہی گوہر غلطان کا سہرا
ثریا طرہ بدر ہی کہکشان ہے — منور اختر تابان کا سہرا
مبارک سب عزیزون کو کہی — بڑی چاہت بڑے ارمان کا سہرا

نہ کہتا داغ تو پہر کون کہتا
نہال باغ عارف خان کا سہرا

سہرا
بتقریب شادی نواب محمد ممتاز حسین خان بہادر دام اقبالہ رئیس پاٹودی

عید آئی ہے کہ آئی ہے گہڑی سہرے کی — کیا گلے ملتی ہے ایک ایک لڑی سہرے کی
خان ممتاز حسین آج بنا ہے دولہ — ہوگئی اس لئے توقیر بڑی سہرے کی
موئے کاکل رگ دل رشتۂ جان ناظر — سبکو حسرت ہے نہین آج لڑی سہرے کی
جوہری کو ہے جو دعوی تو ہے مالن کو بہی ناز — گفتگو ہوگئی آپس مین کڑی سہرے کی
کیا عجب لے رخ نوشہ کی بلائین چپٹ چپٹ — بنکے انگشت جو ہر ایک لڑی سہرے کی
مٹ گئی تاب قمر تاب گہر کے آگے — چاندنی رات مین جب جہت پڑی سہرے کی
نظر بد نہ پڑے آکے رخ نوشہ پر — ہوگئی بیچ مین دیوار کہڑی سہرے کی

ہر فریدون کا ن جواہر سے جواہر خانہ — نہین رہنے کی کسی طرح اڑی سہرے کی
گل نے بلبل سے کہا نغمہ شادی سنکر — منہہ ہر چہوٹا سا تر ابات بڑی سہرے کی

ہے دعا داغ کی نواب کی ہو عمر دراز
سب عزیزون کو مبارک ہو گہڑی سہرے کی

ایضاً

مبارک ہو نوشہ کو زیبا ہے سہرا — یہہ دولہا ہے دولہا یہہ سہرا ہے سہرا
نہین پہول پہولے سماتے خوشی سے — کہ مشکل سے مالن نے گوندہا ہے سہرا
یہ کہتی ہین کہل کہل کے پہولونکی کلیان — ہمین فخر ہے یہہ ہمارا ہے سہرا
گہر لعل یاقوت ہیرا زمرد — جواہر لگا کر سجایا ہے سہرا
کرن سے جو سورج کی اسکو ملایا — فرشتے پکار اٹہے اچہا ہے سہرا
دکہاتی ہین لڑیان ہی لہر کے موجین — عجب آب گوہر سے دریا ہے سہرا
ہوا شمع کا نور کا نور کیسا — مگر روے نوشہ سے سرکا ہے سہرا
خط کہکشان سے جو بالا ہے تدہی — تو عقد ثریا پہ طرا ہے سہرا
تمنا ہے نوشاہ کے پانون چومے — کہ قدمون سے لپٹا ہی جاتا ہے سہرا
پہلے پہولے نواب ممتاز یارب — یہ ممتاز ممتاز اسکا ہے سہرا
ہر اختر بنا روزنِ درِ فلک پر — یہہ ہے تاک حورونکو کیسا ہے سہرا
یہہ کہتا ہے اے داغ جوش محبت — تمہارا ہی حق تہا جو لکہا ہے سہرا

قصیدہ مدحیہ حضرت بندگان عالی متعالی حضور پرنور رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ و دام اقبالہ

مین ہوا بادیہ پیما طرفِ ملکِ دکن — سرمۂ چشم غزالان ہوئی گردِ دامن

نازنینون کی کمر بید کی شاخِ لرزان — موجۂ ریگِ روان زلفِ پریشان کی شکن

بسترِ قاقم و سنجاب بنا سبزۂ دشت — تکیۂ مخمل و کمخواب ہر اک خشتِ کہن

قطرۂ شبنم ہر خار سے گوہر بے آب — زرد رہ لالۂ کہسار سے ہر لعل یمن

شاخ آہو پہ گمان پیچ و خمِ کاکل کا — سبزۂ دشت مین ہر سبزۂ نوخط کی پھبن

ذرہ ذرہ سے نمودار فروغِ انجم — جادہ جادہ سے عیان کاہکشان کا جوبن

دیکھے کوسون سے مسافر کہ یہہ آئی منزل — صبح صادق کی طرح شام غریبی وطن

خاک اس دشت مین اڑتی ہر کہ اڑتا ہے عبیر — آگے اس خاک کے مٹی اثرِ مشکِ ختن

قوتِ نامیہ اس جوش پہ ہر اللہ اللہ — دانہ موتی کا جو بوئین تو ہو خرمن خرمن

چوکری بہولے جو اس دشت کی سونگہے خوشبو — کہ یہان آہوے تاتار کا ہو نشہ ہرن

خارِ صحرا اسے انگلی کے اشارے سے بتائے — راہ بہولے جو مسافر کوئی آوارہ وطن

دیدۂ غول بیابان نے جلائی مشعل — ہر بگولے سے عیان رقص بتِ نسرین تن

زندہ رہتا ہے تن عابد مرتاض کی شکل — خشک ہو کر بھی بیابان مین یہان نخل کہن

شجر طور کے مانند منور ہر نخل
ملک کیا کہیں اُس شت سے دشت ایمن

آسمان سبز قدم ہو کے بنا سبز اختر
عکس افگن جو ہوا سبزہ کہسار و دمن

ندیاں کوہ کی ہیں رشک دہ جوئے شیر
جسے بہکی پڑی فردوس کی بھی نہر لبن

موجیں کرتی ہوئی پھرتی ہے صبا مثل نسیم
لہلہاتے ہوئے سبزہ کا نرالا جوبن

حوریں تاپی بھریں پنگھٹ کا جو دیکھیں جمگھٹ
ہے اِس انداز کا ہر ایک بت سیمیں تن

ایسے جھرمٹ کیے باہم ہیں ثریا تمثال
کہ زمیں پر نظر آنے لگے پروین و پرن

اشہب خامۂ چالاک کی پھرتی ہے عنان
صفت دشت و جبل سے طرف شہر و چمن

قوت باصرہ و شامہ نمکو ہو نوید
باغ کی مدح میں گل کھلتے ہیں گلشن گلشن

مطلع ثانی

وہ طراوت کا اثر ہے کہ دم سیر چمن
پانی دینے لگے یوسف کا یہاں چاہ ذقن

برگ برگ گل و گلزار رہا نمک پھیلا
جس سے کوتاہ ہے گلچیں کا سراسر دامن

لالہ و گل نے جو پہنی ہے قبائے رنگیں
دیتی ہے خلعت نوروز بہار گلشن

قلقل شیشہ کی آواز ہے بستان بستان
توبۂ مے پہ تقاضا ہے کہ لشکر شکن

نو عروسان چمن مست ہوئے ہیں کیا کیا
کھینچتی ہے کمر سرو کو بھی شاخ سمن

وہ رطوبت کا اثر ہے کہ چمن میں خورشید
گوہر شبنم شاداب سے بھر لے دامن

بوئیے تخم محبت کو تو پیدا ہو وفا
ڈالیے پرتو رخ کو تو اُگے سیب ذقن

لائے گر فصل خزاں کو فلک نیلی رنگ
نیل پیلی ہو غضب دیکھ کے اُسکو سوسن

پر پروانہ جلے پہولون کا پنکہا ایسا — کہ مٹے شمع کی بہی دل کی لگن دل کی جلن

کیا عجب پہونچے وہانتک اثر فیضِ بہار — فلس ماہی بہی کہلین صورت گلہاے چمن

گر نہین فصل بہاری کو رہا جوشِ عروج — شاخ طوبیٰ مین عجب کیا ہی کہلے نسترون

کس طرح دستِ حنائی نکرے نخلِ حنا — تیغ اردی سے بہا پہرتا ہی خون ہمن

شہر اس شہر کا ہے نام یہی بلدہ ہے — فخرِ کلکتہ و مدراس نظیرِ لندن

ثانی خلد وارم بانی تزئین وحشم — روکش چین وختن غیرتِ بغداد وعدن

چہپ گئی سقفِ فلک یون تہِ ایوان بلند — تشتری ڈہانکدے جسطرح کوئی زیر لگن

روشنی ایسی جواہر کی دکانون مین عیان — جنکے نظارے سے ہو چشمِ تمنا روشن

ایسے عشرتکدہ مین کیون نہو خلقت دلشاد — ایسے امن مین نہ کیونکر ہو زمانہ ایمن

شحنۂ عدل کا وہ خوف ہے بازار ومین — نہین ممکن کہ جو برتن سے بہی کہڑکے برتن

ہاتہ باندہے ہوئے پہرتے ہین یہان دست دراز — لب بستۂ ر[illegible] بودہ سر[illegible] وقت سخن

ذی خرد لیتے ہین فی فہم ہین اتنے کہ [illegible] — [illegible] جگہہ بوسے لیتے ہین

ناظم و ناثر و فرزانہ و دانا و ادیب — [illegible] علامہ ہر اک ماہر فن

حیدرآباد کا بجتا ہی جہان مین ڈنکا — نوبتین بیور[illegible] بین ہوم سے باون

طفل مکتب بہی پڑہاتا ہی فلاطون کو سبق — خلق ہوتا نہین اس شہر مین کوئی کودن

حیدرآباد سے کیون جاے کہین عیشِ ابد — خوشتر از ملکِ سلیمان نہو کیون حبِ وطن

دشت و کوہ و چمن و شہر کہان اچہی ہے — ایسی تشبیب کو زیبا ہی کہین چار چمن

چمن آرائے دکن خسرو فیاض و جواد
جسنے شاداب کیا آب کرم سے یہ چمن

مدح مین اُسکی پڑہون مطلع رنگین ایسا
جس سے اے **داغ** ہو شرمندہ بہار گلشن

مطلع ثالث

خسرو تیر فگن تیغ فگن شیر فگن
میر محبوب علیخان مَلِکِ مُلکِ دکن

دادگر داد دہ و دادرس دادرسان
فخر دین فخر نگین فخر زمان فخر زمن

پاک دل پاک نفس پاک نظر پاک نہاد
نیک خو نیک سیر نیک روش نیک چلن

قدر دان قدر کن و قدر فزا قدر شناس
حاکم علم و عمل بادشہ فہم و فطن

آفتاب شرف و اوج مہ عز و عُلا
شمع کاشانہ دین اختر بخت روشن

قاطع بغض و حسد قامع بیداد و ستم
بانی عیش و طرب ماحی آلام و حزن

مجمع جود و سخا مصدر الطاف و عطا
معدن حلم و حیا مخزن اوصاف حسن

صاحب جاہ چم... وارث دیہیم پیر...
مالک سیف و قلم ظل قدیر ذوالمن

تیرے انوار کا ...
...ے اخلاق کی خوشبو ہے کہ خوشبوئے چمن

ہات ٹوالا ہے محالات ...
...ہہ سکے کون عطا کو ترے مہما امکن

وہ گہربار ترا دست ... ہے ...
آگے اس فیض کے پانی بھرے بہاد و کل بھرن

ہن برستی ہے دکن ہین یہہ مثل مشہور ہے
تو نے برسائے گہر فیض سے معدن معدن

فیض ہے کوہ و بیابان کو بہی ہنگام نثار
لیتے ہین لعل و گہر دونون بچھا کر دامن

کوئی سخنی کرے اس عہد مین کیا ممکن ہے
موم سے بڑھکے ہوا نرم مزاج آہن

عہد مین تیرے جو معدوم ہوگیا ہی یہ بہت — کاوش و کینہ و آزار و غم و رنج و محن

جود سلطان سے وہ منبع ہوئے طرزِ سوال — زخم پہیلائے جو دامن تجہ نے تر دامن

وہ بہی چپ چپ کے یہان دیکہتا ہی اُمیدِ عطا — زخم مین ٹانکے ہین بادرد کے درِ چمن

حکمت آموزِ فلاطون ہی تری عقل سلیم — بات پختہ ہے تری رائے تری مستحسن

ریشۂ بیخ زقوم اسکو بناتی ہی زمین — تیرے اعدا کا نہ بیکار گیا تارِ کفن

آتشِ قہر سے رستم کا بہی ہو زہرہ آب — شمع کی طرح سے گہلجائے تنِ رُوئین تن

تیرے مداح ہین سب اہل نظر اہلِ کمال — آنکہہ مین گہر ہی ترا تو ہے زبان پر مسکن

سو زبانین گل صد برگ سے لے قرض اگر — تو کرے لاکہہ طرح سے وہ تری مدح سخن

ہین ترے عہد عدالت مین شکستہ احوال — دل شکن عہد شکن توبہ شکن روزہ شکن

بتکدو نمین ہی یہہ ماتم تری دینداری سے — بانگ ناقوس پہ ہوتا ہے یقین شیون

جہریان پڑگئین آخر کو رُخِ توبہ پر — عصمتی اُسکو سمجہتے ہین جو ہے توبہ شکن

منہہ چڑہے کون تری تیغ کے یہہ کوہ شگاف — سر شکن صف شکن آہن شکن البرز شکن

ایک ہی وار مین تلوار کرے دو ٹکڑے — مغفر و بکتر و چار آئینہ خفتان جوشن

اِتنی حاصل ترے اعدا کو سبکدوشی ہے — تیری حملۂ اعدا اُڑا دیتی ہی تن سے گردن

تعریف اسپ

کیا ترے اسپ پریوش کی کرو نمین تعریف — خوب سے خوب خوش اُسلوب سراسر ہمہ تن

سینہ چوڑا ہی نلی چڑہی ہی سم چوڑے ہین — جتنی چہوٹی ہی کمر اُتنی بڑی ہے گردن

بال دُم پانون شکم کان کنوتی پٹھے — ڈھلگئے حسن کے سانچے مین سب اعضا بدن

جست مین برق ہو اُڑنے مین ہمی گشت مین چرخ — پھر سکو وصفت بوئے بہارِ گلشن

نہ بندھے اسپِ فلک سیر فلک سے ہرگز — گر بنے قوس قزح اُسکی پچھاڑی کی رسن

اَللہ اللہ رے اِس تیز روی کی تاثیر — نام لے اُسکا تو ہو صاف زبانِ الکن

اِتنی سرعت سے نہ ہرگز خبر آتی جاتی — تار برقی مین ہے آمیزشِ نعلِ توسن

صفت فیل

فلک آمادہ ترا پیل کہ جسکے آگے — ریزۂ سنگ و خزف سے ہین سبک کوہ دمن

ہین ترے فیل کے دانتون پہ سنہری چوڑے — یا سرِ طور پہ کافور کی شمعین روشن

یون سرِ فیل سیہ زر دعماری تابان — شبکو جسطرح سے ہو چرخ پہ مہ جلوہ فگن

ڈر کے رکھتا ہی قدم برجِ اسد مین خورشید — دیکھکر فیل شکاری کو ترے شیر فگن

طمطراق اور تری فوج کا وہ زرق و برق — لیس ہر طرح سے ہر ایک رسالہ پلٹن

دکنی و عربی کابلی و پنجابی — ہر سپاہی ترے لشکر کا ہی رشکِ پشن

داغ مداح و ثناخوان و ستائش پیرا — اِس دعا پر تری کرتا ہی بس اب ختم سخن

جبتک آفاق مین ہو دولت و ثروت کی نمود — جبتک افلاک پہ ہون اختر و انجم روشن

جبتک انداز پہ ہے حسن و جمالِ دلکش — جبتک اظہار پہ ہی رنگِ گل و نسترن

جبتک آوازۂ اقبال ہو آویزۂ گوش — جبتک اندازۂ عشرت ہو باندازِ حسن

جبتک انجام کو پہونچے فلکِ پیر کی عمر — جبتک آفت سے ہون محفوظ زمین و زمن

جبتک سلام کا ہی نام جہان مین قایم
بلبلین شیفتہ جبتک ہون بہارِ گل پر
حسن معشوق مین جبتک ہو کمالِ تاثیر
تو سلامت رہے آباد رہے شاد رہے
تیری اولاد کی کثرت ہو تری نسل سے یون

جبتک اِن نام سے آباد ہو یہہ دارِ کہن
اور پروانہ نثارِ سرِ شمعِ روشن
دل عاشق مین کبھی جا نہ ہو تیکھی چتون
زار ہو خوار ہو ناچار ہو تیرا دشمن
جیسے اک دانہ سے پیدا ہون ہزارون خرمن

سُرخرو داغ ہو یون ظلِ کرم سے تیرے
پرتو مہر سے جس طرح بنے لعل یمن

قطعہ مدحیہ در تہنیت عید الفطر بنام حضرت بندگانعالی متعالی رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوبعلیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ واقبالہ

آج وہ روز مبارک ہی وہ ہی یوم سعید
دہوم سی دہوم خوشی سی ہی خوشی چار طرف
آج میخانہ پہ رندون کی چڑہائی دیکھو
آج یون قفل درِ میکدہ وا ہوتا ہے
آج وہ دن ہی کہ پیتے ہین اُسے مے آشام
ہان پیو بادہ کشو دیکھین تو کیتنا دم ہی

کہ گلے ملتی ہی خود شاہ کے اقبال سے عید
تشنگان مے گلگون کی بر آئی اُمید
توڑ ڈالین نہ کہین میکدہ کی سدِ سدید
دستِ زاہد مین عوض پیر مغانکے ہی کلید
کی ہی دو چار برس پہلے جو ساقی نے کشید
خود ہی ساقی کے طرف سے ہی تاکید اکید

تلخی بادہ ہی وہ آج کہ دل لذت بخش
ہونٹ چاٹا کرے اک گہونٹ جو پی جمشید

زاہد خشک کے منہہ مین بہی بہر آئے پانی
دست ساقی مین بہرا دیکہے اگر جام نبید

حسن مین تلتے ہین یون ڈالکے جہولا مہوشن
جسطرح برج مین میزان کے فلک پر ناہید

اعتدال آب و ہوا کا ہے عجب روح فزا
زہر ہولے سے کوئی کہائے تو وہ بہی ہو مفید

ذہن کیا کند ہو ہوتے نہین ہتیار بہی کند
مثل یونان نہین بلدے مین کوئی شخص بلید

خبث نفس اہل دکن مین نرہا نام کو بہی
نہ ملے بہر دوا ڈہونڈئے گر خبث حدید

نبض خورشید مین پائے جو حرارت تو فلک
تخم سے قطرۂ شبنم کے بنائے تبرید

دیدنی ہی یہہ بہار چمن بوقلمون
دیدۂ دل سے کرے غور جو ہو فرصت دید

چمن دہر مین سو بار خزان آئے تو کیا
نہو پژمردہ و افسردہ گل وصف حمید

جو ہے بیگانہ تعلق سے یگانہ ہے وہی
کہ عجب شی ہے زمانہ مین تفرد تفرید

نیک و بد کا ہو ہر اک بات مین انسان کو خیال
دوست سے وعدۂ واثق ہو تو دشمن سے وعید

وہی شہزور رہا جسنے دبایا اسکو
نفس سرکش کو سمجہیے کہ یہہ ہے دیو مرید

بس خبردار ہوا ہے داغ ذرا ہوش مین آ
پند عطار کی اس مدح مین کیسی تقلید

دیدہ دل سے اٹہا پردۂ غفلت غافل
دیکہہ سامان شہانہ کہ یہہ ہے قابل دید

آج دربار گہربار شہ والا ہے
چہائی ہے کیا در و دیوار پہ دربار مین عید

ہوش آتے ہی یہہ مطلع مرے لب پر آیا
کی فرشتون نے بہی مضمون کی جسکے تائید

	مطلع ثانی	٥

جشن آراستہ شاہ کی مدت رہے مدید — کیا عجب دیکھے اگر جیکے دوبارہ جمشید

شاہ وہ شاہ سلیمان حشم و آصف جاہ — شاہ وہ شاہ فریدون فر و ضحاک عبید

صاحب بخت خوش و فرخ و فیروز و سعید — میر محبوب علیخان شہ یکتا و وحید

غصہ و قہر ہے کم سہو و خطا اس سے بھی کم — رحم و الطاف فزون داد و دہش اس سے مزید

گم ہوا عہد عدالت مین تشدّد ایسا — نہ لکھین رسم کتابت مین بھی کاتب تشدید

وقت انصاف کرے تھوڑی خطا پر بھی نظر — وقت الطاف و کرم عفو کرے جرم شدید

سیدھے ہو جاتے ہین اس عہد مین بانکے ترچھے — کہین مٹتا نہ ابروے حسینان کی کشید

شمع اقبال سے یون چہرۂ زیبا روشن — جیسے والشمس کی تفسیر سے قرآن مجید

تیرہ باطن نظر آئے نہ کوئی کور سواد — دل کی قندیل مین روشن ہے چراغ امید

حیدرآباد ہے شاہ کے دم سے آباد — جس سے ہے صوت اسلام نمودار و پدید

مسجدون مین ہے یہان شور اذان و تکبیر — خانقاہون مین یہان سلسلۂ حمد حمید

کہین تعلیم و تعلم ہے بدرس و تدریس — کہین قرآن کی تلاوت ہے بحسن تجوید

ہے کہین تذکرۂ عینیت ذات و صفات — ہے کہین مشغلۂ ذکر شہود و توحید

کیون نہو محکم و مضبوط بناے اسلام — شاہ دیندار کو ہر دم ہے لحاظ تشیید

مدح حاضر مین پڑہون مطلع روشن ایسا — کہ چمک جاے مرا بخت بھی مثل خورشید

مطلع ثالث

یون سلاطین دکن مین ہے ترا دور سعید — جسطرح سارے مہینون مین مبارک عید

چار آنکھین ہین زمانے کی زمانے مین ترے | چشم لطف ایک ہے ایک ہے چشم امید
مان جلتے ہین تری راے سے جہان آرا کو | اہل تفہیم مین ہوتی ہے جہان گفت و شنید
یون تری راے کے پیرو ہین تمام اہل خرد | جسطرح اہل تسنن ہین سب اہل تقلید
دس سے دس لاکھ جو بنجائین عقول عشرہ | کر سکین وہ نہ تری راے کی ہرگز تردید
ہوگیا تیرے زمانے مین فلک کم آزار | درد ہوتا نہین عشاق کے دلمین بہی شدید
چرخ کانپ اُٹھے لرز جاے زمین ہیبت سے | الامان وقت سیاست جو کرے تو تہدید
رسیان باندہ کے رکہے جو عدو اپنی عمر | تو بہی ہرگز نہ بنے حبل متین حبل ورید
تیرے بدخواہ کو دولت بہی اگر حاصل ہو | جب بہی مردود ہو ملعون ہو مانند یزید

قطعہ

آج وہ طنطنہ و دبدبہ شاہی ہے | یون نفیر و ہون ترے نام سے بدخواہ عنید
سنکے لاحول و لا قوت الا باللہ | جسطرح بہاگ کے فی النار ہو شیطان پلید
تیرے بدخواہ تہیدست ازل ایسے ہین | کنجفہ مین بہی حریفون کو نہ ہرگز ہو رسید
تیری تلوار بہی مقراض اجل ہے گویا | جامۂ ہستی اعدا کی کرے قطع و برید

در صفت اسپ

ہو بہی جاے جو سوار مین ترے اسپ سے شرط | پیچہے مڑ مڑ کے کرے باد صبا دیر تاکید
چہو سکے دامن زین کو نہ کبہی ست خیال | طے کرے مشرق و مغرب کی وہ یون راہ بعید

قطعہ

جس زمین پر ترے گھوڑیکا قدم پڑتا ہے
چاٹ لے خاک وہانکی جو کوئی پیک و برید

اُسکی تاثیر سے وہ تیز روی حاصل ہو
برق و صرصر سے بھی ممکن نہین جسکی تقلید

ابلق لیل و نہار اور بہی جو بن لایا
تیرے اصطبل مین جاری ہوئی جسوقت خرید

خلد سے باہر اسیواسطے گندم نکلا
ملتی رہتی ہی طویلہ مین جو گھوڑونکو خوید

در صفتِ فیل

فیلخانہ مین ترے جمع ہین عالم کے پہاڑ
ایک اک فیل زمین پر ہی مگر چرخ جدید

ایک مہرہ مین اڑادے وہ اُسے صورت کاہ
گر مقابل مین ترے فیل کے ہو کوہ حدید

اُسکے خرطوم کا مضمون درازی نہ بندھا
دونون کوتاہ ہوئین بحر طویل اور مدید

تو وہ ممدوح معرف ترے شاہان زمن
مین وہ مداح کہ قایل مرے سحبان ولبید

تجھ سے آسایش مخلوق خدا کا ایجاد
مجھسے آرایش انداز سخن کی تجدید

ہین سپہدار ہزارون ترے منقاد و مطیع
سیکڑون اہل سخن سحر بیان میرے مرید

اسطرح حکم مین تیرے نہین ہوتا اجمال
جسطرح شعر مین میرے نہین ہوتی تعقید

تجکو شایان ہے ہری رتبہ فزائی کے امور
مجکو زیبا ہے تری مدح و ثنا کی تمہید

نہین جچتے مجھے اشراقی و مشائین مجھ
سے ہے افلاطون و ارسطو مرے شاگرد رشید

ہے وہ ٹکسال سے باہر جو کسوٹی نہ چڑھے
نقرۂ ماہ نہ لون مین نہ طلاے خورشید

شاہ سے مرتبہ و منصب و خلعت کی عطا
داغ سے مرحمت نعمت شاہی کی رسید

بنگیا داغ حزین کا دل پر داغ ایسا
جسطرح پہولنے گلزار بنے قبر شہید

خسروا تجھسے پہونچتی ہی زمانے کو مدد
تو مؤید ہے من اللہ برائے تائید

شاہ کا لطف و کرم اُسکے لئے ہی درگا
سب ہین آسودہ نمکخوار قدیم اور جدید

تیری سرکار سے کوئی نہین جاتا محروم
تیرے دربار سے کوئی نہین پہرتا نومید

حدِ اوصاف اگر ہو تو کرے حصر کوئی
میرے امکان سے باہر ہین ترے وصف حمید

روز نوروز ہو ہر شب ہو شب عیش و نشاط
رات دن جشن ہون فرخندہ و فیروز و سعید

دلِ عارف مین ہون اسرار نہانی جبتک
تیرے چہرے سے ہون اقبال کے آثار پدید

تجھسے عشرت کو بہی ہر وقت ہو عشرت حاصل
تجھسے اُمید کی ہر لحظہ برآئے اُمید

تو رہے تا بہ ابد نامور و نام آور
تیری اولاد ہو سب صاحب اقبال و سعید

قصیدہ در مدح حضرت بندگانعالی متعالی حضور پُر نور رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ

کیا جوان بخت و جوان سال ہوا ہے عالم
فلک پیر بہی کہتا ہے جوانی کی قسم

ہوگئیں فصل بہاری مین بہی آ کے برسات
جوش سے ابر بہاران کے ہوا یہ عالم

چرخ پر چہائی ہین اسطرح گہٹائین کالی
جسطرح ہون رخ معشوق پہ زلفین برہم

ہر سیہ ابر مین اس روپ پہ بگلون کی قطار
انجم کاہکشان کی ہو لڑی جیسے بہم

گرد افلاس کو بھی ابر کرم دھوتا ہے
جوش پر رحمت باری ہے تعجب کیا ہے
کہین بادل کی گرج ہے کہین بجلی کی کڑک
نعرۂ مست کا بادل کی گرج مین انداز
ابر نیسان سے ہوئی ایسی تری خشکی مین
آب شمشیر مین جوہر ہے بشکل ماہی
پسلیان اب نہین دریا کی دکھائی دیتین
کشتیون مین کہین جلسے ہین چڑھے دریا کے
قوت نامیہ ایسی ہے تو کچھ دور نہین
خاک مین جان ہے ایسی کہ نہین اسکا عجب
نار دوزخ بھی ہے آج گلستان خلیل
بات کی شاخ مین بھی آج وہ ہے استحکام
اثر باد بہاری سے تعجب کیا ہے
ارض کو فوق سما پر ہے اسی موسم مین
وقت انشا اثر تازگی مضمون سے
خط گلزار ہو قرطاس پہ کھینچین جو لکیر
ہے وہ بالیدگی سبزۂ سر راہگذر

تار بارش مین ہر موتی کی لڑی کا عالم
چاہ بابل کا دھوان بھی جو بنے ابر کرم
کہین بوندونکی پھوارین کہین برسے جھم جھم
نگہ شوخ کا بجلی کی تڑپ مین عالم
گائین دیپک تو اٹھے شعلہ کی جا موج یم
آب آئینہ مین غواص ہے عکس آدم
خوب تن تنکے روان ہونے لگے موج یم
ہو رہی ہین کہین تیراکو نمین شرطین باہم
دوڑین اٹھ اٹھ کے زمین پر سے اگر نقش قدم
زندہ ہو جائین اگر زیر زمین اہل عدم
اخگر سوختہ بھی ہون گل گلزار ارم
توڑنا چاہین تو ٹوٹین نہ کبھی قول و قسم
گلفشان صورت گلزار ہو نخل ماتم
کہ زمین لوح زمرد ہے فلک ہے نیلم
شاخ سرسبز بنے ہات مین کاتب کے قلم
ہو برنگ رگ گل ریشۂ سوراخ قلم
زور سے جسکے اکھڑ جاتے ہین ہر سکے قدم

شوخئ رنگ سے مہندیکے ہی رنگ شفق — لالۂ باغ پہ ہے لال پری کا عالم

کہین طاؤس چمن کی ہی نوائے دلکش — کہین آتی ہین پپیہون کی صدائین پیہم

ہی کہین گل کی مہک تو کہین بلبل کی چہک — کوک کویل کی ہی ارگن سے بہی خوشتر ہر دم

نگہت گل کا اثر ہو نفس مطرب مین — گائین اس فصل مین گر رام کلی اہل نغم

بہینی بہینی ہی وہ خوشبو کہ معطر ہو دماغ — ٹہنڈی ٹہنڈی وہ ہوائین ہین کہ دل ہو خرم

بو سے لیتا ہے شگوفے کے شگوفہ کہلکر — شاخ سے شاخ گلے ملتی ہی کیا کیا باہم

روز ہر باغ مین ہین گلبدنون کے جلسے — چُنہدیان ساڑیان سرخ اُسپہ ترشح کم کم

یہہ ہی موجود وہ معدوم یہہ تازہ وہ کہن — باغ محبوب کہان اور کہان باغ ارم

بزم عشرت کا عجب رنگ ہی اس موسم مین — گاتے ہین گونڈ ملار اہل طرب اہل نغم

سبعہ سیارہ کو بہی ہین شرف حاصل کہ — معتدل آچکے دن چارون عناصر باہم

نہ ہے گرمی نہ کہین حد سے زیادہ سردی — حیدرآباد مین ہی فصل کا ایسا عالم

روز نوروز ہی وہ فرخ و مسعود و سعید — کہ زحل کی بہی سعادت نہین برجیس سے کم

عکس بہی اسکا کرے بیضۂ فولاد کو چور — بیضۂ بازی نوروز ہے وہ مستحکم

آج وہ قدر ہی اِنکی کہ مقابل کیجے — تاج پرویز کے موتی نہ خریدے عالم

بیضۂ مرغ کو گر بیضۂ گردون سے لڑائین — خط محور سے لکیر اُس مین ہو ثابت ہر دم

شور ہی قلقل مینا کا چلو آؤ پیو — منجمون نے بہی پکار کہی ہی کیا کیا اودہم

لاے میخانہ پہ کیا آج قدم ہی پہلے — پہلے مومن کا جو ایمان تو ہندو کا دہرم

محو و بیخود بھی کوئی آپ سے اُٹھ سکتا ہے | محفل عیش میں جم جائے یہاں بیٹھ کے جم
جشن نوروز ہے دربارِ شہِ والا ہے | اہلِ دربار ہزاروں ہیں یہاں کم سے کم
منصب و خلعت و جاگیر و خطاب و خدمت | خیر خواہوں کو عطا آج ہوئے ہیں پیہم
عکس بھی نذر گزار و نکا ہوا نذر گزار | جابجا آئینے ایوان میں ہیں قدِ آدم
شاہ کے نام سے ہوتی ہے محبت پیدا | کیوں نہ محبوبِ دلِ خلق ہو اسمِ اعظم
نام لیجے اگر اُسکا تو اُسی دم کھل جائے | عقدہ کار ہو کیسا ہی جو دشوار و اہم
خسروِ نامور و بادشہِ نام آور | شان میں جسکی کیا **داغ** نے مطلع یہ رقم

مطلع ثانی

صاحبِ طبل و علم مالکِ شمشیر و قلم | میر محبوب علیخان شہِ فرخندہ شیم
مالکِ مملکت و مال [illegible] نال و مکنت | صاحبِ دبدبہ و سلطنت و جاہ و حشم
کوکبِ [illegible] نیرِ دولت | مہرِ اقبال و حشم چشم و چراغِ عالم
بخت و اقبال و دماغ و نگہہ و دل روشن | فہم و ادراک و ذکا و عمل و علم و حلم
جسکے جلوے سے چمک مہرِ جہاں تاب کی ماند | جسکے چہرے سے دمک ماہِ فلک کی مدّھم
بذل میں عدل میں ہے حاتم و کسریٰ کی مثال | رزم میں بزم میں ہے ثانیِ اسکندر و جم
ایسی سطوت ہے کہ تھراتے ہیں اہلِ آزار | موت بھی ڈھونڈتی ہے اپنے لیے راہِ عدم
شاہ کا حرفِ سیاست جو ہوا ہے مشہور | خوف سے دانت نکالے ہوئے ہے تیغِ ستم
ہیبتِ شاہ سے کہسار میں پانی پانی | اگر آذر بھی تراشے کبھی ترشے نہ صنم

بازو سے باز مین ہو پرورش بچۂ قاز — اور بُز غالہ کو آغوش مین پالے ضیغم

گنج سلطان کی اگر دیکھ لے کثرت قارون — تو وہین ساتھہ دولے کے نکلجاے بہرم

ای زہے جود کہ ہی خوان عطا خوانِ خلیل — ای زہے فیض کہ ہی دستِ سخا ابرِ کرم

قدر ایسی ہی سپاہی کی جو پاتا یہہ دَوَر — چھوڑ کر خدمت کاؤس کو آتا رُستم

نیکیان شاہ کی لکھی ہین ازل مین جو بہت — کچھہ تعجب نہین فرسودہ ہون گر لوح و قلم

مدح حاضر مین لکھا ہی داغ وہ مطلع بیمثل — سُنکے احسنت کہے جسکو زبانِ عالم

مطلع ثالث

کیا عجب ناموری سے تری ای بحرِ کرم — فلسِ ماہی پہ ترا سکہ ہو مانند درم

جمع ہین ایک تری ذات مین کتنے اوصاف — بذل و انصاف و ہنر پروری و لطف و کرم

نورِ ایمان سے وہ روشن ہی دلِ پاک ترا — دیکھے یہہ جب تو پروانہ بنے شمع حرم

اور بہی دوسری پیدا ہو برابر کی اجل — ملک الموت [illegible] ار کا دم

تو جو چاہے نرہے دہر مین کہٹکا باقی — ماہی بحر کا ہی خار سے خالی ہو شکم

اگر کسی نرخ پہ ٹہیرے تری جنسِ حسنات — تو فرشتون کو یہہ لالچ ہو کرین بیع سلم

ہی دمِ معرکہ حاصل تجھے وہ استقلال — قطب تارے کی طرح سے نہ ہٹے تیرا قدم

کعبۂ مقصد آفاق ہے تیرا دیدار — مردم دیدہ ہون قربان صفتِ طوفِ حرم

تیرے ہی دست سخاوت کی کرامت کہیے — یون جو بے پانون کے چلتا ہی زمانے مین درم

تیر حکمی ہے ترا حکم کہ ٹلتا ہی نہین — قدر انداز ہی تو مثل قضائے مبرم

تیرے بدخواہ کو ہر طرح سے غمگین پایا | اُسنے اُلٹا ہی اَلم کو تو ملا وہ ہی اَلم ہا
حشر تک قہرِ عدو سے یہہ صدا ئین آئین | ہاے غم واے اَلم ہاے غضب واے ستم
یون ہے مردود عدو بارگہ عالی سے | جسطرح رکھہ نہ سکے چرخ پہ ابلیس قدم
سامری فن ہی عدو ہو تو نہو اُسکا گذر | چوبِ دربان مین ہی موسیٰؑ کے عصا کا عالم
ہے ازل سے یہہ ترے در کا سلامی شاہا | پشت ہی پیر فلک کی اِسی تسلیم سے خم
دخل کیا ہو جو ترے عہد مین کوئی برباد | کہ پرِ کاہ کو رکھتی ہے بہگو کر شبنم
حیدرآباد ہے جنت سے سوا دارالامن | کہاکے گندم نہ یہان سے کبھی نکلے آدم

تعریف اسپ

شاہ کے اسپ کی کیا تیز روی ہو تحریر | ہاتھہ سے کاتب اعمال کے چھٹتا ہی قلم
صورتِ کاغذ باد ہی وہ اُسیدم اُڑجاے | لکھیے گر صفحۂ قرطاس پہ نام اُسکا رقم
خامہ کاغذ پہ نہ پہنچے کہ یہہ مانند خیال | طے کرے آن مین صد و محیطِ عالم
چاٹ لے خاک قدم کی اگر اِسکے وہ کبھی | پشتِ ماہی پہ جمے گاوِ زمین کا نہ قدم
جاے سکے جو ترے اسپ کی صورت ہی تی | گنج قارون مین ذرا نام کو تھمتا نہ درم

تعریف فیل

فیل وہ فیل جسے کوہ جواہر کہیے | رودِ الماس ہین دانت اور بدن ہی سیم
وقتِ رفتار رہلتا ہی دلِ گاوِ زمین | مست ہو کر جو چھٹے وہ تو ہو عالم برہم
چلتے چلتے جو ٹھہر جاے پڑے بوجھہ ایسا | ماہی زیر زمین کا ہی تو دہنس جاے شکم

سرمۂ چشم ہے رنگ اسکا گر صانع نے | جبلِ طور تراشا ہے ز سر تا بقدم
مدحتِ خسروِ آفاق ہو کیونکر پوری | اتنی طاقت نہ زبان مین ہے یارائے قلم
سایۂ عاطفتِ شاہِ دکن دام اقبالہ ہے جب سے | کہاتے ہین قیصر و فغفور ہے سر کی قسم
بابِ عالی کی حضوری سے وہ حاصل ہے شرف | جیمین آتا ہے کہ خود چوم لون مین اپنے قدم
اے جبین فرش رہِ خسروِ دوران ہی بجا | اے سرِ عجز چل اُس راہ مین تو بنکے قدم
اے زبان تو ہو ثنا ساز و ستایش پیرا | اے دہن تو بھی ہو مداحِ خدیوِ عالم
اے نگہ تجھکو میسر رہے انوارِ جمال | اے مژہ دست دعا بنکے دعا کر پیہم
حوصلہ میری دعا کا تو یہی کہتا ہے | اور اونچا ہو کسی طرح سے عرشِ اعظم
وہ دعا جس سے ہوئے زینتِ گفتار و کلام | وہ دعا جس سے شرف ہوئے قرطاس و قلم
وہ دعا جسکو فرشتے کہین سُنکر آمین | وہ دعا حرزِ دل و قوتِ جانِ آدم
وہ دعا جسکے شجر سے ہین حجر تک مشتاق | وہ دعا جسکا اثر آج ہے عالم عالم
وہ دعا یہہ ہے خدا اسکو سلامت رکھے | تختِ شاہی پہ رہے شاد بصد ناز و نعم
تجھکو اے ظلِ خدا عیش خدا ایگا سا ملے | تیرا حامی و مددگار رہے شاہِ اُمم صلعم
خضر و الیاس و مسیحا سے بھی ہو عمر دراز | قیصر و خسرو و جم سے ہو سوا جاہ و حشم
زیرِ فرمان حکومت رہے رُبعِ مسکون | اور منقاد رہین اہلِ عرب اہلِ عجم

اِس دعا گو کی دُعائین ہون آلٰہی مقبول
داغ مداح رہے مورد الطاف و کرم

قصیدہ در تہنیت عید الفطر و مدح اعلیحضرت بندگان عالی متعالی حضور پرنور رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان ابن السلطان میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ہے عید کے دن گلشنا — صحن زمین سطح فلک — اے حبذا اصل علی — صحن زمین سطح فلک

پاک ابر رحمت نے کیا — صحن زمین سطح فلک — ہے شامل اہل صفا — صحن زمین سطح فلک

رخصت سے ماہ صوم کی — بدلے یہہ تحت و فوق ہی — عید آتے ہی کچھہ اور تہا — صحن زمین سطح فلک

ہے عید کا سامان و جشن — آئینہ ہون پست و بلند — کر صاف انے باد صبا — صحن زمین سطح فلک

ہر ذرہ اک خورشید ہے — خورشید کو بہی عید ہے — ہے کسقدر رونق فزا — صحن زمین سطح فلک

خوش جیسے آدم زاد ہین — قدسی بہی سب دلشاد ہین — ہے عید سے کیا پرفضا — صحن زمین سطح فلک

یہہ سبز سبزے ہین جو — رنگ آسمان کا اخضری — تخت زمرد کا بنا — صحن زمین سطح فلک

یہہ سبزے کی روئیدگی — اللہ رے بالیدگی — ہر برگ بڑہکر ہوگیا — صحن زمین سطح فلک

اسمین کہلے گلہاے تر — اسمین ستارے جلوہ گر — ہے اک بساط خوشنما — صحن زمین سطح فلک

ہمرنگ ہے گل کا ورق — تو زعفرانی ہے شفق — عشرت فزا فرحت فزا — صحن زمین سطح فلک

ہے خوشۂ گندم یہان — ہے خوشۂ پروین وہان — ساماں ہے کیا کیا رزق کا — صحن زمین سطح فلک

دربار آصف جاہ ہے — روشن جمال شاہ ہے — جلوے سے جسکے بہر گیا — صحن زمین سطح فلک

فرش منقش سے عیان — اک چاندنی کا سامان — ہے آج کیا کیا خوشنما — صحن زمین سطح فلک

روشن ہین فرشی جہاڑ اور دیر   عقد ثریا ہے اُدہر   پر نور اک اک سے ہوا   صحن زمین سطح فلک

مسند نشین ہے بادشہ   ہے شامیانہ رشک مہ   کیونکر نہ اترائین بہلا   صحن زمین سطح فلک

وہ شاہ کا نور نظر   پرتو سے جسکے سر بسر   شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ   صحن زمین سطح فلک

بحر کرم ہے موج پر   سلطانکا طالع اوج پر   کرتے ہین فخر اسکا بجا   صحن زمین سطح فلک

اِسکو ہے تمکین تخت سے   اُسکو تعلی بخت سے   تہے درحقیقت ورنہ کیا   صحن زمین سطح فلک

محبوب سُلطانِ دکن دام اقباله   ہے ظل رب ذو المنن   پرتو سے جسکے پر ضیا   صحن زمین سطح فلک

مطلع بمضمون بدیع   اک لکہون باشان رفیع   جسپر ہون شیدا و فدا   صحن زمین سطح فلک

مطلع ثانی

چمکا فروغ شہ سے کیا   صحن زمین سطح فلک   اب ہے جبین مہ لقا   صحن زمین سطح فلک

اول تو ہے تیرا مرتبہ   پہر اُسپہ تیرا حوصلہ   اِتنا بڑا جتنا بڑا   صحن زمین سطح فلک

اِسپر ترا نقشِ قدم   اُسپر ترا خطِ علم   کیسا نگارین بن گیا   صحن زمین سطح فلک

یہہ تیرے گوہر کے لئے   وہ تیرے اختر کے لئے   اسواسطے پیدا ہوا   صحن زمین سطح فلک

گوہر کی اسمین آب ہے   اختر کی اُسمین تاب ہے   روشن ہین اپنی اپنی جا   صحن زمین سطح فلک

بدخواہ کی ہین تاک مین   ملکر ملائین خاک مین   ہین گرچہ ظاہر مین جدا   صحن زمین سطح فلک

قبرِ عدو ہو اسمین گر   سر پر گرے وہ ٹوٹکر   پاتے نہ کیون نشو و نما   صحن زمین سطح فلک

منظور ہو گر شاہ کو   پیسین سرِ بدخواہ کو   ملکر برنگِ آسیا   صحن زمین سطح فلک

شاہِ دکن کی نیکیان دام اقباله   لکہی نہ جائین بے گمان   گر صفحہ ہو قرطاس کا   صحن زمین سطح فلک

یون شہ کا قلب صاف ہے	یون پاک یون شفاف ہے	جیسے پس ابر و ہوا	صحن مین سطح فلک
وسعت ہے قلب شاہ کی	کوئی کرے کیا روکشی	چھوٹے ہین ذرے سے سوا	صحن مین سطح فلک
کیسے پلنگ و شیر نر	لے نسر طائر کی خبر	دو صید گہ ہین جا بجا	صحن مین سطح فلک
دست کرم ہے زر فشان	بخت سا اختر نشان	ان دو ولتون نے بہر دیا	صحن مین سطح فلک
کم ہو گئی ہے مفلسی	محتاج ہی ہین اب غنی	کیونکر ہون بے برگ و نوا	صحن مین سطح فلک
دست سخاوت دیکھکر	پہیلا ہوا ہے کسقدر	ہے دامن حرص و ہوا	صحن مین سطح فلک
اس دور مین علت کہان	ہے جا بجا امن و امان	رکہتے ہین تاثیر شفا	صحن مین سطح فلک
آب و ہوا کا ہے اثر	پہیلی ہے حکمت کسقدر	خود ہین اشارات و شفا	صحن مین سطح فلک
عالم مین تیری خوبیان	آخر سمائیگی کہان	کیا بڑہ گئے ہوگا چوگنا	صحن مین سطح فلک

تعریف اسپ

وہ اسپ چالاک ہے	بجلی سی جسکی داک ہے	اک آن مین طی کر گیا	صحن مین سطح فلک
جب گرم ہو تیز اسمند	اڑجا سب پست و بلند	ہے اسکے آگے چیز کیا	صحن مین سطح فلک
گشت سمند باد پا	گر ہو نہ دم مین جا بجا	بیکار ہے کس کام کا	صحن مین سطح فلک
نعل سم توسن یہان	ظاہر مہ نو ہے وہان	روکش ہے کیا کیا دیکہنا	صحن مین سطح فلک

در تعریف فیل

ہاتہی ہین پیل زورمند	اسپر عماری ہے بلند	پہنچا ہوا اونچا ہوا	صحن مین سطح فلک
یہ سرخ وردی فوج کی	جسوقت عکس افگن ہوئی	مانند لالہ کہل گیا	صحن مین سطح فلک

مشق تو اعدا جب ہوئی — لشکر سے ایسی گرد اڑی
آپس مین اکثر لگیا — صحن زمین سطح فلک

خاک غبار عدی — ہے چرخ تک پہیلی ہوئی
چڑا ہو یارب تا کجا — صحن زمین سطح فلک

فوارۂ خون عدو — کیا جوشن ہے ہر چار سو
مثل شفق رنگین ہوا — صحن زمین سطح فلک

دیکر دعا اے داغ آب — تاثیر کر حق سے طلب
باندہا کریگا تا کجا — صحن زمین سطح فلک

اے بادشہ سر پر ترے — اس نور کا سایہ رہے
جس نور سے پیدا ہوا — صحن زمین سطح فلک

ہو بر لب مسکون پر عمل — آئے نہ تا گردون خلل
تیرے ہون اے ظل خدا — صحن زمین سطح فلک

زر کے یہان انبار ہون — حاصل وہان انوار ہون
پہیلا کے دامن ہین دعا — صحن زمین سطح فلک

سر پر ترے بدخواہ کے — انگارے برسین چرخ سے
اسکو ہو دوزخ سے ہوا — صحن زمین سطح فلک

خاک تن بدخواہ سے — دشمن کے دود آہ سے
بن جائے یارب دوسرا — صحن زمین سطح فلک

اس شش جہت مین با خدا — ہو دور دورا شاہ کا
ہو زیر حکم بادشا — صحن زمین سطح فلک

یہہ بادشا دایم رہے — یہہ سلطنت قایم رہے
جبتک ہین جا جہت روا — صحن زمین سطح فلک

قصیدۂ مدحیہ در تہنیت عید اضحی بنام اعلیحضرت بندگانعالی متعالی خسرو پرتو رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان ابن السلطان میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

شب کو مین فکر مین تہا خلوتی خلوت گاہ — جلوۂ شاہد معنی نظر آیا ناگاہ

بارک اللہ زہے حسن کہ دل ہو بیتاب — نوحش اللہ ہے جلوہ کہ ٹھیرے نہ نگاہ

رنگ وہ رنگ نہ پائین گل و ریحان جسکو — نور وہ نور کہ ہو نیچے جسے مہر نہ ماہ

اُس پہ چہرہ خوش انداز کا وہ حسن و جمال — حور بھی جسکو کہے دیکھ کے ماشاء اللہ

غمزہ وہ تیر کہ نخچیر ہون ترکان ختن — عشوہ وہ سحر کہ تسخیر ہون گردان ہراۃ

عشوہ وہ ناوک دلدوز نہین جس سے امان — غمزہ وہ تیغ جہاندوز نہین جسکی پناہ

شوخ گفتار کہ بلبل بھی کہے صل علیٰ — تیز رفتار کہ محشر بھی کہے بسم اللہ

بانکے انداز سے کیا ترچھی ادائین دلکش — ہوگیا گوشۂ ابرو سے طرف طرف کلاہ

سرو و شمشاد و صنوبر سے بھی زیبا قامت — سرخ تر لالہ و گل سے بھی قبا اور کلاہ

تن نازک کو گران ہو جو چھوٗے باد صبا — چہرۂ صاف ہو میلا جو پڑے گرد نگاہ

نوک منقار سے لے فصد رگ گل بلبل — اس نزاکت کا ہو سودا اگر اُسکو ناگاہ

رخ پر نور وہ روشن ہے کہ جسکے آگے — مہر تابان ہو تو ا ماہ مبین خال سیاہ

اللہ اللہ وہ تجلی ہے رخ روشن کی — دیکھکر سورۂ والشمس پڑھین اہل اللہ

دولت حسن کی کرتی ہین حفاظت زلفین — اس خزانہ کے نگہبان ہین یہ دو مار سیاہ

اُسکے عشق رخ پر نور کا دل شاہد ہے — اُسکے حسن نظر افروز کی آنکھین ہین گواہ

اُسکے خوشبو سے معطر ہے دماغ دل و جان — اُسکے رنگ گل رخسار سے رنگین ہے نگاہ

شوخیون مین وہ شرارت کہ الٰہی توبہ — چتونون مین وہ قیامت کہ عیاذاً باللہ

ترک چشم اُسکا جفاساز ہے یا ترک فلک — فوج مژگان ہے کہ چنگیز کی خونریز سپاہ

نرگس چشم کی تسخیر بعینہ جادو — خط عارض مین سراسر اثر مہر گیاہ
ساتھہ لاکہے کے وہ مستی کی دھڑی اُس لب پر — شفق شام شب وصل بہم سرخ و سیاہ
رخ پر نور ہے خورشید تو ابرو مین ہلال — جو سر فرد دہن ہر تو کمر تار نگاہ
دِل کو اُس چاہ زنخدان سے وہی نسبت — پہلے گرنے سے جو یوسف کو خطر تھا لب چاہ
سامعہ اُسکی حکایت سے بشارت اندوز — باصرہ اُسکے نظارہ سے منور دلخواہ
نہ وہ بیر حسم نہ بیدرد نہ بے مہر و دغل — صاف چہرے سے ٹپکتے تھے وفا اور نباہ
ہوش افزا طرب افزا خرد افزا کیا کیا — حیلہ و مکر و دغا تھے نہ جفاے جانکاہ
لطف و اخلاص و محبت سے نہایت رغبت — کینہ و بغض و عداوت سے نہایت اکراہ
مہربانی سے وہ دے اُسکو دلاسا کیا کیا — حال دیکھے کسی مشتاق کا اپنے جو تباہ
اپنے ہاتوں لئے ٹہلے اُسی جانب ذہن — دست مشتاق پڑے اُسکی صورت کو تاہ
حور جنت ہے مگر عالم اسباب مین ہے — وصل اسکا ہی ثواب او فراق اسکا گناہ
اُسکی شوخی وہ قیامت کہ جسے دیکہتے ہی — لوٹ جاے دلِ مشتاق تڑپ جاے نگاہ
مینے دیکھا جو یہہ جلوہ تو نرے ہوش بجا — لب سے نالہ دِل بیتاب سے نکلی اک آہ
متحیر متعجب متفکر ہو کر — اُڑ گئے ہوش کہ یہہ کون ہی یا بار الٰہ
دلربائی کے سب انداز ادائین دلکش — اُس سے پوچھا کہ ترا نام ہی کیا کر نگاہ
زہرہ ہی یا ہے قمر برق ہی یا ہی خورشید — حور ہی یا ہے پری جلد بتا دے للہ
زیر لب ناز و ادا سے متبسم ہو کر — اُسنے یہہ مجھسے کہا مین ہون نوید دلخواہ

بیخبر تجکو خبر بھی ہے کہ عید آئی ہے
عید حج کہتی ہے اس عید کو سب خلق اللہ

حج ہے کیا چیز یہہ وہ چیز ہے وہ نعمت ہے
مدت العمر کے ہو جاتے ہین سب عفو گناہ

نہین عالم مین خوشی حج کی خوشی سے بڑہکر
کہ مسلمانون کو دیتا ہے یہہ دولت اللہ جل شانہ

آتے ہین مکہ مین باہر سے مسافر لاکہون
اہل اسلام کا کیا جوش ہے اللہ اللہ

حق تعالی کو ہوا جامۂ احرام پسند
ایک ہی وضع ہے درویش سے تا شاہنشاہ

نیت عمرہ سے احرام کسینے باندہا
اور یہہ شوق کہ طی جلد ہو تنعیم کی راہ

شور لبیک کہین ہے تو کہین شغل درود
بانگ تکبیر کہین ہے تو کہین بانگ صلوہ

سنگ اسود کا کبھی بوسہ کبھی لب پہ دعا
ہے طواف اور کبھی داخلۂ بیت اللہ

گشت کرتا ہے کوئی تن کے صفا مروہ کا
کسی مشتاق زیارت کی حرم پر سے نگاہ

رہتے ہین چارون اماموں کے مصلے آباد
ہوتے ہین ورد درود و صلوۃ آٹھہ پہر شام پگاہ

کوئی ہے دولت عقبی کا خدا سے طالب
کوئی کہتا ہے مرے بخشدے اللہ گناہ

ظلمت پردۂ کعبہ ہے مگر سرمۂ چشم
ہوتی ہے اہل زیارت کی منور جو نگاہ

چلکے کعبہ سے ٹہرتے ہین منا مین شبکو
اور سوئے عرفات آتے ہین پہر وقت پگاہ

فاصلہ کعبہ سے نو کوس کا ہے تا عرفات
اس مین نو لاکہہ سے ہوتی ہے سوا خلق اللہ

ظہر کے بعد سے ہوتا ہے وہان خطبہ شروع
عصر کے بعد سے لد جاتے ہین خیمہ خرگاہ

مسجد مزدلفہ بین منا و عرفات
پہر حجاج ہے اک رات کی وہ طاعت گاہ

پڑہتے ہین ساتھہ وہان آکے عشا و مغرب
اہل حج کرتے ہین تحمید و مناجات الہ

جب چلے مزدلفہ سے تو منا میں پہر آئے
تین دن کے لئیے ہوتی ہی وہی منزلگاہ

رجم شیطان لعین کے لئے کنکر مارے
پڑھ کے لا حول و لا قوۃ الا باللہ

شتر و دنبہ و بز ذبح ہوے ہین اتنے
آسمان شفقی رنگ بنی قربان گاہ

قابل دید ہی بازار منا کی خوبی
اسلحہ اقمشہ اشیاے فراوان دلخواہ

ہفت اقلیم کے ہین اطلس و دیبا موجود
ہے یہہ بازار کہ گلزار ہی رنگین سر راہ

حج کے ارکان و مناسک کی یہین تکمیل
کرتی ہی طوف حرم جاکے جو ہی خلق اللہ

یون چلا قافلہ بطحے سے بسوے یثرب
نغمہ پیرا و خوش الحان ہین حدی خوان ہمراہ

دل مشتاق کو یہہ شوق کہ اڑکر پہنچون
مجہسے پیچہے ہی رہے بڑہ نہ سکے پیک نگاہ

آمد آمد کی خبر سنتے ہی مہمانون کی
رہتے ہین لوگ مدینے کی سبہی چشم براہ

غل ہوا صل علی صل علی کا پیہم
دور سے قبۂ انور کو جو دیکہا ناگاہ

چاہیئے روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے
پاک ہوا شک ندامت سے وضو کرکے گناہ

چرخ اخضر ہی کہان قبۂ اخضر کا نظیر
ہفت افلاک نہین جسکے مثال و اشباہ

کعبہ کرتا ہی طواف اسکا یہہ ایسا ہی مقام
اسکے قدسی بہی مجاور ہین یہہ ہے وہ درگاہ

یہہ مقام متبرک وہ ادب کی ہے جگہہ
دل لرزتا ہے جہان کانپتے ہین پاے نگاہ

پہلے حمام کیا پہر وہین بدلی پوشاک
سب بسے عطر مین یون جیسے عروس نوشاہ

مسجد احمد مرسل مین ہوے سب حاضر
خاک اس مسجد انور کی ہوئی زیب جباہ

وہ نبی صلّی علیٰ اوس کا مزار اقدس
چادرین نور کی پڑتی ہین جہان شام و پگاہ

اللّٰہم صل علی محمد و علیٰ آل محمد و بارک و سلم

واسطے نعت نبی کے متقاضی ہو کر — دل نے جب مجھ سے کہا مینے کہا بسم اللہ

شان حضرت میں پڑھوں مطلع مقبول ایسا — سنتے ہی انس و ملک سب کہیں سبحان اللہ

فخر انسان و ملایک شہ کونین پناہ — سیدی احمد محبوب و حبیب اللہ

ملک ہو ملک ہوا کوئی ملک ہو کہ ملک — زیر فرمان محمد ہیں وہ ہے شاہنشاہ

ہے رخ و موے مبارک ہی کے پرتو کا اثر — تا قیامت جو رہیگا یہہ سفید اور سیاہ

قاب قوسین کا پایا ہے مقام عالی — اللہ اللہ رے یہہ مرتبہ و رفعت جاہ

آپ کی ذات ہے وہ ہادی دین و ایمان — آ گئے راہ پر اسلام کے لاکھوں گمراہ

آپ سا کون ہے عالم میں شفیق امت — کہ سدا رہتی ہے ماں باپ سے شفقت کی نگاہ

شافع روز جزا ہے وہی ذات اقدس — بخشوا دینگے وہی امت عاصی کے گناہ

آپ کی وجہ سے ہے دولت عقبیٰ حاصل — آپ کی وجہ سے فردوس بنا نعمت گاہ

ناتوانوں کو قوی دل جو کرے آپ کا لطف — لے اڑے کوہ کو بھی اپنی ہوا میں پرکاہ

صاحب علم لدن واقف اسرار خفی — حال کونین سے ہے قلب مطہر آگاہ

آپ ہی تو ہیں مددگار ملوک و ملکوت — آپ ہی شاہ رسل کے ہی تو ہیں پشت پناہ

شاہ وہ شاہ سکندر حشم و قیصر بخت — شاہ وہ شاہ فریدون فر و جمشید کلاہ

شاہ وہ شاہ تہمتن تن و برزو بازو — شاہ وہ شاہ فلک منزلت و کیوان جاہ

شاہ وہ شاہ عطا پاش خطا پوش و شفیق — شاہ وہ شاہ جہان پرور و آفاق پناہ

آج دربار دُرر بار میں سب حاضر ہیں — شاہزادے امرا اہل قلم اہل سپاہ

مدح سلطان مین پڑھون مطلع روشن ایسا | رشکِ خورشیدِ جہانتاب ہو جو غیرتِ ماہ

مطلع

خسروِ ملکِ دکن پادشہِ ظلِ اللہ
میر محبوب علیخان نظام آصف جاہ

مشتری جاہ و عطارد رقم و ماہ حشم
شاہ خورشید علم خسرو سیارہ سپاہ

شان وہ شان کہ بیقصد جھکے فرقِ نیاز
نام وہ نام کہ قربان ہو دل خواہ مخواہ

عدل وہ عدل نہین جسمین رعایت مطلق
بذل وہ بذل کہ لاکھون ہون عطا بحرِ رفاہ

لطف وہ لطف کہ ہون رام رمیدہ خاطر
خلق وہ خلق کہ بدخواہ بھی ہون نیکی خواہ

عزم وہ عزم کہ لے آن مین ربعِ مسکون
نظم وہ نظم کہ عاشق کا بھی دل ہو نہ تباہ

جاہ و اقبال کو ہے ظلِ سعادت سے شرف
دستِ امید کو ہے دامنِ دولت مین پناہ

جسقدر بخت بلند اُسقدر اقبال بلند
دل بھی اُتنا ہی بڑا جتنا بڑا دامنِ جاہ

یہہ فلاطونِ زمان ہے تو ارسطوئے زمن
حال روشن ہوا اِسے دیکھتے ہی نبض نگاہ

روبرو اُسکے ہے سامانِ سکندر ایسا
مختصر جیسے ہو درویش کا رختِ بنگاہ

چشم ہر نقشِ قدم شوق مین وا رہتی ہے
جب گذرتی ہے سواری بہ تجمل سرِ راہ

نیزہ برداروں مین خورشید سے ہے نامِ مریخ
چتر برداروں مین برجیس سے لیکر تا ماہ

یہہ وقار اور یہہ تمکین یہہ جمال اور یہہ حسن
زد کشی اُس سے کرے کب ہے مجالِ بدخواہ

مہرِ پرنور کہان اور کہان ذرۂ خاک
کوہِ البرز کہان اور کہان حبۂ کاہ

ڈھونڈکر تیرگیِ بخت مٹا دیتا ہے
اِس لئے روز جلاتا ہے فلک مشعلِ ماہ

خیر خیرات سے انعام ہے جاگیرین ہین
چشم بد دور یہہ سرکار ہے کیا عالی جاہ

صرف نہاصل اور ملازم ہین جو دیوانی کے
سب کو انتیسوین دن ملتی ہے پوری تنخواہ

قید ہر امر زبون کی ہے یہانتک منظور
اٹھنے پائے نہ کبھی ملک مین جھوٹی افواہ

مدح حاضر مین پڑھون مطلع ثانی کیسا
سب کہین اہل زبان سنتے ہی اکمرتبہ واہ

مطلع ثانی

خون اعدا جو بہائے تری خونریز سپاہ
وہ اٹھے موج کہ طوفان نہ وہ ہو کشتی ماہ

جنگ اسکندر و دارا مین قواعد یہہ کہان
ایک بازی کہ اطفال تھی وہ معرکہ گاہ

مانتے ہین اسے بروم سے تا انگلستان
یہہ جری اور یہہ باقاعدہ ایسی ہے سپاہ

چاند ماری نہ سمجھہ جائین اسے اہل تفنگ
چرخ ڈرتا ہے جو پڑتا ہے کبھی ہالہ ماہ

تیغ سے فوج ظفر موج کے کانپ اٹھے برق
تن گرد سے لشکر کے ہو گرداب سپاہ

پہل ہے شمشیر سیہ تاب کا یا بال پری
حلقہ جو مہر کا ہے یا حور کی ہے چشم سیاہ

گرد معرکہ ہو تیغ شہنشاہ علم
اسد و ثور فلک کو نہ ملے جا سے پناہ

ضرب شمشیر سے ہر وقت لب اعدا پر
نالہ با نالہ ہو دمساز اگر آہ با آہ

کہین رکتی ہی نہین کرتی ہے اک وار مین دو
آہن و سنگ سبھی مانگتے ہین اس سے پناہ

اسکے جوہر کو وہ دیکھے نظر بد سے اگر
چشم اختر مین اتر آئے وہین آب سیاہ

خوف سے عجز سے لے دانتو مین تنکا سنجر
رکھدے فغفور سر معرکہ قدمونپہ کلاہ

نگہ گرم سے ہو جاتے ہین دشمن فی النار
اڑتے ہین مثل شرر فرق شریر و بدخواہ

دیکھکر صورت بدخواہ خود ابلیس لعین
کہے لا حول و لا قوۃ الا باللہ

فیل وہ شام بدن اور وہ شبرنگ ہے اسپ
سایہ پڑجائے جو انکا رخ کافر ہو سیاہ

کان تک اُسکے جو پہنچے ترے اشقر کی صہیل
بھاگ جائے اسد چرخ ہی مثل روباہ

اثر اپنا جو کرے شاہ کی نیت کا پھل
کیا تعجب ہی جو مثمر ہو ہر اک برگ گیاہ

ماہئی زیر زمین ہی جو لگائے غوطے
نہ ملے اُسکو ترے بحر سخاوت کی تھاہ

کیون نہ مخلص ہو رعایا کہ دلوں پر اُنکے
لکھدے جب سورۂ اخلاص ترا کلک نگاہ

نور ایمان کے لئے قلب ترا ظرف وسیع
فیض قرآن کے لئے سینہ ترا منزل گاہ

تجھکو مسعود و مبارک ہو شہا عید سعید
مدعی خوار رہین شاد رہین دولت خواہ

قلزم فکر مین آپ غرق ہوا جاتا ہون
ڈالدے مجھکو کنارے پہ تری موج نگاہ

کس طرح اس سے ادا ہون ترے پورے اوصاف
ہے زبان خامہ کی میری ہی زبان سے کوتاہ

داغ کی ہے یہہ دعا تیرے مساعد ہون مدام
بخت و اقبال و حشم سلطنت و دولت و جاہ

قصیدہ در مدح نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا بہادر دام اقبالہم

نواب ہے تو شان اقبال
اقبال جہان جہان اقبال

اقبال الدولہ نام آور
ہے روح و روان جان اقبال

ہے زینت خاندان شوکت
ہے رونق خاندان اقبال

تیرے ہی نصیب کی قسم کھائے
پیدا ہوا گر زبان اقبال

قسّامِ ازل نے روزِ اول
بخشا تجھے ارمغانِ اقبال

وہ دیکھہ لین تیرا مصحفِ رُخ
لین فال جو نکتہ دانِ اقبال

پیشانی اگر ہے آسمانِ قدر
خط اُسپہ ہے کہکشانِ اقبال

دیدار امیر ہے فتح بخشی
سرمست ہین میکشانِ اقبال

ہاتھہ آئے نہ کیون گلِ تمنا
گلزار ہے بوستانِ اقبال

اِسکندر و جم کا سر جھکا دے
ہر دَور ترا آستانِ اقبال

چٹکی مین تری خدنگِ نصرت
مٹھی مین تری کمانِ اقبال

تو گوہرِ کانِ سروری ہے
تو اخترِ آسمانِ اقبال

دیکھا تجھے جسنے بول اُٹھا
کہتے ہین اسیکو شانِ اقبال

کہتے ہین اسے قرانِ سعدین
تجھسے جو ہوا قرانِ اقبال

القاب ترا جو ہم عدد ہے
خوشحال ہین ترجمانِ اقبال

دارا ہے کہان کہان سکندر
ہو جائے ابھی امتحانِ اقبال

آنکھون سے یہہ کاتبانِ اعمال
ہین تیرے نگاہبانِ اقبال

کرتا ہے مطیع سرکشونکو
سرکار کا قہرمانِ اقبال

چرچا ہے ترا زبان بزبان
ہر لب پہ ہے داستانِ اقبال

گر جامۂ زر ہے تو ہے بیکار
جبتک نہو طیلسانِ اقبال

جیسے ہے گرانِ وقار کے پاس
قیمت مین گران ہے کانِ اقبال

کیون وُہ نہ بہاگے اِس سے ادبار — ہشیار رہے پاسبانِ اقبال

لاکہون مین تری ہی بندگی کا — اقبال کرے زبانِ اقبال

اِکسیر ہو خاک کو جو چہو لے — اللہ رے امتحانِ اقبال

بدخواہ جو ہو ترے مقابل — نخچیر کرے سنانِ اقبال

ایوان رفیع وسعد و فرخ — گویا ہے اِک آسمانِ اقبال

کہتے ہین فلک نُما اِسکو — کس اَوج پہ ہے مکانِ اقبال

اِس کوہ پر اِسقدر عمارت — معمُور ہے اصفہانِ اقبال

ہر ایک ستون ستونِ ثروت — ہر صحن مکان جہانِ اقبال

اے شاہسوارِ اشہبِ جاہ — قابو مین رہے عنانِ اقبال

اقبال ہے لازوال تیرا — ہے فضل خدا ضمانِ اقبال

اقبال کی دیکہکر ترقی — کچھہ کہتے ہین رازدانِ اقبال

کونین کی نعمتین ہون موجود — آراستہ ہو جو خوانِ اقبال

تا دورِ فلک رہے میسّر — یہہ نعمتِ جاودانِ اقبال

اللہ کرے کہ تا قیامت — دیکھے نہ کبھی خزانِ اقبال

اقبال ترا ہو روز افزون — ہر آن سوا ہو شانِ اقبال

یاور ہو فروغ مثل اختر — شوکت ہو معین بسانِ اقبال

ہمّت رہے ہمعنانِ دولت — دولت رہے توأمانِ اقبال

سو پشت بہ پشت ہو امارت — یون طول کرے زمان اقبال

ہے باغ جہانکا تازگی بخش — تیرا ہی تو باغبان اقبال

دنیا مین ترے ہی دم قدم سے — آباد ہے خانمان اقبال

محتاج بیان نہین ترے وصف — مین کیا جو کرون بیان اقبال

گر زیر قدم ہے فرش دولت — تو سر پہ ہے سائبان اقبال

برسون کی مٹا دے کلفتون کو — مل جائے جو ایک آن اقبال

ساحل پہ لگا دے میری کشتی — نواب کا بادبان اقبال

زیبا ہے اگر تجھے کہون مین — گیہان خدایگان اقبال

اولاد کی تو بہار دیکھے — پھولا رہے گلستان اقبال

روشن مہ و مہر سے فزون تر — دن رات ہو دودمان اقبال

حاصل ہوا اسے بہی دولت عیش
یہ داغ ہے مدح خوان اقبال

تمت



تقریظات دیوان مہتاب داغ از نتائج افکار سخن طرازان عالی دماغ بحساب حروف تہجی

تقریظ از طبع وقاد جناب سید وحید الدین احمد صاحب بیخود تخلص دہلوی شاگرد جناب مصنف

کون ہے دو جہان مین ایسا | مانتا ہے جسے بڑا چھوٹا
کسنے میدان شاعری مارا | کسکا بجتا ہے آجکل ڈنکا
لایق مدح شان ہے کسکی | مستند اب زبان ہے کسکی
کسنے مضمون نئے نکالے مین | کسنے سانچے مین شعر ڈھالے مین
یون بڑہائی ہے کسنے شان سخن | لوگ کہتے ہین کسکو جان سخن
آجکل کسکا نام ہے ایسا | کون شیرین کلام ہے ایسا
کسکے حصہ مین آج یہہ فن ہے | کس سے دلی کا نام روشن ہے
کسکا سکہ دلون پہ ہے جاری | زخم کسکا جگر پہ ہے کاری
کسکا مضمون ہے برتر و عالی | کسنے پائی زبان ٹکسالی
کسکا ایسا کلام رنگین ہے | جو حسین ہے وہ محو تحسین ہے
کسنے اپنا بنا لیا سب کو | کسنے دل سے بھلا دیا سب کو
اگلے لوگون مین تھی یہہ بات کہان | اسکو مانے ہوا ہے ایک جہان
جو خلاف اس زبان کے جانا | اسکو اہل زبان نے کب مانا
دہوم اہل سخن مین تھی کسکی | ایسی شہرت دکن مین تھی کسکی
شاہ آصف دام اقبالہٗ نے کسکو مانا ہے | آج کسکی طرف زمانا ہے
جانتا جو نہو بتاؤن اُسے | نام استاد کا سناؤن اُسے
اُسکا چھپتا ہے تیسرا دیوان | آج جو خسرو سخن ہے یہان
لوگ معجز بیان کہین جسکو | فخر ہندوستان کہین جسکو
میرے اُستاد داغ کے آگے | ہو جو عرفی بھی تو قلم رکھدے

برق ایمن بیاض نامہ ہے — لن ترانی صریر خامہ ہے

کیا نہ چین حاسدان خستہ جگر — کلک کیا ہے سنان ہین جوہر

سخت دشوار ہے امان پانی — ہے سیاہی مین تیغ کا پانی

سُننے والے کا ہوش پرّان ہے — نقطہ نقطہ مین نکتہ پنہان ہے

اسکو دیوان کون کہتا ہے — یہہ فصاحت کا اک صحیفا ہے

ماہ کے دل مین داغ ہے اسکا — مہ جبین اسکے نام پر ہین فدا

ماہتاب سخن ہے یہہ دیوان — آفتاب سخن ہے یہہ دیوان

ہے ترانہ لب معنی کا — ہے یہہ نوشہ عروس معنی کا

شاعرون کے لئے وثیقہ ہے — لب زاہد پہ بھی وظیفہ ہے

اک جہان اسپہ جان دیتا ہے — جسکو دیکھو وہ اسکا شیدا ہے

اس کی شوخی کا مبتلا ہے کوئی — طرز گفتار پر فدا ہے کوئی

ایک رنگینیون پہ مرتا ہے — سادگی اک پسند کرتا ہے

کوئی مطلع پہ جان دیتا ہے — کوئی مقطع پہ پیٹ لیتا ہے

گرم مضمون کو کوئی سنتا ہے — کوئی پڑہ پڑہ کے سر کو دھنتا ہے

ہے کسیکی زبان پر نالہ — ہونٹ پر ہے کسیکے تبخالہ

کہین معشوق کی زبانی ہے — کہین گذری ہوئی کہانی ہے

شادی وصل کا بیان ہے کہین — غم فرقت کی داستان ہے کہین

شکر دیکھا کہین گلا دیکھا — عاشقانہ معما ملا دیکھا

شکوۂ جور پاسبان ہے کہین — ظلم افلاک کا بیان ہے کہین

کہین غیرون کی کچھ حکایت ہے — کہین قسمت کی بھی شکایت ہے

شکر کرنا کہین شکایت کا — کہین رونا ہے درد فرقت کا

تذکرہ ہے کہین رقابت کا — ذکر ہے کچھ کہین محبت کا

شمع و پروانہ کا بیان ہے کہین — گل وبلبل کی داستان ہے کہین

کہین صیاد کے ستم کا بیان — کہین بیداد آسمان سے فغان

کہین کچھ کہکے جھٹ پلٹ جانا — کہین شکوہ زبان پر لانا

کہین معشوق کی طرفداری — دل بیتاب کی کہین خواری

کہین چٹکی جگر مین لے لینی — کہین چبھتی ہوئی سی کہہ دینی

کام اِک بانکپن کا کر جانا — خود کہین سادگی سے مرجانا

کہین تہمت کا اپنے سر لینا — کہین شکوہ پہ اُسکو دھر لینا

کبھی دشمن سے بات کر لینی — کبھی مٹی پلید کر دینی

کبھی اپنے سے بھی بگڑ جانا — اور ناصح پہ منہ کبھی آنا

کہین جنت کے نام پر مرنا — اور کہین حور سے حذر کرنا

کہین توہین بادہ خوارونکی — اور کہین مدح میگسارونکی

کبھی صحرا سے باغ کو جانا — کبھی گلشن سے دشت مین آنا

کبھی جنت مین جی کا گھبرانا — کوچۂ یار یاد آجانا

گل و بلبل پہ گر نظر کرنا — درد فرقت مین رشک سے مرنا

کبھی ناسازی مزاج کا ذکر — اور کبھی ہم وصال یار کی فکر

نامہ بر کی کبھی مدارا تین — اور کبھی اُس سے رشک کی باتین

کبھی مژگان کا خون چکان رہنا — کبھی اپنے سے بدگمان رہنا

راہ بر سے کبھی کھٹک جانا — اور کہین راہ سے بھٹک جانا

جان دیکر بہی بوسہ لے لینا — گالیان کہا کے دل کہین دینا

کہین ارمان دل بیان کرنا — راز الفت کہین نہان کرنا

حسن لیلی پہ مُنہہ کبھی آنا — طرز وحشت نئی دکہا جانا

کبھی مجنون کے حال کی تقلید — کبھی کچھہ ساربان سے گفت و شنید

کہین الفت کی گرم بازاری — کہین یوسف کی وہ خریداری

کبھی زندان مین نالہ و فریاد — اور کبھی قید زلف سے دل شاد

شوق دیدار کو نوید کہین — وعدۂ حشر کی امید کہین

شوخیان ہین کہین جو آفت کی — دہمکیان ہین کہین قیامت کی

کبھی کوچہ مین اُسکے کم جانا — کبھی محفل مین اُسکی جم جانا

بات اُسکی کبھی اوڑا دینی — اپنے مطلب کی کچھہ سنا دینی

کہین ہنسنا کہین ہنسا دینا — کہین رونا کہین رُولا دینا

کہین تعریف ظلم کی کرنا — کہین اپنی وفا کا دم بہرنا

وصل اُنکے خیال سے گاہے — ناامیدی وصال سے گاہے

کبہی نالون سے ہوش کہو دینا — اور کہین بیکسی سے رُو دینا

کہین ممنون لطف بیحد کے — ذکر جہوٹے کہین خوشامد کے

یاد شوخی مین بیقرار کہین — جبر پر بہی ہے اختیار کہین

کہین تکرار کا مزا لینا — لن ترانی کہین سنا دینا

کہین توحید کا بیان کرنا — غیر پر یار کا گمان کرنا

دیکہہ لینا وہ ہر کہین اُسکا — کبہی اپنے پہ بہی یقین اُسکا

کہین تشبیہ ہے مثال کہین — عاشقانہ ہی ہے خیال کہین

کہین اوستاد ذوق کے انداز — طرز غالب کہین بہ راز و نیاز

کہین جرأت کے ڈہنگ ہین سارے — کہین سودا کے رنگ ہین سارے

کہین انداز میر و مومن کا — اور پہر خاص طرز سب سے جُدا

حمد مین خوش ادا بیان کہین — نعت مین گل فشان زبان کہین

دین و ملت کا ہے کہین جہگڑا — مسئلہ ہے کہین تصوف کا

کبہی بتخانہ مین چلے جانا — کبہی کعبہ مین اُسکو دیکہہ آنا

لب معجز نما کا حال کہین — سحر چشم بتان حلال کہین

کہین زخمون پہ ہے یقین چمن — کہین تازہ ہے داغ کا گلشن

کہین فصل بہار کا ہے سمان | اور کہین جلوہ گر ہے صاف خزان
کہین وامق کے حال پر تحسین | کہین وہ ذکر الفتِ شیرین
کوہکن کا لکہا ہے حال کہین | پیرزن کا ہے اور جال کہین
اسطرح کی کوئی کتاب نہین | سر سے پا تک کہین جواب نہین
جتنی غزلین ہین بے مثال ہین سب | جتنے مضمون ہین مہ جمال ہین سب
جو رباعی ہے لاجواب ہے وہ | جو قصیدہ ہے انتخاب ہے وہ
کون ہے وہ جو مدح خوان نہوا | ختم ہنجود یہ وصف بان نہوا
ایسا جادو زبان نہین دیکہا | یہہ زبان یہہ بیان نہین دیکہا
سیکڑون اس زبان پہ مرتے ہین | مدح مین اسکی گل کترتے ہین
کرسکے مدح جو زبان میری | اتنی تاب و توان کہان میری
ہے پلاتا نہین ہے کیون ساقی | فکر تاریخ ہے ابہی باقی
لکہون جو کچہہ وہ انتخاب لکہون | اسکی تاریخ لاجواب لکہون
مینے صنعت رکہی ہے کیا اسمین | تخرجہ ہے جواب کا اسمین
١٣ ٢٢
کسنے پایا ہے اسطرحکا داغ | تیسرا ہے یہہ ۔ کارنامۂ داغ
١٣١٠

تقریظ نکتہ فہم و نکتہ سرائے بےعدیل سید محمد بشارت علیصاحب دہلوی متخلص جالب

کہولی ہے کسنے کاکل مشکین آئی صبا | آتی ہے بو دماغ مین مشک تتار کی

حمد خدائے سخن آفرین و نعت رسول ختم المرسلین صلعم ایک دریائے بے کران ہے جسمین
بڑے بڑے شناورون کا دم پہول جاتا ہے اور منقبت آل مکرم و محمدت اصحاب معظم
ایک وادی بے پایان ہے جہان خضر جیسا رہبر رستہ بہول جاتا ہے۔ مجہہ ہیچمدان کو
کہان یارا جو گوہر مطلب کو بمدد غواص فکر تہ سے ہاتہہ مین لاؤن یا جادۂ
مقصود کو برسائی عقل رہبر پاؤن۔ الحق جہان قلم بالکل عاری ہے اور
زبانون پر یہہ شعر جاری ہے۔

زلاف حمد و نعت اولی است بر خاک ادب خفتن
سجودی میتوان کردن درودی میتوان گفتن

آج قلم کا دماغ ساتوین آسمان کی خبر لاتا ہے۔ اور کاغذ اپنے جامۂ حریری مین
پہولا نہین سماتا۔ عروس بہار بصد شان رعنائی و انداز دلربائی مسند حسن و
جمال پر جلوہ افروز ہے۔ ہر نظارگی صورت زیبا بہرہ اندوز ہے۔ گوہر
گرانمایۂ سخن کے جوہریون اور متاع زبان کے مشتریون کو وہ زہرہ جبین
مژدہ سنا رہی ہے۔ محاورہ چست پر مرنے والون اور طلیق اللسانی کے
دم بہرنے والون کے دلون کو لبہا رہی ہے۔ کہ ان ایام میمنت فرجام مین
رونق ایوان سخن ناسخ دیوانہائے کہن روشن کنندۂ دل و دماغ اعنی مہتاب
داغ جو شہسوار عرصۂ سخنوری شمع محفل ہنرپروری بہار پیرائے گلشن معانی
انجمن آرائے بزم نکتہ دانی ناظم عذب البیان استادی جناب نواب مرزا خان
صاحب المتخلص بہ داغ دہلوی کا تیسرا دیوان بلاغت عنوان ہے چہپ کر تیار ہوگیا ہے

دیوان کیا ہے دیباچہ کتاب الفت و لوح بیاض محبت ہے۔ قتیلان خنجر ابرو کے لئے بخشش کا پیام بسملان تیغ نگاہ کے واسطے مرہم زخم التیام مہجوران دل افگار کے لئے مژدۂ آمد دلدار یاران بادہ گسار کے واسطے شراب بے خمار عاشقان دور از حبیب کے لئے قاصد صبا رفتار۔ دوستان خوش نصیب کے واسطے آمد آمد فصل بہار۔ ہر مطلع مطلع آفتاب سے زیادہ نورانی۔ ہر غزل مین مضامین تازہ کی گل افشانی۔ ہر بیت بیتِ ابروے خوبان اور ہر مصرع رشک قدِ محبوبان۔ ہر شعر کا نرالا ڈھنگ۔ ہر بیت مین نیا رنگ۔ ہر شعر فرقت زدگان دور از یار کو تسلی بخش پیام۔ ہر بیت مقیمان کوئے دلدار کو شراب مواصلت کا جام۔ ہر فرد لطافت مضمون مین طاق۔ ہر شعر نزاکت مین شہرۂ آفاق۔ شوخی اس انداز سے جھلک دکھاتی ہے کہ ہر شعر پر نکتہ فہمان معنی رس کی جان جاتی ہے۔ جسنے کوئی مصرع سنا سر دُھنا خصوصًا عاشقان دل از دست دادہ کی تو جان ہے غزل کی غزل وِرد زبان ہے ایک طرف بندش مضمون واہ واہ کہواتی ہے۔ دوسری طرف سلاستِ زبان تڑپاتی ہے۔ کلام کیا عنبر بار ہے جسنے دلی سے کلکتہ تک سبکو معطر کر دیا ہے شمالی ہند سے دکن تک ہر کہ و مہ کا دماغ اپنی خوشبو سے بہر دیا ہے۔ اعجاز کہون تو بجا ہے سحر سامری لکہون تو روا۔ مخمس کیسکے پنجۂ حنائی سے بہی زیادہ روشن۔ مسدس ہر صنف آرائش سے مزین۔ قصیدہ بلندی

شان و شکوہ سے فلک ہفتمین پر ٹکراتا ہے ۔ ہر مصرعہ رباعی اپنے آپ کو بجاے خود ایک عنصر بناتا ہے ۔ غرض اس صاحبِ کمال نے قلم توڑ دیئے ادنے ادنے شاگرد صاحب دیوان کر کے چھوڑ دیئے ۔ بھلا جب ایسا کلام فصاحت مرام ہو تو کیون نہ خریدارون کا اژدحام ہو ۔ الٰہی جب تک بلبل کی زبان پر نالہ و آہ ہے ۔ ہم شاگردون کے سر پر سایۂ اوستاد عطوفت پناہ رہے ۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد فقط

تقریظ از نتائج افکار جناب سید جلال عظیم آبادی عاشق کلام فردوسی طوسی شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی حال مقیم قصبہ بھیمری ضلع بمبئی

بنام ایزد بخشایندہ بخشایشگر

افدستاے گرامی نامہ مہتاب داغ کہ از آسمان نامی فرجیشوران فرجیشور فرآباد دانش شوہ کہن ہستور زفان اردو جہان جہان اوستادیش راختو کالبد سخنوری را روشن روان ۔ نغمہ آموز ہزاران گلستان ہندوستان کیوان ایوان روشن دل و روشن دماغ نواب مرزا خان داغ دہلوی ہستیش را ایزد برتر روز افزون گرداناد ازننگ شاگردانش سید جلال عظیم آبادی

سرنامہ چون خامہ سر مے کنم	ستایش نہ دادار در مے کنم
خدائیکہ مہتاب را تاب داد	بسیمین ایاغ آن مے ناب داد

نمایان یکی داغ بر روی او   که باشد ورا بنده نیکخو

بلند آسمان برین جای او   یکی گردگان گرد پهنای او

نه این داغ تنها گزین خداست   همانا که مهر نگین خداست

بگل تر توشش باغ باغ آمدست   دل اهل دل داغ داغ آمدست

تو گوئی دل ماه تابان شده   ز خیبر بجا در نمایان شده

ازو آسمان راست آرایشی   وزو این جهان راست آسایشی

چراغی برافروخت بر آسمان   فروغش فروزنده روی جهان

خدا را که همتا و مانا بود   بنا بود نیها توانا بود

اگر مهر و ماه است گیتی فروز   یکی راشب آمد یکی راست روز

دو را روی و دو سوی ست هنگام را   یکی بهر چالش یک آرام را

ز کیوان و برجیس و بهرام و تیر   ز ناهید زیبنده چرخ پیر

ز فر نوش و ارنوش و چار آخشیج   ز تری و خشکی و کوه و خلیج

دگر هرچه از نیستی هست شد   بفرمان او بر تر و پست شد

بد و نیک بیهم ازو آمدست   اگرچه بد از او نکو آمدست

ستایشگرش نیک جان و تن ست   نیایش گرش هر دل روشن ست

زهی آن گزین جهان آفرین   فرستاده از آسمان بر زمین

بهر آن کس بنزد خدا بهتر ست   ز پیغمبر هاشمی کهتر ست

خجے ماه تابندهٔ بر زمین --- که خاکش ببوسد سپهر برین

زمین خاکپا زیست خردیش را --- نهم چرخ جاے بزرگیش را

چه او را ستائی تو ای خودستاے --- بدشوار راہے منه پیش پاے

تو موسیٰ نئی ہے که با ہوش باش --- زبانت بگیرند خاموش باش

پراگنده شد پیچ دستار ما --- ز پرکار افتاد پرکار ما

درود از خداوند گیهان برش --- بود فرّهٔ ایزدی برسرش

بیاران و بر پیروان سترگ --- بر آن نامبردار تخم بزرگ

بمانا د آن سایهٔ پایدار --- که پیغمبر ازرا بُد از کردگار

تماشاے خوابیده ره دلکش است --- شب ماه شبدیز را اندرون خوش است

کشیم ز بالا برنگ نوی --- دری اندر و گونهٔ پهلوی

به بخشم جهانرا هم از پنج گنج --- که شادی گدا راست شه راست رنج

بیا ای بتِ ماه پیکر بیا --- که از رنج و اندوه گردم رها

جمانی بیا ساده پُر کار من --- به پهلوے من آسے وشو یار من

یکے بلبلی از مےِ ارغوان --- بده تا دل پیر گردد جوان

چو بینم مے و ما ہوش را بکام --- نخستین خورم بوسه پس تر ز جام

چو پیهم بدستِ تو ساغر خورم --- ز سوز کیان و کے بیاد آورم

سه ہستیم دو در دارد ز رنج --- یک آسایم اندر سرا سپنج

تراشیده ام خامه از مشک بید — نویدی بامیدواران نوید

زخوبان هندی و ترکان چین — ز دوشیزه و ریدک نازنین

ز بالا بلندان افغانیان — زخوشرو جوانانِ ایرانیان

ز نازک نهالان باغِ فرنگ — ز رومی پریزادگان شوخ و شنگ

هم از سرو سیمینه شیرازیان — ز خلخ ز کشمیر و از تازیان

کنون نام بُردن ز بی آگهی است — وگرنه دو چشمان ز بینش تهی است

نماند ز باغ جهان با بهشت — نگه کرده باید بدین خوب و زشت

که مهتاب داغست مینو سرشت — هماناجهان راست خُرم بهشت

بهشت اندرون کاخهای بلند — که از گرم و سردش نیاید گزند

سراسر همه رنگ و بوی و نگار — پرستار مهرو هزاران هزار

بگرد اندرش باغهای پُر بهار — ز گلبن هزاران بر آن صد هزار

خیابان خیابان گل و یاسمن — چمن در چمن لاله و نسترن

خزان اندرین باغ ننهاده پی — که اُردی بهشت است اینجا نه دی

شگفته هوا بشگفاند همی — ز هر رنگ گلها دماند همی

بهر سو ز جوی می و انگبین — لبالب بدستِ بتان ساتگین

نه در رُوز تابش نه شب تیرگی — خرد چشم پوشیده از خیرگی

کسی را که هست اخترِ ارجمند — نه وارونه اختر نه بختِ نژند

سرو کو تماشاے مینو کند | وزان پس بدیدارِ شان خو کند

چه خوش گفت گوینده در رزمِ سور | جهانے نیرزد بیک موے حور

جهان این پری را خریدار شد | چه گویم چسان گرم بازار شد

فروهشته گیسوے او از سرست | سراپاش مشکین پرندا اندرست

سفیدست گردن چو دندانِ پیل | نمایان یکے فرسخے از دو میل

به پیشانیش ماه را بوسه گاه | گدا را کند بوسه اش بادشاه

ز زرمِ ابروانش که پیوسته اند | تو گوئی دو خنجر بیک دسته اند

چه مژگان ستانها بر افراشته | هنربران از زور روے برگاشته

سیاهان خونی دو چشمِ سیاه | ستاره بریزد به تیزِ نگاه

زمینی دو بالاست خو بینیش | ازین رو نگوید کسے چینیش

چنان گوشش زآویزهٔ گوش او | همے ریزد اختر بآغوش او

رخانش تر و تازه چون لاله زار | لبانش شگفته گل اندر بهار

دهانش یکے جامِ پُر گوهرست | هم از شاخ طوطی زبان کیسرست

زنخدان چو خوش رنگ سیبِ بهشت | گلویش خوش آواز ایزد سرشت

چگویم سر و بازوے و دوشِ او | جوانی زند جوش در آغوش او

نگارین هم آن پنجهٔ نازنین | خوش آینده گلدستهٔ فرودین

دو پایش بچشم و دل دوستان | نماید چو سرو اندرون بوستان

چو نخل بهشتی ست بالای او | ز بالا بلندان نه همتای او

چنانش جهان آفرین آفرید | که کس در جهان هیچ نشنید و دید

بکارش بسا سال پرداختند | سراپا ز ناز و ادا ساختند

خوش آنانکه یوسف ع بزر میخرند | خرنده بجان و بسر میخرند

گداز دل و سوز و ساز منش | بصد سوگواری سر سرزنش

ابا سوگوارش خوش آینده تر | که مهرش همانا ست پاینده تر

یکی مژده آوردم از بوستان | بر آمد امید دل دوستان

که این نامهٔ نامبردار گنج | فراهم نموده به بسیار رنج

ز پرکار استاد مرد کهن | سر انجام شد کار این انجمن

زباندان آسیم روشنروان | بهین پیشوای سخن پروران

بهوش آورد پیکر هوش را | ز کرسان دهد آگهی گوش را

خدایش که چالاک و چست آفرید | ز هوش نخستین نخست آفرید

که دستور اردو زبان آمدست | زمینش بلند آسمان آمدست

بخوانند نواب مرزا ورا | بر رای دشوار اندیشه را

سخنور بخوانند استاد داغ | دماغ خرد را بدانش چراغ

خدا ارجمندش چنان آفرید | نگون شد سرش هر که زو سر کشید

هم از تخمهٔ مرزبان زاده ایست | جوانمرد و خوشخوی و آزاده ایست

نژادش پدر بر پدر نامدار — نهادش بخوبی خداوندگار

به گیتی ز نام و نشان روشن است — تهمتن تن است و بدل بیژن است

ز شیوا بیانی بدفتر گذاشت — نه ایده هر نه جیده هر نه تیده هر بداشت

که از بیم دریاے کولاک زن — گریزد بابر اندرون کرگدن

بمردی نگاور برانگیخته — که از ریخته سنگ ره ریخته

جهانے ز خاشاک و خس سوخته — چراغ دلے را برافروخته

چه گل گل شگفت است گلشن ازو — وزو آرزوے دلِ آرزو

ازو میرزا میرزائی بماند — که در نامه اش دلکشائی بماند

وزو میرزادست فرزانگی — دگر نه چه بودے بدیوانگی

ازو نام مظهر هویدا شدست — وزو در درا نام پیدا شدست

هم او نازش خاندان نصیر — هم اورو کش شاه اُستاد پیر

چو دیدش سخن راست و هم چو — بنازید خاقان هندی بدو

چو گلبرگ داغش که بد شهزا — سخن باغ باغ اندرو پر بهار

بتاراج رفت است ز آشوب هند — نشانش نه پیدا به بنگال و سند

دریغا که سرمایهٔ نازِ ذوق — نهان شد چنان گشت انباز ذوق

ازآن پس بگفت است گلزار داغ — که راهِ سخن راست روشن چراغ

دگر آفتابست با داغ نام — که خورشید رخشنده او را غلام

چو فریاد داغ آمد از کلک او — شد از ناله بلبلان تنگ و بو

کنون این مه آسمان جایگاه — کلاهش ز خورشید و تختش ز ماه

بگردند گردون بگرد سرش — درخشنده اختر ببر اندرش

خدایش نگهدار دار چشم بد — پناهش ز دادار یزدان رسد

درین نامه گوئی روان کرده است — که این خرم آباد مینو فراست

به افرنجه و جرمنش خواستگا — گزو دانش آموز شد هر دیا

زهی اوستاد سخن آفرین — نگارش بود رشک ارژنگ چین

بهر رنگ هستور رنگ آمدست — کجا زهر دندانش سنگ آمدست

به اختر اگر سر خرد چرخ پیر — بسرمایه اش دشت ناکرده گیر

چو شاگرد شد شهریار دکن — یکی چشم بگشا بکار دکن

که از خانه پروردگان بدکنش — گشاده زبان از در سرزنش

که این تا چه شاهست و استاد شاه — اگر چند باشند با فر و جاه

در آن آتش رشک میسوختند — دهان دریده نه میدوختند

بصد گربزی دیده ها دوختن — یکی آتش فتنه افروختن

چو یکچند زینگونه شد روزگار — برآمد از آن روسیاهان دمار

درآمد به بخشایش بی نیاز — نیایش کنان سرکش سرفراز

همه سرکشان تا خمیده بسر — ستایش کنان دست بر سینه بر

زنا گفتنیہا بیک سو شدند | بنادانی خویش خستو شدند

ازآن لیک مشتے فرومایگان | پدر بر پدر خوار و کم پایگان

ز بد دوست ہرچند بر داشتند | نہالے ازین دوے بر کاشتند

دم عیسوی را شمارند باد | دل مردۂ خویش وا زند باد

ازین روست کز سیلی روزگار | فتادند در پنجۂ گیرودار

بزرگی دہد ہر کرا کردگار | نکوہندۂ او بود خوار و زار

چہ خوش گفت آموزگار این سخن | بجاے بزرگان دلیری مکن

بزرگی سراسر بود داد او | ہم او دار و آباد و برباد او

زہے داغ چرخ برین جاے او | دل ماہ تابان تہ پاے او

بہتراسے آوازۂ کوس او | مہین چرخ باشد زمین بوس او

بدان اند در فربہی راندہ اند | بسا گوز بر گنبد افشاندہ اند

بہ بدگفتن چند بدگوہران | کجا بد شود نام نام آوران

ستایش سگان را بود ہمچنان | کہ سنگ پاک گردد نہ از گاذران

نہ سگ را توان گفت انباز شیر | کہ قالین نہ بافند از پشم کیر

بہ تندر نماناست بانگ جرس | چہ خفتہ چہ بیدار گیرے مگس

چہ ماند بہ آذرگشپ اخگری | خر لنگ و شبدیز چالشگری

یکے بے ہنر کو دمے خورد سال | چہ داند کہ استاد ستید چلال

که باشد کرامست و آن مرد کیست · چه دارد هنر پایگاهش ز چیست

شگفتی نباشد بغوغای سگ · دلیران ما را بجنبید رگ

که ما شیر مردان یزدان پرست · بخون پلیدان نشوییم دست

نوازیدن کهتران خوی ما · چو گلها شگفته بود روی ما

بما هرچه آید هما نازماست · مبادا سر ما بدانند پاست

چه خوش گفت فردوسی راز زن · خداوند دانش خدای سخن

سر ناسزایان برافراشتن · وزایشان امید بهی داشتن

سر رشتهٔ خویش گم کردنست · بجیب اندرون مار پروردنست

درختیکه تلخ ست وی را سرشت · گرش در نشانی بباغ بهشت

ور از جوی خلدش بهنگام آب · به بیخ انگبین ریزی و شهد ناب

سرانجام گوهر بکار آورد · همان میوهٔ تلخ بار آورد

بعنبر فروشان اگر بگذری · شود جامهٔ تو همه عنبری

و گر تو شوی نزد انگشت گر · از و جز سیاهی نیابی دگر

ز بدگوهران بد نباشد عجب · نشاید ستردن سیاهی ز شب

بناپاکزاده مدارید امید · که زنگی بشستن نگردد سفید

ز بد اصل چشم بهی داشتن · بود خاک در دیده انباشتن

به ایزد کنون خاکساری کنم · سرانجام از و خواستگاری کنم

خدایا نکوئی ده و داورا / پناهنده و مهترا یاورا

سرانجام بهی باد این نامه را / مبادا نکوهش بود خامه را

ده ماه را داغ مهتاب داغ / خوش آینده گردد چو زرین ایاغ

نگارنده گونه گونه نگار / بود تا بود مهر و مه برقرار

بنام آوری و زبان آوری / ببرد ز گیهان پی داوری

جهان داورا مر ستایش سزاست / که بندگران را کشایش سزاست

مرا پاک کردی ز ناخواندگی / توانا نمودی ز واماندگی

به هیچ ار گیهان نیایش کنم / بهنگام شادی ستایش کنم

همیدون که خشت ست بالین من / ز خار و ز خاشاک قالین من

خرد را سوی تیرگی راه شد / ازین و ازان دست کوتاه شد

پریشان دماغ و پراگنده دل / فرومانده یکباره پایم بگل

دریغ این بر و بازوی حیدری / دریغا دریغا ز والا سری

کجا آن همه ناز و آزادگی / خداوندی و مرزبان زادگی

اگر خود ظهوری بباشم چه سود / هم او را بگویند بود آنچه بود

پریشان گهرها نیارست سفت / مگر آنچه استاد دیرینه گفت

سخن گفتن و بکر جان سفتن است / نه هر کس سزای سخن گفتن است

نگهدار آهنگ سید جلال / خدای تو یارست چندین منال

ز انجامش سال و سال شمار	شمردم باندیشۂ روزگار
سر انجام نامہ درین سال بد	مہ چار دہ چند ہر ہفت شد
	سنہ ۱۳۰۹ ہجری

تقریظ از نتیجۂ فکر میرزا محمد مشرف یار خان صاحب متخلص بہ (شرف) از عمائد ریاست جاورہ شاگرد حضرت داغ مدظلہم

یہہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہین
وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے ہین

اسوقت مین اپنے نامی گرامی اوستاد حضرت نواب میرزا خان صاحب داغ دہلوی مدظلہم کے تیسرے دیوان اسمی مہتاب داغ پر ایک سرسری خیال ظاہر کرنا چاہتا ہون - میرا پہلا فرض یہہ ہوگا کہ عام طور پر مہتاب داغ کو ایک لاجواب کتاب لکہکر اپنا اطمینان نہ کرلون بلکہ ایک ایسی تصویر کہینچون جو اپنا ظاہری اور باطنی جوبن ایک ہی جلوے مین دکہادے -

مہتاب داغ ایک وسیع بازار ہے - اسکی ہر عالیشان - اسکی شاندار المیارونکا سجا ہوا قیمتی سامان - درد - عشق - سوز - عبرت - معاملہ - زبان اور اسکے بے انتہا سڈول سانچے - غزل - قطعہ - رباعی - مسدس وغیرہ دلپر ایک عجیب قسم کا اثر کرتے ہین - اونچی اونچی میزون کے اچھے اچھے سامان اسلئے مکلف غلافون سے ڈہک دیئے گئے ہین کہ انکی حسرت دیدار

خریدار کو آگے قدم نہ بڑہانے دے۔ الماریون کے دروازے کہولکر دیکہیئے ؎
گہٹا مین برق جو چمکی تو یاد آئی اپر ادا اسکی وہ پردہ اُٹہلکے آنے کی
تو ہر شئی اپنے نظارہ کی مقناطیسی قوت سے دل کو کہینچ لیتی ہے اور دیکہنے
والی کی آنکہہ کا یہہ نقشہ ہے کہ اُسی حد مین ایک عرصہ تک چکر کہانے مین
دریا کا بہنور بنجاتی ہے **شرف** ؎
پہرا کرتی ہین حلقہ مین شب و روز مری آنکہین مسافر ہین وطن مین
لیکن ابتک یہہ امر تنقیح طلب ہے یعنی ہنوز کامل طور پر اس امر کی تشریح
نہین ہوئی ہے جسکے اظہار کا وعدہ ہو چکا ہے اسلیئے دوبارہ مین مہتاب داغ
کو کسی اولی العظم بادشاہ کی سیر کا خوشنما گلدستہ قرار دیتا ہون اور یہہ کہنے
کی قدرت رکہتا ہون کہ کوئی مسکرانے والا غنچہ ایسا نہین جو اس مین نہو
اور نہ کوئی ہنسنے والا پہول ایسا جو اِس سے باہر ہو حقیقت مین ہر پہول کی
قدر اُسی مالی کو ہے جسنے اِسے تیار کیا یا اُس نوبہار کو جسکے لئے تیار کیا
گیا مصرع ہے ؎ قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری مگر مین جسقدر
خیال کرتا ہون تو میرے اُستاد مدظلہم کی بانکین تصنیف اپنے دلچسپ مضمون
دلکش اشعار اور نازک خیالات کی داد مین مجہہ سے وہ لفظ مانگتی ہے
جو میرے پاس موجود نہین اور نہ شاید آیندہ مین مہیا کر سکون الغرض
اِس اَمر پر ایک عالم کا اتفاق ہے کہ ہندوستان مین آجتک کسی کتاب

کو ایسا فروغ ہوا سچ ہے! سچ ہے!! سچ ہے!!!

الحمد للہ کہ یہہ ملک کا سرمایہ ہماری بے انتہا خواہشون سے آجکل زیر طبع ہے اور عنقریب ہمارے گلون کی حمائل بننے والا ہے آخر مین بارگاہِ صمدی مین یہہ دعا ہے کہ اِس یگانۂ روزگار کو عمرِ خضر عطا فرمائے اور تہوڑے ہی زمانہ مین ہم پہر سنین کہ حضرت داغ مدظلہم کا چوتہا دیوان جلوہ آرائے جہان ہونے والا ہے فقط

اُردو ہے جسکا نام ہمین جانتے ہین داغ ہندوستان مین دہوم ہماری زبان کی ہے

تقریظ ازجناب عالم باعمل فاضل اکمل مجمع علوم معقول و منقول منبع فروع واصول ماہرِ ہر فن مولوی منشی ابو الجمیل محمد عبد الجلیل صاحب شیفتہ بہگوانپوری مظفرپوری ضلع ترہت

جہان مثلِ زلیخا مشتری تہا جن مضامین کا
تماشا ہی وہ یوسف بنکے ہین بازار مین آئے

اللہ اللہ کیا کلام فرحت التیام ہے جو منتخب ولاجواب لاکلام ہے سُبحان اللہ دیوان ہے یا بلاغت کی کان ہے ہر شعر بےنظیر ہر ایک غزل دلپذیر ہر قطعہ خوش قطع گویا زبانِ ہزار داستان قطع کرتا ہے بندش چست عبارت صاف و درست فکر بلند زبان شستہ و دلپسند سراپا آمد آورد ندارد۔

تکرار الفاظ کیا خوب روزمرہ کیا ہی مرغوب کہین نعرہ عاشقانہ ہے۔
کہین شید مستانہ ہے کہین آتش و ناسخ و اسیر و صبا کا رنگ ہے۔
کہین غالب و ذوق و نسیم و سودا کا ڈہنگ ہے۔ کہین میر تقی مرزا
و میر درد کا انداز کہین مومن و آباد و میر حسن و رند کا پرداز
ہر فرد بشر قطعۂ زمین پر مسرور ہے اس بہجت و انبساط کا شہرہ دور دور ہے
ہر مصرع بادۂ سخن کی ایک بوتل ہے جسنے ایک جام پیا وہین مست و بیخود
ہوا جو اس سے محروم پھرا ہمیشہ کف حسرت و افسوس ملتا رہا کیون نہو
یہہ اُس شاعر عالی شان بلیغ البیان حضرت **داغ** دہلوی کا کلام بلاغت نظام
ہے جسکی اطراف عالم مین دہوم دہام ہے آج کون ہے جو آپ کے کمالات
شاعری سے واقف نہین اور سوسن وار ہزار زبان سے آپ کے فصاحت و بلاغت
کا واصف نہین حضرت مدظلہ کو ابتدائے شعور سے ذوق و شوق شعر و سخن ہوا
بفضلہ اس فن مین ید طولی حاصل کیا کبھی فکر شعر و سخن مین دقت نہ پڑی
ادہر احباب کی باتون پر کان اُدہر مضمون رنگین کا دہیان ادہر باتون کا جواب
اُدہر شعر لاجواب غرض دیوان اول و دوم آپ کا تو مدت ہوئی کہ چھپکر
ہدیۂ ناظرین ہوا اب یہہ تیسرا دیوان ہے فعززنا بثالث جسکا زیب عنوان
ہے کہان ہین مشتاقان زلیخا نگاہ ادہر تشریف لائین عزیز مصر شاعری کی
گرم بازاری ملاحظہ فرمائین شش جہت مین غلغلۂ شادمانی بلند ہے اس

نویسے ہر اہل دل خرسند ہے المختصر اِس شاہد ہوش رُبا کی تعریف خداوندان
سخن سے محال ہے مجھہ ایسی کج مج زبانون کی تو کیا مجال ہے سچ ہے کہان
حضرت **داغ** کی آتش زبانی کہان **شیفتہ** وخستہ کی آشفتہ بیانی لہذا اب
مین قطع کلام کرتا ہون اور اِس قطعۂ تاریخ پر اختتام —

تقریظ نتیجۂ طبع عالی جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب عاجز سکندر پوری نائب صیغہ دار صوبۂ شمالی ممالک محروسۂ سرکار عالی گورنمنٹ نظام دکن

زہر سو خورد در گوشِ من آواز — کہ داغ از نغمۂ نوگشت دمساز
بحرفے دفتر معنی کشادہ — فصاحت را صلائے عام دادہ
چو این مژدہ زہر سو در شنفتم — چو گل در گلشن معنی شگفتم
بدل گفتم بلے او نکتہ ساز یست — کزو در طبع معنی نیر راز یست
ازو با شد مضامین را بلندی — وزو قدرِ سخن را ارجمندی
غزل را از سرِ نو تازگی داد — فصاحت را بلند آوازگی داد
زطرز دیگران تا دل بپرداخت — سخن را از نوی سامانِ نو ساخت
زطرزِ نو کہ آراید سخن را — نیا راید کسے روے چمن را
نگہہ از نکتہ اش ہنگامِ دیدن — سپند آسا کند شوق طپیدن
سلاست گوہر آمائی بیانش — فصاحت نکتہ پیرائی زبانش

حلاوت از مضامینش عسل جوش
معانی باز کلامش مه در آغوش

بهار آئینه دار گلشن او
تجلی محو راز روشن او

حدیث هجر معشوق ارنگارد
بزاهد حرف او شمشیر بارد

ز بیتابی چو میگردد سخن ساز
کند از شرم رنگ برق پرواز

اگر از یاس گردد نکته پرداز
در آید شکل نومیدی بپرواز

ز وصل یار چون گردد سخن ساز
پری آید به پیشش جلوه پرداز

ز راز عشق چون لب برگشوده
کلامش عشوه شاهد نموده

غلط گفتم بمعشوقان طناز
بیاموزد بیانش عشوه و ناز

نزاکت از کلامش تا و میده
عرق سان رنگ وی گل چکیده

ز عشق و عاشقی افسانه دارد
همه تقریر مشتاقانه دارد

دمی کو بیخبر از عشق بازیست
ز حرف او بدلها سحر سازیست

بعشاق از بیانش بیقراری
بزهاد از کلامش دلفگاری

هما نا عشق زائد از بیانش
تو گوئی درد خیزد از زبانش

کلامش چون داغ آتش فشان است
پسند خاطر گل پیکران است

کجا عاجز که فکر ناقص او
بگرد از کمالاتش سخنگو

نه پنداری که این معنی طرازیست
بلی در پیش تو افسانه سازیست

نباشد تا بدل داغی چو مهتاب
نیاید بر زبان مضمون نایاب

بسازم بر دعا انجام تقریظ — بود شاید مگر فرجام تقریظ

بگردون تا بود مہتاب روشن — بود اسرار پاکت لمعہ افگن

نماند در جہان تا داغ مہتاب — نماند چشمۂ فیضت پُر از آب

تقریظ از نتیجۂ فکر گوہر بار جناب فیروز شاہ خانصاحب متخلص بہ فیروز رامپوری شاگرد جناب مصنف

شب ہجوم یاس مین بیٹھا تھا مین — چھا گئی غفلت سی مجھپر ناگہان

مینے دیکھا جسطرف پھر کر نظر — ہوگئی ہر چیز آنکھون سے نہان

رنج و غم کی روے چرخ پیر پر — چار سو چھائی ہوئی تھین بدلیان

عالم ہو ہر طرف آیا نظر — گھر ہی کیا سنسان تھا سارا جہان

شب تھی یا قہر خداوند قدیر — رات تھی وہ یا بلاے ناگہان

مین تھا اور میرا دل ناشاد تھا — اور درد و غم تھے اُسمین میہمان

خرمن ہستی مین لگجاتی تھی آگ — جب چمکتی تھین فلک پر بجلیان

میرا غمخانہ جلانے کے لئے — آگ برسانے لگا تھا آسمان

دیکھکر عالم شب تاریک کا — رک گئی تھی خوف سے عُمر روان

تھا اندھیرا گھپ کچھہ ایسا دہر مین — چھپ گئین آنکھون مین چھپ کر پُتلیان

چلتے چلتے تھم گئی باد صبا — بہتے بہتے رک گئی تھین ندیان

رک گئے تھے دور سے لیل و نہار
تھم گئے تھے چلتے چلتے آسمان

اُڑ گئے تھے دل سے میرے دفعتہً
صبر و ہوش و طاقت و تاب و توان

کیا کہون طبعِ حزین کا حالِ زار
کیا سناؤن دردِ دل کی داستان

بڑھ گئی تہی ناتوانی اسقدر
کر نہین سکتا تہا مین آہ و فغان

شور برپا تہا تنِ مجروح مین
دل سے آتی تہی صدائے الامان

بسترِ غم پر پڑا تہا مین ملول
دِل شکستہ خستہ خاطر نیمجان

تہا غم و اندوہ کا مجھپر ہجوم
اور مین ناچار بیکس ناتوان

ناگہان آہٹ سی آئی کان مین
آتے دیکہا اپنی جانب اِک جوان

مینے دی تعظیم پوچہا اُسکا نام
بولا وہ مین ہون خیالِ شاعران

اِسلئے آیا ہون تیرے پاس آج
کان رکہکر سُن ذرا میرا بیان

حضرت **داغ** سخنور نکتہ دان
جنکا سُلطانِ **دکن** دام اقبالہ ہے قدردان

تیسرا دیوان اُنکا چھپ گیا
اور طاری تجھپہ ہے خوابِ گران

کیا نہین کچھہ تجھپہ اُستادی کا حق
پوچھنے آیا ہون یہہ تجھسے یہان

ہے اگر کچھہ پاسِ شاگردی تجھے
چاہیئے اسوقت تو ہو مدح خوان

سُنتے ہی اِس مژدۂ جان بخش کو
کہِل گئی میری طبیعت غنچہ سان

ہوگئے کافور سارے درد و غم
ہوگیا آنکھون سے وہ عالم نہان

گدگدی سی دل مین کچھہ ہونے لگی
سینے مین کرنے لگا دِل شوخیان

خاطرِ افسردہ مین آئی بہار
طبعِ رنگین نے دکہائین تیزیان

پہر اُٹہایا مین نے کلکِ دُر فشان
یون ہوا تعریف مین رطب اللسان

خلق کہتی ہے تجہے معجز بیان
تو ہے بیشک بلبلِ ہندوستان

تجہکو کہیئے انتخابِ روزگار
تجہکو کہیئے رونقِ بزمِ جہان

تجہکو کہیئے شمعِ بزمِ کائنات
تجہکو کہیئے تاجِ فرقِ شاعران

تجہکو معشوقون کا کہیئے دلنشین
تجہکو کہیئے سرگروہِ عاشقان

ذہن ہے یا شاہدِ گل پیرہن
ہے طبیعت یا بہارِ بوستان

ذات تیری ہے مجسّم لطف و خلق
مہر پرور مہر گستر مہربان

نام لیتے ہین ترا تعظیم سے
اہلِ فن اہلِ سخن اہلِ زبان

جانتے ہین تجہکو اپنا پیشوا
اہلِ دل اہلِ نظر اہلِ بیان

آج تجہسا شاعرون مین کون ہے
نکتہ سنج و نکتہ پرور نکتہ دان

تجہسے خالق نے کہان پیدا کیے
تیز فہم و تیز طبع و تر زبان

سنتے ہی جی اُٹہتے ہین ترا کلام
نیم بسمل نیم کشتہ نیم جان

شاعرانِ دہر کہتے ہین تجہے
خوش مزاج و خوش زبان و خوش بیان

لاکہہ چکر کہائین یہہ لیل و نہار
گردشین لاکہون کرے یہہ آسمان

دوسرا پیدا ہو تجہسا دہر مین
یہہ توقع اب زمانے سے کہان

تجہسے خوش اخلاق ہین اب ناپدید
تجہسے خوش اوصاف دنیا مین کہان

میں سمجھتا ہوں تجھے جان سخن　　تو ہی فن شعر کی روح روان

جب سنے تیرے مضامین گرم گرم　　سوزنی کے دل سے ہی اٹھے دھوان

زلف و رخ کے تو نے جب مضمون لکھے　　سنبل و گل کی اڑائین دھجیان

جب سنی تیری زبان سے اپنی مدح　　اور بل کرنے لگی زلف بتان

شاعرون نے جب سنی تیری غزل　　رکھی انگشت حیرت در دہان

آجکل ایسی زبان کسکو ملی　　ایسا پایا ہے کسی نے کب بیان

کچھ اکیلا مدح خوان مین ہی نہین　　اک زمانہ ہے مرا ہمداستان

عرشی و فرشی ترے مداح ہین　　تجھپہ نازان ہین زمین و آسمان

تیرا دشمن ہو ہمیشہ پائمال　　ہو ترا بدخواہ مطعون جہان

تیری ہر آفت ترے اعدا کے سر　　ہر بلا تیری نصیب دشمنان

تیرے اعدا کو ترے سہام لگے　　کہتی ہے تقدیر خاکش در دہان

تیرا حافظ ہے خداوند قدیر　　تیرا حامی ہے شفیع عاصیان

کیا کرے تعریف فیروز حزین　　کیا کہے آگے زبان بے زبان

طبع دیوان کی خبر جسدم سنی　　جوش مین آئی مری طبع روان

علیسوی ہجری یہہ دو مصرع ہین　　ذہن مین اسطرح آئے ناگہان

ماہتاب داغ ہے رنگین چمن　　ہے کلام داغ ماہ آسمان

۱۸۹۲ع　　—　　۱۳۰۹ھ

تقریظ از نتائج افکار محمد غالب مرزا صاحب مراد تخلص برادرزادہ و شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

گھر گھر ہے روشنی اسی روشن چراغ کی	شہرت ہوئی جہان مین مہتاب داغ کی

اللہ جل شانہٗ کی حمد کا تبرکاً لکھنا اتنا ہی کافی ہے کہ اُسنے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور زبان کو سخن سے اور سخن کو معانی سے آراستہ فرمایا۔
محمد صلعم الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کا تیمناً تحریر کرنا اسیقدر بس ہے کہ اُنہون نے رحمت للعالمین کا خطاب پایا۔
آل واصحاب رحمت اللہ علیہم اجمعین کے محامد اور انسان کی زبان کجا زمین کجا آسمان حضرت داغ دہلوی کا تیسرا دیوان۔ اِسکی تقریظ لکھنے کا ارمان۔ اور مجھہ سا کس مپرس وہیچمدان۔ یہہ بھی خدا کی شان۔ بات کرنی آتی ہی نہین سخن آرئیکا خیال ہے۔ واقعی ہرکس بخیال خویش خبطے دارد۔ کی مثال سچے حسب حال ہے ایسے بے مثال کلام کی تقریظ لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اپنے نزدیک اِسکو بھی لڑکون کا کھیل سمجھا ہے۔ دو حرف لکھنے پڑھنے کیا آگئے ہین۔ کہ زمین و آسمان سر پر اُٹھا لیا ہے ؎ دون کی لے رہے ہین یاروں مین ؏ ہم بھی ہین پانچون سوارون مین ؏ دراصل مطلب کچھ اور ہے۔ یعنی شہرت حاصل کرنے کا یہہ ایک نیا طور ہے۔ کہ اِس نامور تصنیف کے ساتھہ اپنی تقریظ لگا دی۔ منت کے پیرایہ مین اپنی فضیلت جتا دی۔ کوڑی خرچ ہوئی نہ پیسہ کلام نے طبع ہوکر

سارے جہان مین اشاعت پائی - جلدی لگی نہ پھٹکری مفت کی شہرت ہمارے حصے مین آئی - اب دنیا کے نزدیک ہم بڑے عالم و فاضل ہین - اگرچہ الف کے نام بے نہین جانتے اور مطلق جاہل ہین - میری تحریر بالکل نئی ہے - میرے سمجھانے سے سمجھہ مین آگئی ہے ورنہ اسکا سمجھنا ذرا دشوار تہا - کیونکہ اک مدتکا پوشیدہ اسرار تہا - منصفی شرط ہے - آپ حضرات کو ہزارہا تقریظین دیکہنیکا اتفاق ہوا ہوگا - لیکن اس بات کا سمجھہ مین آنا درکنار بلکہ ایسا خیال بہی دلمین کبہی نہ گذرا ہوگا - یہہ ہمین ہین جو ایسی باتین مفت مین بتا دیتے ہین - کوئی مانے یا نمانے مفت کا احسان جتا دیتے ہین - کیون نہ کہیے گا کیسا سچا ڈہکوسلا بنایا ہے - اور تقریظ لکہنے کا منشا کیا صاف صاف سمجہایا ہے - ورنہ آپ غور فرمائے کہ اس لاجواب تصنیف کو تقریظ کی حاجت ہی کیا ہے - جسکے مصنف کو تمام دنیا نے استاد مان رکہا ہے اسکی تعریف کی ضرورت ہی کیا ہے - اہو قت کوئی ایسا سخنور ہندوستان مین کیا تمام جہان مین نہین کہ جو حضرت داغ کو نہ جانتا ہو - ایسا کوئی سخن شناس اب ہمارے ملک مین نہین ہے - جو انکو اُستاد نہ مانتا ہو - چاردانگ عالم نظم مین کوس لِمَنِ المُلک کا ڈنکا بجایا ہے - اور اپنے لاجواب کلام سے ملک الشعرا ہونیکا سکہ جمایا ہے - بڑے بڑے رئیسان باوقار کے یہہ فن شاعری مین مشیر ہین - یون سمجھہ لیجیے کہ اُنکے قلمرِو سخن کے بہی وزیر ہین - عجب بات ہے کہ مملکت

سخن کے کہین یہہ وزیر ہین کہین یہہ پادشاہ ہین ۔ کیا تماشا ہے کہ آپ
کسی جگہہ پناہِ سخن اور کسی جگہہ سخن پناہ ہین ۔ کشورستانِ سخن کا کلی و جزئی
انتظام انکے ہات ہے ۔ اِنکے نزدیک کسیکو ملک الشعرا بنا دینا کیا بڑی بات
ہے ۔ اِنکی طبیعت کی روانی سے بحرِ سخن کی وہ روانی ہے کہ جسکے آگے بڑے
سے بڑا دریا پانی پانی ہے ۔ زورقِ کلام کے یہہ خدا نہ سہی مگر ناخداے صنعت ہین
کہ ڈوبتے کا بیڑا پار لگا دیتے ہین دور دور مشہور ہین ۔ قطرے کو دریا بنا دینا
اِنکے اعجاز بیانی کے آگے ایک اَدنی بات ہے ۔ اِسکو اگر آپ باعتبار اِنکے
رسول نہونے کے معجزہ نہ کہین بازہم کرامات ہے ۔ اسمین دلیل کی کچھہ حاجت
نہین ۔ کیونکہ کشورِ معانی مین اِنکے سوا کوئی صاحبِ ولایت نہین ۔ اِنکے بیانیے
اُردو زبان نے وہ نام پایا ہے کہ فارسی کی فصاحت و بلاغت کو اَدنی بنا یا ہے
اللہ رے اعجاز زبان دانی کہ نظم مین اور یہہ سلیس بیانی ۔ جو محاورے روزمرہ
اِنکی نظم مین موجود ہین دوسرون کی مختصر سے مختصر نثر مین مفقود ہین ۔
اور کیونکر نہون ۔ یہہ زبان کوئی کہان سے لائے ۔ ہیکڑی سے کسطرح کوئی
اہل زبان بنجاے ۔ آخر یہہ دلی کی زبان ہے جہانکا ہر شخص جادو بیان ہے
یہہ بول چال کچھہ ہنسی کھیل نہین ۔ جو یونہین آجائے ۔ یا سُنی سُنائی دو چار
باتین یاد کرنے سے کام نکل آے ۔ اِسکا آنا دراصل بہت دشوار ہے ۔ یون
آدہا تیتر آدہا بٹیر بولنے کا ہر شخص کو اختیار ہے ۔ جناب مصنف نے اِسی

دیوان مین کیا خوب فرمایا ہے - گویا واقعی بات کا نقشہ کہینچا ہے - ۵

نہین کہیل اے داغ یارونسے کہدو	کہ آتی ہے اُردو زبان آتے آتے

اب مجہہ مین زیادہ لکہنے کی طاقت نہین - لمبی چوڑی عبارت لکہنے کی لیاقت نہین - اِسلئے یہہ چند سطرین لکہکر مصنف مدظلہ العالی کی خدمت مین پیش کی ہین - توبہ توبہ پیش کرنا کیسا نذر دین ہین - اگر یہہ نذر قبول ہو میرے دل کا مدعا حصول ہو - رب العالمین مصنف مدظلہ العالی کو با دولت و اقبال و عمر طبیعی قایم و دایم تا روز قیامت رکہے - آمین ثم آمین فقط

تقریظ نتیجۂ افکار پُر بہار جناب سید شبیر حسین صاحب متخلص بہ نسیم بہرت پوری شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

گو مہِ چرخ بہی ہنگام کمال اچہا ہے
میرے مہتاب کا اُس سے بہی جمال اچہا ہے

خداوندا تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ اِسوقت ہم اپنی مشتاق آنکہون سے اُس چیز کو دیکہہ رہے ہین جسکے شوق دید مین ہر شخص کا دل آنکہون سے تقاضے پر تقاضا کر رہا تہا - اور آنکہین بڑی آرزو کے ساتہہ کانون کی منتین کرتی تہین - وہ کیا دنیاے سخن کا ایک نیا مہتاب ! نیا مہتاب !! بالکل نیا !!! بہت چمکدار نہایت ہی روشن - وہ مہتاب نہین جسکی روشنی کل دفعۃً تک پہنچتی تہی

اور جسکو فقط طلسم کے زور سے حکیم ابن عطا مشہور بہ ابن مقنع نے چاہ نخشب سے نکالا تھا۔ وہ ماہتاب نہین جو آفتاب سے کسب ضیا کرتا ہے۔ وہ مہتاب نہین جسکے چہرے پر سیاہ بدنما دہبے معلوم ہوتے ہین۔ وہ ماہتاب نہین جو اپنے ذاتی نقصان اور عارضی کمال کی وجہ سے روز گہٹتا اور بڑہتا رہتا ہے۔ بلکہ یہہ وہ ماہتاب ہے جسکی نورانی اور چمکیلی شعاعین کسی حسین سے حسین معشوق کے شہرۂ حسن کی طرح مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک پہنچنے والی ہین۔ یہہ وہ ماہتاب ہے جسکی دلکش سطح کسی یوسف ثانی کے چہرے کیطرح داغ عیوب سے بالکل پاک و صاف ہے۔ یہہ وہ مہتاب ہے جسکا حسن دلکش حسینون کے جوبن کیطرح ناپایدار و غیر استوار نہین ہے۔ یہہ وہ مہتاب ہے جسکا نظارہ آنکہون کو نور دل کو سرور بخشتا ہے۔

اِس پُرانے ماہتاب کی روشنی تو معمولی طور پر صرف آنکہون ہی تک پہنچ سکتی ہے۔ مگر اس نئے مہتاب کی روشنی تو ایسی حیرت خیز ہے کہ دیکہتے ہی دیکہتے حواس باطنی کی آنکہین کہلجاتی ہین۔ دماغ روشن ہوجاتا ہے۔ اِسکی روشنی کی نسبت کبہی یہہ خیال ہو نہین سکتا کہ خدانخواستہ یہہ ماند ہوگی یا اِسکے سامنے کبہی کسیکو فروغ ہوگا۔

یہہ ہمارے اُستاد مقرب الخاقان اُستاذ السلطان بلبل ہندوستان عالیجناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی کا بنایا ہوا مہتاب ہے۔ وہ داغ جسکی

استادی کے جھنڈے گڑے ہوئے ہین - وہ داغ جن کی کاملیت کے سکے بیٹھے ہوئے ہین - وہ داغ جنکی شمشیر زبان کا لوہا اساتذہ حال مان چکے ہین وہ داغ جن کو دنیاے سخن کا خدا سمجھا جاتا ہے - جنکی زبان دانی - سحر بیانی معاملہ بندی - مضمون آفرینی - نازک خیالی کو سارا زمانہ مانے ہوئے ہے اور جنکی خدا داد طبیعت سے وہ - شوخ - چلبلے - اور نئے نئے مضمون اشعار کا دلفریب جامہ پہنے ہوے نکلے کہ جنکی صورت دیکھتے ہی دیکھتے بے اختیاری کے ساتھہ دیکھنے والے دِل پکڑ کر بیٹھہ گئے - معاملہ کی باتون کا ایک دلکش ادا کے ساتھہ ہو بہو نقشہ کھینچ دینا - اور محاورات کا بلا تصنع اس خوبصورتی کے ساتھہ باندہ جانا - یہہ سب باتین کہین آپ نے اور بھی کسیکے کلام مین دیکھی ہین - سچ کہیے گا آپکو خدا کی قسم - حضرت داغ کا یہہ تیسرا دیوان ہے - نہین وہ غیبی الہامات کا ایک نیا صحیفہ ہے جو ابھی ابھی اُنکے پاس نازل ہوا ہے - اور اُنکے ذریعہ سے ساری دنیا مین پھیلے گا -

اِسکے پیارے پیارے جادو بھرے الفاظ - اور دل مین چُبھتے ہوئے نشتر سے شعر کلیجے مین چٹکیان لیتے ہوے چلے - اِسکی شستہ زبان اُردوے مُعلّی کی جان ہے - اِسکے ہر مصرع کی نکیلی ادائین مژگان یار سے تیز - اور ہر شعر کے تیور ابروے دلدار سے زیادہ دل آویز ہین - سبحان اللہ سبحان اللہ بس نسیم بس کہانتک آفتاب کو گز سے ناپے گا - اُنکی شہرت تیری تعریف

کی محتاج نہین - اُنکی تعریف کا دعوی کرنا چھوٹا مُنھہ بڑی بات کا مصداق بنا ہے - زمانہ مین وہ کون ہے جو اُنکی شاعری پر ایمان لاے ہُوے نہین ہے - خدا میرے شفیق استاد کو سب شاگردون کے سر پر تا دیرگاہ سلامت باکرامت رکھے آمین آمین ثم آمین -

تقریظ از نتیجۂ ناثر عدیم المثال روح روان گلشن سخن جناب محمد شاکر حسین صاحب نکہت تخلص سہسوانی

حمد و ثنا بر اسم حکیمی زیباست کہ بذاتِ خود در جملہ صفات از مثل و مثال مبراست - انسان را مُظہر مَظہر خویش ساخت و بخلعت گرانبہاے اشرف المخلوقات نواخت زبان ہر ملک را رنگ و بوی جداگانہ بخشید و لفظ را مجاورِ درگاہِ معنی گردانید چون شاہد سخن را باین پیکر خوش منظر آفرید سبق گش خرامی داد و کلاہ چارترکی فصاحت و بلاغت و متانت و سلاست بر سرش نہاد - تاکہ ہر خیال بوضع خویش بزم معاملہ آرائد و بشایستگی و بایستگی تکلم نماند ہمانا حکیم داناست کہ بکار خویش تواناست ناظم بے عدیل است و ناثر بے تمثیل چنانچہ مصرعۂ برجستہ اش برق عالم افروز و مستزادِ او ذو ذنب عقل سوز مطلع دوغزلش ماہ تابان و مہر درخشان و صنعت مدورش گنبدِ گردان بنات النعش یک قطعۂ مختصر از قصیدہ کہکشان ہست

وصنعت تحتانی و فوقانی او زمین و آسمان ست - اگر شرح مسجع او را کواکب
بزنگار زند به یکدست و به یک قلم تخم روشنی در زمین سخن کارند - غزل مؤلف
الاوضاع خلقت معنی پیچیده دارد که کس حاصل مطلب او را نگاشت و نه نگارد
رباعی اسطقسات چار اطراف از اختراعش و فرد روح افراد عالم از ابداعش
مخمس حواس خمسه کرشمهٔ قدرت بالغهٔ او و مربع عناصر اربع جلوهٔ صنعت کاملهٔ او
مثلث موالید ثلثه و مسدس شش جهت یک نکته از کتاب حکمتش و هر چه بر
صفحهٔ عالم نوشتند و نویسند گواه الوهیتش سبع او هفت دوزخ و ثمن هشت
بهشت ست معشر او عقول عشره نام دارد - و تسعهٔ او که فلک نهم ست
چگونه کسے حالش در احصار انحصار آرد از هیبت جلالش قلم در دست کاتب
چون انگشت ششم بیکار و دوات از فرط حیرت دهن کشاده و سکته در کنار
جل شانه و عم نواله ازانجا که خداوند عز اسمه پیغمبر ما را که ختم الانبیاست
به ثنای مکرم ستود و پیغمبر علیه السلام اصحاب کبار را به محمدت بزرگ
اعزاز فرمود اصحاب بمناقب ثاقب آل اطهار دل بستند و بذروهٔ کمال
اخلاص و اختصاص نشستند بندهٔ ناچیز بالتخصیص هیچمدان بے علم چه کاینات
دارد که در نعت و منقبت و محمدت حرفی از لفظے برنگارد مگر اینکه بدعای شیرین
صلّی الله علیه و آله و اصحابه و سلم تر زبان شود و مقبول بارگاه ایزد سبحان
و مورد رحمت ممدوح انس و جان کلک کوتاه و عمر ناظرین و سامعین دراز باد

و درازی بر طرز دیگر کرشمه سنج پرداز که سومین دیوان اوج سپهر نکته دانی موج
بحر خوش بیانی مصباح کاشانهٔ فصاحت مفتاح خزینهٔ بلاغت سباح دامای سلاست
وسیّاح صحرای متانت مستجاب دعای کلام نمکین و خدا داد دولت مذاق شیرین
نازک خیال شیرین مقال جوهر تیغ زبان آوری شمع بزم سخنوری صاحب
طبع سلیم و سلیقهٔ مستقیم دانای حسن و قبح صحیح و سقیم درة التاج سخن پیوندان
زمانه طرہ دستار دانشمندان فرزانه بلند فکر عالی دماغ جناب نواب مرزا خان
صاحب **داغ** که در اقران اعظم ست و در امثال مقدم نثرش رونق بازار
نثرہ شکسته و شعرش در نظم بر روی شعری بسته غزلش مرقع غزالان معنی
پنداشتن مضمون زبون ست و بیت او را بیت العروس انگاشتن ناموزون
زمین سخنش از آسمان چهارم باج میخواهد و پیش لمعانی نقاطش مهر چون ماه
شب پانزدهم کاهد شور ملاحت لیلی شیفته اشعار نمکینش و شهرت رنگ
نباتی شکر فریفته ابیات شیرینش روانی طبعش سیل فنا در جوش و رنگینی
خاطرش هزاران باغ خلد در آغوش کلام بلاغت نظامش بسا دلپذیر ست و
مثال خوبی خویش را خود نظیر حجاب نقاب از روی اخفا برداشت و بدلفریبی
مجنون عشاق شیفته کلام شیرین قدم همت برگماشت خاطرم حیران ست و
طبعم پریشان که این تازه محبوب را بکدام الفاظ سرایم - و از عهدهٔ تحسینش بچه
حیله برآیم بوصفش گلزار نیارم که در آن خار ست اگر پرستان نگارم البته

متاع پرواز ست هر صفحه اش بر روے مخطط خوبان حرف مے زند و هر جدولش برلف نکویان خطے کشد بین السطور چون فرق معشوقان طناز دلستان و هر مضمون شوخ بسان چلبلہ محبوب آفت جان خریطۂ جواہر نگارم یا سبد گلہاے تر ذخیرۂ معانی نویسم یا معدن خوش بیانی رفیق تنہائی عبارت ازین ست باقی افسانہ چنان وچنین اے آہ چہ میگویم وچہ بے راہ مے پویم عجب انسانم نہ میدانم کہ این بزم سیہ چردگان ہندی نژادست کہ از دست شان عیش ہر واحد فتنہ محشر در فریاد آرے دیوان بزم ست و معشوق اردو اشعار ند کہ بشیوۂ دلبری زنجیر پای انظار زند ہر مصرع رشک قامت محبوبان و ہر بیت غیرت ابروے خوبان ہر مطلع مرہم سینہ مجروح و ہر مقطع سبب راحت روح ہر تشبیہ صورت نماے تصویر سایہ دار و ہر کنایہ ساقی شیشہ در کنار ہر اشارہ از چشمک خوش نگاہان باج خواہ نشست و برخاست ہر لفظ سبحان اللہ واہ واہ ہر ترکیب چون موزونی اعضای معشوقان نازک اندام دلفریب و ہر ادا مثل غشوۂ دلبران شوخ وشنگ غارتگر شکیب واقعی این دیوان عجیب ست اگر راست پرسی غریب ست جوش فکر مضامین آفرین بر آنست کہ تار گفتار منقطع نگردد و مشکی قلم جفت کردہ قدم از راہ خویش بر نگردد تا کہ از چار سو شعشعہ شاباش وتحسین ولمعۂ احسنت وآفرین بر سرم تابد و ذرہ ام توانائی مہر نیم روز یابد لیکن ع ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال ؎ حکم دل چنین ست خیر اندیش ست

زیادہ ازین مخروش و خود را بدست کور فہمان مفروش مبادا سخن راست را دروغ انگارند و امر واقعی را برمبالغہ محمول سازند و روی گریہ آلود کس خندہ بلب دوزد و جان ناتوان از آتش غم سوزد ای واے چہ کنم و چہ سازم بقول حضرت قبلہ تسلیم مغفور مرحوم ؎ کار با دل فتادہ است مرا ٭ سخت مشکل فتادہ است مرا ناچار سخن خیر یاد مے گویم و طرف کوچہ خاموشی مے پویم بار دیگر حرف تمکین مے گویم و داد مزہ دارے جویم اگر کسے دست خریداری این آبا در ستن ایں را باکشد من و ایمان من کہ تلخکامی حسرت او را کشد قاضی الحاجات مجیب الدعوات این طفل نوبیا آمدہ را بعمر طبعی رساناد و پدر عالی قدرش را از حوادث زمانہ محفوظ داراد بحرمتہ محمد و آلہ الامجاد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کثیراً کثیرا

تاریخہائے دیوان مہتاب داغ از نتائج افکار سخن طرازان عالی دماغ بحساب حروف تہجی

قطعہ تاریخ از نتائج فکر بلند جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب آہ تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

شوخی ہے خدا داد خیالات اچھوتے	مضمون نئے لے ہیں مزا اور ہی کچھ ہے
تاریخ کا انعام ملے آہ کو اے داغ	دیوان نہیں نام خدا اور ہی کچھ ہے
	سنہ ۱۳۰۹

ایضاً

ہے عجب محبوب بانکا داغ کا دلکش کلام — حسن مین آن آنکھہ مین جادو نگہہ مین شرم ہے
شوخ مصرع چلبلے الفاظ بول اُٹھتے ہین آہ — ستو مین دیوان اک معشوق گرما گرم ہے

۱۳۱۰

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر اضعف العباد محمد ابو الحمید آزاد تخلص وکیل ہائیکورٹ گورنمنٹ سرکار نظام حیدرآباد دکن خلّد اللہ ملکہٗ کمترین تلمیذان بلبل ہندوستان سرآمد شاعران استاد السلطان دکن جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی مدظلہ العالی

میرے استاد کا جواب نہین — فخر ہندوستان ہے کیا کہنا
ماہتاب سپہر علم و ہنر — آفتاب جہان ہے کیا کہنا
رشک سحبان و غیرت حسّان — سرور شاعران ہے کیا کہنا
اُسپہ قربان ہے بلاغت آج — اُسپہ صدقے زبان ہے کیا کہنا
زود گو شوخ طبع عالی فکر — خوش زبان خوش بیان ہے کیا کہنا
نطق کہتا ہے ہم ہی کہتے ہین — بے نظیر زمان ہے کیا کہنا
ختم اُسپر ہوئی سخن گوئی — نکتہ رس نکتہ دان ہے کیا کہنا
اُس سے سرسبز ہے ریاض سخن — اُس سے زندہ زبان ہے کیا کہنا
ملک در ملک جا بجا چرچا — داستان داستان ہے کیا کہنا
ہوگیا طبع تیرا دیوان — یہہ نیا ارمغان ہے کیا کہنا
ہین نئے سب سے اِس چمن کے پھول — یہہ نیا گلستان ہے کیا کہنا

کہدے آزاد مصرع تاریخ	داغ معجز بیان ہے کیا کہنا سنہ ۱۳۱۰ھ

قطع تاریخ از نتیجہ فکر فلک پیما نظیری نظیر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر تخلص مینائی لکھنوی استاد نواب خلد آشیان

شایع از ملک دکن شد سخن تازۂ داغ	گوئیا ماہ ز اقلیم سخن طالع شد
مصرع سالش امیر آمدہ از ہاتف غیب	ماہتابے نوے از طرف دکن طالع شد سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

ہر شعر فکر شاعر نازک دماغ سے	نکلا ہے جیسے پھول نکلتا ہے باغ سے
تاریخ اگر نکالنی ہو نام سے امیر	شاعر نکالیں جو صلے مہتاب داغ سے تخرجہ سنہ ۱۳۰۹ھ

قطع تاریخ از فکر فلک پیمای شاعر نازک خیال جناب منشی حسین الدین احمد صاحب اثر تخلص تلمید جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

فلک سے ہیں اُترے ہوئے شعر سارے	اثر آسمان سخن کا ہے دیوان
یہہ مصرع بھی ہالے کی صورت رہیگا	قمر آسمان سخن کا ہے دیوان سنہ ۱۳۰۹ھ

قطع تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند شاعر شیرین گفتار جناب مولوی محمد صدیق صاحب اشک تخلص تلمید جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی

ہے یہہ مہتاب داغ کی شہرت | کہ زمیں سے ہے آسمان تک شور
مصرع سال اشک نے یہہ کہا | شاعر اب ہیں اسی قمر کی چکور

سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر گہربار جناب سید محمد حسن صاحب احقر تخلص تلمیذ جناب مصنف مد ظلہ العالی

شکر ایزد را کہ داغ نامور | یافت از دیوان سوم چون فراغ
بوے گلہاے مضامینش رسید | طبلۂ عطار شد ہر یک دماغ
اے زہے رنگینی فکر نفیس | خجلت و غیرت دہ گلہاے باغ
بادۂ الفت دلم را کرد پر | از زمانے بود خالی این ایاغ
این کتاب بے مثال و بے نظیر | ہست بزم شعر را روشن چراغ
سال طبعش احقر از ہاتف شنید | نونہال زندگی دیوان داغ

سنہ ۱۳۰۹ھ

ولہ

واہ کیا دیوان چھپا استاد کا | دیکھکر جسکو ہوا دل باغ باغ
ہے سر انصاف سے یہہ سال طبع | حسن بزم نور ہے مہتاب داغ

سنہ ۱۸۹۲ء

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر وقاد جناب حکیم میر مہدی حسین صاحب رضوی المتخلص ڈاکٹر بریگیڈ گولکنڈہ تلمیذ جناب مصنف مد ظلہ العالی

چھپا داغ صاحب کا دیوان سوم | زہے شکر خلاق کون و مکان کا

یہہ نقشہ حسینون کے انداز کا ہے
سراپا ہے گویا یہہ ناز بتان کا

دل و جان سے عاشق ہے اسکا زمانہ
یہہ محبوب معشوق ہے اک جہان کا

الم نے کہی اسکی تاریخ ہجری
یہہ دیوان ہے داغ معجز بیان کا
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

سال ہجری کا جو دہیان آیا الم
ہاتف غیبی نے مجھسے یون کہا

مہملہ کے زبر سے لیجے عدد
تخرجہ بہی اسمین کیجے ایک کا

اور منقوطہ کے زبر و بینہ
لیکے دیجے دونون کو باہم ملا

مصرع تاریخ پڑہیئے اسطرح
تیسرا دیوان ہے یہہ استاد کا
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

چہپ چکا استاد کا دیوان جب
علیسوی تاریخ الم نے یون کہی

بینات و زبر مین دیکہو عدد
گلشن بیخارہ ہے دیوان داغ
سنہ ۱۸۹۲ع

ایضاً

واہ کیا دیوان ہے مہتاب داغ
ہے سب اسمین مدحت حسن صبیح

طبع کی تاریخ الم سمت مین کہہ
فکر داغ آسمان قدر فصیح
سنہ ۱۹۴۹ سمت

ایضاً

تیسرا دیوان الم استاد کا
آجکل مطبع مین زیر طبع ہے

معجمہ مین سال فصلی کر رقم
نقد فکر داغ میسو طبع ہے
۱۳۰۲ف

ولہ

شاہ اقلیم سخن استاد شاہ
داغ عالی قدر فخر روزگار

شاعر شیرین زبان نازک خیال
بلبل ہندوستان صاحب وقار

تیسرا دیوان ہے انکا زیر طبع
انتخاب و بے مثال و پر بہار

محو تہا مین فکر مین تاریخ کی
یہہ ندا ہاتف کی آئی ایکبار

سال فصلی یون ہی نکلا ای الم
گر سر کر ر کہلے پلٹا روزگار

۱۳۰۲ف

ولہ

دیوان استادم استاد شہریارم
باصد بہار عالم گردید طبع واللہ

خطے چو بر قلم زد کلک الم رقم زد
تاریخ نغز و خوبی در صنعت دوگانہ

صد زیست سال ہجری مغبوبیت فصلی
در سیزدہ صد و دہ مطبوع گشت آہ

۱۳۰۲ف ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند شاعر خوش مقال جناب شیخ محمد لطف الدین صاحب اوج تخلص جہنتواروی ضلع مظفرپور تلمیذ جناب نیر بنارسی

گلزار پر بہار ہے دیوان داغ کا
ہے ہر جگہ مذاق سخن طرفہ آشکار

دیوان چہپ گیا تو سر انبساط سے
تاریخ اوج تم یہہ کہو نغمہ ہزار

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال جناب محمد اشتیاق علی صاحب اشتیاق تخلص تلمیذ جناب منشی ممتاز علی صاحب آہ

دیوان تیسرا یہی ہوا طبع داغ کا	رنگ اور ہی نکالے گی اُردو زبان آج
تاریخ عیسوی یہہ کہی اشتیاق نے	مہتاب داغ سے ہو منور جہان آج
	۱۸۹۲ء

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیمائی شاعر نازک خیال سخنور بیمثال جناب مولوی محمد یعقوب صاحب صدیقی جونپوری انیق تخلص تلمیذ جناب مصنف مد ظلہ العالی

تا چہ نویسم صفات داغ را	تا رأینا مثلہ تحت السما
این کہ دیوان سوم ترتیب داد	فی سماء الحسن کالنجم الضیا
از پئے تاریخ طبعش ای انیق	فکرنا سارا الی عرش العُلا
از سر طور رم کلیم اللہ گفت	قل لہ تاریخ ـ کالشمس الضحیٰ
	۱۳۰۹ھ

ولہ

اذا الف الداغ دیوانہٗ	بارض الفصاحت کغرس الفریغ
لتاریخہ العیسوی یا انیق	فقل ـ بان ہذا کلام بلیغ
	۱۸۹۲ء

ولہ

صنف الاستاد دیوان الفصیح	سرتہ کلا فی البدعہ لا نبطل
قال منی ہاتف تاریخہ	یا انیق ارقم ـ ہو مرغوب کل
	۱۳۰۹ھ

ولہ

کسے دید دیوان مہتاب داغ	فقال ان ہذا لشیئ عجاب

زہے آسمان فصاحت بہ پیش | بچرخ بلاغت خجے ماہتاب
بیاد بہ بین منکر فضل داغ | بگو راست زانصاف و بر متاب
کراہست فکر رسا اینچنین | بہر لفظ رمز بیت شعر انتخاب
پئے سال طبعش انیق حزین | تجسس نمودم بصد اضطراب
بسوی سن عیسوی شد خیال | کہ ناگاہ روح نظامی شتاب
ز رنے جوابم ندا کرد گو | گہرہاے روشن تر از آفتاب
١٨٩٢ء

ایضاً

طبع مہتاب داغ شد چو انیق | گشت مطبوع شاعران زمن
پئے تاریخ عیسوی ہاتف | سخنے بہ نظیر گفت این
١٨٩٢ء

ایضاً

طبع گشتہ کلام استادم | بہین چہ زیبا عرائس افکار
با ہزار آرزو و شوق انیق | گفت ہر کس کلام داغ بیار
١٣٠٩ھ

ایضاً

شدہ مہتاب داغ چون مطبوع | گشت طبع سخنوران مائل
دل ز من گفت سال طبع انیق | گوچہ طرفہ سخنور کامل
١٣٠٩ھ

ایضاً

مہتاب داغ را چو بدیدم بچشم غور | مہر بیست روشنست جہان مقال از و

در مصرعے انیق دو تاریخ شد عیان
ہین یادگار داغ و چراغ کمال ازو

۱۳۰۹ ۱۳۰۹

ایضاً

ناگہان آئی صدائے آفرین ہر سمت سے
طبع جستم ہو گیا دیوان استاد شفیق

مصرع واحد مین دو تاریخ یون دل نے کہی
نظم روح افزو و منظور زبانہائے انیق

۱۳۰۹ ۱۳۰۹

ایضاً

دیوان تیسرا بہی ہوا طبع کیا خوب
طرز سخن مین کچھہ عجب انداز داغ ہے

منکر سے کہدو لے سر انصاف سے ذرا
آ دیکھہ یہہ نمونۂ اعجاز داغ ہے

۱۳۰۹

ایضاً

کیا ہی دیوان پر بہار ہے یہہ
جسکے ہر شعر مین ہے لطف نیا

ہے سزاوار انیق اگر اسکو
کہیئے گلدستۂ بہار افزا

کسی دیوان مین ہے یہہ لطف زبان
کوئی اہل سخن بتائے ذرا

دیکھکر یہہ کلام سحر آگین
لکہیئے تاریخ طبع دل نے کہا

سر اعلان سے کہا مین نے
داغ سینہ پہ حاسدونکے ہوا

۱۳۰۹

من نتائج افکار مولانا مولوی رامپور سکنہ دکن میرزا محمد عبدالرحمن خوشنویس مطبع رکاب سلطان خلد اللہ ملکہ واقبالہ ایمان تخلص

حضرت داغ کا نیا دیوان
سال تاریخ اسکی لکھہ ایمان

چھپ گیا اندنون بشوکت و جاہ
کیا ہے اشعار مین فصاحت واہ

سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ از فکر فلک پیمائے شاعر نازک خیال طہور نظیری بجناب مستطاب صاحبزادہ امرتضی خان صاحب بہادر بسمل تخلص از خاندان نواب صاحب بہادر والی رامپور خلد اللہ ملکہ

لو چھپا دیوان داغ اتیسرا
نظم رنگین جان نشین دلخواہ داغ

زیر پائے طبع ہے عرش سخن
چرخ سے اعلی ہے پایگاہ داغ

ہاتف ربی لسان حق بیان
ملہم غیبی دل آگاہ داغ

دیتے ہین انکو حسین جانون مین جا
عاشقون کے ہے دلونمین راہ داغ

باغ باغ اُنسے ہے گلزار دکن
کیا ہرا ہے جلوہ گاہ داغ

بلبل ہندوستان رنگین سخن
کیون نہو دلمین گلو نکے راہ داغ

شاعری نے انسے پایا ہے فروغ
فخر استادونکا عز وجاہ داغ

ہے عروج اختر بخت کمال
قدر فرماتے شہ جمجاہ داغ

تو بھی اے بسمل سنین طبع صاف
نظم کر کیا اوج پر ہے ماہ داغ

سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر بے نظیر جناب منشی محمد ممتاز احمد صاحب بشیرؔ تخلص خلف رشید و تلمیذ جناب حضرت امیر صاحب مینائی

غضب تیز ہے توسنِ فکرِ داغ	اشارے ہین یہہ اشہبِ طبع کے
کہی مین نے تاریخ دیوانِ بشیر	ترارے ہین یہہ اشہبِ طبع کے
	سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بے مثل نازک تلاش جناب میر محمد علی صاحب حیدرآبادی بخشیؔ تخلص تلمیذ جناب مرزا قربان علی بیگ صاحب سالکؔ مرحوم و میر عباس حسین صاحب ضیاؔ شاگرد

دکن سے روم تک شہرت ہے جنکی	جنابِ داغ کا ہمسر کہان ہے
اب انکا تیسرا دیوان چھپا ہے	کہ جنکی خاص دہلی کی زبان ہے
یہہ کہدو مصرعِ تاریخ بخشی	کلامِ شاعرِ شیرین بیان ہے
	سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر شیرین گفتار جناب محمد باقر صاحب ادیبؔ تخلص ساکن ملک میسور از احسن ڈسٹرکٹ

طبع شد چون کلامِ حضرتِ داغ	انکہ استادِ بادشاہِ دکن
ملہم از برق مصرعِ تاریخ	گفت ـ مہتابِ آسمانِ سخن
	سنہ ۱۳۱۰ھ

تاریخ نتیجۂ فکر ابی امیر یار مدار سر خیل سخنوران دکن جناب راجہ گردہاری پرشاد صاحب بہادر باقیؔ تخلص

چون طبع کلام داغ صاحب گردید — هر نکته بشد داغ دل لاله باغ

تاریخ رقم کرد عجائب باقی — دیوان سومی مبسوط داغ

سنه ۱۳۰۹

ایضاً

دیوانِ داغ طبع گردید — هر سطرش هست سنبل باغ

هاتف تاریخِ او ز باقی — گفتا کحل الجواهر داغ

سنه ۱۳۰۹

ایضاً

دیوان سومی آن حضرتِ داغ — شد طبع و بشد هند و دکن را مرغوب

چون دید کلام پربها را اُستاد — محبوبِ علی شاه دام اقباله پسندیدش خوب

گلدستۂ باغِ عشق دیدم عرشش — کس رنگِ سخن نیست با این اسلوب

تاریخ طبع خوش رقم زد باقی — دیوان سومی داغ محبوب

سنه ۱۳۱۰

ایضاً

چون طبع شد کلام جناب شفیق داغ — باقی سنش بگفت کلام دقیق داغ

سنه ۱۳۱۰

ایضاً

دیوان داغ در زبان اُردو — شد طبع که هست بس فصیح و املح

تاریخ طبع از رقم زدہ باقی — دیوان داغ دہلوی افصح
سنہ ۱۳۱۱ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش بیان جناب ابو البرکات سید محمد مبارک حسین صاحب سہرامی تخلص

چھپا ہے برق وہ دیوان پر معانی داغ
کہ عندلیب بھی ہیں محو خوش بیانی داغ

لکھوں یہ سال مسیحی میں مصرعہ تاریخ
بہار جان مسیحی ہے گل فشانی داغ

۱۸۹۲ء

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر بی نظیر جناب خاقان حسین صاحب توقیر
تخلص تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

حضرت داغ کا چھپا دیوان
کیا کہوں کیا ہوئی مجھے فرحت

مجھکو یہہ روز خوش نصیب ہوا
اب بھی نازاں نہو مری قسمت

انکے دشمن جلا کریں یارب
رنج سے ایکدم نہو راحت

سر اعدا کو کاٹ کر لکھوں
ماہ تابان گلشن بہجت

۱۳۰۹ھ

ایضاً

ہست دیوان جناب استاد
گنج معنی گہر معدن شوق

سال طبعش چو بجستم توقیر
گفت ہاتف سحر گلشن شوق

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش تلاش جناب حکیم سید محمد مرتضی علی صاحب
ثابت تخلص رامپوری

ہیں مجھ سا ایسے استاد کے مضامین — افسردہ دل بھی اس سے اک باغ باغ ہوگا
ہاتف نے سال اسکا لکھا ہے خوب دیکھو — زیب سپہر مطلع مہتاب داغ ہوگا

سنہ ۱۸۹۲ء

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند شاعر نازک خیال جناب سید جلال صاحب جلال تخلص عظیم آبادی شاگرد جناب مصنف مد ظلہ العالی

کیا داغ کا دیوان ہے مہتاب کی صورت — سبحانک اللہ تعالےٰ و تبارک
ہاتف نے جلال آج کہا طبع کا یہ سال — شاہنشہ اردوے معلّیٰ یہ مبارک

سنہ ۱۳۱۰ھ

ولہ

کیا چمن فیض ہے مہتاب داغ — رشک سے گل کھاے ہر اک باغ نے
طبع کی تاریخ ہے یہ اے جلال — چاند کو لو ماند کیا داغ نے

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند شاعر خوش مقال جناب مولوی محمد مبین صاحب جلیس تخلص مچھلی شہری

حضرت داغ کا چھپا دیوان — ماہ پارہ ہے مہر آگین ہے
دلکش اک ایک مصرع موزوں — ہر غزل کا مزاج رنگین ہے
دیکھکر لطف بندش مضمون — روح ذوق آج محو تحسین ہے
آب و تاب سخن کا کیا کہنا — سلک گوہر ہے نظم پروین ہے
تازہ تازہ شگفتہ فکر کے پھول — صاف گلدستہ ریاحین ہے

لفظ لفظ اُسکے سر بسر زیبا — بہر حسن کلام تزئین ہے
مصرع سال طبع کہدو جلیس — جلوۂ شاہد مضامین ہے
سنہ ۱۳۱۰ھ

ولہ

شدہ طبع دیوان رشک چمن — ز فکر مصفائے داغ وحید
نوشتم پئے سال طبعش جلیس — بہار مضامین و صبح امید
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر جمیل جناب حافظ محمد جلیل حسن صاحب جلیل تخلص مانک پوری تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

وصف مہتاب داغ کیا ہو جلیل — مہر کو حاجت چراغ نہین
مطلع نور ہے یہہ مصرع سال — کیا نیا چاند ہے کہ داغ نہین
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش خیال جناب حکیم حافظ معشوق علیخان صاحب جوہر تخلص وکیل درجہ اول ریاست بہاول تلمیذ جناب نثار احمد صاحب تائب

کیون نہ دیوان داغ ہو مرغوب — شعر ہان دل پسند لفظ سلیس
ہے سر انتشار جوہر نے — کہدیا ہے کلام داغ نفیس
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر رنگین خیال جناب محمد عبد الحمید صاحب حمید تخلص متوطن کلکتہ

حضرت داغ کا چھپا اب وہ کلام بے مثال ۔ جس سے بلند ہو گئی شوکت و شان ریختہ
نام سے اُنکے ہے نشان اُردوے خاص ہند کا ۔ ذات پہ اُنکی کرتی ہے ناز زبان ریختہ
اُنکو روا ہے گر کہون ماہ منیر اوج فیض ۔ اُنکو بجا ہے گر کہون مہر جہان ریختہ
اُنکے سحاب فکر سے تازہ ہے گلشن سخن ۔ اُنکے بہار طبع سے شاد و روان ریختہ
شعر متین کو دون مثال گیسوے حور خلد سے ۔ مصرع نغز کو لکہون سرو روان ریختہ
انکا بیان جان فزا اُنکا کلام روح بخش ۔ قوت روح ریختہ راحت جان ریختہ
کہہ گئے باتون باتون مین نکتے فنون شعر کے ۔ کہولدیئے جہان پر راز نہان ریختہ
نکتہ وران ہند کو دعوت چشم و گوش ہے ۔ دیکھیئے شان ریختہ سنیئے زبان ریختہ
فکر سنین انطباع تہی کہ حمید ناگہان ۔ ہاتف غیب نے کہا کہہ۔ دل و جان ریختہ
١٣٠٩ھ

وله

حضرت داغ کا چھپا جو کلام ۔ دلمین آیا لکہون کوئی تاریخ
فکر تہی اے حمید نکتہ سرا ۔ کہ ملے کوئی اچھی سی تاریخ
ہاتف غیب نے کہا ناگاہ ۔ درہم داغ دہلوی تاریخ
١٣٠٩ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر لبیب جناب میر سید علی صاحب حبیب تخلص لکھنوی

ہے عجب بندش عجب حسن کلام ۔ ہین گل مضمون کہ تختہ باغ کا
دیکھکر غزلین یہہ کہتے ہین حبیب ۔ واقعی دیوان ہے اچھا داغ کا
١٣٠٩ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر نازک خیال معانی بند جناب حافظ محمد ممتاز علی صاحب سررشتہ دار محکمۂ منصفی فوجداری مرافعہ ریاست بھوپال حافظ تخلص

بطریق جمع

مین نے جب چاہا لکھون از روے جمع
وارد خاطر ہوے الفاظ ذیل

سال طبع اس گلشنِ اشعار کا
خوش بیانی حسن معنی چو چلا
۹۷۹ ۲۸۸ ۴۳
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً بطریق تفریق

چھپا دیوان ثالث داغ کا ہے التجا حق سے
سن فصلی اگر درکار ہے تفریق کی رو سے

حسد کا داغ دل سے شاعران ہند کے دھو دے
سیاہی داغ سے لاف عدو اشعار سے کھو دے
سنہ ۱۳۱ ہندی

ایضاً بطریق ضرب

مژدہ بادای بلبلان سیر گلزار سخن
سال طبعش گر ز روے ضرب خواہی حافظا

حالیا از سنگ طبع گلشن اُردو دمید
اوج را بر فال زن تا سال نو آید پدید
۱۰× ۱۳۱= سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

چھپ رہا ہے داغ کا دیوان ثالث کون داغ
ہر الف ہر دشمنون کے حق مین اسکا تیر اور

ہے جو خوش گوئی کے باعث شاعرون مین سربلند
چشم بد کیواسطے ہر ایک نقطہ ہے سپند

چشم مہرپان ہے چشمک زن ہر اسکا عین و صاد | دلربائی کے لئے ہر لام خوشخط ہے کمند
ذہن مین آئے دو مصراع شگفتہ جب ہوئی | طالب تاریخ نو حافظ کی طبع ارجمند
بلبل ہندوستان کا گلستان بیخزان | بیت | طوطی ہندوستان کا بوستان دلپسند
سنہ ۱۸۹۲ء | | سنہ ۱۳۱۰ افصلی ہندی

ایضاً بیت

یہہ جناب داغ کا دیوان ہے حیرت نما | حرف سب جادو بہرے تا نے معانی معجزے
سنہ ۱۸۹۲ء | | سنہ ۱۳۱۰ افصلی ہندی

قطعہ تاریخ از نتیجہ سخن نازک خیال جناب محمد علی صاحب خیال تخلص تلمیذ جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب آہ

یہہ چہرہ ان ہین یا معنے آبدار | کہ مصرع ہین سارے بہرکے ہوے
خیال آنکہین روشن ہوئین دیکہکر | ہین سب شعر عمدہ چمکتے ہوے
سنہ ۱۳۱۰

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند شاعر معنی بند نازک خیال جناب محمد مستجاب خان صاحب خلق
تخلص حمید رسالہ خاص علاقہ سرکار حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

چھپا وہ حضرت استاد داغ کا دیوان | سخن سے جنکے زمانے مین ہے بہار سخن
انہین کے نام سے سکہ ہے شعر کا جاری | انہین کے نام سے آباد ہے دیار سخن
انہین کی قدر سے اردو نے پائی ہے رونق | انہین کی وجہہ سے چمکا ہے روزگار سخن
عجیب طرز فصاحت غریب دیوان ہے | نئے ہی رنگ سے ہے جوش پر بہار سخن
یہی تو ہے بت ہندی یہی مرقع چین | یہی عروس سخن ہے یہی نگار سخن

اسی کلام سے ہے آبروے اہل کلام
اسی سخن کی بدولت بڑہا وقارِ سخن

اسی بیان کو سب مستند سمجھتے ہین
اسی زبان سے باقی ہے اعتبارِ سخن

اسی کلام سے پہر نشۂ ہو گیا تازہ
اسی سخن سے ہوے مست بادہ خوارِ سخن

سخن زبان کی بغل مین کبہی فصاحت سے
زبان کبہی ہے نزاکت سے ہمکنارِ سخن

کوئی بیان پہ قربان گفتگو پہ کوئی
کوئی زبان پہ صدقے کوئی نثارِ سخن

کوئی فریفتہ ترکیب پر ادا پہ کوئی
کوئی ہے بسمل مضمون کوئی شکارِ سخن

کہین بیان کی فصاحت مین تازہ رنگینی
کہین زبان کی لطافت مین ہے بہارِ سخن

جو پوچہی خلق سے مہتاب داغ کی تاریخ
کہا یہہ اُسنے کہلا رنگ لالہ زارِ سخن

سنہ ۱۳۱۰

ولہ

آن وحید عصر یکتاے جہان
تاج فرق شاعران شاہ سخن

خوش طبیعت خوش بیان طب اللسان
بلبل ہندوستان فخر زمن

حضرت استاد داغ دہلوی
کرد چون دیوان مرتب در دکن

خلق ہاتف گفت سال طبع او
جلوۂ صبح طرب مہر سخن

سنہ ۱۳۱۰

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر بیعدیل جناب سید پیر شاہ صاحب جیدآبادی ختم تخلص تلمیذ جناب حافظ محمد میر شمس الدین صاحب مرحوم فیض تخلص

حضرت داغ سخنور کا جو یہہ دیوان ہے
نام مشہور جہان مہتاب داغ اسکا ہوا

اسکے چھپنے کی کہی تاریخ حزم نے عجیب — کیا ہی زیبا چھپ گیا دیوان سوم داغ کا
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بیمثل جناب میر یسین علی صاحب دل آل تخلص حیدرآبادی تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالے

چون مرتب شد ست این دیوان — منہدم شد کمال اہل بساط
فکر تاریخ کردمش ای آل — گلستان خیال اہل بساط
۱۳۱۰ھ

ولہ

چھپ گیا ہے اندنون دیوان داغ نامدار — خار ہے دشمنون کو دوستونکا ہے یہ باغ
دل یہہ کہتا تہا کہ لکھون عیسوی تاریخ مین — غیب سے آئی صدا یہ چھپ گیا دیوان داغ
۱۸۹۳ع

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر رنگین بیان جناب محمد عزیز الدین صاحب دل تخلص مقیم ملک عزیز المطبع دکن

وہ ہوا مطبوع دیوان جدید — اہل دل کا جیسے دل قربان ہوا
سال دل سے ہے عیان زیبا فی الید — طبع عمدہ داغ کا دیوان ہوا
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر سخنور خوش بیان جناب منشی امتیاز احمد خان صاحب راز تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

واہ یہہ دیوان ہے کیا رنگ مین ڈوبا ہوا — شعر جو اسمین ہے گویا ارغوان کا پھول ہے

باغ مین غنچہ چٹک کر کہتے ہین تاریخ راز
بلبل ہندوستان کے گلستانکا پہول ہے
سنہ ۱۳۱۰

ولہ

عنوان تاریخی

گلستان خوبی ہے پاکیزہ دیوان
سنہ ۱۳۱۰

کہان تہے شاہد معنی کا جلوہ دیکہنے والے
وہ چشم دل سے دیکہین اس سراپا ناز کا جلوہ
کہین شوخی فصاحت خوش بیانی نکتہ آرائی
کہین عاشق کے وصل و ہجر و سوز و ساز کا جلوہ
کہین ہے بوستان عارض گلگون کی نیرنگی
کہین شمشاد قد و نرگس طناز کا جلوہ
کہلا ہے راز فصلی سال کا حیرت نما غنچہ
یہہ دیوان داغ کا جادو ہے یا اعجاز کا جلوہ
سنہ ۱۲۹۹ فصلی ہندی

قطعہ تاریخ از نتیجہ شاعر خوش بیان جناب میر محمد علی خان صاحب تخلص
کیپٹر رسالہ گولکنڈہ حیدرآباد تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

مرتب گشت چون دیوان دوم شعر آصف
کہ مثلش نیست ہمچون بس آمد کامطلب شد
دام اقبالہ
خیال این ناگہان آمد بگو لے تاریخش
بحمد للہ جزاک اللہ سوم دیوان مرتب شد
سنہ ۱۳۱۰

ولہ

چہپا جبکہ استاد کا میرے دیوان
جلے مدعی خوش ہوئے دوستاحباب
لکہا میں نے یون با دل شاد تاریخ
یہہ دیوان ہے داغ صاحب کا نایاب
۱۳۱۰

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعرِ خوش فکر جناب فیض محمد خانصاحب ریحانی تخلص

چونکہ مطبوع شد بجان مطبوع	تازہ طباعی جنابِ داغ
طبع از طبع خود بسالش گفت	شدہ مطبوع ماہتابِ داغ ۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیمای شاعر بے عدیل سخنور یگانہ جناب میر ابعلی صاحب زور حیدرآبادی ملازم دفتر خزانہ عامرۂ سرکار عالی

دنیا پہ ہوا داغ کا مہتاب نمایان	پورا بخدا تیرا ارمان ہوا ہے
بیساختہ تاریخ لکھی زور نے اسکی	مطبوع جہان داغ کا دیوان ہوا ہے ۱۳۱۰ھ

ایضاً

گلزارِ داغ اول و بعد آفتابِ داغ	دیوان تیسرا ہی دل افروز چھپ گیا
مژدہ ہے عاشقون کو سن عیسوی کا زور	مہتاب داغ و نامہ جگر سوز چھپ گیا ۱۸۹۲ء

ایضاً

کیا گلستان سخن کی ہے سہ چند اسکی بہا	جلوہ داغ کا روشن ہے زمانے مین چراغ
عیسوی سال کہا زور نے مرغوبِ جہان	مژدہ زیبندہ چھپا تیسرا دیوان داغ ۱۸۹۲ء

ایضاً

تہا جسکا منتظر ہمہ تن چشم یک جہان	اے زور اب چھپے ہین یہ اشعارِ قلب سوز
تاریخ عیسوی کی ہے چوتھے فلک پہ دہوم	مہتاب داغ چھپ گیا دیوان دل فروز ۱۸۹۲ء

ایضاً رُباعی

دیوانِ سوم عجیب و نایاب داغ
چھپتے ہی ہوا پسند احباب داغ
سن تو نے لکھا ہے علیسوی کا اے زورؔ
دلسوز ورق چھپا ہے مہتاب داغ

سنہ ۱۸۹۲ع

ایضاً

سرسبز رہے سدا گلستانِ داغ
مہتاب عیان ہوا بصد شانِ داغ
اے زورؔ یہہ ہے نوید تاریخ طبع
لالہ کا چمن ہے دیکھہ دیوانِ داغ

سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

گلزار کی تھی چمک آفتاب کی
مہتاب داغ تیسرا جلوہ نما ہوا
تاریخ طبع زورؔ نے لکھی ہے بہا
دیوان داغ دلِ چمن لالہ چھپ گیا

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال جناب سراج میرخان صاحب سحرؔ دہلوی منصبدار

چھپا نواب مرزا کا وہ دیوان
کہ جسپر لوٹ ہین دلہائے عالم
یہہ ہے دیوان کی جدول کہ یا
کسی معشوق کا گیسوئے پُرخم
انھوں کے چُلبلے مضمون ایسے
فدا ہونے کو جان موجود ہر دم
ہر اک مصرع مین ہے اندازِ شوخی
کہ تصویر پری ہے قدِ آدم
کہان پیدا ہین ایسے نکتہ پرور
مقولہ ہے زباندانون کا باہم
لکھہ تاریخ اسکی سحرؔ تم بھی
کلامِ داغ ہے محبوب عالم

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از تصنیف شاعر شیرین مقال ظہوری خیال جناب خواجہ ولایت حسین صاحب سرور تخلص لکھنوی

دیوان داغ کیسا چھپتا ہے شد و مد سے
ہے زیر طبع حکم حاکم سے وہ دکن مین
تاریخ کے لئے تو کہدے سرور فوراً

صرف اسمین ہو رہا ہے کاغذ کا اور قلم کا
دیکھے تو کوئی اُسکو ہے لطف جام جم کا
عالم مین دیکھو ہمدم مہتاب داغ چمکا
۱۸۹۲ع

قطعۂ تاریخ از نتیجہ فکر طبع وقاد افتخار الشعرا شاعر بیمثل و بی نظیر جناب حافظ خان محمد خانصاحب شہیر تخلص ملازم سرکار بہوپال

نیرنگ کلام میرزا داغ
آئینۂ جلوہ راز معنی ست
ہنگامہ فروش بی قیامت
ہر بیتگہم کشاد دل را
خمیازہ کشان کجا کجا ئید
شاگرد جناب ذوق مرحوم
این پیر طریق شاعری را
در معرفت سخن شناسی
وارد باداے خود دم تیغ

افسون گوئی نوید آمد
سرمایۂ ذوق دید آمد
دردانۂ بے ندید آمد
نعم البدل کلید آمد
خمخانہ کشش نبید آمد
مرزاست کہ بس رشید آمد
ہر گوشہ دو صد مرید آمد
ہمرتبۂ بایزید آمد
صد دل چو دلم شہید آمد

گلزار دہم آفتاب اثر	در لطف سخن فرید آمد
این جلوہ گر سوم بصد ناز	بازائے دل ناامید آمد
گفتیم شہیر سال طبعش	نظم نادر پدید آمد
	سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال جناب ابو محمد صاحب شمس تخلص متوطن کلکتہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

استاد کا جو دیوان چھپکر ہوا مرتب	تھا چار سو یہ شہرہ لٹتی ہے دولت نظم
تاریخ عیسوی کی اے شمس فکر کی جب	آئی ندا فلک سے ــ باران رحمت نظم
	۱۸۹۲ء

ایضاً

چھپ چکا جبکہ تیسرا دیوان	سب سے پایا جدا کلام داغ
فکر تاریخ کی ہوئی مجھکو	کہ مرتب ہوا کلام داغ
شمس ہاتف نے دی فلک سے ندا	نسخۂ کیمیا کلام داغ
	۱۸۹۲ء

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیمای شاعر شیرین زبان نازک خیال جناب منشی نصیر احمد خان صاحب شوق میر منشی رسالہ اردلی خاص بھوپال تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

بے بہا قطعات تاریخ

۱۸۹۲ء

عنوان تاریخی

چھپا دیوانِ ثالث صاف و زیبا

سنہ ۱۳۱۰ ہجری

استاد کا ہے کلک گہر بار مُصور — کہینچا ہے ہراک شعر مین معشوق کا انداز

الفاظ دل آویز ہین مضمون اچھوتے — یہہ ڈہنگ غضب کا ہے بلا کی ہے پرداز

مصرع ہے ہراک روکش ابروے حسینان — نقطہ ہے ہراک مردمکِ چشم فسونساز

یون زیور خوبی سے مزین ہین مضامین — جسطرح کہ آراستہ ہو شاہدِ طناز

ترکیب ہے مرغوب خوش اسلوب ہے بندش — کچھ رنگ ہے استاد کا کچھ میر کا انداز

جادو بہرے اشعار پہڑکتے ہوے مصرع — دیوان کو کیونکر نہ کہین نسخۂ اعجاز

کچھ ہجر کی باتین ہین تو کچھ وصل کی گہاتین — عشاق کی منت کہین معشوق کی انداز

کی داغ سخن سنج نے کیا خوب زبان صاف — انپر ہوا انجام کیا میر نے آغاز

دعوے سخن جسکو ہو وہ ہمکو بتادے — یہہ لطف یہہ شوخی یہہ زبان اور یہہ انداز

اس گلشن اردوے مُعلّٰی کی کرین سیر — سعدی ہین کہ میر اور کہان بلبل شیراز

حاسد بہی پہڑک جائین وہ تاریخ لکھون شوق — یہہ داغ کا دیوان ہے سویداے دل ناز

سنہ ۱۳۱۰

عنوان تاریخی

دیوان ہے یہہ داغ باصفا کا

۱۳۰۱ نو روز فارسی

عجب حضرت داغ کا ہے یہہ دیوان | دکھایا ہے عالم کو رنگ طبیعت
کہین عالم آشوبی عشق پرفن | کہین شورش انگیزی شوق وصلت
کہین ذکر خونریزی تیغ ابرو | کہین اشک افشانی چشم حسرت
کہین جلوۂ حسن کی لن ترانی | کہین عشق بیباک و پرفن کی حالت
کہین شمع و پروانہ کی جانگدازی | کہین بلبل و گل کی رنگین حکایت
کہین لذت وصل و تکلیف ہجران | کہین حسرت دید و رشک رقابت
کہین ذوق کیفیت بادہ خواران | کہین نازش ساقی حور طلعت
کہین ناوک اندازی مست مژگان | کہین مہر انگیزی چشم الفت
کہین ناز و انداز مین جلوہ آرا | کہین سحر پرداز مہر و محبت
کہین چٹکیان دلمین لیتے ہین مضمون | کہین شوخیان ہین کہین ہی شرارت
کہین صاف لفظون سے شوکت ہے پیدا | کہین چست بندش سے پیدا ہے برکت
یہہ دیوان اہل سخن نے جو دیکھا | کہا ہے خدا ساز حسن بلاغت
لکھی شوق نے اسکی تاریخ روشن | یہہ دیوان ہے جلوہ فرش فصاحت

سنہ ۱۳۱۰ھ

عنوان تاریخی

ہے نگارستان داغ باوفا

سنہ ۱۸۹۲ء

گلستان مضمون ہے دیوان داغ | ہے دل اسپر سے اسکے تازہ دماغ

نہ پائینگے دنیا مین اسکا نظیر — کرین جستجو یار لیکر چراغ
سنو شوق سے مصرع سال طبع — کھلا ہے معانی کا پاکیزہ باغ

۱۳۰۱ نوروز فارسی

عنوان تاریخی

عروج جلوہ سے مہتاب داغ اسکے ہوا

سمت ۱۹۴۹

دیوان داغ کیون نہ بصارت فروز ہو — لکھا ہے خوشنویس نے روشن مداد سے
یہہ روشنی طبع کا مضمون مین ہے اثر — مہتاب داغ ہوگیا نور سواد سے

۱۸۹۲ء

عنوان تاریخی

گلستان خوبی ہے پاکیزہ دیوان

۱۳۰۱ھ

کہان ہین شاہد معنی کا جلوہ دیکھنے والے — وہ چشم دل سے دیکھین اس سراپا ناز کا جلوہ
کہین شوخی فصاحت خوش بیانی نکتہ آرائی — کہین عاشق کے وصل و ہجر سوز و ساز کا جلوہ
کہین ہے بوستان عارض گلگون کی نیرنگی — کہین شمشاد قد و نرگس طناز کا جلوہ
کھلا ہے راز فصلی سال کا حیرت نما غنچہ — یہہ دیوان داغ کا جادو ہے یا اعجاز کا جلوہ

۱۲۹۹ فصلی

وله

جب یہہ دیوان جہان معنی ہے — اسکی تاریخ ہو وہ مشفق من
نکلے ہر چیز سے زمانے کی — شوق سے سن لے یہہ شگرف سخن

۱۳۰۱ھ

پہلے اُس چیز کے عدد لکھہ لے	جس سے ہو مشکل مدعا روشن
پہر اسے ضرب کر تو بارہ[12] سے	اور پانچ اُسمین جوڑ اسے پُرفن
بعد ازان اُسکو چہہ پہ کر تقسیم	اور باقی کو اسے وحید مِن
دو سے باسٹھہ[262] مین ضرب دے بیشک	حاصل ضرب ہوگا ہجری سن

تمثیل قاعدہ

مثلاً لفظ آب سے تاریخ نکالنی منظور ہے۔ اسکے تین[3] ہین تین[3] کو بارہ مین ضرب دیا چہتیس[36] ہوے۔ اسپر پانچ بڑہاے۔ اکتالیس[41] ہوے۔ اکتالیس[41] کو چہہ[6] پر تقسیم کیا۔ چہہ بار گئے۔ پانچ[5] بچے۔ پانچ کو دو سے باسٹھہ[262] مین ضرب کیا حاصل ضرب سنہ ۱۳۱۰ ہوے علی ہذا القیاس

ولہ در صنعت ترجمہ

از فضل کردگار درین موسم بہار	سرسبز شد چو گلشن راحت فزاے داغ
گفتہ سہ سال شوق بیک مصرع بلند	باغ گزین و نغمۂ جادو دواے داغ
	سنہ ۱۳۱۰ ہجری ۱۳۱۰ فارسی سنہ ۱۳۱۰ ہندی

تصریح صنعت

ب دو ١٠	یک ا ٣٠	غ ہزار ٢٤٢	گ بست ٤٧٢	ز ہفت ٤٨٥	ی دہ ٩	ن پنجاہ ٦١	٠	باغ گزین
ن پنجاہ ٦١	غ ہزار ٢٥٣	م چہل ٣٨	ہ پنج ٥٥	ج سہ ٦٥	ا یک ٣٠	د چہار ٢٠٩	و شش ٦٠٠	نغمۂ جادو
د چہار ٢٠٩	و شش ٦٠٠	ا یک ٣٠	ی دہ ٩	د چہار ٢٠٩	ا یک ٣٠	غ ہزار ٢١٣	٠	دواے داغ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند شاگرد نگین بیان جناب میرزا محمد مشرف یار خان صاحب شرف از عمائد جاورہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

حضرت داغ کا دیوان سوم کیا کہنا — مخزن علم و ہنر ہے کوئی کیا جانے اسے
غنچۂ دل کے لئے اسکی ورق گردانی — جنبش باد سحر ہے کوئی کیا جانے اسے
کس بیمار محبت کی کہانی ہے یہہ — قصۂ درد جگر ہے کوئی کیا جانے اسے
لو سنا ہے کہ مرتب ہوا مہتاب داغ — ہمکو تحقیق خبر ہے کوئی کیا جانے اسے
سن ترتیب شرف تم بھی لکھو کیوں نہ لکھو — سرمۂ مفت نظر ہے کوئی کیا جانے اسے

۱۸۹۱ء

ولہ

خوشا مطبوع شد دیوان استاد — سخن سنجان مبارکباد سالش
ندا کرد از سر تحقیق ہاتف — بگو دلکش شرف از نظم دلکش

۱۳۱۰ھ

[illegible]

قطعہ تاریخ از نتائج فکر جلیل جناب ابو الجمیل مولوی عبد الجلیل صاحب شیفتہ بھگوانپوری ضلع مظفرپور تلمیذ جناب نیر بنارسی

بیشک ہے کلام داغ خوش گو — مجموعۂ لاجواب نادر
ہاتف نے کہا یہہ شیفتہ سے — تاریخ ہے انتخاب نادر

۱۳۰۹ھ

ولہ

اِک دہوم مچی اہلِ سخن مین ہر سو — جب طبع ہوا داغ کا دیوان سوم

سینے بہی کہا شیفتہ بہر تاریخ — اب طبع ہوا داغ کا دیوان سوم

۱۳۰۹ھ

ولہ

چو کلام حضرتِ داغ ما کہ یکے ز اہلِ سخن ورا — بخطاب طوطی ہند خواند وکیش شک ہزار گفت

ز برای نزہت ناظرین شُد طبع شیفتۂ حزین — پی سال طبع دلم – زہے سخن ہمیشہ بہار گفت

۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجہ فکر بلند جناب مولوی ایوب خانصاحب رؤ دلوی برتمیذ جناب نیر بنارسی

جسنے دیکہا کلام حضرتِ داغ — دِل سے اُسنے بہت پسند کیا

ہر ہجت سے لکہا صابر نے — کیا کلام نفیس داغ چہپا

۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر سخنور رنگین بیان جناب محمد عبدالرحیم صاحب صبا خلف حاجی قاضی محمد پناہ صاحب سالہ دار سرکار رامپور شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

چہپا کیا ہی دیوان استاد داغ — ہر اک کہہ رہا ہے بہت خوب ہے

یہہ معشوق کی جان عاشق کا دِل — ہر اک زندہ دل کا یہہ محبوب ہے

تجہے اسقدر فکر تاریخ کیون — صبا کہہ بہی دے – کیا ہی مرغوب ہے

۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر شیرین زبان جناب محمد عبدالحق صاحب صفا قادری شہیدی رامپوری

ہوے حضرت داغ جو رونق افزا
تو کیا جلوہ آرا بہارِ دکن ہے

ہوے سیکڑون چشمۂ فیض جاری
یہہ بحرِ طبیعت ہی کیا موج زن ہے

چھپا آج دیوانِ بے مثل اُنکا
جو مہتابِ داغ آفتابِ زمن ہے

ہوا اوج آرا وہ بختِ ہمایون
کہ اب قدر دان شہریارِ دکن ہے

ہر اک شعر سے موجزن ہین بہارین
یہہ دیوان رنگین وہ رشکِ چمن ہے

صفا مین نے تاریخ پُر نور لکھی
یہہ مہتاب اوج سمائے سخن ہے
۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال نزہت افزای ریاض سخن جناب محمد صابر حسین صاحب صبا نائب محکمۂ نیابت وزارت دیوانی و فوجداری ریاست بھوپال

ز انوار سخن شد چشم مشتاق جہان روشن
فروغ نظم داغست این کہ نور ماہتابست این

بشوخیہاے معنی پیکر الفاظ سحر آگین
سراپا جلوہ نیرنگی حسن شبابست این

بیا موسیٰ تماشا کن اگر چشم ہوس داری
چو سوز و طور آن شمع حسن بے نقابست این

بچیند چشم نظارہ بہار دامن گلچین
ز گلہاے مضامین رشک گلشن کتابست این

بہ بین از دیدۂ مست سخن کیفیت شوخی
بلفظ اندر کجا معنی ست در ساغر شرابست این

نگاہ شوق محو دید چشم خویش را گوید
پئے ہر شعر معنی خیز صاد انتخابست این

بشوق دیدن و ذوقِ شنیدن مژدہ باد اے دل
کہ چشم و گوش مشتاق سخن را فتح بابست این

سخن با طرز دل آویز خود ہر دل عزیز آمد
بہم نازش فروش شوق طبع شیخ و شابست این

شد از سراپا یہ حسن قبول آرایش معنی
بہ تکرار ای صبا تاریخ را قند مکرر کن

کلام ست این کہ تاثیر دعا مستجاب ست این
کلام لاجوابست این کلام لاجوابست این
سنہ ۱۳۱۰

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر انیق شاعر خوش گو سخنور معانی بند جناب صبر صاحب لکھنوی

شیفتہ ہون دل سے مین ناز کلام داغ کا
ترک دیوان غالب و میر ظفر کے ہو گئے
سن کے جی اٹھتے ہین لاکھون سال کے کشتے ہوا
جب سنی یہہ دہوم چہپا ماہتاب داغ ہے
بلبل دل سے ملا یہہ مصرع تاریخ صبر

ذکر ہے ہر بار انداز کلام داغ کا
خلق مین شہرہ ہے آغاز کلام داغ کا
وصف آدمی ہے یہہ اعجاز کلام داغ کا
دم لگا بہرنے مین دلساز کلام داغ کا
واہ کیا کہنا وہ انداز کلام داغ کا
سنہ ۱۳۱۰

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند جناب سید محمد امراؤ علی صاحب صبر تخلص ہوپالی

داغ نے ایسی دکہائی ہے بہار باغ نظم
ذکر جنت مین بہار نظم کا پہونچے اگر
ماہتاب داغ کی تاریخ لکھو صبر گر

نقطہ نقطہ صفحہ دیوان کا ہے رشک چمن
دل مین رضوان کے ہو پیدا شوق گلزار سخن
کہدو تم — اب خوب چمکا نیر فکر کہن
سنہ ۱۳۱۰

قطعہ تاریخ از نتیجہ سخنور بی نظیر جناب منشی مسعود احمد صاحب ضمیر خلف و تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی

نور مہتاب داغ سے چمکا
سچے دل سے ضمیر کہتا ہے

اور اہل سخن میں نام داغ
لائق ناز ہے کلام داغ
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند محمد نعیم الحق صاحب فتنو تخلص شیخپوری شاگرد جناب امیر و جناب مصنف مد ظلہ العالی

چھپا دیوان اس استاد کا جو
نہ کیونکر دل ہو اس دیوان میں فتح
سر دیوان سے فصل سال پایا

کہ جو استاد استاد زبان ہے
صف اسکا اک جادو بیان ہے
خیال بلبل ہندوستان ہے
سنہ ۱۳۱۰ف

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر دلکش سیماب شاعر شوخ فکر رنگین بیان جناب نواب میرزا بہاء الدین خان صاحب نبیرۂ نواب ضیاء الدین خانصاحب بہادر مرحوم رئیس لوہارو طلب تخلص اسسٹنٹ کمشنر کی ڈکیتی سنٹرل انڈیا

بٹھا دیا نہ خدا کے کرم سے آخر کار
قلم نے کام کیا تیغ تیز سے بڑھکر
شہ دکن کے لئے زیب تہا ہی استاد
دکن کے شاہ نے دی اسکو دولت جاوید
کلام اسکا ہے مرغوب شہر یار دکن

دکن میں داغ نے سکہ زبان اردو کا
حریف کوئی مقابل نہ اسکے ٹہر سکا
کہ ہے یہی تو شہنشاہ ملک معنی کا
خدا نے علم کی دی اسکو نعمت عظمیٰ
کلام اسکا ہے مقبول بارگاہ خدا

کلام اسکا ہر اک خاص و عام کو دل سے — پسند آیا ہے آتا رہیگا آئے گا

نیا ہے رنگ نئی طرز ہے نئی بندش — نیا ہے لطف نئی بات ہے کلام نیا

دیا جو حکم کہ ہو چھپ کے مشتہر یہ کلام — تمام ہند مین جناب داغ جا بجا کا

ہے اس کلام مین وہ تازگی مضامین کی — چمن ہو جیسے لطافت سے باغ باغ کھلا

اسی کلام پہ عاشق مزاج ہین مفتون — ہے اس کلام مین انداز دلربائی کا

اسی کلام سے رونق زبان اردو کی — اسی کلام پر اہل زبان ہین دل سے فدا

ہے اس کلام کی خوبی بیان سے باہر — کہ اس کلام کا شہرہ کہان کہان پہنچا

طلب یہ ہاتف غیبی نے دی ندا مجھکو — لکھو اس کلام کی تاریخ نظم بیش بہا

۱۳۱۰

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع آسمان پیوند شاعر خوش فکر دہلی نظیر جناب ظہیر الدین صاحب دہلوی ظہیر تخلص شاگرد استاد ذوق

زمانے کو مژدہ جہان کو نوید — کہ تابان ہوا ماہ تابان داغ

بہار فضا مین رنگین نہ پوچھ — شگفتہ ہین نسرین و ریحان داغ

عجب حسن پر ہے ریاض سخن — عجب جوش پر ہے گلستان داغ

فصاحت کا دریا ہوا موجزن — نہ ہے بارش ابر فیضان داغ

بلاغت کی پوچھو تو کچھ حد نہین — کہ مشکل سے مشکل ہے آسان داغ

اگر نکتہ نکتہ ہے باب سخن — تو گنج معانی ہے دیوان داغ

ثنائے سخن مین ہے قاصر زبان	جہان تک ہو تحسین ہے شایانِ داغ
زہے پایہ گاہ کلامِ بلیغ	زہے عظمت و شوکت و شانِ داغ
مجھے فکر تاریخ کی تھی ظہیر	ہوئی رہنمون طبع ذیشانِ داغ
سر افگندہ انجم ہین افلاک پر	کہ طالع ہوا انجمِ دیوانِ داغ
	سنہ ۱۳۱۰ھ

تاریخ طبع دیوان استاد سلطان دکن بلبل ہندوستان جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی۔ نتیجہ فکر محمد حبیب اللہ عشق شاگردِ ممدوح مدظلہ

از نسیم کلام حضرتِ داغ	غنچۂ دل برنگِ گل بشگفت
سالِ طبعش سروش غیب بعشق	نغمۂ عندلیبِ دہلی گفت
	سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

شد چو دیوان سو ہین داغ	صورتِ آفتاب عکس فگن
ملہم غیب سالِ طبعش عشق	گفت ۔ مہتابِ آسمانِ سخن
	سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال جناب محمد یوسف حسین صاحب عزیز مارہروی شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

مرتب کنون گشتہ دیوانِ داغ	کہ ہر سطر او سلکِ دُرِ عدن
ازین نغمۂ تازہ و سازِ خوش	بوجد اندر آمد دل و جانِ من

نہ ہے شاعر و شعر را پایہ	با فلاک شعر ش شدہ دست زن
چنین گفت مصراع سال ش عزیز	بہار معانی ور وح سخن ۱۳۰۹ھ

ایضاً

دیوان جناب حضرت داغ	جب طبع ہوا بزیب و زینت
تاریخ عزیز نے یہہ لکھی	گلدستۂ فرحت و فصاحت ۱۸۹۲ء

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر شیرین زبان جناب حکیم محمد قیام الدین صاحب چوہدری فکر تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

فکر مہتاب داغ مین ہے وہ حسن	کہ فلک کہہ اٹھا قمر قربان
کیا قمر مین ہین چار چاند لگے	مہرا س ماہتاب پر قربان ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش مقال جناب فضل شاہ خانصاحب فراق شاگرد جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب آہ

کلام داغ جادو ہے اثر مین	اگر جادو مین بات ایسی کہان ہے
نہ کیون ہر لفظ سے ٹپکے حلاوت	کلام شاعر شیرین بیان ہے ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ از فکر سنجیدہ خوش بیان عذب اللسان جناب محمد قادر علی صاحب قادر سررشتہ دار بخشیگری حسب ریاست بھوپال

کلام نواب میرزا ہے یہہ نظم دلچسپ و دلربا ہے — زبان میں اور ہی مزا ہے بیان میں رنگ دوسرا ہے

مذاق شیرین ہے اس سخن میں شکر ہے گویا گھلی دہن میں — یہہ آج شہرہ ہے اہل فن میں کلام شیرین بامزا ہے

سخن یہہ وہ منتخب ہے قادر سمجھتے اسکی ہیں قدر ماہر — یہہ خوبیونسے ہے اسکی ظاہر جو اسمیں مضمون ہر نیا ہے

خیال تاریخ دلمیں گذرا تو سال ہجری زبان پہ آیا — فصیح و زیبا ہے تازہ بندش بیان جادو بھرا ہوا ہے

سنہ ۱۳۱۰

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند شاعر نکتہ سنج جناب مولوی محمد قمر الدین خانصاحب شاہجہانپوری قمر و ملال تخلص منشی محکمہ صدر عدالت صوبہ شمالی ملک سرکار عالی شاگرد جناب مصنف مد ظلہ العالی

حضرت نواب مرزا خان داغ — اوستاد نامی ہندوستان

کرد چون تصنیف دیوان سوم — شش جہت شد شہرتش اندر جہان

گشت روشن چشم مشتاقان ازو — تیرہ شد عالم بروے حاسدان

سال طبعش عیسوی گفتہ قمر — ماہتاب داغ ملک افروز جان

سنہ ۱۸۹۳ع

ایضاً تاریخ اردو

عجیب شیرین گلزار داغ ہے بیشک — غریب نور میں ہے آفتاب داغ بپا

مگر ہوا ہے جواب ماہتاب داغ طلوع — یہہ چاند ہی ہے سپہر سخنوری میں نیا

کہا ملال نے تاریخ طبع کا مصرع — جناب داغ کا دیوان لاعدیل چھپا

۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند شاعر شوخ فکر جناب محمد محمود خان صاحب محمود تخلص تلمیذ جناب مصنف دام فیضہٗ

مری آنکھ جھپکی تھی محمود اک شب / تو کیا دیکھتا ہون کہ اک انجمن ہے

نئے لوگ ہین اور نیا ساز و سامان / غرض بزم کی بزم گل پیرہن ہے

بلا کر یہہ اک شخص سے مین نے پوچھا / یہہ محفل کہ پھولا پھلا اک چمن ہے

سبب منعقد ہونے کا تو بتا تو / خوشی ایسی کیون زیر چرخ کہن ہے

کہا اُسنے اے بیخبر تو مقرر / مسافر ہے کوئی غریب الوطن ہے

اُس اُستاد کامل کا چھپتا ہے دیوان / کہ جو آجکل زیب بخش دکن ہے

کہا مین نے تاریخ کیا ہے تو بولا / کہ۔ جلوہ نما ماہتاب سخن ہے

۱۳۰۹ھ

ایضاً

مجھے حیرت تھی کیا ہے ایسی شادی / کہ عالم ہے خوشی سے باغ باغ آج

ندا آئی کہ لکھہ محمود تاریخ / وہ شایع ہو گیا ماہتاب داغ آج

۱۸۹۲ء

ایضاً

دیوان چھپا ہے کہ ہین پھول کھل رہے / کیا جوش پر ہے باغ دکن مین بہار داغ

ہین گلشن جہان مین وہ ذوق اس کلام کے / بلبل فدائے داغ ہین گل ہین نثار داغ

محمود کو خیال جو تاریخ کا ہوا		آئی صدائے غیب۔ کہو الا لزار داغ سنہ ۱۳۰۱ھ
	ایضاً	
جب چھپا دیوان جناب داغ والا جاہ کا		دوستون کے دل ہوے خوش دشمنونکے ہوش گم
مین نے بہی محمود سنکر لکہی یہہ تاریخ طبع		اب ہوا شایع مرے اُستاد کا دیوان سوم سنہ ۱۳۰۱ھ

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر گہربار شاعر نازک خیال جناب مولوی عبد اللہ خان صاحب مقبل ساکن ٹونک ملازم محکمہ صدر المہامی بہوپال

سبحان اللہ حضرت داغ	زانگونہ کلام خویش پیراست
کز دیدن او بجز کرا نہ	احسنت ز کام خلق برخاست
مقبل چہ نمک فشاند در سال	معشوق ملیح جلوہ آراست سنہ ۱۳۰۱

ایضاً

داغ کی روشن بیانی دیکہیے	داغ کہا ہے اس سے دلبر ماہ نے
وصف دیوان مین یہہ مقبل نے لکہا	گل کہلائے داغ عالی جاہ نے سنہ ۱۳۰۱ھ

ایضاً

کیا داغ کا دیوان ہے کوئی آئنہ خانہ	مردم اسے کیون دیکہہ کے رہجاتے ہین ششدر
یہہ بہی جو نہین ہے تو پری خانہ ہے بیشک	دل دیکہنے سے جسکے ہے دیوانہ و مضطر
کیا خوب یہہ مقبل نے لکہا سال الٰہی	معنی کا پرستان ہے یہہ دیوان منور سنہ ۱۳۰۱ھ

ایضاً

یہہ تیسرا دیوان بھی لکھا داغ نے کیا خوب	پھولوں سے مضامین کے سراپا ہے گلستان
پایا ہے سخن میں نجدا طرز خداداد	اُردو کا بجا ہے جو کہیں آپ کو سحبان
ہے رنگ سخن رنگ زمانہ سے موافق	پیدا ہے جو اک بات تو سو باتیں ہیں پنہان
حالیہ لکھا تو نے یہہ مقبل سخن فصلی	اِک داغ ہے حاسد کے لئے جلوہ دیوان
	سنہ ۱۲۹۹ ف ہندی

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین مقال جناب برہان علی صاحب مخمور تخلص حیدرآبادی تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

چھپا تیسرا داغ صاحب کا دیوان	مضامین خوب اصطلاحات عمدہ
لکھا سال ہجری یہہ مخمور نے بھی	ہوا طبع سب مخزن روزمرہ
	سنہ ۱۳۱۰ ہجری

ایضاً

جو دیوان چھپا میرے اُستاد کا	ہوا کیا ہی مخمور دل باغ باغ
سرِ اُنس سے سال لکھہ عیسوی	ہوا طبع رنگین یہہ مہتاب داغ
	سنہ ۱۸۹۲ء

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش فکر نازک خیال جناب محمد غالب مرزا صاحب مراد تخلص برادرزادہ و شاگرد جناب مصنف مدظلہ

واہ کیا دیوان ہے مہتاب داغ	شمس نورانی ہے یہہ ماہِ تمام

شاعری نازان ہے جس استاد پر | کون وہ استاد اِس فن کا امام
واہ لے نواب مرزا خان داغ | مستند دنیا مین جنکا ہے کلام
اُنکا یہہ دیوان نامی چھپ گیا | جسکے آگے ماہ و اختر ہین غلام
ابتدا سے انتہا تک ایک ہے | سر سے پا تک روزمرہ ہے تمام
چاند اِسے کہیئے تو اُسمین داغ ہے | اور یہہ بیداغ بالکل لاکلام
اِسکو کیا سورج سے ہم تشبیہ دین | اِسمین نور اور اُسمین آتش ہر تمام
اب اِسے کس چیز سے دیجے مثال | ہوتی رہتی ہے قلم کی رُوک تھام
حاسد و نکار رشک سے دِل ہو کباب | دشمن اِسکی آگ مین لوٹین مدام
اِسکا سال طبع یون لکھو مرا | سب کلام داغ ہے ماہِ تمام

سنہ ۱۳۱۱ھ

ایضاً

ہوا وہ مہتابِ داغ تابان کہ جس سے روشن ہین مہر و مہ ہین | فروغ سے اِسکے جگمگایا سپہرِ جاہ و جلالِ اُردو
مجھے ہوئی فکر اِسکی جسدم کہ ختم کا سال کیا لکھون مین | پکارا ہاتف مراد لکھو ۔ کمال فضل و کمال اُردو

سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال روح و روان گلشن سخن جناب محمد شاکر حسین صاحب نکہت تخلص سہسوانی

چھپا یہہ دیوان داغ کا ہے کہ شعلہ روشن چراغ کا ہے

جو رنگ مضمونون مین باغ کا ہے بہار معنی مین تازگی ہے

بلند اشعار ہین سراسر زمین غزلون کی ہے فلک پر

ہر ایک نقطہ بنا ہے اختر سواد تحریر چاندنی ہے

بھری ہین کیا شوخیان بلا کی تڑپ ہے بندش مین انتہا کی

یہہ فکر ہے داغ خوش نوا کی طبیعت ایسی کسے ملی ہے

یہہ حسن ترکیب ہے سراپا کھچا ہوا حور کا ہے نقشا

ہر ایک مصرع ہے قد پری کا یہہ سادہ پرکار شاعری ہے

ہے روکش لالہ زار دیوان نہ کیون دکھائے بہار دیوان

نظر سے گذرے ہزار دیوان کچھہ اسکی پرداز ہی نئی ہے

اسی پہ مرتا ہے سب زمانہ یہی ہے اک زیست کا بہانہ

بیان مین ہے رنگ عاشقانہ سخن مین معشوقیت بھری ہے

لبھا رہے ہین دلونکو مضمون بھرا ہے شعرون مین سحر و افسون

سخن پہ ہے چشم شوق مفتون نگاہ حرفون پہ جم گئی ہے

زبان کی تعریف مین کرون کیا ہوا ہے اشعار سنکے سکتا

نہین ہے منہہ مین زبان گویا چپ ایسی کچھہ آج لگ گئی ہے

کھلا و نکہت گل مضامین سناؤ تاریخ نور آگین

کلام دلکش بیان رنگین یہہ معجزہ ہی ہے سحر ہی ہے

١٣١٣

ایضاً

کلامِ حضرتِ نواب مرزا
پسندِ خاطرِ پیر و جوان ہے

نہیں دیوان داغ نکتہ پرور
متاعِ حسنِ معنی کی دکان ہے

چبھے دلمین نہ کیونکر رنگِ مضمون
زبان شاعر کی خنجر کی زبان ہے

بھری ہے کوٹ کر شوخی سخن مین
جزاک اللہ کیا حسنِ بیان ہے

نہ پوچھو رفعتِ شانِ معانی
زمین شعر رشکِ آسمان ہے

ڈھلا ہے حسن کے سانچے مین ہر شعر
سخن سے نور کا جلوہ عیان ہے

بیان مین ہے بہارِ حسنِ یوسف
ہجومِ شوق عالم کاروان ہے

پریخانہ کا ہے ہر بیت مین لطف
جو مصرع ہے قدِ حورِ جنان ہے

ہر اک برجستہ مصرع شوخیون سے
حریفِ مصرعِ برقِ طپان ہے

نہ کیونکر آبرو پائین مضامین
طبیعت جوشِ دریا کی روان ہے

لکھی برجستہ نکہت نے یہ تاریخ
کلامِ شاعرِ شیرین بیان ہے

سنہ ١٣١٠ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکرِ رنگین سخن عالی فکر جناب مولوی محمد فصیح اللہ خان صاحب نیّر تخلص رئیس شہر بنارس تلمیذ جناب مرزا محمد حسن صاحب فائز

چھپ گیا دیوانِ ثالث داغ کا
جسکو روح و جانِ آرائش کہو

فکر سال طبع اے تیر جو ہو — ہے نگارستان آرائش کہو ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع بلند و فکر ارجمند جناب سید آل حسن صاحب نگہت شاگرد جناب نسیم بہرت پوری

واہ کیا عمدہ چھپا مہتاب داغ — شان الفاظ و معانی دیکھنا
فرقِ حاسد کا کہ نگہت لکھو — داغ کی معجز بیانی دیکھنا ۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین زبان جناب محمد فخر الدین صاحب نادم تخلص فرزند جناب حافظ لطف الدین صاحب سوداگر رام پوری

چھپا تیسرا جبکہ دیوانِ داغ — ہوئے دیکھکر شاد اربابِ فن
پئے سال تاریخ نادم شتاب — رقم زد۔ مبارک عروسِ سخن ۱۳۰۹ھ

ایضاً

چھپ گیا دیوانِ ثالث داغ کا — جو سخن گوئی میں ہیں عالی مقام
سالِ ہجری طبع کا نادِم یہہ لکھا — دُرِ تاج شاعری ہے یہہ کلام ۱۳۱۰ھ

ایضاً

دیوان تیسرا بھی چھپا خوب داغ کا — مشتاق جسکے دید کا سارا جہان ہے
ناز و ادا و عشوہ و سوز و گداز دل — سب کچھہ ہے حسن و عشق کی گویا یہہ جان ہے

انصاف ہے جو دیکھے [illegible] تو واقعی [illegible] دی لکھے یہہ وزن ہمہ سال	آفت کی بندشین ہین بلا کا بیان ہے مضمون سحر کے ہین غضب کی زبان ہے ۱۲۹۹ھ ۱۸۹۲ء

ایضاً

گشت دیوان سوم طبع چون با صد آب و تاب بہر تاریخ مسیحی فکر دامنگیر شد	از گل مضمون رنگینش معطر شد دماغ از دل و جان گفت ناظم سلک گوہر سفتہ داغ ۱۸۹۲ء

ایضاً

زہے فکر داغ ہمہ دان فن بصد حسن صحت چو گردید طبع پئے عیسوی سال ناظم شتاب	چہ زیبا دُرِ نظم نایاب سفت بدلہا گلِ شادمانی شگفت بملکِ سخن سکۂ داغ گفت ۱۸۹۲ء

ایضاً

طبع مہتابِ داغ شد ناظم شد بدو طبع سال طبع کہ ہست	کہ از آن گشتہ روشنی بدماغ فکر حاضر جناب مرزا داغ ۱۳۰۹ھ ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ طبع شاعر رستم بیان معرکۂ سخن منشی محمد عبدالرزاق صاحب نُصر باشندۂ ناگپور حال ملازم سرکار نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ

سن کے مہتابِ داغ کا چھپنا	بولے تاریخ اس کے سب کہہ مہ

کون کہتا ہے تیسرا دیوان	باب ہے رحمتِ خدا کا یہہ ۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ از نتیجہ طبع شاعر نازک خیال ناثر عدیم المثال ہمپایہ طالب و کلیم جناب منشی شبیر حسین صاحب نسیم تخلص شاگرد رشید جناب مصنف مدظلہ

تیسرا دیوان چھپا اُستاد کا	کیون نہون خوش دیکھکر اہل کمال
اور ہے ایسا کوئی جادو بیان	اور ہے ایسا کوئی نازک خیال
ہان یہی ہے تازگی بخش سخن	ہان یہی ہے رونق افزائے کمال
یہہ ہے اُردو سے معلی دیکھیئے	دیکھیئے کہتے ہین اسکو بول چال
عقل حیران ہے کہ اسکو کیا کہین	معجزہ ہے یہہ کہے سحر حلال
اِسکے ہر مصرع کے تیور دیکھکر	سرنگون ہے بام گردون پر ہلال
دیکھکر ہر شعر کی بانکی ادا	کٹ رہے ہین دلمین کیا کیا خوش جمال
یہہ مضامین یہہ ادا بندی کی شان	یہہ پری بندش یہہ پاکیزہ خیال
ہان یہی میوہ غذائے روح ہے	گلشن تفریح کا یہہ ہے نہال
ہے یہی تو انجمن آرائے عشق	ہے یہی تو شمع بزم حال و قال
ہے اِسی سے گرمیئے بازارِ عشق	ہے اِسی سے رونق حسن و جمال
بس اسیکا حسن ہے زاہد فریب	ہے اسی کے دام سے چلنا محال
جیسوی تاریخ کی تھی مجھکو فکر	دِل پکارا ہے عجب اِتنا خیال

فرقِ اعدا کا انکر لکھدے تسنیم	بے نظیر و بے عدیل و بے مثال ۱۸۹۲ء

ایضاً

چھپا ہے اس شہ اقلیم نظم کا دیوان	کہ جسنے عرش پہ پہونچا دیا سخن کا دماغ
[illegible] سن ختم طبع ...	بیان درد دل داغ و درد نامہ داغ
	۱۳۱۰ھ ۱۳۰۹ھ

ایضاً

جناب داغ ملک دکن سے ہوا طلوع	آئیں کدھر ہیں عاشق جانانہ سخن
چلتا ہے دور بادہ حسن کلام پھر	کھلتا ہے آج پھر درِ میخانہ سخن
لوٹو عروس نظم کے جوبن کی پھر بہار	پھر دیکھو سیر حسن صنم خانہ سخن
سرمہ ہے باصرہ کے لئے یہہ مہ کلام	دعوت ہے سامعہ کی یہہ افسانہ سخن
پوچھیں جو محو شاہد مضمون سنین طبع	کہدے تسنیم۔ جلوہ مستانہ سخن
	۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال خوش تقریر شیرین مقال مولانا مولوی جناب ابو الجمیل معین الدین محمد عبد الجلیل صاحب نعمانی رامپوری مصنف جواب شافی سانحہ تاریخ و بیدبانی وغیرہ

یہہ کس گل خوشنما کا ہے عطر	گل کیسے شگفتہ باغ کا ہے
ہے سال و سوال و جواب ایک	مطبوع کلام داغ کا ہے
	۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع وقاد شاعر بے عدیل جناب مولوی محمد عبد الواحد صاحب محدث و فقیہ واحد تخلص

کلام داغ با اوج معانی
سر رفعت ز گردون بر کشیدہ

نگشتہ بے سبب این شہرت نظم
ہمہ مقبول ہست و برگزیدہ

بہ یکتائی نظیر خود ندارد
چنین مضمون کہ بشنیدہ کہ دیدہ

رقم زد کلک واحد سال تاریخ
بیان مطبوع و نغز و پاک و چیدہ

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ طبعزاد شاعر خوش فکر نکتہ سنج جناب مہدی حسن صاحب اہلمد پیشی عدالت منصفی فوجداری خاص ریاست بہوپال

عنوان تاریخی

دیوان ہے یہہ شاعر گلشن طراز کا

سنہ ۱۳۱۰ھ

کیا داغ کی کلک گہر افشان نے کہلایا
کاغذ کے خیابان پہ فصاحت کا گلستان

ہر لفظ گل تازہ ہے ہر نقطہ ہے غنچہ
ہے سرو ہر اک مصرع برجستہ و پیچان

چہنپنے کا لکہا واجد نے مصراع شگفتہ
ہے بحر مضامین دل آویز یہہ دیوان

سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

عنوان تاریخی

داغ دل دوزخ ہے حاسد کے لئے یہہ دیوان

سنہ ۱۳۱۰ھ

نہالِ کلکِ داغِ خوش بیان نے
سرِ اعدا اُڑا کر وجد لکھدو

بصد ہین کے کہلاے باغ کیا کیا
دیئے ہین حاسدونکو داغ کیا کیا
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

عنوان تاریخی
دیوان داغ ہو گیا اعدا کے واسطے
سنہ ۱۳۱۰

لطفِ زبانِ ریختہ مخصوصِ داغ ہے
کیون ہو نہ بار رشک سے اعدا کا سرنگون

محمود کے لئے ہے نہ حامد کیواسطے
دیوان ایک داغ ہے حاسد کیواسطے
سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

عنوان تاریخی
ہے مہِ کاملِ یہہ دیوان داغِ والاجاہ کا
سنہ ۱۳۱۰

زبان ریختہ کے باغ کے ہین
صبا کا رشک سے کیون دل نہ نکلے

جناب داغ خوش آہنگ بلبل
کہلائے داغ نے اعجاز کے گل
سنہ ۱۳۱۰

قطعۂ تاریخ از طبع شاعر نازک خیال سخنور بی نظیر جناب محمد وزیر صاحب

وزیر مالک مطبع رپن پریس اخبار جنرل و گوہر آصفی کلکتہ

مری آنکھہ تھی مائل خواب اک شب
تعلق سے آزاد تھا قلب پرغم

نہ لیتا تھا چٹکی کوئی شوخ دل مین
تہی اشک حیرت سے تہی چشم پرنم

غم دنیوی سے فراغت تہی حاصل
ہراک گہرمین تہی شادمانی فراہم

مسرت کا ہنگامہ تہا شش جہت مین
مزاج زمانہ بہی تہا کچہہ نہ برہم

کہلے نظم کے گل زمین سخن مین
مضامین کے طائر مچاتے ہین اودھم

وہان سننے والون کا ہوتا ہے مجمع
جہان ہم سخن شعر کہتے ہین باہم

رسا ہوتی ہین مرحبا کی صدائین
تعلی کی لیتے ہین شاعر جو پیہم

طبیعت کی جدت مین ہی شوخیان ہین
بدلتا ہے رنگ آسمان لاکہہ ہردم

عجب وقت تہا وہ سہانا سمان تہا
فلک پر سحر کی سفیدی تہی کم کم

غضب ہے مؤذن کی اللہ اکبر
شب وصل کے سونے والونکو ہے سم

عجب نور کا وقت ہے صبح صادق
بہت طبع انسان کی رہتی ہے خرم

کوئی کہہ رہا ہے بالحان عشرت
یہی قلب محزون سے فرحت ہے توام

کسی نے کہا دل مین خدشہ ہے ناحق
میسر ہراک کو یہہ ہو وقت جسم جم

چہپا دہلوی داغ صاحب کا دیوان
دل خستگان یہان کا ہے مرہم

وزیر آکے کانومین کہتا ہے ہاتف
الٰہی یہہ ہو ـ نظم مقبول عالم

١٣٠٩